لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

مسمّی باسم تاریخی

# کنز الآخرۃ

۱۳۰۹ھ

معروف بہ

# شریعت نامہ

تصنیف لطیف جناب تقدس مآب مولانا چودھری
محمد عبد الحمید خانصاحب رئیس قصبہ سہاور ضلع ایٹہ

باہتمام منشی عبد العزیز خاں صاحب پرنٹر
عزیزی پریس آگرہ میں چھپی

(صفحات ۲۵۲) [illegible]

خورشید رقم [illegible]

بقیمت مجلد دو روپیہ

## مضامین کتاب کنز الآخرۃ بقید عنوان مضمون و نمبر

# تمہید بابت اشاعت اول کنز الآخرۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد یہ خاکسار ذرہ بےمقدار امیدوار رحمت پروردگار ہیچمدان بلید محمد عبد الحمید عفی عنہ۔ متوطن قصبہ سہاور ضلع ایٹہ قسمت آگرہ عرض کرتا ہے کہ جبکہ ۱۲۹۹ھ قدسی میں اس احقر نے صرف و نحو کو ختم کر کے شرح وقایہ عربی شروع کیا اور اسکے ساتھ دوسرے وقت مشکوٰۃ شریف کا درس لیا چونکہ یہ احقر ہمیشہ سے ضعیف القویٰ و دائم المرض و نیز ضعف دماغ و آشوب چشم میں مبتلا رہتا تھا بدیں وجہ اکثر سبق ناغہ ہوا کرتے تھے کہ بعض اوقات چار چار چھ چھ ماہ تک مسلسل۔ کتاب دیکھنے کی نوبت نہیں آتی تھی جس سے استفادات علمیہ میں سخت نقصان پہنچتا تھا و بقولہ لکل شیء آفۃ وللعلم آفات تعلیم میں بہت حرج واقع ہوتا تھا پس بسبب ضعف دماغ و استیلاء سہو و نسیان و سقم قوت حافظہ و انقطاع سلسلہ درس تدریس مسائل فقہیہ یاد نہیں رہتے تھے جسکی شکایت میں اکثر اپنے استاد حضرت مولٰینا و بالفضل اولانا و سیدنا و معتمدنا المدعو بہ حافظ امیر حسن ثانی سہسوانی انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا کرتا تھا ایک روز حضرت مولانا مرحوم و مغفور نے فرمایا کہ مسائل کی یادداشت اور اسکی سہولت تحفظ و تذکر کی یہ تدبیر بہت اچھی ہے کہ جو سبق روزانہ تم پڑھو اسکا ترجمہ اردو میں نظم کرتے جاؤ اس سے مسائل کی یادداشت تمکو بخوبی بنی رہے گی کیونکہ ان مفہومات عربیہ و مسائل فقہیہ کو ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے اور ان لآلی منثورہ کو سلک نظم میں پرونے میں جو تدبر و غور تمکو کرنا پڑیگا تو بخوبی نہایت آسانی سے جلد تر ہر جزئی و کلی مسئلہ ذہن میں راسخ اور نقش اسکا لوح حافظہ میں ثابت ہوتا رہیگا اور آخر میں وہ ایک کتاب منظوم و مستقل ہو جائے گی کہ جو دیگر فارسی و اردو خواں طالبعلموں کو بہت فائدہ بخشے گی۔ خاصکر ان لڑکیوں کو جو کہ قرآن مجید پڑھنے کے بعد اردو مسئلہ مسائل کی ضروری کتابیں پڑھنا چاہتی ہیں انکو یہ نفع عظیم بخشے گی۔ کیونکہ اسمیں تمام ضروری مسائل نظم میں آجائیں گے اور نظم کا یاد کرنا بہ نسبت نثر کے بہت آسان ہے اور ایسی کوئی کتاب جامع نظم اردو میں آجتک نہیں ہے کہ جس میں جمیع ضروری مسائل عبادات و معاملات کے موجود ہوں پس یہ رسالہ منظوم اس مقصد کیواسطے نہایت مناسب و فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ چونکہ اس زمانہ میں مجکو ایک گونہ شعر اشعار سے شوق بھی تھا تو حضرت استاد کا یہ ارشاد میرے دل میں سرایت کر گیا اور اسی وقت میں نے شرح وقایہ کو لیکر کتاب الطہارت باب الوضو سے نظم میں ترجمہ بامحاورہ کرنا شروع کر دیا اور جو ترجمہ کہ روزانہ میں نظم کرتا تھا وہ حضرت مولانا کو ملاحظہ کراتا تھا مولانا اس کی اصلاح فرماتے تھے اور نیز مسائل کی مطابقت کنز الدقائق و در مختار سے کرتے جاتے تھے اور واجبات و سنن و مستحبات نماز و حج وغیرہ میں اکثر مطابق در مختار کے تحریر کراتے تھے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ باتیں ایسی بسط و تفصیل کے ساتھ نہیں ہیں جسطرح کہ در مختار میں ہیں۔ اور مسائل مختلف فیہ امام اعظم و صاحبین رحمہم اللہ میں یا تو وہ در مختار کے مفتی بہ مسئلہ کے بموجب عمل کرنیکا حکم دیتے تھے یا اپنا اور اپنے استاد حضرت مولانا مولوی تراب علی صاحب مرحوم لکھنوی کا معمول بہ قرار دیکر اسکے موافق ہدایت فرماتے تھے اور یہ احقر اسی کے مطابق نظم کے پیرایہ میں لاکر زیب صفحہ قرطاس کرتا تھا چنانچہ اسی اصول کے موافق یہ سلسلہ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۲ھ تک جاری رہا اور رسالہ ہذا کتاب الفرائض کے آخر تک منظوم ہو کر تیار ہو گیا۔ کتاب الفرائض سراجی شریفی سے ترجمہ کیگئی ہے۔ رسالہ ہذا کے عبادات تو قریب قریب سب نظم کر لئے گئے ہیں ولیکن معاملات میں البتہ ضروری ضروری باتیں کار آمد لیگئی ہیں اور باقی کو بسبب طوالت کے چھوڑ دیا گیا ہے۔ من بعد حضرت مولانا کو یکایک سفر گجرات پیش آیا اور یہاں سے رخصت ہو کر سنہ ۱۳۰۲ھ سے سنہ ۱۳۰۹ھ تک گجرات و بڑودہ ملک متوسط کے سفر میں حضرت مولانا سیاحت فرماتے رہے اور یہ سلسلہ درس و تدریس و نظم رسالہ کا معرض التوا میں پڑ گیا بالآخر ۱۹۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۹ھ کو میری والدہ ماجدہ مرحومہ نے سفر آخرت قبول فرمایا کہ باران رحمت بر مرقدش برسے اسوقت مولانا موصوف بہ تعزیت مرحومہ پھر یہاں تشریف لائے اور رسالہ منظوم کی بابتہ فرمایا کہ وہ کہاں ہے اسکو تلاش کراکر نکلوایا تو فرمایا کہ اس میں حمد و نعت اور لکھو اور اسی کے ذیل میں عقائد کے ضروری مسائل بھی شامل کرو اس کے بعد اسپر نظر ثانی کر کے صاف کر لو اور پھر اسکو بیادگار اپنی والدہ مرحومہ کے چھپوا دو تاکہ ہر ایک مسلمان کے وہ کار آمد و فائدہ بخش ہو اور تمہاری والدہ کی روح کو ثواب پہنچے چنانچہ اس وقت کتاب الایمان سے کتاب الوضو تک پھر نظم کیا گیا اور مولانا موصوف نے اس کا تاریخی نام کنز الآخرۃ اس وقت تجویز فرمایا اور اس ناچیز نے اس کا دوسرا نام غیر تاریخی شریعت نامہ رکھا اور یہ دونوں

تمام عنوان کتاب پر درج کیے گئے۔ بعد ازاں مولانا موصوف نے اسکے چھپنے کی تاکید بعجلت فرما کر مکان کو تشریف لیگئے اور وہ رسالہ پھر حیز تاخیر
میں پڑگیا اور رسالہ مذکور پر نظر ثانی کر کے صاف کرنے اور سواد سے بیاض میں لانے کی نوبت نہ پہنچی۔ حتیٰ کہ اسکے تھوڑے زمانہ کے بعد ریاست سہاور
بعلت زیر باری قرضہ زیر اہتمام کورٹ آف وارڈس آئی اور حسب الحکم حضرت والد ماجد قبلہ و کعبہ جناب چودہری صاحب مرحوم و مغفور مالک ریاست
یہ ناچیز اس کا منیجر و مہتمم قرار دیا گیا اور یہ سلسلہ کورٹ کا ۳۱ اگست ۱۹۰۹ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ تک برابر قایم رہا اور اس دوران میں
کثرت کار کی وجہ سے ایکبار بھی رسالہ مذکور پر تکرار نظر کی یا مطالعہ کی نوبت نہیں آئی حالانکہ اس درمیان میں مولانا صاحب کے متعدد خطوط
بھی آئے اور دو ایک مرتبہ مولینا موصوف خود بھی تشریف لائے اور رسالہ کی جلدی اشاعت کی تاکید شدید فرمائی ولیکن رسالہ مذکور پر نظر
ثانی کرنا اور اس کے محکوک و مشکوک حروف کو صاف کر کے مکرر تحریر کرنا اس وقت تک میسر نہیں ہوا جبتک کہ کورٹ آف وارڈس کا طوفان
بے تمیزی میرے سر پر جوش زن رہا۔ مَا كُلُّ مَا يَتَمَنَّى الْمَرْءُ يُدْرِكُهُ ۔ تَجْرِي الرِّيَاحُ بِمَا لَا تَشْتَهِي السُّفُنُ
آخر الامر خدا خدا کر کے ۳۱ اگست ۱۹۰۹ء کو ریاست سہاور قرضہ سے پاک ہو کر کورٹ آف وارڈس سے واگذاشت ہوئی اور سرکاری جوابدہی سے
مجھکو نجات ملی اگرچہ ریاست کے کام سے پھر بھی سبکدوشی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ جناب چودہری صاحب مرحوم و مغفور نے سلسلہ کام کا بدستور
میرے ہی ذمہ بمصداق قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند قایم رکھا مگر تاہم وہ جوابدہی اور کثرت کار کہ جو سرکاری ضابطہ میں منسلک ہونے
سے رہتی تھی وہ اب نہیں رہی اور ایک گونہ کام سے فارغ البالی اور آزادی حاصل ہوئی۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اس اطمینان کے حاصل
ہونے پر مولانا صاحب ممدوح کا وصال ہو چکا تھا۔ اور اس بنا پر اب خود مجھکو نہایت عجلت و فکر ان کی تعمیل ارشاد و تکمیل وصیت کی نسبت
لاحق ہوئی۔ بعد واگذاشتگی کورٹ اول میں نے جناب قبلہ و کعبہ چودہری صاحب مرحوم و مغفور سے رسالہ مذکور کے صرفہ اشاعت
کیواسطے عرض کیا چنانچہ مرحوم و مغفور نے اسی وقت مبلغ ایک ہزار روپیہ تک اسکی اشاعت میں صرف کر دینے کی منظوری عطا فرمائی اور
میں نے اس حکم مسرت بخش کے حاصل ہو جانے پر فوراً رسالہ مذکور کو نکال کر نظر ثانی کرنا اور صاف کر کے تحریر کرنا شروع کر دیا اور بجائے
اس کے مسائل کی توضیح اور اشعار کی تشریح میں حواشی اضافہ کر کے حاشیہ کتاب پر درج کرتا گیا اگرچہ یہ نظر ثانی اور حاشیہ نگاری بھی
نہایت تردد و بے اطمینانی کے ساتھ وقوع میں آئی کیونکہ ایسا موقع اب بھی مجھکو ہاتھ نہ آیا کہ میں اس کام کو بالکل یکسو اور مطمئن ہو کر انجام
دیتا کیونکہ اسلئے کہ پھر بھی ریاست کا کام اور اہل معاملہ کا ہجوم ہمہ وقت اس میں خلل انداز و جمعیت خاطر میں تفرقہ پرداز ہوتا تھا مگر باینہمہ
جیسا کچھ کہ مجھ سے ہوسکا نظر سرسری کے ساتھ قلم برداشتہ لکھتا گیا اور رسالہ مذکور کو صاف کر کے حاشیہ چڑھاتا گیا اور اگرچہ اس پر بھی
بعض اوقات ایک ایک دو دو ماہ کا وقفہ و ہرج اسمیں پڑ رہا تاہم اس کام کو اب میں نے چھوڑا نہیں اور موقع بموقع کرتا گیا تا آنکہ اسی
دوران میں ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۱۱ء کو بوقت ظہر میرے والد ماجد عالیجناب قبلہ و کعبہ چودہری محمد نور اللہ خانصاحب
بہادر مالک ریاست سہاور رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى نے اپنا ظل عاطفت ہم پس ماندگان کے سر سے اٹھا کر داعی اجل کو لبیک جا پکارا۔
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ اس وقت دفعتاً کوہ ہم و غم میرے سر پر آن ٹوٹا اور تمام عالم تیرہ و تار مجھکو نظر آنے لگا اور جو خیالات
وساوس کہ اب تک مطلقاً میرے وہم و گمان میں بھی نہ گذرے تھے اب وہ باد صرصر کی طرح میرے دل و دماغ میں سرایت کر کے مجھکو بیچین کرنے
لگے اور داعی اجل کی ہیبت آواز میرے کانوں میں بھی سرسراہٹ پیدا کرنے لگی اسوقت میں نے نہایت عجلت کیساتھ اس رسالہ متفرقہ کے
مسودہ و حاشیہ کو نیم پختہ اٹھا کر [illegible] فورس کو نیم رس لیکر صاحب مطبع عزیزی آگرہ کی خدمت میں بھیجدیا اور انکو ہدایت کی کہ وہ فوراً اسکی طبع
شروع کراویں۔ رسالہ مذکور کے آخری اجزا جو صاف ہونے کو رہگئے تھے وہ اس دوران طبع میں صاف کر کے اور حاشیہ چڑھا کر میں روانہ کرتا رہا
چنانچہ بفضلہ و کرمہ اب یہ رسالہ طبع ہو کر تیار ہو گیا۔ چونکہ بسبب قلت فرصت و واقعات مندرجہ بالا رسالہ ہذا کی طبع میں بہت عجلت کیگئی ہے اور
جس طرح پر کہ میرا دل چاہتا تھا اس طرح اس کی تکمیل نہیں ہوئی ہے بدیں وجہ صاحبان اہل علم و فضل کی خدمت بابرکت میں گذارش ہے کہ رسالہ ہذا
کو از اول تا آخر حرف بحرف ملاحظہ فرما کر اور اس کے حسن و قبح پر نظر تامل فرما کر جو نقائص و فروگذاشتیں کہ اسمیں پیدا ہوں وہ براہ کرم قلمبند
کر کے مجھکو ان سے اطلاع بخشیں میں بسید و نہایت انکا ممنون و شکر گذار ہونگا اور جن جن نقائص پر کہ متعدد دفعتاً بالغ النظر کا اتفاق
ہوگا انکی رسالہ مذکور میں ترمیم کر دونگا۔ اور بعد ترمیم اگر خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے مجھکو مزید مہلت عطا فرمائی تو رسالہ مذکور
انشاء اللہ مکرر طبع کرا کر شائع کرونگا۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ حَسْبِيْ وَلَا مَعْبُوْدَ سِوَاهُ ۔

فقط حررہ عبد الحمید عفی عنہ بماہ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ ہجری

لا اِلٰہَ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ

مسمّٰی باسم تاریخی

# گلزار آخرت

۱۳۰۹ھ

معروف بہ

# شریعت نامہ

تصنیف لطیف جناب تقدس مآب مولٰنا چودھری محمد عبدالحمید خاں صاحب

رئیس قصبہ سہاور ضلع ایٹہ

باہتمام منشی عبدالعزیز خاں پرنٹر

کارخانہ عزیزی پریس آگرہ میں چھپی

## بحمدہٖ وبفضلہٖ

### بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد ہے مخصوص اُس اللہ کو — نور بخشا جس نے مہر و ماہ کو

ہے وہ فرد و قادر و حیّ و صمد — لم یلد لم یولد و واحد احد

وہ صفات و ذات میں سب سے بڑا — اور نہیں مثل اُسکے کوئی دوسرا

ممتنع بالذات ہے[1] اُس کا نظیر — کل شیٔ ھالک الا القدیر

حدث سے وہ پاک ہے اور لازوال — ہے قدیمی ذات اُسکی ذوالجلال

ہیں صفات و ذات سب اُسکے قدیم — ہے وہ بیچون و چگون بے خوف و بیم

وہ یگانہ ہے[2] صفات و ذات میں — حکم میں - افعال میں - ہر بات میں

وہ نہ کھاتا ہے[3] نہ پیتا ہے - اخی — اور نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے کبھی

---

[1] ممتنع بالذات ہے الخ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ کا نظیر و مثل ممتنع بالذات ہے کیا معنی کہ غیر ممکن ہے مثل اُس کا کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا ہے اور سوائے اُس قادر برحق کے تمام چیزیں ہلاک و فنا ہونے والی ہیں اور حادث ہیں بقا و قدامت اُسی کی ذات بابرکات کے واسطے لازمی و قطعی ہے اور اُس کے بارے میں چون و چرا کرنا ناجائز ہے ۱۲

[2] وہ یگانہ ہے الخ یعنی وہ حق سبحانہ تعالیٰ ذات و نیز صفات میں یکتا ہے کہ نہ اُس کی سی ذات کسی کی ذات ہے اور نہ جیسی اُس کی صفات ہیں ویسی دوسرے میں صفات ہو سکتی ہیں نہ اُس کا سا حکم کسی دوسرے کا حکم ہے کہ اُس کا حکم اٹل ہے اور نہ اُس کا سا فعل کسی دوسرے کا فعل ہے کہ وہ اپنے فعل میں مختار کامل ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی اُس کا مانع و مزاحم نہیں ہو سکتا یہ بات ہرگز کسی اور کو نہیں حاصل ہے کہ جس کام کے کرنے کا ارادہ کرے اُس کو یقینی کرے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک کام کا ارادہ کرتا ہے - لیکن کسی طرح اُس کو پورا نہیں کر سکتا عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ پس یہ بات ہی اُسی کے اختیار و قبضۂ قدرت میں ہے کہ کسی کے ارادے کو پورا کرے یا نہ کرے غرضکہ وہ قادر مطلق ہر بات میں یکتا و بے مثل ہے ۱۲

[3] وہ نہ کھاتا ہے الخ یہ شعر اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے اور جو کہا گیا کہ وہ ہر بات میں یکتا ہے اُس کا یہ بیان ہے کہ وہ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے وہ قایم و دائم ہے اور یہ اُسی کے ساتھ خاص ہے - منہ ۱۲

قائم و دائم ہے اور واجب وجود ۔۔۔ ساری چیزوں کی اُسی سے ہے نمود

ہے وہی خلاق مخلوقات کا ۔۔۔ ہے وہی رزاق مرزوقات کا

سب کا خالق ہے نہیں مخلوق وہ ۔۔۔ سب کا رازق ہے نہیں مرزوق وہ

وہ کسی کا بھی نہیں محتاج ہاں ۔۔۔ اُسکے سب محتاج ہیں خورد و کلاں

پاک ہے ہر حاجت و ہر عیب سے ۔۔۔ سب کا وہ حاجت روا ہے غیب سے

مالک ملک زمین و آسماں ۔۔۔ خالق کون و مکان و این و آں

خالق ان کا ان سے پہلے جیسے تھا ۔۔۔ ان کے ہونے پر بھی ویسا ہی رہا

گھٹتا اور بڑھتا نہیں وہ لم یزل ۔۔۔ دائما یکساں ہے وہ عزّ و جل

ہے منزہ جسم سے وہ پاک ذات ۔۔۔ بے زمان و بے مکان و بے جہات

جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے ۔۔۔ مادہ سے اور مرض سے پاک ہے

ہاتھ پاؤں آنکھ اور منہ اُسکے سب ۔۔۔ ہیں صفاتی جسمیت ہو اُن میں کب

---

۵۱ واجب وجود۔ الخ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ لم یزل و لایزال واجب الوجود ہے اور وجود ذاتی اسی سے خاص ہے کہ بے کسی موجد کے بذات خود موجود ہے باقی تمام سوا اُسکے وجود ما سوا وجود سے موجود ہے پس مرتبہ وجود ذاتی میں تمام عالم معدوم ہے اسی لئے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ فرمایا اور مرتبہ وجود عطائی میں عالم کا وجود حق ہے محض وہم و خیال نہیں ہے جیسا کہ بعض فرقۂ باطلہ و ملاحدہ کا عقیدۂ فاسدہ ہے منہ ۵۲ ہے وہی خلاق الخ یعنی وُہی حی قیوم واجب الوجود جل شانہ آسمان و ما فیہما و جمیع کائنات و مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے جیسا کہ آیۂ کریمہ کُنْ فَیَکُوْنُ سے روشن ہے اور وہی رزاق قادر مطلق تمام جاندار وں کا رزق پہنچانے والا روزی رساں ہے جیسا کہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا سے ظاہر ہے وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۔ اس رتبہ سے ساری جہاں کرم گستردہ کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد۔ منہ ۵۳ سب کا خالق ہے الخ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ جمیع کائنات کا خالق ہے اور وہ خود مخلوق نہیں ہے کیونکہ اُسکی ذات بابرکات قدیم ہے اور قدیم کی صفت یہی ہے کہ وہ مخلوق ہو اور اسی طرح وہ سب جاندار چیزوں کی پرورش کرتا ہے اور ہر ایک کو رزق پہنچاتا ہے اور وہ خود بذات خاص رزق سے بے نیاز ہے۔ منہ

۵۴ وہ کسی کا بھی نہیں۔ الخ یعنی وہ بے نیاز کسی غیر کا کسی کام میں محتاج نہیں ہے اور تمام مخلوق اُس کی ہر بات میں محتاج ہے خواہ کوئی حقیر ہو خواہ کوئی امیر ہو بغیر اُس کی مدد و اعانت کے کسی کا کچھ کام نہیں ہو سکتا۔ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۱۲ منہ

۵۵ پاک ہے ہر حاجت و الخ یعنی وہ حق سبحانہ تعالیٰ ذو المجد و الکرم ہر قسم کی حاجت و ضرورت سے پاک ہے کہ حاجت بھی عیب ہے اور وہ ہر عیب سے منزہ ہے اور وہ قاضی حاجات سب حاجتمندوں کی حاجتوں کا غیب سے پورا کرنے والا ہے کہ کسی کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ہمارا یہ کام کیسے اور کہاں سے ہوا اور اُسکی قدرت سے بے نشان و گمان وہ کام پورا ہو جاتا ہے الحق کہ۔ این کار حق دیگرے کے می کند۔ منہ ۱۲

۵۶ خالق ان کا ان سے پہلے۔ الخ یعنی زمین آسمان مکان و جمیع کائنات و موجودات کا خالق جیسا کہ وہ ان چیزوں کے خلق کرنے سے پہلے تھا بعینہ ویسا ہی اب بھی ان چیزوں کی پیدائش کے بعد ہے۔ ان چیزوں کے پیدا کرنے سے اس کی ذات مستجمع صفات میں کچھ کمی یا بیشی نہیں ہوئی کیونکہ وہ لم یزل ایسا عالی ذات ہے کہ جس میں گھٹنے اور بڑھنے کی کوئی بات نہیں ہے وہ عزوجل ہمیشہ در ہمیشہ اور ابد الآباد یکساں قائم و دائم ہے جل جلالہ۔ منہ ۵۷ ہے منزہ جسم سے الخ یعنی وہ بیچون بیچگون جسم سے مطلقاً پاک ہے۔ کیونکہ جسم اُس کو کہتے ہیں کہ جس میں طول و عرض و عمق لازم ہو اور ان باتوں کے واسطے زمانیت و مکانیت و جہت لازم ہے اور وہ پاک ذات ان سب سے مُبرّا ہے پس جو لوگ کہ یہ کہتے ہیں کہ وہ بھی اور جسموں کی طرح ایک جسم ہے وہ لوگ مجسمہ ہیں اور کافر ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ جسم تو ہے مگر اور جسموں کی طرح نہیں ہے جس کے واسطے کہ طول و عرض و عمق لازم ہے وہ بھی گمراہ و بہکے ہوئے ہیں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ہر معنی سے ہر قسم کے جسم سے بالکل منزہ و مبرا ہے منہ ۵۸ بے زمان و بے مکان و الخ۔ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ جس طرح جسم سے منزہ ہے اسی طرح زمان و مکان و جہات سے بھی بلکہ منزہ و پاک ہے کہ۔ سب چیزیں حادث ہیں اور جسم کے واسطے لازمی ہیں اس کو ان کی کچھ ضرورت نہیں ہے یہ سب چیزیں اسی نے پیدا کی ہیں ان کے پیدا کرنے سے پہلے جیسا وہ تھا ویسا ہی اب بھی ہے وہ پیدا نہیں اور وہ ہمیشہ ویسا ہی رہے گا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ بذات خاص اوپر ہے (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ یاد رکھ ہیں الخ یعنی یہ بات بھی یاد رکھ کہ حق تعالیٰ کی جس قدر صفات ہیں وہ نہ عین ذات ہیں کہ ذات و صفات بالکل ایک ہوں کہ اُن میں کچھ فرق نہ ہو اور نہ وہ غیر ذات ہیں کہ اُس سے بالکل علیحدہ و منفک ہوں اور یہ اور ہوں اور وہ اور ہوں بلکہ مثالاً مثل آب و حباب کے سمجھنا چاہئے اور زیادہ اُس کے سمجھنے کے درپے ہرگز نہیں ہونا چاہئے تاکہ غیر حق کو حق نہ سمجھنے لگے یہاں ملائکہ و قدسیوں کی عقول بھی گم و حیرت زدہ ہیں تا بشر خاکی چہ رسد بیت نہ ادراک در کنہ ذاتش رسد نہ فکرت بغور صفاتش رسد ٭ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ ۵۲ ہے کلام اُس کا الخ یعنی باری تعالیٰ کے کلام میں آواز نہیں ہے کہ آواز آلہ مخلوق سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اُس سے پاک ہے کیا خوب نظامی نے کہا ہے کہ ع کلامیکہ بے آلہ آمد شنید ٭ کہ ایسا کلام حق سبحانہ کا ہے۔ اور وہ کلام نہ حادث ہے نہ ساختہ ہے بلکہ وہ اُس کی صفت قدیمہ ہے کہ اُس کی ذات سے قائم اور نفس ذات کو لازم جس طرح اُس کی اور سب صفات ہیں کہ نہ عین خالق ہیں نہ مخلوق ۱۲ منہ ۵۳ کذب اُس کا ممتنع الخ یعنی کذب باری تعالیٰ ممتنع بالذات ہے کہ وہ قطعی غیر ممکن ہے اور امکان کذب کا جو قول نامعقول ہے وہ بہت بیجا اور بد ہے اور ذات بابرکات مستجمع صفات باری تعالیٰ پر تہمت و بہتان لگانا ہے کیونکہ کذب بہت بڑا عیب ہے کہ جس کے مرتکب پر لعنت وارد ہے اور کوئی عیب اُس کی ذات میں اصلاً ممکن نہیں ہے پس ایسے سخت عیب سے اُس کی ذات پاک کو متہم کرنا کس درجہ مقبوح و معیوب ہے۔ محال کی قدرت محال ہے ورنہ وہ اپنے فنا پر بھی قادر ہو اور اگر یہ ہو تو پھر اُس کا عدم بھی ممکن ہو اور اگر ایسا ہو تو پھر اُس کا وجود بھی واجب نہ رہے اور جب یہ ہو تو خدا خدا نہ رہے استعیذ اللہ مما یعترون٭ کذب باری ممتنع بالذات قدرت باری تسع الممکنات دونوں میں سمجھنا منافات عقل کی کوتاہی دین کی تباہی کا باعث ہے فتدبر و تامل ۱۲ منہ ۵۴ اوّل و آخر الخ یعنی خداوند عالم ایسا اول ہے کہ جس سے اوّل کوئی نہیں ہے اور اسی طرح آخر میں اُس کے ساتھ کوئی نہیں کیونکہ وہ قدیم ہے اور قدیم کی صفت یہ ہے کہ جسکی نہ ابتدا ہو نہ انتہا ہو اور ظاہر و باطن میں بھی اُسی کا جلوہ موجود ہے کہ ھو الاوّل والاٰخر والظاھر والباطن اسی معبود واجب الوجود کی شان ہے منہ ۵۵ ہے وہی ہر چیز کا شاہد الخ یعنی یہ صفت بھی اسی کی ہے کہ وہ ہر شئے کو دیکھ رہا ہے کہ اِنّ اللہ بصیرٌ بالعباد حق ہے اور نیز وہ ہر چیز پر شاہد ہے کہ وَاللہُ علیٰ کلّ شیءٍ شھیدٌ وارد ہے۔ اور طبقات ارض و سمٰوات میں کوئی شے اُس سے مخفی نہیں ہے کہ اِنّ اللہَ لایخفیٰ علیہ شیءٌ فی الارض ولا فی السماء ۱۲ منہ ۵۶ جانتا ہے۔ الخ یعنی وہ معبود ایسا علیم و بصیر ہے کہ ہر ایک دلوں کے بھیدوں کو بھی خوب جانتا ہے کہ واللہ علیمٌ بذات الصدور اُس کا ارشاد ہے ۱۲ منہ ۵۷ ہے وہی اللہ۔ الخ موجودہ اور گزشتہ اور آیندہ تینوں زمانہ کا حال وہی عالم الغیب خوب جانتا ہے اور نیز اپنے بندوں کے عیبوں سے واقف ہے اور اُن کی پردہ پوشی کرتا ہے کہ وہ ستار ہے ۱۲ ۵۸ وہ مجیب العرض الخ۔ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ دعاؤں کا قبول کرنیوالا اور حاجات پورا کرنیوالا ہے کہ اُجیبُ دعوۃ الداعِ اِذا دعانِ۔ اُس پر شاہد ہے ۱۲ منہ ۵۹ ہے وہی موجد حقیقی الخ یعنی تمام باتوں کا پیدا کرنے والا اور خالق حقیقی وہی ہے کہ بغیر حکم اُس کے کچھ نہیں ہوتا۔ لا تتحرک ذرّۃ الّا باذن اللہ اسی کی شان ہے ۱۲ منہ

یاد رکھ ہیں جسقدر اُس کے صفات ٭ وہ نہ عین ذات ہیں نے غیر ذات

ہے کلام اُس کا بغیر آواز کے ٭ بے حدوث و بے زباں بے ساز کے

کذب اُس کا ممتنع بالذات ہے ٭ قول امکاں تہمت و بدبات ہے

پاک ہے وہ سارے عیبوں سے سدا ٭ ہے نہ اُس کی ابتدا نے انتہا

اوّل و آخر وہی معبود ہے ٭ ظاہر و باطن وہی موجود ہے

ہے وہی ہر چیز کا شاہد بصیر ٭ کچھ نہیں پوشیدہ تجھ سے اے خبیر

جانتا ہے رازہائے سینہ کو ٭ دیکھتا ہے دل میں حُب و کینہ کو

ہے وہی اللہ علّام الغیوب ٭ حال کا۔ ماضی کا مستقبل کا خوب

دیکھتا ہے اور وہ سنتا ہی ہے خوب ٭ جانتا ہے اور چھپاتا ہے عیوب

وہ مجیب العرض والدّعوات ہے ٭ بالیقیں وہ قاضی حاجات ہے

ہے وہی موجد حقیقی بالیقیں ٭ بے مشیت اُس کے کچھ ہوتا نہیں

ف۱ ہرچہ خواہد - الخ - یعنی خداوند عالم جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی اس کا مانع و مزاحم نہیں ہے یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ اُسی کی شان ہے مگر جو کام وہ کرتا ہے وہ بغیر حکمت کے نہیں کرتا کیا معنی کہ اس میں کچھ نہ کچھ حکمت ضرور ہوتی ہے اور وہ کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا - فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ منہ ۱۲ ف۲ کرد پیدا جملہ چیز - الخ یعنی جس قدر کائنات و موجودات ہیں وہ سب اُسی حکیم مطلق نے اپنی حکمت کاملہ سے پیدا کی ہے اور پھر وہی قادر برحق ایک نہ ایک روز ان سب کو ناپید فنا کر دے گا اور پھر سوائے اس حی قیوم کے تمام زمین و آسمان و ما فیہما میں کچھ باقی نہ رہے گا کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ منہ ف۳ جملہ خوبیہا و - الخ یعنی تمام خوبیاں اور اوصاف کاملہ ادراک نامحدود حق سبحانہ کی ذات بابرکات میں موجود ہیں کہ ایسے کسی دوسرے میں نہیں ہیں اور وہ صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات فتدبر منہ ۱۲ ف۴ ہیں دلیلیں - الخ یعنی ایسے دلائل و براہین معتبر شمار ہیں جن سے کہ اللہ برتر کی الوہیت و وحدانیت ثابت ہوتی ہے مثلاً لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا وغیرہ ذٰلک منہ ف۵ خالق ہر خیر و شر - الخ - یعنی جملہ خیر و شر کا خالق وہی حق سبحانہ ہے کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی - وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور دوسری جگہ ہے خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وغیرہ ذٰلک - مگر اعمال ہر خیر و شر کا کسب کنندہ بندہ ہے - منہ ۱۲

[illegible]

می جہاند برق را با کرّ و فر
سے دواند ابر را بے پا و پر

گاہ زاں ابر آب ہا آرد ہمی
گاہ از وے ژالہ ہا بارد ہمی

ہرچہ ف۱ خواہد می کند پروردگار
لیک بے حکمت نباشد ہیچ کار

کرد ف۲ پیدا جملہ چیز از حکمتش
باز ناپیدا کند از قدرتش

جملہ ف۳ خوبیہا و اوصاف و کمال
ہست بس در ذات آں یکتا ذو الجلال

کچھ احاطہ اُسکی قدرت کا نہیں
قادرِ مطلق ہے رب العالمین

کچھ نہیں ہیں فہم و ادراک و شعور
جو حقایق میں کریں اس کے عبور

ہیں ف۴ دلیلیں گو کہ لاکھوں معتبر
جو دلالت کرتی ہیں اللہ پر

سب نے دلیل و حجت و برہان ولیک
ہم نے پہچانا ہے وہ معبود ایک

بیشک و بے شبہ برحق بالیقیں
ایک ہے اللہ رب العالمین

خالق ف۵ ہر خیر و شر اللہ ہے
لیک کاسب اس کا عبد اللہ ہے

ہیں مشیت[۵۱] سے خدا کی جملہ امر — اختیاری کسب پر ہے اجر و زجر

طاعت[۵۲] و ایماں سے راضی ہے وہ جو — شرک و کفر و فسق سے ناخوش وہ ہی

اس[۵۳] نے سب مخلوق کو پیدا کیا — خلق میں ہادی بنائے انبیا

انبیا[۵۴] حق ہیں اور انکے معجزے — ایک ہیں نفس نبوت میں وے

فرق[۵۵] ہے درجات میں اے ذی شعور — بعض افضل بعض سے ہیں پر ضرور

اول انکے آدم جنت مکاں — آخر ان کے سید ہر دو جہاں

نام[۵۶] ہے جن کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفیٰ — حق ہے ہونا ان کا ختم الانبیا

اشرف[۵۷] المخلوق ہیں سب انبیا — انبیا میں سب سے افضل مصطفیٰ

ہیں[۵۸] وہ فخر اولین و آخریں — اور وہی ہیں رحمۃ للعالمیں

کیا بیاں ہوں انکے اوصاف و کمال — ہیں وہ محبوب خدائے ذو الجلال

علم[۵۹] ان کو وہ کیا حق نے عطا — ما یکون ما کان جس کا جزو ہوا

۵۱ ہیں مشیت سے خدا کے الخ یعنی تمام باتیں اور حرکتیں خداوند عز اسمہٗ کی مشیت اور ارادہ اور حکم اور قضا سے ہوتی ہیں ولیکن بندہ کو اختیاری کسب پر جو بظاہر اس کو دیا گیا ہے سزا معصیت و جزا طاعت رکھی گئی ہے رَضِینَا بِقَضَائِہٖ گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ تو در طریق ادب کوش گو گناہ منست۔ مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ۔ منہ ۵۲ طاعت و الخ۔ یعنی حق سبحانہ ایمان اور طاعت یعنی فرمانبرداری بندہ سے راضی و خوش ہے اور اس کے شرک و کفر میں مبتلا ہونے سے سخت بیزار و ناخوش ہے کہ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ اسی کا ارشاد ہے اور اس کے بعد دیگر فسق و فجور و نافرمانی سے بھی ناخوش ہے منہ ۱۲ ۵۳ اس نے سب مخلوق کو۔ الخ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ نے تمام ذی عقل مخلوق کو پیدا کر کے ان میں انبیا علیہم السلام کو رہبر و ہادی بنا کر مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ ان کو راہ راست بتائیں اور شرک و کفر کی قعر ہلاک سے بچائیں اگر اس پر بھی ان کا کہنا نہ مانیں تو ایسے کئے کی سزا پائیں۔ منہ ۱۲ ۵۴ انبیا الخ یعنی جس قدر انبیا آدم علیہ السلام ابو البشر سے لیکر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک مبعوث ہوئے وہ سب حق ہیں اب یہاں سے بیان وحدانیت و صفات حق سبحانہ و عز اسمہٗ کے جو اوامر و امورات کہ نص قطعی سے ثابت ہیں اور جن پر اہل حق کا اجماع ہے اور جن پر ایمان لانا اور یقین رکھنا فرض ہے ان کا بیان حق کے ساتھ شروع ہوا گیا یعنی کہ یہ امورات حق ہیں جن میں شک و شبہ کو مطلق راہ نہیں ہے۔ کلمہ حق یہاں تصدیق کلام کی ہے اور چونکہ وحدانیت حق سبحانہ کے بعد نبوت و رسالت کی تصدیق لازمی ہے کہ بغیر اس کے حق و باطل کی تمیز نہیں ہو سکتی ہے لہٰذا اول جملہ انبیا کی حقانیت بیان کی گئی کہ جملہ انبیا کی نبوت برحق ہے اور ان کے معجزے بھی حق ہیں معجزہ خرق عادات کا نام ہے کہ جس سے نبی کی نبوت ظاہر ہوتی ہے اور وہ باعث گرویدگی خلق اللہ کا ہوتا ہے منہ ۱۲ ۵۵ فرق ہے درجات میں الخ یعنی جملہ انبیا علیہم السلام رتبہ نبوت میں تو سب ایک ہیں کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ ولیکن بعض ہی بعضوں پر فضیلت رکھتے ہیں کہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ منہ ۱۲ ۵۶ نام ہے جن کا الخ یعنی تمام انبیا میں سب سے پہلے نبی سید عالم فخر اولاد آدم ہیں جن کا نام نامی و اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان کا خاتم الانبیا ہونا حق ہے اگر ان کو کوئی خاتم الانبیا نہ سمجھے یا ان کے بعد کسی کو مبعوث ہونا جائز جانے یا خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا کے سوا اور تاویل یا افضل وغیرہ کے بتائے تو وہ کافر ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور یہ اسی کے معنی بیان فرمائے ہو کہ حق سبحانہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ارشاد فرمایا ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ منہ ۱۲

۵۷ اشرف المخلوق ہیں الخ۔ یعنی جس قدر انبیا حضرت آدم سے لیکر خاتم الانبیا تک گذرے ہیں وہ سب کے سب جملہ مخلوقات میں اشرف و معزز ہیں کیا معنی کہ جملہ ملائکہ مقربین و جن و انس وغیرہم سب کائنات سے وہ اشرف و اعلیٰ ہیں اور ان سب انبیا میں نبی آخر الزماں حضرت ابو القاسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل و اکرم ہیں کیونکہ فرمایا حضرت نے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ اور فرمایا حق سبحانہ نے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ الخ منہ

۵۸ ہیں وہ فخر۔ الخ یعنی ہمارے پیغمبر تمام انبیائے اولین و آخرین کے فخر ہیں اور اسی وجہ سے ہر ایک نبی نے آپ کی امت میں ہونے کی اپنے لئے تمنا کی ہے اور یہ تمنا حضرت عیسیٰ روح اللہ کی پوری ہوئی ہے کہ وہ آپ کی امت میں داخل ہو کر آسمان سے (بقیہ حاشیہ نمبر ۵۸ صفحہ ۱۳ میں دیکھیں)

کردیا ہے ان پہ روشن لاکلام — ختم تک دنیا و ما فیہا تمام

ہو الم نشرح سے جو سینہ کھلا — شرح انکے علم کی کب ہو بھلا

جن کو ہو۔ اِنَّا فَتَحْنَا۔ کا خطاب — ان کی فتح و معرفت کا کیا حساب

جن کے دل میں ہو۔ فَاَوْحٰی کی ندا — پس فراست کا ہو انکے ذکر کیا

نص۔ مَازَاغَ الْبَصَر ہو جنکی شان — پھر بصیرت کا ہو انکے کیا بیان

جو کریں تنقیص شانِ شاہِ دین — لعنۃ اللہ علیہم اجمعین

مصطفٰے ہی ہیں قیامت میں شفیع — ہے انہیں کا حصہ یہ شانِ رفیع

فاتحِ بابِ شفاعت ہیں وہی — کھف اربابِ شفاعت ہیں وہی

جو کبائر والے بے توبہ مریں — وہ کریم انکی شفاعت بھی کریں

وہ نہوں شافع ہمارے گر وہاں — کہئے ہموں کا ٹھکانا پھر کہاں

اک اشارے میں قمر کو شق کیا — ہاں کیا۔ بیشک کیا۔ الحق کیا

---

۵۱ کردیا ہے اُنپہ روشن الخ۔ طبرانی نے معجم کبیر میں عبداللہ بن عمر فاروق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ ۱۱ جَلِیًّا مِنَ اللہِ جَلَّاہُ لِیْ کَمَا جَلَّاہُ لِلنَّبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِیْ بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا کو اٹھالیا تو میں ساری دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو میں ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا کہ میں اپنی اس ہتھیلی کو۔ اللہ کی طرف کی روشنی ہے کہ اس نے میرے لئے کی جیسی اس نے مجھ سے اگلے انبیا کے لئے کی تھی ۱۲ منہ ۵۲ مصطفٰے ہی ہیں۔ الخ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ مِّنْ قَبْلِیْ (الی قولہ) وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں (الی) اور مجملہ شفاعت کا منصب ہے کہ یہ بھی خاص مجھی کو ملا ۱۲ منہ ۵۳ فاتح باب شفاعت الخ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ سب سے پہلے شفیع میں ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔ یہ حدیث صحیح مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَھُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِھِمْ غَیْرَ فَخْرٍ جب قیامت کا دن ہوگا میں تمام انبیا کا پیشوا اور ان کا خطیب اور ان کی شفاعتوں کا مالک ہونگا اور یہ کچھ فخر کی راہ سے میں نہیں فرماتا یہ صحیح حدیث ترمذی و ابن ماجہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۱۲ منہ ۵۴ جو کبائر والے الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے انس رضی اللہ عنہ اور ترمذی و ابن ماجہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور اس مضمون کی بکثرت حدیثیں مروی ہیں۔ منہ ۱۲ ۵۵ اک اشارے میں الخ انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کردینا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص معجزہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یعنی نزدیک آئی قیامت اور شق ہوگیا چاند اور کافر اگر کوئی معجزہ دیکھیں تو منہ پھیر لیں کہ یہ جادو ہے کہ چلا آتا ہے۔ پس جن لوگوں نے کہ اپنے فلسفیانہ خیال سے اس معجزہ کو قیامت کے روز شق ہونے پر محمول کیا ہے انہوں نے آیۃ کے معنی بدل کر معجزہ کی تکذیب کی ہے عبرت کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق تو فرماتا ہے کہ چاند شق ہوگیا اور وہ لوگ کہیں کہ قیامت کے دن شق ہوگا۔ قیامت کے روز آسمانوں کا پھٹنا اور ستاروں کا جھڑ پڑنا مذکور ہوا ہے نہ کہ ستاروں کا شق ہونا اور اگر یہ بھی سہی تو قیامت کے روز تو سورج چاند تارے وغیرہ سب شق ہونگے پھر چاند کی تخصیص کی وجہ کیا تھی اور پھر اس روز کون اس کو جادو بتا سکتا ہے اور جن لوگوں نے یہ کہا کہ چاند شق تو ہو چکا مگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہ تھا یہ قول بھی انکا باجماع امت مردود ہے چاند شق ہونا یقینی ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہے اور اس کے بارہ میں علاوہ آیۃ کریمہ مذکورہ کے احادیث صحیحہ بھی وارد ہیں پس مصرعہ دوم میں جو تاکیدات ہیں وہ انہیں منکرین کی رد میں واقع ہیں فتدبر منہ ۱۲۔

| | |
|---|---|
| سنگریزے ہاتھ میں گویا ہوئے | مرغ وحشی یا نبی کہنے لگے |
| وہ کیا توحید کا مضموں بیاں | لات وعزیٰ ہو گئے جس سے نہاں |
| دھو دیا ظلمات شرک و گبر کو | کھو دیا دنیا سے ظلم و جبر کو |
| دین حق عالم میں ظاہر کر دیا | اُس سے چمکا آفتاب اسلام کا |
| بھیج یا اللہ صلوات وسلام | بر رسول وآل واصحابش تمام |
| مومنو حق ہیں تمام احکام رب | حق ہیں ارشاد رسول اللہ سب |
| حق نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ | فرض پنجم حق جہاد اے نیک ذات |
| حق ہے معراج محمد دیں پناہ | آسمانوں پر لما شاء الاالہ |
| مصطفیٰ کا دیکھنا اللہ کو | لیلۃ الاسرا میں حق ہے اسے نکو |
| حق ہیں توریت و زبور انجیل سب | حق ہے یہ قرآں کلام پاک رب |
| ہیں صحیفے آسمانی حق تمام | اور فرشتے بھی ہیں حق اے نیکنام |

سلہ مومنو حق ہیں الخ۔ اب یہاں سے بعد اقرار وحدانیت وتصدیق رسالت اُن چیزوں کا ذکر شروع ہوا کہ جو بذریعہ رسول احکام شریعت نص قطعی سے ثابت ہیں اور جن کا منکر درحقیقت خدا ورسول پر ایمان نہیں رکھتا جس طرح اللہ و رسول پر ایمان لانا واجب ہے اُسی طرح اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات وارشادات پر ایمان لانا واجب ہے اگر ایک حکم کی بھی جو کہ نص قطعی سے ثابت ہے انکار کریگا تو ایمان اس کا معتبر نہ ہوگا اور دائرہ اسلام سے وہ خارج ہو جائیگا اسی واسطے بیشتر بالاجمال تمام احکامات وارشادات خداوندی جملہ ارشادات نبوی کی تصدیق بیان کی گئی کہ جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا ہے وہ سب حق ہے اب اس کے بعد بعض اُن احکامات کی تشریح کی جاتی ہے کہ جن پر اہل حق کا اجماع ہے ۱۲ منہ سلہ حق نماز الخ یعنی منجملہ دیگر احکامات وارشادات خداوندی و نبوت کے واجب خمسہ کی تصدیق لازمی ہے کہ وہ نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و جہاد ہیں کہ یہ سب حق ہیں اور نص قطعی سے ثابت ہیں۔ نماز اور زکوٰۃ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ سے اور روزے ماہ رمضان کے فَمَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ الشَّہۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ۔ اور حج وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا سے اور جہاد جَاہِدُوا الۡمُشۡرِکِیۡنَ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ سے فرض کی گئی ہیں۔ منہ ۱۲ سلہ حق ہے معراج۔ الخ۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج اس جسم بشری کے ساتھ حق ہے کیا معنی کہ لیلۃ الاسرا میں مکہ معظمہ سے بیت المقدس ہو کر آسمانوں پر حضرت کا تشریف لیجانا الیٰ ماشاء اللہ حق ہے الیٰ ماشاء اللہ سے مراد یہ ہے کہ آسمانوں کے اوپر جہاں تک خدا کو منظور تھا وہاں تک حضرت کو لیجانا اور عجائب ملکوت وغرائب لاہوت کی سیر کرانا حق ہے مصرعہ ثانی میں جو لما شاء الاالہ ہے تو اس میں لام اول بمعنی (واسطے) کے ہے اور الہ بمعنی اللہ کے جس سے مراد الیٰ ماشاء اللہ ہے پس انتہائے سیر کی بات قطعی طور سے نہیں کہہ سکتے ہیں کہ آپ کہاں تک تشریف لے گئے اور کیا کیا عجائب وغرائب آپ نے وہاں ملاحظہ فرمائے کہ اس میں نص قطعی نہیں ہے اسی واسطے الیٰ ماشاء اللہ کہا گیا اور یہی ہے عقاید کا مسئلہ۔ منہ ۱۲ سلہ مصطفیٰ کا دیکھنا الخ۔ یعنی معراج کی رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق سبحانہ کو دیکھنا حق ہے۔ یہاں دیکھنے میں اختلاف ہے بعض علما وصحابہ کا قول یہ ہے کہ شب معراج میں حضرت نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور یہ قول ہے حضرت ابن عباس وکعب احبار وغیرہا رضی اللہ عنہم کا اور نظامی گنجوی نے بھی اسی کو لیا ہے جو کہا ہے کہ۔ دید خداوند بچشم دگر ۔ لیک بدین چشم ودین چشم سر۔ اور بعض علما وصحابہ کا یہ ظن ہے کہ حضرت نے حق سبحانہ کو دل کی آنکھوں سے دیکھا اور یہی عقیدہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ وابن مسعود وغیرہا رضی اللہ عنہم کا چنانچہ جب مسروق تابعی رحمۃ اللہ نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آیا دیکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب اپنے کو چشم ظاہر سے تو جواب دیا اُنھوں نے کہ کھڑے ہوگئے بال بدن میرے کے بسبب اس سوال تیرے کے اور جس کسی نے تجھ سے یہ کہا کہ دیکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو چشم ظاہر سے اس نے بہتان کیا حضرت پر اور جو روایت کہ سورہ نجم میں رویت کی مذکور ہے اس کے معنی یہ نہیں ہیں اے مسروق چنانچہ اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے اُن کو معانی ومطالب آیات سورہ مذکورہ کے سمجھائے (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

۱؎ ہیں فرشتے اور نبی الخ۔ یعنی فرشتے اور انبیا یہ سب معصوم ہیں کیا معنی کہ گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہیں اور اُن کا معصوم ہونا حق ہے جو کوئی سوائے انبیا اور ملائکہ کے کسی اور کو نبی آدم یا سی جان میں سے معصوم جانے وہ بھی اہل حق کے خلاف ہے اور فرشتوں کی غذا حق سبحانہ کی تسبیح و تہلیل ہے کیا معنی کہ اگرچہ وہ ذی روح و ذی عقل ہیں اور ذی روح کے قیام حیات کے واسطے غذا درکار ہے پس ملائکہ کی غذا تسبیح و تہلیل باری تعالیٰ ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور یہی بات حق ہے کہ نص سے ثابت ہے منہ ۱۲۔ ۲؎ ہے فرشتوں میں نہ مردی۔ الخ۔ یعنی فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت ہیں۔ ان دونوں صفات سے وہ بری ہیں اور نہ اُن میں کچھ حرص و شر و فساد کا مادہ ہے۔ منہ ۱۲ ۳؎ وہ نہیں کرتے خلاف۔ الخ۔ یعنی تمام ملائکہ حق سبحانہ کے تابعدار اور فرمانبردار بندے ہیں اور اللہ برتر کے حکم کے خلاف وہ کچھ کام نہیں کرتے ہیں کیونکہ وہ معصوم ہیں ۱۲ منہ۔ ۴؎ انبیاے آدم افضل ہیں۔ الخ۔ یعنی انبیائے بنی آدم ملائکہ سے بہتر و افضل ہیں۔ واضح ہو کہ جس طرح پرحق اور انسانوں میں واسطے فلاح دین و دنیا اُن کے نبی اور رسول ہوئے ہیں اسی طرح فرشتوں میں بھی واسطے تبلیغ حکم احکامات الٰہی کے رسول ہوتے ہیں اور رسول بالعموم تمام افراد قوم سے افضل ہوتے ہیں لہٰذا یہاں عقائد کا مسئلہ یہ ہے کہ اگرچہ ملائکہ نوری ہیں اور نیز صفات مردی و زنی سے وہ پاک ہیں اور سب کے سب معصوم بھی ہیں اور تسبیح و تہلیل کے سوا اُن کا کچھ کام بھی نہیں ہے باوجود اس کے ملائکہ کے رسولوں سے ہمارے انبیا علیہم السلام افضل و اشرف ہیں۔ منہ ۱۲ ۵؎ اور ہیں افضل۔ الخ۔ یعنی بشر میں جو اولیا و صالحین ہیں وہ تمام فرشتوں سے سوائے رسل ملائکہ کے افضل و اشرف ہیں اور اسی واسطے انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے اور وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کا معزز خطاب بارگاہ خداوندی میں اُسکو ملا ہے لہٰذا ہر فرد و بشر کو چاہیے کہ اس پاک خطاب کی قدر کرے اور اپنے آپ میں وہ صفات پیدا کرے جو باعث اشرف المخلوقات ہونے کے اس کے واسطے ہوں نہ کہ وہ کام جو بہائم سے بھی بدتر اُس کو بنا دیں کہ جس کے بارہ میں اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط ارشاد ہے اُس سے اپنے آپ کو بچائے اور اُن صفات عالیہ میں جس سے کہ آدمی اشرف المخلوقات ہو جاتا ہے مقدم ایمان ہے اور اس کے بعد تقویٰ و طہارت و سخاوت ہے بیچ ہے ؎ شرف مرد بجود است و کرامت بسجود ✽ ہر کہ ایں ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود ✽

| | |
|---|---|
| ۱؎ ہیں فرشتے اور نبی معصوم سب | ہے فرشتوں کی غذا تسبیح رب |
| ۲؎ ہے فرشتوں میں نہ مردی نے زنی | اور نہیں ہے اُنمیں کچھ مادۂ منی |
| ۳؎ وہ نہیں کرتے خلافِ حکمِ رب | ہیں مطیعِ حکمِ حق وہ سب کے سب |
| ۴؎ انبیاے آدم افضل ہیں تمام | سب رسولوں پر فرشتونکے مدام |
| ۵؎ اور ہیں افضل مومنینِ کاملین | سب فرشتوں سے سوائے مرسلیں |
| ہاں۔ رسولانِ ملائک ہیں بڑے | مرتبے میں مومنینِ انس سے |
| ۶؎ نیز برحق ہیں شہید و اولیا | حق کرامت اولیا کی بے خطا |
| ۷؎ کیا فرشتے کیا نبی کیا اولیا | سب ہیں پیارے بندگانِ کبریا |
| ہے شفاعت انبیا کی حق بجا | اور بزرگونکی بھی حق روزِ جزا |
| ۸؎ خلق میں افضل ہیں بعدِ انبیا | حضرتِ بوبکر۔ تاج الاتقیا |
| ۹؎ جانشینِ مسندِ خیر الوریٰ | ہیں یہی صدیق اکبر با صفا |

۶؎ نیز برحق ہیں۔ الخ۔ یعنی شہدا اور اولیا کا ہونا اور اُن سے کرامت کا ہونا یہ سب حق ہے منہ ۱۲۔ ۷؎ کیا فرشتے الخ۔ یعنی ملائکہ اور انبیا جو کہ کل معصوم ہیں اور تمام اولیا جو کہ محفوظ ہیں وہ اللہ کے خاص برگزیدہ دوست ہیں اور سب کے سب اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے بندے ہیں اور کسی بات میں اللہ کے شریک ہرگز نہیں ہیں۔ منہ ۱۲ ۸؎ خلق میں۔ الخ۔ یعنی جملہ انبیا و مرسل کے بعد تمام مخلوقات و کائنات میں علو مرتبت عند اللہ میں حضرت ابوبکر صدیق افضل و بہتر ہیں کیونکہ آپ تمام امت میں سب متقیوں کے سرتاج و نہایت درجہ دیندار و متقی و پرہیزگار ہیں اور کمال اتباع سنت آپ کی ذات بابرکات میں تھا یہی وجہ آپ افضل الناس بعد الانبیا قرار پائے فرمایا خدائے برتر نے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ (ترجمہ) یعنی اے مسلمانو تم سب میں اللہ کے نزدیک وہ افضل و اکرم ہے جو متقی زیادہ ہے علاوہ انہیں کہا عمر نے (باقی حاشیہ صفحہ میں دیکھیں)

| | |
|---|---|
| مصطفیٰ[۱] ہیں شمس اور یہ ہیں قمر | مصطفیٰ ہیں شیر اور یہ ہیں شکر |
| یارِ غارِ[۲] مصطفیٰ یہ ہی تو ہیں | جاں نثارِ مجتبیٰ یہ ہی تو ہیں |
| یار پر جس نے لٹایا گھر تمام | وہ یہی ہیں خادمِ خیر الانام |
| جس نے سب قرباں کئے اہل و عیال | مصطفیٰ پر یہ ہی ہیں ذو الخلال |
| مال و جاں ہی جسکا ایثارِ نبی | وہ حبیب اللہ ہیں یہ ہی سخی |
| لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا | راہِ[۳] حق میں جان و مال و آبرو |
| ہے[۴] خلافت اسکی برحق بالیقیں | جو کرے شک مومن صادق نہیں |
| پھر[۵] عمر ہیں پھر ہیں عثمان غنی | پھر امام مرتضیٰ حضرت علی |
| حیدرِ کرار شیرِ کبریا | آں علی زوجِ بتولِ پارسا |
| آں علی مولائے ایں امت تمام | آں علی کو بود امیر خاص و عام |
| آں علی کو بابِ شہرِ علم بود | معدنِ جود و سخا و حلم بود |

[۱] مصطفیٰ ہیں شمس۔ الخ۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔ آفتاب دین ہیں اور یہ ابوبکر قمر دین ہیں اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ شیر ہیں اور یہ ابوبکر بمنزلہ شکر کے ہیں کیا معنی کہ ان دونوں میں یگانگت و اتصال بدرجہ کمال ہے کہ جس طرح شیر و شکر باہم یک ذات ہوتی ہیں و یا کہ شمس و قمر آمنے سامنے رہتے ہیں اور جدا نہیں ہوتے اسی طرح ابوبکر ہمہ وقت اپنے خلیل کے روبرو حاضر رہتے تھے اور کبھی جدا نہ ہوتے تھے چاند کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ سورج کے مالمقابل پھرتا رہتا ہے اور اس کے مقابلہ سے علیحدہ نہیں ہوتا اگر اس کے روبرو آفتاب کے مقابلہ میں کوئی چیز آن کر حائل ہو جاتی ہے تو اسی وقت اس کی روشنی جاتی رہتی ہے نور القمر مستفادٌ من نور الشمس پس چاند میں جو کچھ روشنی و آب و تاب ہے وہ آفتاب کی بدولت ہے اسی طرح ابوبکر صدیق میں یہ جو کچھ کرامت و فضیلت ہے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت اور ان کی متابعت کی برکت ہے منہ ۱۲

[۲] یار غار مصطفیٰ الخ۔ یعنی یار غار و جاں نثار سید ابرار کے یہی یہی صدیق اکبر ہیں کیونکہ جب رسول خدا کو بسبب غلبۂ کفار نابکار کے مدینہ کی ہجرت کرنے کا حکم صادر ہوا تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق کے مکان پر گئے اور حکم خداوندی سے ان کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ چل پس صدیق اکبر یہ سنتے ہی بے چون و چرا بعیر زاد و راحلہ سب گھربار کو چھوڑ کر رسول خدا کے ساتھ مدینہ منورہ کو چل دیئے اور چونکہ کفار آپ کے درپے آزار تھے لہٰذا آپ نے اول شب غار ثور میں مقام فرمایا غار کے پہنچنے سے پہلے آپ کے پائے مبارک بہ سبب برہنہ پا چلنے کے فرسودہ و متورم ہو گئے اس وقت صدیق اکبر نے آپ کو اپنے دوش پر سوار کرا کر غار تک پہنچایا چنانچہ کسی شاعر بیگانہ نے خوب کہا ہے اور اگرچہ وہ بیگانہ ہو مگر حق کو نہیں چھپا سکتا ہے بفحوائے الحق یعلو ولا یعلیٰ

چو بوبکر زاں حال آگاه شد
ز خانہ بروں رفت ہمراه شد
گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش
نبی کند نعلین از پائے خویش
بسر پنجہ آں راہ رفتن گرفت
پئے خود ز دشمن نہفتن گرفت
چو رفتند چندے ز دامانِ دشت
قدوم فلک سائے مجروح گشت
زہے راکب و مرکب شاہوار
ولے پیش بنہاد بوبکر پائے
یکے رخنہ نگرفتہ ماند از قضا
نشستند یک جا بہم ہر دو یار
کہ بر روئے سوراخ بود استوار
بہ پیر لبوپس نکو بسگر ید

چو پائے مبارک ز رفتن بماند
بدید مدغار سے دراں تیرہ شب
ہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید
بر آں رخنہ کوبید آں یار غار
وزاں پس بہ جا بید خیر البشر
رسیدش ز دنداں ماری گزند
و در وش چنیں گفت آں یار غار

او بکر آنگہ بدوشش نشاند
کہ خوابدے عرب غار ثور ش لقب
قبا را درید آں را بچید
کف پائے خود را نمود استوار
بہ پہلوئے صدیق بنہاد سر
وزاں درد اشکش بفتاد چند
کف پائے من خست دنداں مار

بدیناں سایند شد را بغار
گرفتند در جوف آں غار جائے
بدینگونہ تا شد تمام آں قبا
در آمد رسول خدا پس نہ غار
در آندم کف پائے آں یار غار
چو اشکش بروئے پیمبر چکید
(بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

| | |
|---|---|
| پھر[۱] حسن کی بھی خلافت حق ہے اور | چھ مہینے۔ یوں رہا سی سال دَور |
| پھر خلافت راشدہ جاتی رہی | بعد اسکے مملکت قایم ہوئی |
| جنتی[۲] ہونا ہے حق اے اہلِ دیں | دس مُبشّر صاحبوں کا بالیقیں |
| ایسے[۳] ہی حق ہے بفرمانِ نبی | فاطمہ زہرا کا ہونا جنتی |
| جنتی[۴] ہونا ہے حق سبطین کا | ہے یہ فرمانِ محمد مصطفٰے |
| حق[۵] ہے حُبِّ اہل بیتِ مصطفٰے | حق ہے ذکرِ خیر اصحاب وفا |
| جنتی[۶] ہیں ازواج ختم المرسلین | ہیں وہ برحق اُمہات المومنین |
| نیز باقی سب[۷] صحابی نیک ہیں | متحد آپس میں سب ایک ہیں |
| جو کرے کچھ لعن طعن اُن پر کبھی | ہے وہ بیشک رافضی یا خارجی |
| ہے یہ ارشادِ نبی۔ سُن رکھو تم | لعنۃ اللہ علےٰ من سبّہم |
| حق ہیں لوح و عرش و کرسی و قلم | حق ہے شیطان کا وجود اے نیکدم |

[۱] پھر حسن کی الخ۔ یعنی بعد علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے امام حسن بن علی مرتضی کی خلافت بھی حق ہے کہ بعد شہادت حضرت مرتضی کے چالیس ہزار صحابہؓ تابعین کے اجماع سے خلیفہ مقرر ہوئے اور بعد گزرنے مدت چھ ماہ کے آپ نے خلافت کو چھوڑ دیا اور امر حکومت کو معویہ بن ابی سفیان کے سپرد کر دیا اور اس طرح پر پورے تیس برس خلافت راشدہ کا دور قائم رہا یعنی دو برس حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت رہی اور ساڑھے دس برس حضرت فاروق اور ساڑھے بارہ برس حضرت عثمان غنی کی خلافت رہی اور ساڑھے چار برس تک علی مرتضی کی خلافت اور پھر چھ مہینے تک امام حسن کی خلافت رہی یہ سب ملکر پوری تیس برس ہوئے اور حضرت نے فرمایا تھا کہ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم تصیر ملکا عضوضا یعنی میرے بعد خلافت تیس برس قائم رہیگی۔ پھر مملکت کشکشی ہو جائے گی بدینوجہ امام ہمام نے تیس برس پورے ہوتے ہی خلافت کو چھوڑ دیا جب لوگوں نے آپ سے خلافت کے چھوڑنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ یعنی خلافت راشدہ جو کہ مالکل منہاج نبوت پر ہوگی میرے بعد تیس برس تک قائم رہے گی امام ممدوح نے فرمایا کہ اس وقت وہ تیس برس پورے ہو چکے لہذا اس کو میں نے چھوڑ دیا یہاں انصاف اور کمال اتباع سنت امام ممدوح دیکھنا چاہیئے کہ مدت مذکور پوری ہوتے ہی ایسے آپ خلافت سے معزول ہوگئے اور امیر معویہ کو بار گراں بوجھ آثار دیا کہ وہ اس کے خواہشمند تھے اور چونکہ حکومت ناقص۔ چکی تھی اسی وجہ سے انہوں نے اپنے برادر عزیز حضرت امام حسین شہید کو جو بعد بریں اس کے قائل و محق تھے حامی نہیں کیا کہ۔ انچہ بر خود نہ پسندی بہ دیگری مپسند فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین ط ترجمہ۔ یعنی تحقیق یہ بیٹا میرا حسن سید ہے اور قریب ہے کہ صلح کرا دیگا اللہ بسبب اس کے درمیان دو لشکروں بڑے کے مسلمانان میں سے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے امیر معاویہ کو حکومت دیکر دروازہ فتنہ و فساد بند کر دیا اور امام حسن علیہ السلام کے حسنات و برکات اس قدر ہیں کہ احاطہ بیان میں نہیں آسکتے اور کافی ہے ان کی شرافت و سیادت کیواسطے یہ بات کہ وہ راکب دوش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور یہ زہر سے شہید کئے گئے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم۔ منہ۔ ۱۲

[۲] جنتی ہونا ہے حق الخ یعنی عشرہ مبشرہ کا قطعی جنتی ہونا حق ہے اور وہ دس نفر ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کو حضرت نے ایک حدیث میں جنتی ہونے کی بشارت دی ہے حیث قال ابوبکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبدالرحمٰن فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید فی الجنۃ وابوعبیدۃ بن الجراح فی الجنۃ ترجمہ یعنی فرمایا حضرت نے کہ۔ ابوبکر جنتی ہے اور عمر جنتی ہے اور عثمان جنتی ہے اور علی جنتی ہے اور طلحہ جنتی ہے اور زبیر جنتی ہے اور عبدالرحمٰن جنتی ہے۔ پس جو شخص کہ ان میں سے کسی ایک کے بھی جنتی ہونے کا بالیقین منکر رہیگا وہ دائرہ اہل سنت سے باہر ہے منہ ۱۲

[۳] ایسے ہی حق ہے۔ الخ یعنی جیسے کہ عشرہ مبشرہ کو جنتی ہونا حق ہے اسی طرح پر حضرت فاطمہ زہرا کا جنتی ہونا حق ہے کہ فرمایا ہے حضرت نے اِنَّ فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

| | |
|---|---|
| [1] ہے سوال قبر اے دین شعار | اجر و زجر قبر ہی حق کر شمار |
| ہی [2] قیامت حق نہ کر اسمیں کلام | اور علامات قیامت ہی تمام |
| حق [3] امام پاک مہدی کا ظہور | حق ہے پھر دجال کا آنا ضرور |
| پھر [4] نزول حضرت عیسیٰ ہی حق | مارنا دجال کا اُن کا ہے حق |
| ہی خروج [5] دابہ حق سب بے خطا | پھیلنا یاجوج اور ماجوج کا |
| حق [6] ہے مغرب سی طلوع آفتاب | حشر کرنا آگ کا حق ہے جناب |
| کانپنا [7] پھٹنا زمیں کا جان حق | ٹرنا تاروں کا فلک کا ہونا شق |
| سب [8] کا مرنا اور پھر اُٹھنا قبر سے | حق ہے نفخ صور دونوں بار سے |
| حق [9] ہے جنت حق ہی دوزخ حق حساب | حق ہی جنت کا ثواب اسکا عذاب |
| حق [10] ہی جوئے شہد جوئے سلسبیل | حق ہی جوئے شیر و عین زنجبیل |
| حور و غلماں حق ہیں اور حق بالیقین | نہر خمر لذۃ للشاربین |

[1] ہے سوال قبر حق - الخ - یعنی مسلمانوں سے قبر کے اندر منکر نکیر فرشتوں کا سوال کرنا اور اس بنا پر پھر قبر کے اندر آرام و آسائش پانا یا رنج و مصیبت اُٹھانا یہ سب حق ہے کہ نص صریح ا ... میں وارد ہے۔ آیا ہے کہ جب مسلمان مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو دو فرشتے جن کا نام منکر نکیر ہے اُس کے پاس آتے ہیں اور بحکم خدائے قیوم اُس کو زندہ کرتے ہیں اور اُس سے دریافت کرتے ہیں کہ مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ یعنی کون ہے رب تیرا اور کیا ہے دین تیرا اور کیا کہتا تھا تو ان کے اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پس جو مسلمان کہ نیک ہوتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے اور یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میرے نبی اور رسول ہیں پس یہ سنکر وہ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں سو رہ مثل سو جانے دلہن کے اور اُسکو سُلا کر چلے جاتے ہیں اور رحمت کی کھڑکی قبر میں کُھل جاتی ہے اور وہ قبر مثل باغ و بہار کے اُس پر ہو جاتی ہے اگر وہ بندہ مسلمان، دل کا منافق ہوتا تو نکیرین کے جواب میں کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا کہ اللہ کون ہے اور رسول کون ہے اور دین کیا ہے پس وہ نکیرین اُس پر ناخوش ہوتے ہیں اور ... پر سختی کرتے ہیں جیسا جو کچھ کہ اللہ کو منظور ہوتا ہے العیاذ باللہ منہا - منہ ۱۲ [2] ہے قیامت الخ یعنی قیامت کا آنا حق ہے قیامت اُس کا نام ہے جب تمام دنیا آسمان و زمین درہم برہم ہوا ہو کر پھر تمام مخلوق سارے حساب کتاب و سزا و جزا روز آخرت کو پھر اٹھائے جاویں گے جیسا کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالےٰ نے ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُوْنَ ط پس اُسی دن کا نام قیامت ہے اور واضح ہو کہ قیامت کی تین قسمیں ہیں ایک صغریٰ اور دوسری وسطےٰ اور تیسری کبریٰ - صغریٰ یہ ہے کہ آدمی جس وقت مرا اُسکی وہی قیامت ہے اور وسطےٰ وہ ہے کہ ایک وقت میں ملے ... کہ روئے زمین پر موجود ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے سب فنا ہو جاویں اور کبریٰ وہ ہے جو اوپر بیان کی گئی کہ جس کا نام یوم الآخر ہے اور قیامت کے بارے میں نص قطعی اور اخبار کثیر وارد ہیں اور منکر اُس کا کافر ہے اور قیامت کے قائم ہونے سے پیشتر اُس کی علامتیں اور نشانیاں ظاہر ہونا بھی حق ہیں جن میں سے بعض کا بیان آگے اشعار میں مذکور ہے - منہ ۱۲ [3] حق امام پاک مہدی - الخ - یعنی امام آخر الزمان حضرت مہدی علیہ السلام کا قریب قیامت کے پیدا ہونا اور مکہ معظمہ میں ظہور فرمانا اور زمین کو کہ تمام و کمال ظلم سے بھر گئی ہو گی عدل سے بھر دینا حق ہے اور پھر اُن کے آخر وقت میں دجال خبیث کذاب کا نے جیب دار کا نکلنا اور اُس کا دعویٰ خدائی کرنا اور تمام زمین میں فساد برپا کرنا اور مسلمانوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا حق ہے دجال ملعون ساری دنیا میں گشت کرے گا اور دعویٰ خدائی کرے گا جو کوئی اُس کو جھٹلائے گا اور اُس پر ایمان نہ لائے گا اُس کو وہ طرح طرح کی سزائیں دے گا اور وہ سزائیں درحقیقت اُس کے واسطے نعمتیں ہوں گی اور جو کوئی اُس کی تصدیق کریگا اور اُس پر ایمان لائیگا وہ اُس مرتد کو بہت کچھ خوش کریگا اور انواع و اقسام کی نعمتیں اُس کو دیگا اور وہ عطائیں ... کی درحقیقت اُس کے واسطے سخت عقوبتیں ہوں گی اور وہ دجال ملعون کانا ہوگا اور اُس کی پیشانی پر کفر کا لفظ لکھا ہوگا جس کو مومن پڑھ لیگا اور دجال ملعون سب فتنوں سے بڑا ہوگا - منہ ۱۲ [4] پھر نزول حضرت عیسیٰ ہے - الخ یعنی منجملہ علامات قیامت کے حضرت عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے ... دنیا پر نزول کرنا اور دین محمدی کے تابع ہونا حق ہے اور احادیث صحیحہ اس باب میں (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

حق ہے کوثر[۵۱] حق ہے دیدار خدا — مومنوں کو ہو جو بے پردہ عطا
حق ہے[۵۲] میزاں حق ہے وزن نیک و بد — حق شہادت دست و پاکی بہر خود
پشت دوزخ پر ہی ہر حق پل صراط — کچھ نہ کر شک اسمیں اے بااحتیاط
ہے گذرگاہ خلایق اس کی دہار — حق ہے نیکوں کا گذرنا اسکے پار
تیغ سے باریک اس کی دہار ہے — مومنوں کا اس سے بیڑا پار ہے
حق ہے لغزش کافروں کی ہار میں — کٹ کے گرنا اس سے قعر نار میں
حق ہے قعر نار میں جملہ عذاب — دوزخی کو جیسے تھوہڑ کا لعاب
گرم[۵۳] پانی پیپ لوہو چاٹنا — سانپ کا اور بچھوؤں کا کاٹنا
ہو مسلماں[۵۴] سے اگر کوئی گناہ — وہ صغیرہ یا کبیرہ ہو وہ خواہ
خارج از ایماں نہ ہوگا اس سے وہ — ہے گنہگار اپنے رب کا اس سے وہ
سب[۵۵] مسلماں ہیں بالآخر جنتی — ہاویہ ماں ہے سب اہل کفر کی

[۵۱] حق ہے کوثر۔ الخ۔ یعنی جنت میں حوض کوثر حق ہے کہ فرمایا حق سبحانہ نے انا اعطیناک الکوثر یعنی تحقیق عطا کی ہے ہم نے تجکو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کوثر جنت میں ایک نہر یا چشمہ مستطیل ہے کہ بصورت حوض واقع ہے اور پانی اُس کا دودہ سے زیادہ سفید ہے اور نہایت شیریں و خوشگوار ہے کہ اگر اُس میں سے ایک مرتبہ بھی کوئی پی لیوے تو پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے اور وہ نہر مخصوص نام نہاد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے کہ آپ اُس میں سے جس کو چاہیں گے اُس کو مرحمت فرماویں گے اور اُس کے پانی میں علاوہ خوش ذائقی کے مشک کی خوشبو آتی ہوگی اور اُس حوض پر جو پیالے رکھے ہیں وہ نہایت آبدار اور مثل تاروں کے چمکدار ہیں اَللّٰھم اسقنا منہ بحبیب۔ مجھکو پلوانا آہی ایک جام ماہی کوثر سے کوثر پر تمام [۵۲] حق ہے میزان الخ۔ یعنی میزان جس میں کہ اعمال نیک وبد تولے جاویں گے وہ حق ہے اور اسی طرح ہر آدمی کے ہاتھ پاؤں کا اسی کی ذات کے واسطے گواہی دینا کہ ہم نے یا ہمارے صاحب نے یہ یہ کام کئے تھے یہ سب حق ہے اور اسی طرح دوزخ کے اوپر پل صراط کا قائم ہونا اور اس پر عام و خاص کا گذر ہونا اور دیندارون کا اس سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جانا اور مشرکوں اور کافروں کا اس سے کٹکر دوزخ میں گرجانا یہ سب باتیں حق ہیں منہ ۱۲ [۵۳] گرم پانی الخ یعنی دوزخیوں کو علاوہ تھوہڑ کی غذا کے گرم پانی پینا اور بچھوؤں کا ڈسنا یہ سب حق ہیں کہ ثابت ہیں نص صریح سے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان الحمیم لیصب علی رؤسھم فینفذ الحمیم حتی یخلص الی جوفہ فیسلت ما فی جوفہ حتی یمرق من قدمیہ وھو الصھر ثم یعاد کما کان۔ یعنی تحقیق گرم پانی ڈالا جاویگا دوزخیوں کے سروں پر پس گھس جاویگا وہ پانی ان کے پیٹوں میں اور وہ کاٹ ڈالے گا اپنی تیزی و گرمی سے پیٹ کی آنتوں اور جھلیوں کو اور پھر وہ پانی نکل جاویگا اس کے قدموں کے نیچے سے اور اس جلا دینے کا نام صہر ہے اور اسی طرح یہ پانی ہر دفعہ سر سے پاؤں تک گذر کر برابر لوٹتا پلٹتا رہے گا۔ اور فرمایا حق تعالے نے یسقی من ماء صدید یتجرعہ۔ ترجمہ۔ یعنی پلایا جاویگا دوزخیوں کو زرد آب جرعہ جرعہ فرمایا حضرت نے کہ زرد آب کہ دوزخیوں کو پلایا جاویگا وہ بھون دیگا دوزخی کے منہ کو اور گرادے گا پوست سر اس کے کا اور ٹکڑا ٹکڑا کردیگا آنتوں کو اور نکل جاویگا پھر وہ زرد آب اس کے دُبر سے ھکذا فی المشکوٰۃ منہ ۱۲ [۵۴] ہو مسلماں سے اگر کوئی۔ الخ۔ یعنی اگر مسلمان آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہوجاوے اور وہ گناہ خواہ صغیرہ ہو جیسے کسی اجنبی عورت کی طرف دیکھنا یا کبیرہ ہو جیسے زنا یا شراب پینا تو ان باتوں سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا کیا معنی کہ کافر نہیں ہوجاتا ہے البتہ گنہگار ضرور ہوتا ہے اور خارجی سمجھتے ہیں کہ مرتکب گناہ کبیرہ کا کافر ہوجاتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ مرتکب کبیرہ نہ مسلمان رہتا ہے نہ کافر ہوجاتا ہے درمیانی حالت میں رہتا ہے لہذا یہ دونوں فرقے گمراہ ہیں اور اہل حق سے خارج ہیں۔ منہ ۱۲ [۵۵] سب مسلماں الخ۔ یعنی جو لوگ کہ سچے دل سے اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہ سب ایک نہ ایک دن جنت میں جاویں گے اور جو لوگ کہ شرک و کفر میں گرفتار تھے اور اسی حالت میں مرگئے وہ قطعی دوزخی ہوںگے کہ انکی بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے انکی ماں ہاویہ یعنی دوزخ ہے کہ اُسکی گود میں اس طرح رہیں گے جس طرح بچہ ماں کی گود میں۔

**۵۱** اہل ایماں جوکہ الخ۔ یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور ان سے گناہ سرزد ہوئے ہیں وہ لوگ بقدر اپنے گناہ کے عذاب کے مستحق ہیں لیکن اگر ان پر عذاب ہوگا بھی تو ایک مدت قلیل معین تک جس کی مدت سات ہزار برس سے زیادہ نہیں ہے اور بعد بھگتنے اپنی سزائے مقدرہ کے پھر وہ مومنین بشفاعت شفیع المذنبین دوزخ سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل کئے جاویں گے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ اَدْنٰی مَرَّۃً منہ ۱۲ **۵۲** جس کو چاہے بخشے الخ۔ یعنی جس مسلمان گنہگار کو خداوند کریم چاہے تو عذاب بالکل نہ دے اور بغیر سزا دیئے اس کو اوّل ہی دفعہ بخش دیوے کیونکہ وہ غفور رحیم بہت بڑے فضل و کرم والا ہے اس کو کسی بات کی پرواہ نہیں ہے نہ اس کو طاعت کی ضرورت ہے نہ معصیت سے نقصان ہے غنی حمید ہے وہ اپنے حکم کے خلاف ورزی سے البتہ ناخوش ضرور ہوتا ہے مگر وہ مختار ہے کہ جس قدر بھی کسی کے گناہ ہوں ان سب سے درگذرے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ ترجمہ کریمہ یعنی تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے شرک کو اور اس کے ماسوا جس گناہ کو چاہے بخشدیوے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ بغیر توبہ کے کبیرہ گناہ خدا معاف نہیں کر سکتا استغفر اللہ۔ منہ۔ ۱۲۔

| | |
|---|---|
| اہلِ ایماں جوکہ عصیاں کار ہیں [۵۱] | حسب عصیاں وہ سزائے نار ہیں |
| جائیں بھی تو باہر آئیں گے ضرور | پھر وہ سب جنت میں جائینگے ضرور |
| جس کو چاہے بخشے پہلے ہی کریم [۵۲] | کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْم |
| جاکے دوزخ سے نہ نکلیں مشرکین | اور نہ پھر جنت سے نکلیں مومنین |
| حق ہے رہنا کافروں کا نار میں [۵۳] | مومنوں کا دائمی گلزار میں |
| کیونکہ حق میں دونوں کے ہی خالدین | حق ہے جو ہے حکم ربّ العالمین |
| حق ہیں سب فرمودۂ خیر الانام [۵۴] | اہلِ حق کے یہ عقیدے ہیں تمام |
| جو کرے اقرار ان کا برملا | اور کرے تصدیق دل سے بخطا [۵۵] |
| ہے وُہی مومن مسلماں ہے وہی | جو خلاف اسلام کے ہے وہ غوی |
| بالیقیں برحق یہ دین اسلام ہے | جو پھرا اس سے وہی ناکام ہے |

[illegible]

— — — ۷۰ ✻ — — —

**۵۳** حق ہے رہنا الخ۔ یعنی جبکہ کفار و مشرکین دوزخ میں ڈالدیئے جائیں گے اور مومنین جبکہ جنت میں داخل کردیئے جائیں گے تو پھر وہ دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یعنی جنتی جنت میں رہیں گے اور دوزخی دوزخ میں پڑے رہیں گے اور پھر وہ ان سے باہر نہیں ہونگے کیونکہ ان دونوں کے بارے میں قرآن مجید میں بہت جگہ خالدین فیہا وارد ہوا ہے جس کے معنی دوام کے ہیں چنانچہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ وَیُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ یعنی جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے درگذر کریگا اللہ اس کے گناہوں سے اور داخل کرے گا اس کو جنتوں میں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور پھر وہ جنتی لوگ ہمیشہ در ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہ بہت بڑا ثواب ہے اور جن لوگوں نے کہ کفر کیا اور جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو وہ لوگ دوزخی ہیں اور ہمیشہ اسی دوزخ میں پڑے رہیں گے اور دوزخ بہت بری جگہ ہے منہ ۱۲ **۵۴** یعنی اللہ رب العالمین اور اس کے رسول سے جو نص صریح سے وارد ہوا ہے وہ سب حق ہے کہ جس میں ذرہ بھر تمسک نشبہ کو دخل نہیں ہے اور اہل حق کے یہی عقیدے ہیں جو بیان کئے گئے جو شخص کہ زبان و دل دونوں سے ان کی تصدیق کرے وہی مسلماں ہے اور وہی مومن ہے اور ان دونوں کلموں میں کچھ منافات نہیں ہے۔ منہ ۱۲۔

# اصطلاحات شریعت کا بیان

بعد ایمانِ خدا و مصطفٰے  
فرض ہے شرعِ نبی کی اِقتدا

جان لے کہتے ہیں کسکو حق طلب  
فرض و واجب یا کہ سنت مستحب

فرض ہے وہ حکم مولائے جلیل  
جس کی مثبت ہو کوئی قطعی دلیل

جیسے ہو قرآں میں حکم اسکا صاف  
یا احادیثِ تواتر بے خلاف

جس کا کرنا لازم و مشروع ہو  
ترک جس کا سخت تر ممنوع ہو

ترک پر ہو جس کے دوزخ کا عذاب  
اور بجا لانے میں جسکے ہو ثواب

منکر اُس کا کافر اور تارک ہے بد  
جسطرح صوم و صلوٰۃ اے معتمد

ہے وہ واجب نزد احناف نبیل  
جس کی مثبت ہو کوئی ظنّی دلیل

یعنی ایسے خُلف[سلہ] کا ہو محتمل  
جو نہ ہمسر ہو نہ یکسر مضمحل

سلہ خلاف کا احتمال - یعنی وہ دلیل حکم خلاف کا بھی احتمال رکھتی ہو وہ دلیل [illegible] ہوئی اور خلاف محتمل مگر وہ احتمال نہ قوت میں دلیل کا ہمسر و برابر ہو کہ یوں شک پیدا ہوگا [illegible] میں طرفین مساوی ہوتے ہیں اور واجب کے [illegible] ظن چاہئے جس میں جانب ثبوت راجح و غالب ہے اور نہ اتنا ضعیف ہو کہ بالکل مضمحل ہو جائے اور قابل التفات نہ رہے کہ ایسا احتمال بے اصل قطعیت کے منافی نہیں ہوتا تو اس سے فرضیت ثابت ہوگی نہ کہ وجوب منہ ۱۲—

منکر اس کا ضال ہے کافر نہیں — اور سزا کے مستحق ہیں تارکین
جیسے پڑھنا وتر کا بعد از عشا — یا غنی پر صدقہ عید الفطر کا
کہتے ہیں سنت[۵۱] اسے حنفی سبھی — ہو جو قول و فعل و تقریر نبی
ہیں وے[۵۲] سنت کی دو قسمیں بیاں — اک ہدیٰ ہے اک زوائد بیگماں
وہ ہدیٰ ہے جو کہ ہو طاعات میں — وہ زوائد جو کہ ہو عادات میں
پھر ہدیٰ کی بھی ہیں دو قسمیں یہ اب — اک مؤکد[۱] دوسری ہے مستحب
وہ مؤکد جس کا کرنا ہو ضرور — جس میں ہو تاکید حضرت کی وفور
یا کیا ہو اس کو اکثر آپ نے — اور کبھی چھوڑا ہو خوف فرض سے
تارک اسکا ہے سزاوار عتاب — بلکہ ممکن ہے کہ ہو تھوڑا عذاب
جس کے کرنے میں بہت کچھ ہو ثواب — جیسے سنت[۵۳] فجر کی ہیں اے جناب
اسکا اور[۵۴] واجب کا رتبہ ایک ہے — ہے بہت ہی فرق کم اے نیک پے

۵۱ کہتے ہیں سنت - الخ - یعنی سنت اس کو کہتے ہیں کہ جس بات کو حضور اقدس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خود کیا ہو یا کرنے کو فرمایا ہو یا کہ کرتے دیکھا ہو اور منع نہ فرمایا ہو۔ جس کے کرنے کا ارشاد فرمایا ہو اس کو سنت قولی کہتے ہیں اور جس کو خود کیا ہو اور کرنے کو نہ فرمایا ہو اس کو سنت فعلی کہتے ہیں اور جس کو کرتے دیکھا اور منع نہ فرمایا اس کو سنت تقریری کہتے ہیں ۱۲ منہ

۵۲ ہیں وے سنت کی الخ - یعنی سنت جس کا بیان اوپر ہوا اس کی دو قسمیں ہیں اول سنت ہدیٰ دوم سنت زوائد - ہدیٰ وہ ہے جو کہ عبادات میں وارد ہو مثلاً نماز یا روزہ یا زکوۃ یا حج وغیرہ میں اور زوائد وہ ہے جو کہ عادات میں جاری ہو مثلاً کھانے یا پینے یا سونے یا اٹھنے وغیرہ میں۔ پھر سنت ہدیٰ کی بھی دو قسمیں ہیں ایک سنت مؤکدہ دوم سنت مستحب سنت مؤکدہ وہ ہے جس کے کرنے کی حضرت نے تاکید فرمائی ہو یا کہ اس کو بطریق دوام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور گاہے چھوڑ بھی دیا ہو یا بخوف اس کے کہ کہیں وہ آپ کے دوام عمل میں لانے سے فرض نہ ہو جائے اور پھر وہ باعث تکلیف امت ہو اور ایسی سنت مؤکدہ کا تارک قابل ملامت ہے اور آخرت میں قابل عتاب روبروئے مالک حساب وکتاب ہے اور اگر اس کے ترک پر اصرار و تکرار کرے گا یا آنکہ ہمیشہ ترک کریگا تو یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو کچھ عذاب دیا جائے اور اس کے بجا لانے میں بہت بڑا اجر و ثواب ہے اور ان سب باتوں کا بیان اگلے شعروں میں بالتفصیل موجود ہے جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ولیکن بطور وضاحت تفصیل بھی کر دی گئی - منہ ۱۲ -

۵۳ سنت فجر کی - الخ - یعنی سنت مؤکدہ جس کا بیان اوپر کیا گیا اس کی مثال میں دوگانہ سنت فجر کو سمجھنا چاہئے کہ وہ سنت مؤکدہ ہیں اور ان کے پڑھنے کا بہت بڑا ثواب ہے - منہ ۱۲ -

۵۴ اس کا اور واجب کا الخ - یعنی سنت فجر کا اور واجب کا درجہ قریب قریب برابر کے ہے کہ بعض نے تو ان کو واجب ہی کہا ہے کیا معنے کہ دوگانہ سنت فجر اسقدر مؤکد ہیں کہ بوجہ بسبب کثرت تاکید کے واجب کے مشابہ ہیں کہ جس سے بعض علماء کو ان کے واجب ہونے کا بھی شبہ ہے منہ ۱۲ -

مستحب وہ جس کا کرنا خوب ہو
اور خلاف اُس کا نہ کچھ معیوب ہو

جس کو رغبت[۱] سے کیا شہ نے کبھی
یا بلا تاکید ترغیب اس کی دی

جس کے کرنے میں امیدِ اجر ہو
ترک میں جس کے نہ اصلا زجر ہو

بعد اس کے اب تجھے یہ ہی صلاح
سُن حرام و شبہ مکروہ و مباح

وہ ہوا قطعی حرام اے مومنو
جو کہ ثابت فرض کی مانند ہو

فعل جس کا سخت تر مبغوض ہو
اُس سے بچنا لازم و مفروض ہو

جس کا فاعل مستحقِ نار ہو
خمر پینا جس طرح اے نیک خو

اور وہ ہے[۲] مکروہ ۔ ہے جس کی نکیر
واجب و سنّت کے مثبت کی نظیر

اس کی دو قسمیں ہیں اسکو یاد کر
ایک تحریمی ہے تنزیہی دگر

ہے وہ تحریمی جو ہو قربِ حرام
اور شبہ بھی ہے مثل اُسکے مدام

ترک ان دونوں کا واجب الخ حدیث
مرتکب عاصی مصراں پر خبیث

[۱] رغبت سے کیا ۔ الخ ۔ یعنی سنت مستحب و یا کہ سنت غیر مؤکدہ وہ ہے کہ جس کو حضرت نے گاہے برغبت کیا ہو اور اکثر نہ کیا ہو و یا کہ اُس کے کرنے کا بلا تاکید شوق دلایا ہو اور مباح و خلاف اولیٰ اس سے خارج ہے کہ وہ نادر طور پر بیان جواز کے لئے حضرت نے کبھی کیا ہے اور سنت مستحب کے کرنے میں ثواب و اتباع سنت ہے اور نہ کرنے میں مطلق عذاب یا عتاب یا حساب نہیں ہے اور نہ تارک پر کچھ ملامت ہے منہ ۱۲۔

[۲] اور وہ ہے کروہ ۔ الخ ۔ یعنی مکروہ وہ فعل ہے کہ جس کے کرنے کی ممانعت ہو اور اُس کی مثبت وہ نظیر ہے وہ کہ واجب و سنت کی مثبت ہے کیا معنی کہ جس قسم کی نظیر سے کہ واجب ثابت ہوتا ہے اسی قسم کی نظیر سے مکروہ تحریمی یا شبہ ثابت ہوتا ہے اور جس سے مستحب مسنون ثابت ہوتا ہے اسی قسم سے مکروہ تنزیہی ثابت ہوتا ہے پس مکروہ تحریمی یا شبہ کا مرتکب قابل عذاب و عتاب ہے اور مکروہ تنزیہی کا مرتکب قابل عذاب نہیں ہے ہاں اگر اس پر کچھ تھوڑا سا مواخذہ ہو جائے تو بعید نہیں منہ ۱۲۔

ہے وہ تنزیہی جو ہو قرب حلال — ترک اسکا خوب ہے بے قیل و قال

جسکے کرنیمیں ہو چنداں قصور — لیکن اُس کا ترک اولیٰ ہے ضرور

کہتے ہیں اُسکو مباح اے نیک خو — جس کا کرنا یا نہ کرنا ایک ہو

فرض[۱۵] کی ضد ہے حرام اے معتمد — اُس کا کرنا لازم اُس کا فعل بد

ضد واجب جان مکروہ کبیر — ضد ہو اسنّت کی مکروہ صغیر

لیک جو سُنّت مؤکد مانئے — اُس کی ضد کا نام اسارت جانئے

اور علاوہ ان سبھوں کے ہے حلال — جسکے کرنیمیں ہو کچھ قیل و قال

ہو نکرنے میں بھی نقصان کچھ ذرا — اُس کے کرنیمیں نہ سمجھے گر بُرا

جسکی حلّت ہو یقینی۔ گو مباح — جسطرح ثابت ہے بیوہ کا نکاح

اُس[۱۶] کا منکر بھی ہے کافر لاکلام — جس طرح سے منکر فرض و حرام

واجب و مکروہ تحریمی سے جو — ہوگا منکر فاسق و گمراہ ہو

---

۱۵ فرض کی ضد ہے حرام الخ کیا معنی کہ فرض کے برخلاف حرام ہے کہ اُس کا نہ کرنا فرض ہے اور اسی طرح فرض کا ترک کر دینا حرام ہے سو جس کہ فرض وحرام ایک دوسرے کا ضد ہے کہ اس کا کرنا اور اُس کا نہ کرنا فرض ہے اور اس کا نہ کرنا اور اُس کا کرنا حرام ہے اور واجب کی ضد مکروہ تحریمی ہے کہ اُس کا کرنا اور اِس کا نہ کرنا واجب و ضروری ہے اور اسی طرح سُنّت مؤکدہ کی ضد اسارت ہے اور اِس کا نکرنا اور اُس کا کرنا بُرا مستوجب عتاب ہے اور سنت غیر مؤکدہ کی ضد مکروہ تنزیہی ہے کہ اس کا نہ کرنا اور اُس کا کرنا غیر پسندیدہ و معیوب ہے اور مستحب مندوب کی ضد ترک اولیٰ ہے کہ اس کا کرنا اور اُس کا نہ کرنا مرغوب و محبوب ہے اور مباح تنہا ہے کہ اس کا کرنا نہ کرنا مساوی ہے۔

۱۶ اُس کا منکر الخ۔ یعنی فرض کی فرضیت اور حرام کی حرمت کا انکار جس طرح کہ کفر ہے مثلاً جو کہے کہ نماز یا صوم رمضان یا زکوٰۃ فرض نہیں ہے یا کہ شراب پینا اور سور کھانا یا زنا کرنا اور سود لینا حرام نہیں تو وہ قطعی کافر ہے پس اسی طرح حلال کا منکر کہ جس کی حلت دلیل قطعی سے ثابت ہے اُسے حلال نہ جاننے والا بھی کافر ہوگا جیسا کہ بیوہ عورت کے نکاح کو اگر کوئی شرعاً حلال نہ سمجھے گا تو کافر ہوگا اور اگر حلال تو سمجھے ولیکن کرے نہیں تو کچھ ہرج نہیں نہ کافر ہوگا نہ عاصی معیوب جانے گا تو کافر نہ ہوگا خاطی ہوگا یا یہ کہ گائے کے گوشت کو شرعاً اگر حلال نہ جانے گا تو کافر ہے اگر طبعاً اپنے مزاج کے مخالف و مضر سمجھ کر بُرا جانے گا تو ہرج نہیں ہے۔ منہ ۱۲

ف۱ پر نہیں یہ حکم - الخ - یعنی اگرچہ فرض وحرام کا انکار کفر اور واجب ومکروہ تحریمہ کا انکار بدعت وضلالت ہے لیکن جو شخص کہ کسی دلیل شرعی یا شبہ سے انکار کرے اور اُس کے جواب میں دوسری دلیل شرعی پیش کرے تو وہ اس حکم میں داخل نہیں ہے جس طرح ائمہ مجتہدین کا اختلاف کہ ایک کے نزدیک ایک چیز فرض وواجب یا حرام ومکروہ ہے اور دوسرے کے نزدیک وہ ایسی نہیں جس طرح کہ مقتدی پر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا شافعی کے یہاں واجب اور ہمارے یہاں اُس کا ترک واجب ہے یا متروک التسمیہ عمدا اُن کے نزدیک حلال اور ہمارے نزدیک حرام وعلیٰ ہذا اور ہر ایک کے پاس اُسکے ثبوت میں دلائل شرعیہ موجود ہیں پس ایسی صورت میں وہ انکار نہیں سمجھا جائیگا اور اُس کو اختلاف کہیں گے اور اختلاف ائمہ مجتہدین کا تو باعث رحمت ہے ہاں جو شخص کہ نفسانیت سے بلا دلیل شرعی اپنی طرف سے کسی واجب یا حرام کا انکار کریگا اُس کے لیے کفر وبدعت کا فتوےٰ نافذ ہوگا منہ ۱۲

ف۲ پنج وقتی فرض ہے - الخ - پنج وقتی یعنی نماز فجر وظہر وعصر ومغرب وعشا ہر عاقل وبالغ مسلمان پر فرض ہے جیسا کہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس صلوات افترضهن اللہ تعالیٰ الخ - یعنی پانچوں وقت کی نمازیں فرض کیا ہے اُن کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر منہ ۱۲

ف۳ ترک کر دینا - الخ - یعنی پنجگانہ نماز فرض کا ترک کر دینا بہت قریب ہے طرف کفر کے نزدیک متقین کے موجب حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا معنی کہ تارک صلوٰۃ پر خوف ہے اس بات کا کہ کہیں وہ کافر ہو جاوے العیاذ باللہ جیسا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ یعنی درمیان بندہ کے اور درمیان کفر کے کچھ فرق نہیں ہے جبکہ وہ نماز کو ترک کرے منہ ۱۲

ف۴ بے نمازی واجب - الخ - یعنی جو شخص کہ نماز نہ پڑھتا ہو اور سمجھانے سے نماز کا پابند نہ ہو تو وہ شخص واجب التعزیر ہے کیا معنی کہ وہ اس قابل ہے کہ اُس پر زجر وتوبیخ وزدوکوب کیا جاوے تاکہ ترک نماز سے باز آوے جیسا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین الخ - اور مارو تم لڑکوں کو ترک نماز پر جبکہ وہ دس برس کی عمر کے بعد نماز نہ پڑھیں آخر حدیث تک منہ ۱۲

ف۵ چھوڑ دینا الخ - یعنی ایک نماز فرض کا بھی بلا وجہ ترک کر دینا باعث ذلت وخواری کا خدا کے نزدیک ہے کہ قیامت کے روز خداوند تعالیٰ اُس کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا اور چاہے گا تو عذاب کریگا یا بخش دے والشاء عذبه و ان شاء غفرله اور جو شخص کہ پانچوں نمازیں ترک کرے تو لوگوں کو لازم ہے کہ وہ بھی تارک صلوٰۃ کو اپنی جماعت سے علیحدہ کر دیں اور اُسکو خوشی وغمی میں اپنے شریک نہ کریں تاکہ اُس پر دباؤ پڑے اور وہ ذلیل ہوا ہو اور پھر وہ مجبور ہو کر نماز پڑھنے لگے اور اُس کا پابند ہو جاوے جب وہ نماز کا پابند ہو جائے تو پھر اُس کو نہایت خوشی ومہربانی کے ساتھ اپنا شریک کر لیں اور لفظ ... پر عمل کریں تاکہ دیگر تارکان صلوٰۃ کو بھی نماز کا شوق پیدا ہو - منہ ۱۲

| | |
|---|---|
| پر نہیں[۱] یہ حکم اُس کے واسطے | جو ہو منکر شبہ و تاویل سے |
| یاد رکھیں سب کو خوب اے پاکباز | اب بیاں ہوتے ہیں احکام نماز |

## نماز کا بیان

| | |
|---|---|
| بعد اسلام اور ایماں کے سدا | رکن اول ہے نماز اسلام کا |
| حشر کے دن جبکہ ہو ہل چل مچی | پہلے پرسش ہو نماز فرض کی |
| عاقل و بالغ مسلماں پر نماز | پنج[۲] وقتی فرض ہے اے پاکباز |
| ترک[۳] کر دینا نماز فرض کا | ہے قریب کفر نزد اتقیا |
| بے[۴] نمازی واجب التعزیر ہے | قتل تک اُسکی سزا تحریر ہے |
| چھوڑ[۵] دینا ایک وقتی بھی نماز | باعث ذلت ہے پیش بے نیاز |
| پنجگانہ چھوڑ دے جو بے شعور | سب مسلماں بھی اُسے چھوڑیں ضرور |

ترک سے جبتک کہ وہ تائب نہو — وہ شریک مومناں صاحب نہ ہو
بے[۱] نمازی کو عذاب سخت ہے — بے نمازی سخت ہی بدبخت ہے
بے نمازی حشر کے میدان میں — جا ملیں فرعون اور ہامان میں
حق تعالیٰ اور رسول اللہ کا — جتنا ناخوش بے نمازوں پر ہوا
دوسرے سے اُسقدر ناخوش نہیں — اور نمازی سے وہ خوش ہیں بالیقیں

[illegible]

## مسدّس در صفتِ نماز

مومنو[۲] مفتاحِ جنت ہے نماز — خلق پر خالق کی منّت ہے نماز
اتّباعِ فرض و سنت ہے نماز — مسجدوں کی زیب و زینت ہے نماز

رونقِ دین عزتِ اسلام ہے
اہلِ ایماں کا اسی سے نام ہے

[۱] بے نمازی کو الخ - یعنی جو شخص کہ بے نماز ہے اُس کو عذاب سخت دیا جاویگا کہ اس کے بارے میں نہایت سخت وعیدیں آئی ہیں اور بے نمازی کے بدنصیب ہونے میں کچھ شک نہیں ہے کہ قیامت کے دن اُس کو قارون و فرعون وہامان و ابی بن خلف کے ساتھ اُٹھائے جانے کی وعید آئی ہے العیاذ باللہ - منہ ۱۲-

[۲] مفتاح جنت - الخ - یعنی نماز جنت کے دروازے کی کنجی ہے کہ بغیر اس کنجی کے وہ دروازہ نہیں کھلتا جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مفتاح الجنتہ الصلوٰۃ یعنی کنجی جنت کی نماز ہے پس جو کوئی نماز کو پابندی اور محافظت کے ساتھ پڑھے گا جنت کا دروازہ اُس کے واسطے کھلا رہے گا اور پھر اُس کے واسطے کچھ روک ٹوک نہ ہوگی اور درحقیقت یہ نماز پنجگانہ خداوند عزاسمہٗ کی طرف سے بندوں کے لئے بہت بڑا احسان و فضل و کرم ہے کہ اُسکی وجہ سے طرح طرح کے الزامات و مواخذات سے بری رہیں گے - خداوند کریم ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے توفیق محافظت نماز کی عطا کرے آمین منہ

اغنیا کو کانِ عظمت ہے نماز ‏— بینوا کو خوانِ نعمت ہے نماز
متقی کو آبِ رحمت ہے نماز ‏— فلسفی کو بابِ حکمت ہے نماز

عالموں کو علم کا گنجینہ ہے
عارفوں کو معرفت کا زینہ ہے

عابدوں کو بس عبادت ہی نماز ‏— نیک بختوں کو سعادت ہی نماز
اہلِ ایماں کی شہادت ہی نماز ‏— سب مسلمانوں کی عادت ہی نماز

مومنوں کی دین ہے ایمان ہی
مسلموں کی یہ بڑی پہچان ہے

واسطے مردوں کے غیرت ہی نماز ‏— عورتوں کو سترِ عورت ہی نماز
افسروں کو شان و شہرت ہی نماز ‏— حاکموں کو فتح و نصرت ہی نماز

بادشاہوں کے لئے یہ تاج ہے

عاشقوں کے واسطے معراج ہے

اہلِ ظاہر کو شریعت ہے نماز — اہلِ باطن کو طریقت ہے نماز
اہلِ دُنیا کو نصیحت ہے نماز — اہلِ مولیٰ کو حقیقت ہے نماز

سب مریدوں کے واسطے پیر ہے
مرشدوں کے واسطے اکسیر ہے

کعبۂ دیں کی عمارت ہے نماز — باغِ رضواں کی زیارت ہے نماز
خبثِ باطن[۵۱] کی طہارت ہے نماز — طالبِ حق کی بشارت ہے نماز

حاجیوں کو حج بیت اللہ ہے
راہ گیروں[۵۲] کو یہ سیدھی راہ ہے

مخزنِ[۵۳] آیاتِ قرآں ہے نماز — معدنِ کلماتِ سبحاں ہے نماز
مومنوں کو دین و ایماں ہے نماز — حشر کے دن[۵۴] نور و برہاں ہے نماز

۵۱ خبث باطن الخ - یعنی تصفیۂ باطن نماز سے خوب ہوتا ہے اور طالب حق کے واسطے یہ نماز بڑی بشارت ہے کہ قد افلح المومنین الذین ہم فی صلٰوتہم خاشعون کا ترجمہ یہ فرمایا اللہ برتر نے کہ البتہ فلاحیت پائی اُن مسلمانوں نے کہ جنھوں نے اپنی نمازوں کو عاجزی اور فروتنی اور خلوص کے ساتھ ادا کیا۔ منہ ۱۲ ۵۲ راہ گیروں سے مراد یہاں پر رہروان راہ اسلام ہیں منہ ۱۲ ۵۳ حشر کے دن نور الخ - فرمایا نبی کیا چیز ہے وہ آیات قرآنی کی مخزن ہے کہ اس میں تمام قرأت قرآن وقتاً فوقتاً پڑھی جاتی ہے اور چونکہ قرآن کلام الٰہی ہے اور افضل الاذکار ہے لہذا نماز افضل العبادات یقینی ہوئی اور اسی طرح پر اس میں علاوہ قرأت کلام ملک العلام کے دیگر کلمات طیبات و تحیات مبارکات و تسبیحات و تحمیدات بھی شامل ہیں کہ جس سے مل کر نماز خلاصۂ مجموعہ عبادات قرار پائی منہ ۱۲ ۵۴ حشر کے دن نور - الخ - فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے من حافظ علیہا کانت له نورًا و برهانًا و نجاةً یوم القیامة الیٰ آخر الحدیث یعنی جس مسلمان نے محافظت کی نماز کی پس وہ نماز ہوگی واسطے اس کے نور اور برہان اور نجات قیامت کے دن آخر حدیث تک اور اسی طرح پر ایک جگہ یہ فرمایا کہ الصّلوٰۃ نور یعنی نماز نور ہے دیکھا دیکھا۔ منہ ۱۲-

مجمع اوراد والاذکار ہے
منبع انوار والاسرار ہے

| | |
|---|---|
| دیں شعاروں کی کمائی ہے نماز[۵۱] | دین و دنیا کی بھلائی ہے نماز |
| ذکر وشکر کبریائی ہے نماز | سچ ہے محبوب خدائی ہے نماز |

زائرانِ فرش کی رہبر یہ ہے[۵۲]
طائرانِ عرش کی شمشیر یہ ہے

| | |
|---|---|
| وقت آخر کام آتی ہے نماز[۵۳] | مکرِ شیطاں سے بچاتی ہے نماز |
| کلمۂ طیب پڑھاتی ہے نماز | خاتمہ بالخیر لاتی ہے نماز |

یہ محافظ دین اور ایماں کی ہے
تازیانہ نفس اور شیطاں کی ہے

| | |
|---|---|
| سایۂ حق روزِ محشر ہے نماز | تشنہ لب کو آبِ کوثر ہے نماز |

۵۱ دیں شعاروں کی کمائی یعنی جو لوگ کہ دین دار ہیں اُن کی کمائی یہی ہے کہ وہ نماز پڑھا کرتے ہیں اور اُس کی محافظت کرتے ہیں کیونکہ نماز میں دین اور دنیا دونوں کی بھلائی وبہبودی ہے اور نماز کیا چیز ہے ذکر وشکر کبریائی ہے کہ اس میں ذکر حق عز اسمہٗ ہوتا ہے اور اسی طرف غور وفکر مبذول کیجاتی ہے اور ماسوا سے منہ پھیرا جاتا ہے اور اسی واسطے نماز اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت محبوب وپسند ہے جیسا کہ فرمایا حضرت نے احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ الصلوٰۃ لوقتہا یعنی محبوب ترین عملوں کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز فرض ہے اپنے وقت مقررہ پر منہ ۱۲

۵۲ زائرانِ فرش - زائرانِ فرش سے یہاں مراد ابدال ہیں کہ جو بموجب حکم الٰہی کے ہمیشہ فرش زمین کا گشت کرتے رہتے ہیں اور وہ بڑے درجہ کے اولیا اللہ ہیں کہ جو مدام سیر وسیاحت میں رہتے ہیں کیا معنی کہ اسی نماز کی برکت سے اُن کو یہ ابدالیت کا درجہ حاصل ہوا ہے اور اسی طرح بر طائرانِ عرش کی یہ نماز شمشیر ہے طائراں عرش سے مراد فرشتے ہیں جنھیں اللہ نے اجنحہ یعنی پنکھ دیے ہیں اُن کے مانند ہوتے ہیں کہ جن سے وہ اُڑتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ملائکہ میں جو قوت پرواز ہے وہ بھی اسی کی بدولت ہے کہ وہ بھی افعال نماز بجا لاتے ہیں کوئی قیام کوئی رکوع کوئی سجود کوئی قعود ولیس ان سب کو بھی تقرب وتقدس افعال نماز کے ہی سبب سے حاصل ہے فتدبر منہ ۱۲

۵۳ وقت آخر کیا معنی کہ مرتے وقت بڑے کام آتی ہے کہ شیطاں کے بہکانے سے بچاتی ہے اور کلمۂ طیب کو یاد دلا کر خاتمہ بخیر کراتی ہے اور ایمان سلامت رکھتی ہے منہ ۱۲-

قبر میں[۵۱] حامی و یاور ہے نماز
اور براق و برق۔ پل پر ہے نماز

بیکسوں کی ہر جگہ یہ یار ہے
عاصیوں کا اس سے بیڑا پار ہے

مانعِ[۵۲] فحشاءُ و منکر ہے نماز
دافعِ ہر فتنہ و شر ہے نماز

قامعِ بدعاتِ ابتر ہے نماز
جامعِ برکاتِ اکثر ہے نماز

زنگِ دل کیواسطے صیقل یہ ہے
نورِ باطن کے لئے مشعل یہ ہے

نورِ ایماں سے منور ہے نماز
عطرِ عرفاں سے معطر ہے نماز

آسمانِ دیں کی اختر ہے نماز
سارے[۵۳] اعمالوں سے بہتر ہے نماز

دیں شعاروں کیلئے یہ زین ہے
اہلِ دنیا کو یہ خوش آئین ہے

---

۵۱ قبر میں حامی و یاور۔ الخ۔ یعنی جب مسلمان مرتا ہے اور قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس وقت وہاں بھی نماز مددگار اور یاور ہوتی ہے کہ نماز کی برکت سے منکر و نکیر کے سوالات کے جوابات نمازی بخوبی دیتا ہے اور پھر اس کی وجہ سے فتنۂ قبر سے مامون و محفوظ رہتا ہے اور تا قیامت دلہن کی مانند خواب استراحت میں آرام کرتا ہے اور اسی طرح پلصراط کے اوپر یہ نماز براق برق رفتار کی مانند بنکر نمازی کو پار کر دیتی ہے۔ غرضکہ نماز بیچاروں و بیکسوں و گنہگاروں کی ہر جگہ و ہر موقع پر مدد کرتی ہے منہ ۱۲۔

۵۲ مانع فحشاءُ و منکر ہے۔ الخ یہ اشارہ ہے طرف آیۃ کریمہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کے منہ ۱۲۔

۵۳ سارے اعمالوں سے بہتر ہے الخ فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واعلموا ان خیر اعمالکم الصلوٰۃ ترجمہ۔ اور خوب یاد رکھو کہ بہتر ین عملوں میں تمہاری نماز ہے۔ منہ ۱۲

روز اوّل سے مقدر ہے نماز ۔۔۔ فرض ہر جن و بشر پر ہے نماز
پنجگانہ جو مقرر ہے نماز ۔۔۔ شربت قند مکرر ہے نماز

دل کو یہ مرغوب اور محبوب ہے
باعث تسکین خاطر خوب ہے

قرۃ العین[۵۴] پیمبر ہے نماز ۔۔۔ درد و سوز جان حیدر ہے نماز
قبلۂ آل مطہر ہے نماز ۔۔۔ کعبۂ اصحاب سرور ہے نماز

شیوۂ ابرار و الاخیار ہے
سرمۂ چشم اولی الابصار ہے

جائے[۵۵] سرگوشی داور ہے نماز ۔۔۔ مطلع خورشید خاور ہے نماز
جلوہ گاہ روئے دلبر ہے نماز ۔۔۔ محرم اللہ اکبر ہے نماز

سالکوں کو منزل مقصود ہے

[۵۴] قرۃ العین الخ۔ ھذا اشارۃ الی جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی فرمایا ہے حضرت نے کہ نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے منہ ۱۲

[۵۵] جائے سرگوشی ۔ الخ۔ سرگوشی کان میں چپکے چپکے بات کرنے کو کہتے ہیں یعنی نماز کیا چیز ہے نماز وہ چیز ہے کہ جس میں بندہ اپنے مالک حقیقی سے سرگوشی کرتا ہے اور مالک حقیقی حق تعالیٰ عز اسمہٗ اس بندہ کی طرف متوجہ ہو کر جو کچھ یہ اس سے کہتا ہے اس کو بخوبی سنتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان المصلی یناجی ربہ فلینظر ما یناجیہ بہ۔ ترجمہ۔ یعنی البتہ نمازی سرگوشی کرتا ہے رب اپنے سے نماز میں پس چاہئے کہ وہ غور کرے اور سمجھے اس بات کو کہ وہ کیا سرگوشی کرتا ہے ساتھ پروردگار اپنے کے غور کرنا چاہئے کہ نماز کا کیا رتبہ ہے کہ جس نے پڑھنے والے کو پروردگار عالم سے سرگوشی کرنے والا قرار دیا گیا۔ سبحان اللہ گویا کہ نماز کی حالت میں آدمی مصاحب و جلیس پروردگار عالم کا بن جاتا ہے اللھم ارزقنا حلاوتہ محرم اس کو کہتے ہیں کہ جس سے کسی قسم کا پردہ نہ ہو لہذا آدمی جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا محرم راز بنتا ہے مجازاً اور اگر عارف کامل ہو تو حقیقتہً محرم بنتا ہے اور تمام پردے اس سے اٹھ جاتے ہیں فتدبر منہ۔۱۲

عارفوں کو محفلِ معبود ہے

چاہیئے[51] اخلاص بہر ہر نماز
دہیان[52] رکہہ اس بات کا اندر نماز

پڑہ حضورِ دل سے تو اکثر نماز
دیکھتا ہے خالقِ برتر نماز

جو نماز اس طور پر معمول ہے
وہ نماز اللہ کو مقبول ہے

کیا کہوں کہتی ہی کیا درجے نماز
سارے دردوں کی دوا بخشے نماز

پڑہی بالکل یمن و برکت سے نماز
سوچ اپنے دلمیں کچھ ای بے نماز

خوبیوں سے اسکے جگ گاہ ہی
حق تو یہ ہے رحمتِ اللہ ہے

پاک[53] ہونا شرط اسکے واسطے
ہی بیاں پاکی کا اوّل اسلئے

---

۵۱ چاہیئے اخلاص۔ الخ یعنی ہر نماز پنجگانہ کے واسطے اخلاص اور حضورِ قلب کا ہونا لازمی ہے کہ بغیر اس کے نماز کا اثر مترتب نہیں ہوتا۔ منہ

۵۲ یعنی نماز کی حالت میں اس بات کا دہیان اور غور رکھنا چاہیئے کہ جس کے سامنے قیام و قعود و رکوع و سجود یہ کرتا ہے وہ اس کو دیکھ رہا ہے اور وہ اس کے حرکات و سکنات سے خوب خبردار ہے پس جبکہ اس کا یہ دہیان اور غور خوب کامل و پختہ ہو جائیگا تو اس کو حضورِ قلب و اخلاص پورا حاصل ہوگا اور خیال غیر مٹجائیگا فتدبر منہ ۱۲

۵۳ پاک ہونا شرط ہے۔ الخ یعنی نماز پڑہنے کے واسطے پاک ہونا کیا معنی کہ باوضو ہونا شرط ہے کہ بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی کیونکہ فرمایا ہے حضرت نے لا صلوٰۃ لمن لا وضوء لہٗ ترجمہ یعنی نہیں ہوئی نماز اس کی کہ جس کا وضو نہ ہووے پس اس سے ظاہر ہے کہ نماز کے واسطے طہارت کا ہونا شرط ہے اور اگر جنب ہو تو اس کے واسطے غسل بہی شرط ہے غسل اور وضو دونوں طہارت میں داخل ہیں اسلئے نماز سے پہلے وضو اور غسل کا بیاں کیا جاتا ہی منہ۔ ۱۲۔

# وضو کا بیان

## قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ط

ہیں وضو میں چار فرض اے نیک تن — پہلے[۱] سب منہ دہونا تا زیر ذقن
ہاتھ[۲] دہونا دونوں کہنی سمیت — پاؤں دہونا تیسرے[۳] ٹخنے سمیت

ترجمہ آیۃ کریمہ:- اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو پس دہوؤ تم موہوں اپنوں کو اور ہاتھوں اپنوں کو کہنیوں سمیت اور مسح کرو تم اپنے سروں پر۔ اور دہوؤ تم پیروں اپنوں کو ٹخنوں کے اوپر تک۔

۱ پہلے سب منہ۔ الخ۔ یعنی وضو میں چار چیزوں کا پاک کرنا فرض ہے جیسا کہ آیۃ کریمہ میں مذکور ہے ان چاروں میں اوّل سب سے منہ کا دہونا فرض ہے پیشانی کے اوپر بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک کا سارا بشرہ دہونا چاہیئے دوم دونوں ہاتھوں کو انگلیوں سے لیکر کہنی کے اوپر تک دہونا چاہیئے اور ان کے بعد سر پر مسح کرنا چاہیئے چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور سارے سر کا مسح سنت ہے جیسا کہ آگے چل کر بیان ہوا ہے اور بعد مسح کرنے کے دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دہونا چاہیئے بس اسی کا نام وضو ہے ان میں سے اگر ایک بال کے برابر بھی خشک رہجائے گا تو وضو نہیں ہوگا اشعار میں جو ہاتھوں کے بعد پاؤں کا دہونا بیان کیا گیا ہے وہ اعضا وضو کے دہونے کی ترتیب میں اور شعر کی ضرورت کے سبب سے بیان کیا گیا ہے ورنہ ترتیب وضو میں بیشتر سر کا مسح کرکے پاؤں دہونا چاہئے کہ اس طرح پر دہونا سنت ہے۔ منہ۔ ۱۲۔

ملہ پہر ہے استنشاق سہ سہ مرتبہ - الخ - استنشاق پانی سونگہکر یا نرم بانسے تک ناک میں چڑہانے کو کہتے ہیں سہ سہ مرتبہ - مسواک اور غرغرہ و استنشاق ان تینوں باتوں سے عشق ہے یعنی مسواک کم ازکم تین مرتبہ کرنا اور غرغرہ پورے تین بار اور ناک میں پانی دینا پورے تین بار مسلون ہے منہ - ۱۲

مسح ہے چوتھائی سر کا فرض ہاں ‏ ‏ ان فرایض میں سے بس اے مومناں

بال بہر بہی خشک اگر رہجائیگا ‏ ‏ پہر وضو ہرگز نہ ہوگا آپ کا

اب یہاں سے سنتوں کا ہی بیاں ‏ ‏ سنت اول ہے نیت[1] بیگماں

پہر ہے بسم اللہ[2] کا کہنا ضرور ‏ ‏ ہاتہہ دہونا[3] بند تک پہر بے قصور

بعدہٗ مسواک[4] اور پہر غرغرہ ‏ ‏ پہر ہے[5] استنشاق سہ سہ مرتبہ

انگلیوں[6] کا ہاتہہ پاؤں کے خلال ‏ ‏ اور پہر داڑہی[7] کا خلال اے باجمال

جملہ اعضا کا ہے دہونا تین[8] بار ‏ ‏ ساری سر پر مسح[9] یکبار اے نگار

مسح ہر دو کان[10] کا پہر ایک بار ‏ ‏ باقیماندہ آب مسح سر سے یار

شستشو[11] اعضا کی باترتیب ہے ‏ ‏ نیز پہر ان[12] سب کا دہونا پے بہ پے

ہیں وضو میں چند چیزیں مستحب ‏ ‏ ایک ہی گردن[13] کا مسح باادب

کہنا بسم[14] اللہ کا ہر عضو پر ‏ ‏ خاتم اور چہلے گہمانا[15] - پہر مگر

[illegible]

۵۲ جملہ اعضا کا الخ - یعنی سب اعضا وضو کا تین تین بار دہونا سنت ہے ایک ایک بار دہونا تو فرض ہے جیسا کہ بیشتر مذکور ہوچکا اور ان کو تین تین بار دہونا سنت ہے ۱۲

۵۳ ساری سر پر مسح یکبار - الخ - یعنی تمام وکمال سر کا ایک بار مسح کرنا مسنون ہے چوتہائی سر کا مسح تو فرض ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا لیکن پورے سر کا مسح کرنا سنت موکدہ ہے - منہ ۱۲

۵۴ یعنی دونوں کانوں کا مسح کرنا سر کے مسح کے باقیماندہ پانی سے مسنون ہے منہ ۱۲

۵۵ شستشو اعضا کی باترتیب ہے - الخ - یعنی تمام اعضا کا ترتیب سے یکے بعد دیگرے دہونا مسنون ہے ترتیب سے مراد وہ ترتیب ہے کہ جو آیت کریمہ میں یکے بعد دیگرے مذکور ہے - منہ ۱۲

۵۶ پے بہ پے دہونا الخ - یعنی جملہ اعضاء وضو کا پے بہ پے دہونا مسنون ہے کیا معنی کہ ایک کے بعد دوسرے کو فوراً دہووے اس طرح پر کہ ایک کے خشک ہونے سے پہلے دوسرا دہولے اس کا نام پے درپے ہے منہ ۱۲

۵۷ کہنا بسم اللہ کا ہر عضو پر - الخ - یعنی ہر عضو کے دہونے کے شروع میں بسم اللہ کہنا مستحب ہے مطلب یہ ہے کہ ابتدا وضو میں ہاتہہ دہونے کے وقت ایک بار بسم اللہ کہنا تو سنت موکدہ ہے جیسا کہ سنتوں کے بیان میں گذر گیا اور ہر عضو کے دہونے کے وقت بسم اللہ کا ورد کہنا مستحب ہے منہ ۱۲

۵۸ خاتم اور چہلے گہمانا - الخ - یعنی اگر کوئی مرد یا عورت انگوٹہی یا چہلے پہنے ہو تو اس کو حرکت دینا اور گہمانا مستحب ہے تاکہ اس کے تلے پانی کے پہنچ جانے میں کچہ شک وشبہ باقی نہ رہے - منہ ۱۲

۵۱ سارے اعضا کا ہے ملنا الخ یعنی جو جو عضو کہ وضو میں دہوئے جاتے ہیں اُن کو بیشتر تر ہاتھوں سے مل لینا مستحب ہے تاکہ اول ہی مرتبہ پانی سب میں سرایت کر جاوے اور بہ آسانی تمام جوڑوں میں بالوں کی جڑوں تک پہنچا رہے ۔منہ ۱۲ ۵۲ اور مدد کا بھی نہ لینا ۔الخ یعنی وضو کرنے میں کسی دوسرے آدمی سے مدد کا نہ لینا بھی مستحب ہے کیا معنی کہ جب وضو کرے تو خود ہی کرے یہ نہیں کہ ایک اور آدمی پانی ڈالتا جاوے اور یہ شخص وضو کرتا جاوے کہ ایسا کرنا خلاف استحباب کے ہے اگر کسی عذر سے یا مرض کی وجہ سے دوسرے سے مدد لے تو کچھ مضایقہ نہیں ہے ۔منہ ۔ ۱۲-

۵۳ ہے تیامن ہی ۔الخ ۔تیامن سیدہی طرف سے ایک کام کے شروع کرنے کو کہتے ہیں ۔یعنی اعضا وضو کے دہونے میں ہر سیدہے عضو کا بیشتر دہونا مستحب ہے ۔منہ ۱۲ ۵۴ ۔گفتگو ۔الخ ۔یعنی وضو کرنے میں دنیاوی بات چیت نہ کرنا مستحب ہے اور اگر ناکارا اور بیہودہ باتیں وضو کرنیمیں کریگا تو سخت مکروہ ہے منہ ۱۲ ۵۵ بولنا کلمہ شہادت کا ۔الخ یعنی جب وضو کر چکے تو اس وقت آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فوراً کلمہ شہادت پڑہے اور اس کے آخر میں دعاء توبہ و تطہیر کو جس طرح کہ حدیث میں وارد ہے لاوے یعنی اس طرح پر کہے اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين کہ یہ مستحب ہے واضح ہو کہ اس دعا کا بعد وضو کے پڑہنا نہایت ثواب ہے حضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی وضو کے بعد اس کو پڑہیگا اُس کے واسطے آٹھوں دروازے بہشت کے کہل جائیں گے ۔جس میں سے چاہے بہشت میں چلا جاوے ۔منہ ۱۲ ۵۶ بعد اس کے پڑہ درود ۔الخ کیا معنی کہ کلمہ مذکور کے بعد درود شریف ایک مرتبہ پڑہے کہ وہ بھی مستحب ہے منہ ۱۲

سارے اعضا کا ہے ملنا پہلی بار — اور مدد کا بھی نہ لینا زینہار
ہے تیامن بھی وضو میں مستحب — گفتگو کا بھی نہ کرنا ہے ادب
پانی پہنچانا ہے دونوں کونچوں میں — اور بھوئیں کو یوں ہی اور موچھوں میں
اور وضو قبلہ کی جانب بیٹھ کر — اور بچے پانی کا پینا اے پسر
اور وضو کرنا کسی اونچی جگہ — تاکہ چھینٹوں سے نہو تو مشتبہ
پھر وضو کے خاتمہ پر لا کلام — بولنا کلمہ شہادت کا مدام
اور دعائے توبہ و تطہیر کو — آخر کلمہ میں کرنا وصل تو
بعد اس کے پڑھ درود اے نیکنام — بر محمد صد درود و صد سلام

## وضو کی توڑنیوالی چیزوں کا بیان

جن سے جاتا ہے وضو اے نیک پے — وہ براز و بول ہیں اور بھر منہ قے

۵۷ جن سے جاتا ہے وضو ۔الخ ۔یعنی جن جن باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ یہ ہیں پاخانہ پھرنا ۔پیشاب کرنا یا بھر منہ قے کرنا یا کسی زخم وغیرہ سے خون بہ نکلنا یا پیپ نکلنا یا ریح کا صادر ہونا ۔یا لیٹ کر سونا یا ٹیک لگا کر اس طرح سونا کہ دونوں چوتڑ زمین پر پورے طور پر جمے ہوں یا بیہوش ہو جانا یا مست ہو جانا کسی نشہ سے یا مجنوں ہو جانا یا مباشرت فاحشہ کرنا یا رکوع اور سجدے والی نمازمیں کیا معنی کہ نماز جنازہ کے سوا دیگر نمازوں میں بالغ شخص کا قہقہہ مار کر ہنسنا یا ودی کا نکلنا یا مذی کا نکلنا یا آگے پیچھے سے کسی چیز کا نکلنا مثلاً منی اگرچہ بلا شہوت نکلے ان سب باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر منی سوتے میں نکلے گی یا جاگتے میں بہ شہوت خارج ہوگی تو اس صورت میں بجائے وضو کے غسل فرض ہو جائیگا جیسا کہ غسل کے بیان میں آئیگا منہ ۔۱۲-

اور نکلنا خون کا یا پیپ کا ‏ یا کہ چھٹنا ریح کا اے باصفا
لیٹ کر سونا ہو یا یوں بیٹھ کے ‏ دو سرین جسمیں نہ ہوں پورے جمے
پھر ہے بیہوشی و مستی و جنون ‏ فرج سے بے پردہ ملنا فرج و کون
یا نمازِ بارکوع و سجدہ میں ‏ بالغین آواز سے خندہ کریں
یا کہ نکلے آگے پیچھے سے نجس ‏ جسم ظاہر سے و یا ہو منبجس

## غسل کا بیان

موجباتِ غسل سب آئے ہیں چار ‏ ہی نہانا جن سے فرض ہی دیں شعار
اُس منی[۱] کا باہر آنا عضو سے ‏ جو بشہوت پشت و سینہ سے گرے
مل کے دو کس یا کریں صحبت[۲] کہیں ‏ شرط کچھ انزال کی اسمیں نہیں
جبکہ غائب قدرِ حشفہ ہو ذکر ‏ فرج داخل یا دُبُر میں اے بشر

۱؎ اُس منی کا الخ - اب یہاں سے موجبات غسل کا بیان شروع ہوا - موجبات غسل یعنی غسل کی فرض کرنیوالی چار چیزیں ہیں اوّل اُس منی کا شرمگاہ سے باہر آنا ہے جو اپنی جگہ سے جدا ہوتے وقت شہوت کے ساتھ جدا ہوئی ہو اگرچہ باہر آتے وقت شہوت نہ ہی ہو اور منی کی جگہ مرد میں پشت ہے اور عورت میں سینہ - کیا معنی کہ منی کا اپنی جائے پشت و سینہ سے سرکنا شہوت کے ساتھ غسل کے لئے شرط ہے شہوت کے ساتھ باہر نکلنا شرط نہیں ہے جب کبھی اس طریق پر منی اپنی جگہ سے حرکت کرکے سرکے گی اور عضو مخصوص سے باہر آئیگی خواہ بیداری میں ہو خواہ سوتے میں خواہ باختیار ہو خواہ بلا اختیار غسل فرض ہوجائیگا - منہ ۲

۲؎ مل کے دو کس الخ - یعنی جب کبھی دو آدمی بالغ باہم جماع کریں اور وہ دونوں خواہ [illegible] ہوں یا کہ دونوں مرد ہوں اور مرد کا بدن بقدر حشفہ عورت کی فرج میں داخل یا عورت یا مرد کی پاخانہ کی جگہ غائب ہوجائے تو غسل اُن دونوں فاعل و مفعول پر فرض ہوجاتا ہے جبکہ وہ دونوں کس بالغ ہوں اور اگرچہ اُن کو انزال ہو یا نہ ہو غسل ہر حال میں فرض ہے اور اگر اُن میں کوئی نابالغ ہے تو اُس پر غسل فرض نہ ہوگا اور احتیاط اسمیں ہے کہ پھر بھی غسل کریں - ۱۲

۵۱ یا نہانے کی ہو۔ الخ۔ تیسری شرط خواب میں احتلام کا ہونا ہے اور کپڑے پر یا ذکر پر تری کا پایا جانا کیا معنی جب تک کہ کوئی علامت منی کے نکلنے کی باہر ثابت نہ ہوگی محض خواب کے دیکھنے سے غسل فرض نہیں ہوگا اور اگر کپڑے یا بدن یا سرِ ذکر پر منی کی تری پائی جاوے اور خواب کا دیکھنا یاد نہ ہو تو غسل کرنا فرض ہوجاتا ہے غرضکہ علامت ظاہری کے پائے جانے سے غسل فرض ہے محض خواب کے دیکھنے سے غسل فرض نہیں ہے اسی واسطے خواب میں نہانے کی حاجت دیکھنے والے کو باہر بھی علامت کا دیکھ لینا غسل واجب ہونے کے واسطے شرط ہے جیسا کہ شعر میں صاف صاف بیان موجود ہے۔ منہ ۱۲

۵۲ حیض و نفاس۔ الخ۔ یعنی غسل کے فرض ہونے کے واسطے چوتھی شرط حیض و نفاس کا عورتوں سے منقطع ہونا ہے اور حیض کم سے کم تین دن اور رات اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور رات تک آتا ہے اور نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک آتا ہے حیض بالغہ عورتوں کو اکثر ہر مہینہ میں جاری ہوتا ہے اور نفاس بچہ پیدا ہونے کے بعد خون آتا ہے اس کو کہتے ہیں اور یہ دونوں خون بالغہ عورت کے رحم سے جھڑتے ہیں۔ منہ ۱۲

فرض دونوں پر نہانا ہے مُدام
شبہ اسمیں کچھ نہیں اے نیکنام

یا نہانے[51] کی ہو حاجت خواب میں
اور اثر باہر بھی اُسکا دیکھ لیں

فرض چوتھا عورتوں میں کر قیاس
ٹوٹ جائے اُنسے جب حیض و نفاس[52]

حیض کی مدت ہی کم کی تین دن
بڑھ سی بڑھ دس تک تو وہ ایام گن

اور پھر تو مدتِ خونِ نفاس
بڑھ سے بڑھ چالیس دن تک کر قیاس

کم[53] کی کچھ مدت نہیں اسکی کبھی
بیس دن بھی ایک دن بھی لحظہ بھی

پس[54] نمازیں اُن دنوں کی اے حسیں
عفو ہیں۔ اُنکی قضا واجب نہیں

روزۂ[55] رمضان ہیں لیکن ہش کے
فرض ہی اُنکی قضا رکھنی تجھے

ہے[56] یہی حکمِ خدا و مصطفا
اسمیں پھر دم مارنیکی کیا ہی جا

لڑکوں کو جب احتلام آنے لگے
لڑکیوں کو حیض جب جانے لگے

ہوگئے بالغ[57] وہ دونوں اصل و فرع
فرض اُن پر ہو گئے احکام شرع

۵۳ کم کی کچھ مدت نہیں اس کی۔ الخ۔ یعنی خون نفاس کی انتہائی مدت تو معین ہے کہ وہ چالیس دن سے زیادہ نہیں آتا لیکن اس کی کمی کے واسطے کوئی مدت مقرر نہیں ہے کبھی وہ بیس دن آکر بند ہوجاتا ہے اور کبھی ایک ہی دن چل کر موقوف ہوجاتا ہے اور گاہے ایسا ہوتا ہے کہ ولادت کے بعد ایک لحظہ بھر خون آیا اور بند ہوگیا یہ مستورات کی قوت و نیز عادت پر منحصر ہے پس جس وقت یہ خون بند ہوجائے اسی وقت زچہ کو چاہئے کہ غسل کرے اور نماز پڑھے بشرطیکہ غسل کرنا کسی وجہ سے اُس وقت اُس کو مضر نہ ہو اور اگر غسل مضر ہو تو بجائے غسل کے تیمم کرے اور پھر وضو کرے اور پھر نماز پڑھے اور یہ جو اکثر ناواقف عورتیں خواہ مخواہ چلّہ نہانے کا انتظار کرتی ہیں کہ خواہ نفاس یکدن یا اُس سے کم میں ہی بند ہوگیا ہو لیکن وہ حسب رسم و رواج چالیس دن تک بیٹھی رہیں گی اور چلّہ گذر جانے پر غسل کرکے نماز پڑھینگی یہ سخت حرام ہے اور باعث وبال آخرت کا ہے اُن کو لازم ہے کہ جس وقت یہ خون موقوف ہوتی وقت غسل کریں اگر وہ مضر ہو ورنہ تیمم کریں اور وضو کریں اور نماز پڑھیں اور واقف کار مرد عورتوں پر فرض ہے کہ وہ ایسی عورتوں کو ہدایت کریں کہ وہ بعد منقطع ہوجانے خون نفاس کے چلّہ کا ہرگز انتظار نہ کریں اور فی الوقت غسل کرکے فرایض کو ادا کریں منہ ۱۲۔

۵۴ پس نمازیں۔ الخ۔ یعنی اُن دنوں کی نمازیں کہ جن دنوں میں خون حیض یا نفاس جب تک کہ اپنی مدت معینہ کے بھیتر جاری رہا ہو معاف ہیں اور اُن کی قضا واجب نہیں ہے منہ ۱۲۔

۵۵ روزۂ رمضان۔ الخ۔ یعنی ماہ رمضان المبارک کے روزوں کا قضا کرنا حائضہ نفسا پر بعد فراغت و طہارت بیشک فرض ہے کہ جس میں کوئی کلام نہیں۔ منہ ۱۲۔

۵۶ ہے یہی حکم خدا۔ الخ۔ یعنی فرض نماز کی قضا نہ کرنا اور فرض روزے کی قضا کرنا اللہ اور اس کے رسول کا یہی حکم ہے اس میں مجال نہیں کہ کوئی کہے کہ جب نماز جو کہ روزہ سے زائد موکد ہے اُس کی قضا واجب نہیں تو پھر روزے کی قضا کیوں واجب ہے حضرت عائشہ سے کسی عورت نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم کو نماز کے قضا کرنے کا حکم نہیں ہے اور روزہ کے قضا کرنے کا حکم ہے آپ نے یہی اس کو جواب دیا کہ ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے پھر اسمیں کیا چون چرا ہی ۱۲ النبیہ ... [illegible]

ف[۱] نو برس سے کم میں حیض۔ الخ۔ یعنی عورتوں کو نو برس کی عمر سے کم میں حیض جاری نہیں ہوتا اور اسی طرح یہ حیض پچپن سال کی عمر سے زیادہ تک جاری نہیں رہتا ظاہر مذہب میں کیا معنی کہ نو برس سے زائد دس خواہ گیارہ یا بارہ یا تیرہ یا چودہ یا پندرہ برس کی عمر میں تو یہ خون عورتوں کو آنا شروع ہوتا ہے مگر نو برس سے کم کی عمر میں یہ خون کبھی نہیں آئیگا اور اسی طرح پچپن برس سے اوپر جا کر جاری نہیں رہیگا اور اگر ایسا ہو تو وہ استحاضہ ہوگا۔ جیسا کہ آگے اس کا مشرح بیان موجود ہے منہ ۱۲۔ ف[۲] پھر اگر خون۔ الخ۔ یعنی جبکہ یہ بات مقرر ہو چکی کہ نو برس کی عمر سے پہلے اور پچپن برس سے زائد کی عمر میں خون حیض جاری نہیں ہوتا تو اب اگر کسی عورت کو نو برس کی عمر سے پیشتر اور پچپن برس کی عمر سے اوپر جا کر خون جاری ہو تو وہ استحاضہ ہے جیسے کہ اگلے شعر میں اس کی خبر موجود ہے کیا معنی کہ وہ خون حیض نہیں ہے بلکہ خون استحاضہ ہے جو کہ ادائے فرایض کا مانع نہیں ہے واضح ہو کہ اس سے پیشتر کنز الآخرۃ کی اشاعت اول میں خون حیض کی انتہائی مدت پچپن برس تک لکھی گئی تھی اور اب اس اشاعت ثانی میں اس کی انتہائی مدت پچپن برس تحریر ہوئی اسکی وجہ یہ ہے کہ اشاعت اول پر بعض فقہائے معتمد و معتبر نے اس پر اعتراض کیا کہ اس کی انتہائی مدت پچپن برس نہیں ساٹھ برس ہیں چونکہ فی الواقع ظاہر مذہب میں مذہب مختار و مفتی بہ یہی ہے کہ انتہائی مدت آجانے خون حیض و سن آیاس پچپن برس ہیں لہٰذا میں نے بھی اشاعت سابقہ کی مدت کو ترمیم کر کے پچپن برس تحریر کی اور یہی صحیح ہیں اور یہ بھی معلوم رہے کہ اس بارہ میں فقہا کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک پچاس برس کی عمر میں خون حیض بند ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک پچپن برس ہیں اور بعض کے نزدیک ساٹھ برس کی عمر تک خون حیض جاری رہ سکتا ہے مگر مفتی بہ پچپن برس ہی ہیں مانیھمہ متون فقہ کا اکثر اتفاق ہے کہ اگر پچپن برس کے بعد بھی خون خالص کہ وہ خوب سرخ یا خوب سیاہ ہوتا ہے اگر دیکھا جائے تو وہ خون حیض ہی قرار پائیگا اور نماز روزہ موقوف کرنا پڑے گا جیسا کہ شرح وقایہ میں اس پر فتویٰ مذکور ہے پس اس سے ظاہر ہے کہ پچپن برس کے بعد بھی خون حیض کا جاری رہنا ممکن ہے اور اسی کی تائید قول حکما سے بھی ہوتی ہے چنانچہ اکسیر اعظم میں وارد ہے کہ (حیض طبعی زنان از سن دہ سال شروع میشود و انقطاع او در بعضے از سی و شش بعد از آں تا شصت سال میگردد) اور چونکہ ابدان کے متعلق قول حکمت قابل قبول ہے لہٰذا یہی روایت صحیح ہے بہر حال کچھ بھی ہو فتویٰ اسی بات پر ہے کہ جب تک خون خالص کہ وہ خوب سرخ و سیاہ رنگ کا ہوتا ہے عورت کو جاری رہتا ہے تو وہ حیض میں شمار ہے خواہ پچپن برس تک آوے خواہ ساٹھ برس تک آوے لیکن ساٹھ برس کے بعد اس کا ظاہر ہونا قطعی غیر ممکن ہے منہ ۱۲ ف[۳] حیض جب دس دن سے الخ۔ یعنی جبکہ خون حیض جس کی حد اجرا دس دن رات مقرر ہو چکی ہے اور نفاس جس کی حد اجرا چالیس دن رات قرار پا چکی ہے وہ اگر اپنی حد مقررہ سے زاید دونوں تک جاری رہیں تب اس کا مفصل بیان آگے ہوگا منہ ۱۲ ف[۴] یا کہ عادت والی کو۔ الخ۔ یہ معتادہ عورت کے حیض و نفاس کا بیان ہے اور اس کی تفصیل بھی آگے مذکور ہے۔ اس شعر میں اگرچہ نفاس کا ذکر نہیں ہے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹ میں دیکھو)

نو برس[۱] سے کم میں حیض آتا نہیں ۔۔۔ آگے پچپن سال سے جاتا نہیں

پھر اگر خون[۲] نو برس سے کم میں آئے ۔۔۔ یا کہ پچپن سال سے آگے دکھائے

استحاضہ ہے وہ پس اے پاک دیں ۔۔۔ وہ ادائے فرض کا مانع نہیں

حیض[۳] جب دس دن سے زاید ہو چلے ۔۔۔ یا کہ چلہ سے نفاس آگے بڑھے

یا کہ عادت[۴] والی کو اے دلربا ۔۔۔ حیض آئے اسکی عادت کے سوا

اور بڑھے[۵] وہ حیض کی مدت سے بھی ۔۔۔ تو یہ فاضل استحاضہ ہے اخی

جیسے ایک[۶] رت کو اے گیتی فروز ۔۔۔ حیض آتا تھا ہمیشہ سات روز

پھر کسی باعث سے اسکو ناگہاں ۔۔۔ حیض آیا بارہ دن تک بے گماں

پس یہ فاضل پانچ دن تک اے با شعور ۔۔۔ استحاضہ میں ہے داخل پر ضرور

اور اگر نو[۷] دن تک آئے یا کہ دس ۔۔۔ تو یہ سب دن حیض ہی میں گنئے بس

کیونکہ ہیں مدت میں اندر حیض کے ۔۔۔ اس لئے شامل اسی میں ہو گئے

| | |
|---|---|
| حیض[51] کی مدت ہو پوری جسگھڑی | پس نہانا چاہئے اُس وقت ہی |
| استحاضہ پھر اگر جاری رہے | تو وضو ہر وقت تازہ چاہیئے |
| استحاضہ[52] مانع صوم و صلاۃ | ہی نہیں سب کر ادا اے نیکذات |
| تین[53] دن سے خون کم آئے اگر | وہ نہیں حیض۔ استحاضہ ہی مگر |
| تو نمازیں[54] اُس کی کرلینا قضا | ہے یہی حکم شریعت۔ لابجا |
| حاملہ[55] عورت کو خون آئے اگر | پس ہے وہ بھی استحاضہ بے خطر |
| رکھ[56] کے نامہ یا کہ کپڑا پیشتر | یا لنگوٹی کس کے خوں کو بند کر |
| پھر طہارت کرکے تو اے دلنواز | سب ادا کر اس میں روزہ اور نماز |
| استحاضہ کے لئے اے خوبرو | فرض ہی ہر وقت تجدید وضو |
| غسل[57] جن پر فرض ہو اے نیکنام | اُن کو بھی قرآن کا پڑھنا حرام |
| اُن کو مسجد میں بھی جانا ہی حرام | اور طواف کعبہ بھی اے خوش خرام |

۵۱ حیض کی مدت ہو۔ الخ۔ یعنی جس وقت حیض کی مدت حائضہ کو پوری ہو جائے اسی طرح نفاس کی مدت نفسار کو جب پوری ہو جائے مثلاً حائضہ کو دس دن پورے ہو جائیں یا نفسار کو چالیس دن پورے ہو جائیں تو اس مدت کے پورے ہونے کے ساتھ ہی فی الفور اُس کو نہانا چاہیئے کہ وہ فرض ہے پھر اگر اس کے بعد خون استحاضہ جاری ہو جائے تو ہر بار فرض کے وقت تازہ وضو کرنا مستحاضہ مذکورہ پر فرض ہے کہ ایسی حالت میں ایک وضو سے دو وقت کی نماز علیحدہ علیحدہ کیا معنی کہ اپنے اپنے وقت معینہ پر جائز نہیں ہے تازہ وضو اُس کے واسطے بمنزلہ غسل کے رکھا گیا ہے کہ بغیر اُس کے دوسرے وقت کی نماز جائز نہیں ہے منہ ۱۲ ۵۲ استحاضہ مانع الخ یعنی خون استحاضہ جس کا ذکر کیا گیا وہ نماز روزہ کا مانع نہیں ہے اُس میں شرائط مذکورہ کے مطابق نماز روزہ سب بطور فرض ادا کرنا چاہئے منہ ۱۲ ۵۳ تین دن سے خون۔ الخ یعنی جس عورت کو تین دن سے خون کم آئے مثلاً ایک دن آئے یا دو دن آئے تو وہ بھی حیض میں شمار نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے کیونکہ حیض کی مدت معینہ سے کم ہے کہ وہ تین دن رات ہیں منہ ۱۲ ۵۴ تو نمازیں اُس کی کرلینا۔ الخ۔ یعنی اے مستحاضہ تو اُن دنوں کی نمازیں جن میں کہ تین دن رات سے خون کم آئے بطور قضا پھیر لینا کیا معنی کہ بوقت شروع ہونے خون کے جو نمازیں موقوف کردی گئیں تھیں بخیال اس کے کہ یہ خون حیض ہے اور پھر وہ خون مدت معینہ تین دن رات سے کم آنے کی وجہ سے حیض ثابت نہ ہوا بلکہ استحاضہ قرار پایا تو اب ضرور بالضرور فرض ہے کہ اُن دنوں کی نمازیں قضا کی جائیں کیونکہ جو نمازیں معاف ہیں وہ حیض سے وقت کی نمازیں ہیں اور استحاضہ کے دنوں کی نمازیں معاف نہیں ہیں پس جب کبھی حیض کے شبہ کی وجہ سے نمازیں موقوف کی جائیں تو بعد رفع ہو جانے شبہ کے اور ثابت ہونے خون استحاضہ کے جملہ فوت شدہ فرض نمازوں کا اعادہ فرض ہے اور یہی حکم شریعت ہے پس اے نمازی پارسا بی بی تو اس حکم کو دل و جان سے بجا لا منہ ۱۲ ۵۵ حاملہ عورت کو خون آئے الخ۔ یعنی اگر حاملہ عورت کو اتفاقیہ خون آجائے تو وہ خون بھی استحاضہ کا خون ہے حیض کا خون نہیں ہے کیونکہ حاملہ کو حیض جاری نہیں ہوتا منہ ۱۲ ۵۶ رکھ کے نامہ۔ الخ اب یہاں سے استحاضہ والی عورت کے خون استحاضہ روک دینے کا بیان ہے یعنی جس عورت کو خون استحاضہ جاری ہو جائے اسکو چاہیئے کہ اوّل وہ مقام خاص میں نامہ رکھے اور اس سے خون روکے اگر اس سے خون نہ رکے تو اس کے اوپر لنگوٹے کی قسم کی طرح کپڑے کی لنگوٹی چڑھا لیوے اور اگر اس سے بھی خون بند نہ ہو تو نامہ کے اوپر اور لنگوٹی کے پیچھے ایک اور فاضل کپڑا رکھ کر خون کو روک دے غرضکہ جس طرح ممکن ہو خون کو روکے اور اس کے بعد وضو کرے اور نماز روزہ ادا کرے اگر خون استحاضہ اس کثرت سے چلتا ہو کہ باوجود ترکیب مندرجہ بالا کے خون نہ بند ہو اور وہ باہر بہتا رہے اور نماز کا ایک وقت کامل شروع سے آخر تک اسی حالت میں گذر جائے کہ فرض ادا کرنے کی مہلت اس خون کے چلنے سے نہ پائے تو وہ اب معذور کے حکم میں ہوگی پس جب تک کہ یہ عارضہ پانچوں وقت میں ایک ایک بار بھی کم سے کم ہوتا رہے پانچوں وقت تازہ وضو کرے اور نماز روزہ ادا کرے کہ مستحاضہ کے لئے ہر فرض نماز کے وقت تجدید وضو شرط ہے جیسا کہ اس سے پہلے بھی اکثر بیان کیا گیا (الفقیہ ضمیمہ [illegible])

بے وضو کو ہے قرآن پڑھنا درست | لیک چھونا اسکو بھی ہے نادرست
فرض اک غسل اور ہے پر غیر پر | یعنی میت کا نہانا اے پسر
غسل یہ آئے ہیں سنت مستحب | جمعہ و احرام و عرفہ عید سب

## غسل کے فرض اور سنتوں کا بیان

غسل میں تین فرض کل آئے ہیں تین | پہلے ہی کلی کا کرنا بالیقین
ناک میں پانی چلانا ہے دوم | پانی سرتاپا بہانا ہے سوم
اس میں گر اک بال بھی سوکھا رہا | غسل ہرگز پھر نہ اترے گا ترا
پانچ سنت اس میں ہیں بے ریب و شک | پہلے دونوں ہاتھ دھونا گٹوں تک
پھر مقام خاص دھونا بے ہراس | پھر پلیدی دور کرنا آس پاس
پھر وضو کرنا ہی پھر اے ہوشیار | جسم پر پانی بہانا تین بار

۵۱ بے وضو کو ہے۔ الخ۔ یعنی جو شخص کہ بے وضو ہو اس کو قرآن شریف کی تلاوت کرنا تو درست ہے ولیکن چھونا مصحف پاک کا اس کو بھی نادرست ہے کہ لا یمسّہ الا المطہّرون ما لنص قطعی ہے منہ ۱۲ ۵۲ فرض اک غسل۔ الخ یعنی ایک غسل میت کا بھی فرض ہے کہ وہ میت پر تو فرض نہیں ہے مگر دوسروں پر ہے کیا معنی کہ اس کے عزیزوں پر اور وہ نہوں تو تمام مسلمانوں پر اسکو نہلانا فرض کفایہ ہے منہ ۱۲ ۵۳ غسل یہ آئے ہیں۔ الخ۔ یعنی یہ غسل مسنون ہیں کیا معنی کہ مستحب موکد ہیں ایک تو جمعہ کی نماز کے واسطے غسل کرنا دوسرے احرام باندھنے کے وقت غسل کرنا تیسرے عرفہ کے دن عرفات میں غسل کرنا چوتھے دونوں عیدوں کو غسل کرنا منہ ۱۲ ۵۴ غسل میں تین فرض کل آئے ہیں۔ الخ یعنی فرض غسل میں تین چیزیں فرض ہیں اوّل کلی کرنا دوسرے ناک میں نرم بانسے تک پانی پہنچانا (اور یہ دونوں باتیں وضو میں سنت ہیں) تیسرے تمام ظاہر بدن پر پانی بہانا کیا معنی کہ سر کے اوپر سے کف پا تک سب جگہ پانی بہانا فرض ہے اگر اسمیں ایک بال برابر بھی تر ہونے سے اور پانی پہنچنے سے باقی رہجائیگا تو غسل پورا نہ ہوگا اور وہ بدستور نجس بنا رہیگا جبتک کہ وہ مقام بھی تر نہ ہوجائے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ تحت کل شعرۃ جنابۃ یعنی ہر بال کے نیچے جنابۃ و نجاست سرایت کرجاتی ہے۔ جل ہی اشد پاک اور اس کے حبیب لولاک کا ارشاد اسمیں کچھ شک نہیں کہ جب مسلمان کو فرض غسل کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو اس کو ظاہر طور و کھلم کھلا اپنا تمام بدن نجس و ناپاک معلوم ہونے لگتا ہے اور پھر جبتک کہ وہ غسل نہیں کرلیتا وہ کراہت دور نہیں ہوتی پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ غسل جنابت میں تاخیر مطلق نہ کیا کرے اور باحتیاط تمام بر پابندی شرائط جلد غسل کرلیا کرے تاکہ جنابت کی کراہت سے محفوظ رہے۔ منہ ۱۲ ۵۵ پھر وضو کرنا ہے الخ۔ یعنی مقام خاص کو پانی سے صاف کرنے کے بعد اور اس کے گردوپیش کی نجاست دھو ڈالنے کے بعد غسل کرنے سے پہلے وضو کا کرنا سنت ہے کیا معنی گو کہ غسل میں وضو بھی ہوجاتا ہے اور تمام بدن کے دھو جانے سے وضو کی ضرورت نہیں رہتی مگر چونکہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غسل سے پہلے وضو بھی اکثر کیا ہے لہٰذا اس کا کرنا سنت موکدہ ہے اور تارک اسکا قابل ملامت ہے وضو کرنے سے سنت بھی ادا ہوتی ہے اور غسل کے دو فرض ایک کلی کرنا دوم ناک میں پانی پہنچانا وضو کے ساتھ ادا ہوجاتے ہیں اگر کسی خاص وجہ سے وضو نہ کرے اور تنہا غسل کرے تو اسوقت کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا فرض رہیگا منہ ۱۲ ۵۶ جسم پر پانی الخ یعنی تمام جسم پر تین بار پانی بہانا یہ بھی سنت موکدہ ہے کیا معنی کہ ایکبار پانی بہانا تو فرض ہے کہ بغیر اس کے

# استنجے اور نجاستوں کا بیان

جاکے پاخانہ کو یا پیشاب کو ۔ کیجو استنجا بھی اسکے بعد تو

ایک[۱] استنجا تو واجب ہے مدام ۔ تا نجاست دور ہو جائے تمام

بعد[۲] اس کے مستحب ہے دوسرا ۔ یہ طریقہ ہے اولی الالباب کا

یعنی پہلے صاف کر ڈھیلے سی تو ۔ بعدہٗ پانی سے دہوای خوبرو

لید سے گوبر سے ہڈی سے تمام ۔ سخت ہی ممنوع استنجا مدام

وقت پاخانہ کے یا پیشاب کے ۔ منع ہی گر روبہ قبلہ بیٹھئے

پشت بھی اسوقت ادھر ممنوع ہی ۔ اس سے بچکر بیٹھنا مشروع ہی

جائے پاخانہ میں جب ای نیکخو ۔ پہلے الٹا پاؤں رکھہ یہ کہیے تو

چاہتا[۳] ہوں ای خدا تیری پناہ ۔ رکھ مجھے خبث و خبائث سی نگاہ

[۱] ایک استنجا تو واجب ہے ۔ الخ ۔ یعنی پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد استنجا کرنا واجب ہی تاکہ پلیدی دور ہو اور طہارت حاصل ہو اور وہ استنجا اوّل مرتبہ خواہ ڈھیلے اور پتھر سے ہو خواہ پانی سے واجب ہی ان دونوں چیزوں میں سے ایک چیز سے استنجا کر لینے سے بلا کراہت واجب ادا ہو جاتا ہے منہ ۱۲

[۲] بعد اس کے الخ ۔ یعنی اوّل استنجا کر لینے کے بعد دوسرا استنجا پھر کرنا یہ مستحب مسنون ہے اس طریق پر کہ اوّل ڈھیلے سے صاف کرکے پھر پانی سے پاک کرے ۔ منہ ۔ ۱۲ ۔

[۳] چاہتا ہوں ۔ الخ ۔ یعنی جب مسلمان آدمی قضا رحاجت ضروری کے واسطے پائخانہ میں جاوے تو اوّل اس میں بایاں پاؤں داخل کرے اور پاؤں داخل کرنے سے پہلے کہے کہ اَللّٰھُمَّ انی اعوذ بک من الخبث والخبائث ط منہ ۱۲

| | |
|---|---|
| پھر نکال اس سے یہ کہکر وہنا پیر[51] | اے خدا دے مجھکو بخشش اور خیر |
| جو نجاست[52] آ کے لگجائے کہیں | پاک کر اُسکو مدام اے پاک دین |
| خشک[53] ہو کر پاک ہو جاتی ہی خاک | ہو رگڑ[54] دینے سے جوتا موزہ پاک |
| جز منی[55] دہونے سے لیکن پاک ہو | جبکہ کوئی عضو یا پوشاک ہو |
| پاک پانی سے اُسے دہونا تمام | شرط کرکے تین بار اے نیک نام |

## پانی کا بیان

| | |
|---|---|
| پاک پانی سے وضو اور غسل کر | شبہ جسمیں کچھ نہ ہو اے معتبر |
| آب مستعمل[56] سے مت کرنا کہیں | کیونکہ طاہر ہے مطہر وہ نہیں |
| کر کنوے[57] سے یا بڑے تالاب سے | مینھ کے پانی سے جاری آب سے |
| اور جو ہو جائے کنواں ناپاک اگر | پاک کر پانی[58] کو اُسکے کھینچ کر |

[51] پھر نکال اس سے الخ یعنی جب قضاء حاجت سے فراغت پاکر باہر آئے تو اول اپنا پاؤں باہر نکالے پھر دوسرا پاؤں باہر رکھے اس وقت یہ دعا کہے اللھم غفرانک مطلب یہ ہے کہ پاخانہ کے باہر اس کے کنارے پر آتے جاتے وقت یہ دونوں دعائیں پڑھے پاخانہ کے اندر داخل ہو کر اللہ کا نام زبان سے نہ لے اس کا خیال رہے۔ منہ ۱۲ [52] جو نجاست الخ یعنی جب کبھی نجاست غلیظہ یا خفیفہ بدن پر یا کپڑے پر لگ جائے تو اس کو پاک کرنا چاہئے اور نجاست غلیظہ اس کو کہتے ہیں کہ جس کی نجاست نص سے ثابت ہو اور اس کے خلاف میں کوئی دوسری نص موجود نہ ہو جس طرح غیر ماکول کا پیشاب یا شراب یا خون رواں یا بیٹ مرغی کی یا پیشاب بلی اور چوہے اور گدہے کا اور لید و گوبر و پاخانہ یہ سب نجس غلیظ ہیں اور پیشاب جانوران مذبوح کا اور بیٹ حلال پرندوں مردار کی نجاست خفیفہ ہے پانی سے ان کے پاک کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ اگر نجاست بدن پر لگ جائے تو اسے تین بار دہو کر صاف کر دے اور اگر کپڑے پر لگ جائے تو اس کو اول خوب مل کر دہو لے اور اس کے بعد خوب زور سے اس نجس کپڑے کو نچوڑ ڈالے۔ ایسا نچوڑے کہ پھر اس میں سے بوند نہ ٹپکے بعدہٗ پھر کپڑا پانی سے دہوئے پھر ویسے ہی نچوڑے اور پھر دہوئے اور پھر نچوڑے غرضکہ تین بار ایسا کرے پس اسوقت وہ کپڑا پاک ہو جائیگا اور اسی کا نام شرط ہے اور پانی سے ہر قسم کی نجاست غلیظہ و خفیفہ خشک و تر پاک ہو جاتی ہے اگر نجاست غلیظہ ایک درہم کے برابر اور نجاست خفیفہ چہارم حصہ شے کے برابر یا اس سے زائد ہو تو اس کا پاک کرنا فرض ہے اور اگر اس سے کم ہو تو فرض نہیں ہے ولیکن اس کا پاک کرنا ہی بہت ضروری و لازمی ہے منہ ۱۲ [53] خشک ہو کر الخ یعنی زمین پر اگر پیشاب وغیرہ پڑ گیا اور وہ ایسا خشک ہو گیا کہ اس کی رنگت و بو جاتی رہے تو زمین نماز پڑھنے کے لیے پاک ہو جاتی ہے مگر اس سے تیمم نہیں کر سکتے منہ ۱۲ [54] ہو رگڑ دینے سے۔ الخ۔ یہ خصوصیت جوتے اور موزے کے لئے ہے کہ ان میں اگر ولدار نجاست لگ جائے تو وہ رگڑ دینے سے پاک ہو جاتے ہیں اور اسی طرح تلوار یا چھری یا چاقو و جیور گڑنے اور ملے سے پاک ہو جاتے ہیں منہ ۱۲ [55] جز منی الخ یعنی منی کا جسم اور کپڑے میں بھی یہی حکم ہے جو کہ دیگر نجاست کا جوتے اور موزے میں تھا کہ منی خشک و ولدار بدن و کپڑے سے کھرچ ڈالنے سے ہی پاک ہوتی ہیں اور رقیق و تر منی بھی بغیر دہوئے رگڑنے سے پاک نہیں ہوتی پس جبکہ آدمی کا بدن یا کپڑا ایسی کسی نجاست سے نجس ہو جائے تو اس کو پاک پانی سے تین بار شرط کر کے دہو ڈالنا چاہئے جیسا کہ اس کا مفصل بیان ابھی گذرا منہ ۱۲ [56] آب مستعمل۔ الخ۔ یعنی استعمالی پانی جس طرح پر وضو کیا ہوا یا غسل کیا ہوا پانی وہ بذاتہ پاک تو ہے کہ اس کے لگ جانے سے کپڑا یا بدن نجس نہیں ہوتا ولیکن مطہر اور پاک کرنے والا دوسری نجس چیز کا نہیں ہے یہ حکم ہے آب مستعمل کا منہ ۱۲ [57] کر کنوے سے الخ۔ یعنی کنوئیں کے پانی سے اور بڑے تالاب کے پانی سے اور مینھ کے جمع ہوئے پانی سے اور بہتے پانی سے وضو کرنا اور غسل کرنا اور دیگر نجاسات پاک کرنا چاہئے کہ یہ تمام پانی پاک اور پاک کرنیوالے ہیں اور بڑے تالاب سے حوض دہ در دہ مراد ہے منہ ۱۲ [58] پاک کر پانی کو اس کے۔ الخ یعنی اگر کسی نجاست کے گر جانے سے کنواں نجس ہو جاوے تو اس کا پانی کھینچکر پاک کر لینا چاہئے۔ منہ ۱۲

## تیمم کا بیان

| | |
|---|---|
| جب غلاظت اُسمیں یا حیواں گر کر | خون والا۔ اور پھٹے پھولے مرے |
| یا بڑا ہو جیسے بکری آدمی | گرچہ کھال اُسکی سلامت سب ہی |
| اُس کنوئیں کا پانی بالکل کھینچ ڈال | تھا ہو تو ناپ کر اُتنا نکال |
| تا پنا ہی ہو نہ ممکن گر کہیں | کرکے تخمینہ نکالیں ماہرین |
| جب نجس بدلے کسی پانی کی بو | یا مزہ۔ یا رنگ۔ گو کتنا ہی ہو |
| ہرگز استعمال اُس کا پھر نہ کر | وہ نجس ہے مطلقاً اے باخبر |
| پاک شے سے بدلیں اوصاف اگر | بس نہیں کچھ خوف اسمیں اے پسر |
| ہو مضر پانی کا استعمال اگر | یا ہو وہ مفقود یا دور از نظر |
| یعنی چاروں سمت میں ایک ایک میل | ہو نہ کچھ پانی کے ملنے کی سبیل |

۵۱ اُس کنوئیں کا۔ الخ۔ یعنی اگر کسی کنوئیں میں یا چاہ یا میتاب گر جائے یا کوئی جانذار چیز اُس میں جس میں کہ بہتا ہوا خون ہوتا ہے گر کر مر جائے اور وہ پھٹ جائے یا پھول جائے یا کوئی بڑا جانور مثلاً آدمی یا بکری گر کر مر جائے تو اُس کا پانی تمام و کمال نکال کر پھینکدینا لازم ہے اُس کے بعد پھر جو پانی اُس میں سے اُبلے وہ پاک ہے اور اگر کوئی کنواں ایسا ہو کہ جس کا پانی کھینچنے سے کم ہی نہ ہوتا ہو تو اُس کا پانی ناپ لیں کہ اتنے ڈول ہے۔۔: اسی قدر نکال ڈالیں اُس کے بعد پانی پاک ہوجاویگا اور اُس کے ناپنے کی ترکیب یہ ہے کہ مثلاً رسّی میں کوئی بہاری چیز باندھ کر بیچ کنوئیں میں ڈالیں اس طرح کہ رسّی میں خم نہ آئے جب وہ رسّی تہ پر پہنچے تو اُس کو نکال لیں اور جتنی بھیگی ہو اُس کو ناپیں کہ کتنے ہاتھ ہے اُس کے بعد تین چار آدمی نو سو مضبوط سو ڈول جلد جلد اُس میں سے کھینچیں اور مغا پھر ناپیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ سو ڈول میں کتنا پانی گھٹ گیا اُسی حساب سے ڈول نکال کر پانی پھینکدیں مثلاً پہلے ناپ میں سات ہاتھ پانی آیا تھا اور سو ڈول نکالنے کے بعد چھ ہاتھ رہا تو چھ سو ڈول اور نکال لیں کنواں پاک ہوجائیگا اور آب جاری یعنی دریا و چشمہ کا پانی کسی نجاست کے پڑنے سے نجس نہیں ہوتا ہے جبتک نجاست سے اُس کا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے منہ ۱۲ ۵۲ تاپنا ہی ہو نہ ممکن گر کہیں۔ الخ۔ یعنی اگر کہیں ایسا کنواں ہو کہ جس کے پانی کی ناپ تول ممکن نہ ہو کیونکہ اکثر تلی ٹوٹے ہوئے کنوئیں ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کا پانی چاہے جسقدر کھینچتے چلے جاؤ ایک انگل بھر پانی کم نہیں ہونے پاتا جس قدر پانی نکل جاتا ہے اُسی قدر اسی آن پھر اُس میں پانی آجاتا ہے (جیسا کہ موضع بھوری ضلع علیگڈھ میں ایک کنواں ایسا ہی موجود ہے) ایسے موقع پر کم سے کم دو ماہر آدمی جن کو پانی کی پیمائش میں مہارت کامل حاصل ہے اُس کنوئیں کے پانی کا تخمینہ کریں کہ اس میں اتنے چرس پانی (دولاب) ہوگا مثلاً دو سو یا تین سو چرس یا اُس سے بھی زائد جس قدر کہ اُن کے تخمینہ میں آئے بس اُس قدر پانی اُس میں سے نکلوا دیا جائے کنواں مذکور پاک ہوجائیگا اور بعض کے نزدیک ایسا کنواں کسی نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا کہ وہ چشمہ کا حکم رکھتا ہے ولیکن یہ قول ضعیف ہے اور پانی کا نکال دینا ہر صورت سے لازم ہے منہ ۱۲ ۵۳ جب نجس بدلے۔ الخ۔ یعنی جبکہ نجاست کثیرہ کسی پانی کے مزے اور رنگ اور بو کو بدل دے اگرچہ وہ پانی کتنا ہی کیوں نہ ہو مثلاً کنوئیں کا یا حوض دہ در دہ کا یا چشمہ وغیرہ کا۔ پس اُس صورت میں وہ پانی بھی نجس ہوجائیگا اور اس کا استعمال ناجائز ہوگا جبتک کہ پانی کا مزہ اور رنگ اور بو صاف ہو کر اپنی اصلی حالت پر نہ آجائے۔ اور سب گھڑے اور مٹکے اور دیگ وغیرہ اور چھوٹے حوض جو کہ دہ در دہ سے کم ہوں اُن کا پانی تو ایک قطرہ پیشاب یا خون یا شراب وغیرہ کے پڑنے سے نجس ہوجائیگا اگرچہ اُن کا رنگ و مزہ و بو کچھ نہ بدلے منہ ۱۲ ۵۴ پاک شے سے۔ الخ۔ یعنی پانی کا مزہ اور رنگ اور بو اگر کسی پاک چیز کے پڑنے سے بدل جائے مثلاً دوا یا شکر یا گھاس یا درخت کے پتوں وغیرہ سے۔ تو وہ پانی نجس نہ ہوگا اور اُس کے استعمال میں کسی قسم کا حرج و خوف نہیں ہے منہ ۱۲ ۵۵ ہو مضر پانی کا استعمال الخ۔ یعنی اگر کسی شخص کو پانی کا ہاتھ پاؤں یا بدن پر ڈالنا نقصان کرتا ہو اور وہ نقصان خواہ بہ سبب کسی بیماری یا زخم وغیرہ کے ہو (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

یا نجس پانی ہو اور صافی نہ ہو — یا کنواں ہو ڈول یا رسی نہو

یا مسافر کو کسی کا ہو خیال — یہ کہ پیاسا رہیگا یا عیال

اصل یہ ہی کوئی صورت ہو سنو — جسمیں صرفِ آب پر قدرت نہو

پس تیمم چاہیئے کرنا مدام — بے وضو اور غسل والے کو تمام

کر تیمم[1] پاک جنسِ خاک سے — ایک ہی غسل و وضو کے واسطے

جو کہ قادر ہو وضو پر بے ضرر — اور نہ ہو قادر نہانے پر اگر

چاہیئے اس کو تیمم غسل کا — اور وضو کی جا وضو لازم ہوا

ہے تیمم[2] میں نیت فرض طور — اور دو ارکان ہیں اسمیں ضرور

یعنی دو ضربیں ہیں فرض اسمیں مدام — پہلی منہ کو دوسری ہاتھوں کو تمام

دونوں چنگل مل کے خاکِ پاک سے — اوّل انکو سارے منہ پر پھیر لے

پھر دوبارہ مار کر پھیرا سے پسر — کہنیوں کیساتھ دونوں ہاتھ پر

[1] کر تیمم پاک جنس۔ الخ۔ یعنی تیمم کرنا درست ہے اس چیز سے کہ جو جنس خاک سے ہو اور وہ جنس پاک ہو مثلاً مٹی ہو یا ریتا ہو خواہ پتھر ہو اگرچہ غبار آلود نہ ہو لیکن راکھ نہ ہو کہ سوختہ شے سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے اور تیمم غسل کا اور وضو کا ایک طرح پر ہوتا ہے اس کی ترکیب علیحدہ علیحدہ نہیں ہے منہ ۱۲

[2] ہے تیمم میں الخ یعنی تیمم میں طہارت وضو کے واسطے نیت کرنا فرض ہے اور اس میں یعنی تیمم میں دو رکن ہیں جن کا بیان اگلے شعروں میں موجود ہے منہ ۱۲

| | |
|---|---|
| گر تیمم[51] میں نیت دونوں کی کی | تو وہ دونوں ہی کو کافی اذکی |
| اور[52] جو اس نے ایک کی ہی کی نیت | تو اسی سے ہوگا جسکی کی نیت |
| لیکن اس سے بھی روا ہوگی نماز | کچھ نہیں اسمیں نیت کا امتیاز |
| جن[53] سے جاتا ہے وضو کیسے حساب | ان سے جاتا ہے تیمم بھی شتاب |
| ہاتھ[54] آنا پانی کا قدرت کے ساتھ | توڑ دیتا ہے تیمم ہاتھوں ہاتھ |

## مسح کا بیان

| | |
|---|---|
| زخم پر پٹی بندھی ہو تیرے گر | اور ہو اسکے کھولنے میں کچھ ضرر |
| مسح[55] بس جائز ہے اس پر لاکلام | مسح موزوں[56] پر بھی جائز ہے تمام |
| جبکہ پہنا ہو طہارت پر انہیں | ایک دن اور ایک شب تک کریں |
| اور مسافر تین دن اور رات تک | مسح موزوں پر کریں بے ریب و شک |

۵۱ اگر تیمم میں نیت الخ یعنی اگر تیمم میں تیمم نے غسل اور وضو دونوں کے واسطے نام لیکر شامل نیت کی یا ایسی ایک عام نیت کی جو دونوں کو حاوی ہو مثلاً طہارت بدن یا جواز نماز کی تو وہ تیمم دونوں کے لئے کافی ہے منہ ۱۲ ۵۲ اور جو اس نے - الخ - یعنی اگر تیمم سے ایک ہی چیز کی نیت کی مثلاً صرف طہارت غسل کی یا صرف طہارت وضو کی تو اس صورت میں وہ تیمم ایک ہی کی طرف سے واقع ہوگا لیکن منہ ۱۲ ۵۳ لیکن اس سے بھی - الخ - یعنی اس تیمم سے بھی جو صرف غسل یا صرف وضو کے واسطے کیا گیا ہے، طہارت پوری حاصل ہوگی اور نماز اس سے جائز ہوگی اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کو نہانے کی ضرورت تھی اور اس نے پیشاب بھی کیا اور پانی پر قادر نہیں اب اس نے تیمم کیا اگر اس تیمم میں وضو و غسل دونوں کی طرف سے نیت کی یا ایک عام نیت کی جو دونوں کو شامل ہوگئی جیسے طہارت یا جواز نماز کی حب تو یہ تیمم ان دونوں کی طرف سے واقع ہوگیا اب اگر وہ اتنا پانی پائے کہ وضو کو کافی ہو اور غسل کو کافی نہ ہو تو وہ تیمم نہ ٹوٹے گا اور اگر اس نے مثلاً تنہا وضو کی نیت کی تو اسے پاکی تو پوری حاصل ہوگئی نماز اس سے پڑھ سکتا ہے غسل کیطرف سے دوسرے تیمم کی حاجت نہیں یہی صحیح ہے - مگر یہ تیمم صرف وضو کی طرف سے واقع ہوا جس کی نیت کی تھی و لہذا اگر اتنا پانی پائے گا کہ وضو کو کافی نہ ہو جب بھی یہ تیمم ٹوٹ جائیگا اور اس وقت پھر از سر نو غسل کے لئے تیمم اور حدث کے لئے پانی سے وضو کرنا فرض ہوگا ناقہم منہ ۱۱ ۵۴ ہاتھ آنا - الخ - یعنی تیمم والے کو پانی کا ہاتھ آنا گیا معنی کہ ملجانا اور اس کے استعمال پر قادر ہونا یہ بھی تیمم کو فوراً توڑ دیتا ہے اگرچہ تیمم والا نماز کے اندر کیوں نہ ہو - ہاتھ آنا بمعنی حاصل ہونے و ملجانے کسی شے کے مستعمل ہے - اور ہاتھوں ہاتھ محاورہ ہے جو فوراً - اور جلد تر اور اسی آن کے معنوں میں مستعمل ہے منہ ۱۲ ۵۵ مسح بس جائز ہے - الخ - یعنی اگر کسی جگہ زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کے کھولنے میں ضرور نقصان ہو تو ایسی صورت میں صرف پٹی کے اوپر تر انگلیوں سے مسح کر لینا درست ہے جیسا کہ تیمم کے بیان میں پہلے شعر کے حاشیہ پر مفصل شرح کردی گئی منہ ۱۲ ۵۶ مسح موزوں پر - الخ - یعنی مسح کرنا موزوں پر بھی درست ہے بشرطیکہ وہ موزے چمڑے کے ہوں یا چمڑے کا تلا اُن میں لگا ہو اور کہیں سے پھٹے نہ ہوں اور پیروں کے ٹخنے سے اوپر تک چڑھے ہوں اور ان موزوں کو بحالت وضو پہنا ہو تو ایسی حالت میں بے وضو ہو جانے کے بعد مقیم کو ایک دن اور رات تک یعنی پانچ فرضی نمازوں کے ادا کرنے تک اور مسافر کو تین دن اور رات تک موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور واضح ہو کہ اس درمیان میں جس وقت موزہ اُتار لیگا اسی وقت پیر کا دہونا فرض ہو جائیگا اور بوٹ جوتا جو کہ انگلیوں سے لیکر ٹخنوں کے اوپر تک پہنے ہو اور وہ پاک بھی ہو تو اس پر بھی مسح جائز ہے کیونکہ وہ موزوں کے حکم میں ہے اور اگر ایسے موزے یا بوٹ کے مابین کپڑے کی جرابیں بھی پہنے ہو تو کچھ حرج نہیں ہے - اور موزوں پر مسح کرنا سنت و اجماع امت سے ثابت ہے اور منکر اس کا اہل بدعت و ضلالت سے ہے کہ جس پر کفر کا خوف ہے اور طریق مسنون موزے مسح کا یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو تر کرکے دونوں پاؤں کے پنجوں کے اوپر ہاتھوں کی تین انگلیاں رکھے اور ان کو ٹخنوں کے اوپر تک سیدھا کھینچ لیجائے منہ ۱۲

# نماز کے اوقات اور رکعات کا بیان

ہیں نمازیں پانچ فرض اے باصفا — فجر و ظہر و عصر و مغرب اور عشا

رات ہو چکتی ہی جب اے مومناں — فجر تب عالم میں ہوتی ہی عیاں

وہ سپیدی[۵۱] ہے عریض شرق پر — صبح صادق جسکو کہتے ہیں بشر

یعنی وہ ضو[۵۲] ہے جھلکتا نور کا — شرق کے چوڑان میں پھیلا ہوا

ختم[۵۳] اسکا ہی طلوع شمس سے — ظہر[۵۴] آجاتا ہے پھر سورج ڈھلے

ختم[۵۵] ہو جاتا ہے ظہر اک مثل پر — سایۂ اصلی کو لیکن چھوڑ کر

دو[۵۶] روایت اسمیں ہیں اے باصفا — ایک ہی اک مثل کی مفتی بہا

دوسری[۵۷] دو مثل کی ہی جان لے — دونوں مروی ہیں امام پاک سے

مثل[۵۸] کے راوی حسن اے نور عین — کہتے ہیں یہ ہی زفر اور صاحبین

[۵۱] وہ سپیدی ہی۔ الخ یہ شعر اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے یعنی فجر جو کہ رات کے ختم ہونے پر تمام عالم میں نمودار ہوتی ہے وہ اُس سپیدی کا نام ہے جو شرق کی جانب اُس کے چوڑان میں ٹھیک سورج کے نکلنے کی جگہ کے اوپر آسمان کے کنارہ میں پیدا ہوتی ہے اور اُس کو سب لوگ صبح صادق کہتے ہیں منہ

[۵۲] یعنی وہ ضو ہی الخ۔ یہ شعر اپنے اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے یعنی وہ فجر کی سپیدی ایک روشنی اور نور کی جھلک ہے جو مشرق کے چوڑان میں پھیلی ہوتی ہے اور دم بدم بڑھتی جاتی ہے جس وقت یہ روشنی ابتداءً نمودار ہو تو سمجھنا چاہیے کہ اب رات ختم ہو گئی اور فجر یا صبح صادق طلوع ہو گئی اور اُس سے پہلے جو سپیدی آسمان کے لمبان میں یعنی پورب سے پچھاؤں کی طرف نمودار و ظاہر ہوتی ہے وہ صبح کاذب ہے اور وہ رات میں داخل ہے اور اُس وقت نماز فجر کا وقت نہیں ہوتا بلکہ وہ نماز تہجد اور سحری کھانے کا وقت ہے منہ ۱۲

[۵۳] ختم اُس کا ہے الخ یعنی فجر کا وقت آفتاب کے طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ صبح صادق کی جھلک نمودار ہونے کے وقت سے لے کر سورج کے کنارہ نکلنے تک فجر کا وقت ہے اور گھڑی کی حساب سے ان بلاد میں کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک یہ وقت رہتا ہے اس مقدار سے کم یا زیادہ کبھی نہیں ہوتا [illegible] مارچ کو ٹھیک ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہوتا ہے اس کے بعد پھر بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ ۲۲۔ جون کو پورا ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ ہوتا ہے اس کے بعد پھر گھٹتا ہے یہاں تک کہ ۲۲ دسمبر کو ایک گھنٹہ اٹھائیس منٹ ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر گھٹتا ہے یہاں تک کہ اکیس مارچ کو پھر ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ پر آجاتا ہے جیسا کہ ابتداءً مذکور ہوا۔ یہ وقت یونہیں دوازدہ ماہ برابر دورہ کرتا رہتا ہے۔ تو جو کوئی صحیح وقت جانتا ہو وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہ جانے اُسے چاہیے کہ گرمیوں میں ایک گھنٹہ چالیس منٹ باقی رہنے پر سحری چھوڑ دے اور جاڑوں میں ڈیڑھ گھنٹہ سے کچھ زیادہ باقی رہنے پر چھوڑ دے خاص کر ماہ دسمبر میں۔ اور مارچ و ستمبر کے اواخر میں جبکہ دن رات برابر ہونے لگتا ہے تو سحری کو ایک گھنٹہ ۲۵ منٹ پر چھوڑے اور ہر موسم میں جو وقت سحری ہم نے بیان کیا اُس سے دس منٹ بعد اذان صبح ہو تاکہ ہر طرف احتیاط قائم رہے اور یہ جو بعض ناواقف لوگ بہت اندھیرے سے دو یا پونے دو گھنٹے پیشتر اذان صبح دیدیتے ہیں خاص کر ماہ رمضان المبارک میں اور پھر اُسی وقت سنت فجر یا نماز فرض بھی کسی ضرورت سے پڑھ لیتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں اتنی جلد پڑھنے میں نہ اذان جائز ہوتی ہے اور نہ سنت نہ نماز فرض اپنے وقت پر ادا ہوتی ہے اور فرض بدستور اُن کے ذمہ باقی رہتا ہے اکثر لوگوں نے جو ساتویں حصہ شب کو فجر کا وقت سمجھ رکھا ہے وہ ہرگز صحیح نہیں ہے اور جن کتاب والوں نے اس کی تائید کی ہے اُن کا تجربہ غلط ہے ماہ جون و جولائی میں جبکہ دن بہت بڑا ہوتا ہے اور رات دس گھنٹے یا اُس کے قریب رہجاتی ہے اُس وقت تو البتہ فجر کا وقت ساتویں حصہ شب میں یا اُس سے بھی چند منٹ پہلے ہونے لگتا ہے لیکن موسم سرما میں خاص کر ماہ دسمبر و ماہ جنوری میں جبکہ رات قریب چودہ گھنٹے کے ہوتی ہے اُس وقت فجر کا وقت اُس کے نویں حصہ سے بھی کم ہوتا ہے تو پھر بھلا ساتواں حصہ فجر کے لئے کیونکر ٹھیک ہو سکتا ہے۔ غرضکہ فجر کا وقت باختلاف موسم (بقیہ حاشیہ صفحہ میں دیکھیں)

لہ اس کے ناقل ہیں - الخ - یعنی اسی ایک مثل کی روایت کو فتاوائے معتبر اعنی فیض و برہان و درمختار و عزر الاذکار نے بھی مفتیٰ بہا قرار دیکر نقل فرمایا ہے عزر الاذکار میں ہے کہ یہی قول ایک مثل کا عام طور پر مروج ہے اور کتاب فیض میں ہے کہ اسی ایک مثل کی روایت پر فی زماننا سب جگہ عملدرآمد ہے برہان میں ہے وَ هُوَ الْاَظْهَرُ لِبَيَانِ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ نَصٌّ فِي الْبَابِ یعنی یہی قول ایک مثل کا ظاہر تر ہے جبرئیل علیہ السلام کے ظاہر کر دینے سے اور وہی نص صریح ہے وقتوں کے باب میں درمختار میں ہے وبہ یفتیٰ - یعنی اسی ایک مثل کے قول معتمد پر فتویٰ ہے - انتہیٰ قولہ - تو اب معلوم ہوا کہ وہ روایت جو دو مثل کی آئی ہے وہ ان فتاواؤں کی رو سے منسوخ ہے جیسا کہ بعض ثقات نے اس روایت سے امام ہمام کا رجوع فرمانا بھی ثابت کیا ہے ۱۲ - منہ ۵۲ نیز کہتے ہیں - الخ - یعنی امام شافعی رہ و امام مالک رہ اور امام احمد حنبل رہ یہ تینوں آئمہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت ہے - منہ ۱۲ ۵۳ کہتے ہیں اکثر محدث - الخ یعنی اکثر محدثین کا مسلک بھی یہی ہے کہ وقت ظہر ایک مثل تک ہے اور اسکے بعد عصر کا وقت ہے انہیں سے محمد بن اسمٰعیل بخاری و مسلم قشیری و محمد بن عیسیٰ ترمذی وغیرہم رضی اللہ عنہم ہیں اور نیز ایک جماعت صحابۂ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی بھی اسی پر ہے اور احادیث صحیحہ بالتواتر بھی اسی کی روایت کرتے ہیں چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ الیٰ آخرہٖ یعنی ظہر کا وقت سورج ڈھلے سے شروع ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جبتک کہ آدمی کا سایہ اسکے برابر ہو جائے اور اس کے بعد عصر آجاتا ہے آخر حدیث تک - روایت کیا اسکو مسلم نے دوسری حدیث امامت جبرئیل کی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جس کو مختار و فیض نے سند پکڑا ہے اور وہ یہ ہے قَالَ اَمَّنِيْ جِبْرَئِيْلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهٗ یعنی فرمایا

| | |
|---|---|
| اُس کے ناقل ہیں فتاوائے عزر[۵۱] | فیض و برہان - درمختار و عزر |
| نیز کہتے ہیں یہی تینوں امام[۵۲] | شافعی و مالک و حنبل - تمام |
| کہتے ہیں اکثر محدث بھی یہی[۵۳] | ابن اسماعیل و مسلم - ترمذی |
| اسپہ ہے اجماع علماے حرم | اور عمل بھی ہے اسی پہ لاجرم |
| مثل ثانی تک - دوم میں ہیں جو لے | کہتے ہیں ظاہر روایت وہ جسے |
| گو کہ مفتی اسکے بھی ہیں سب شریف | ہی روایت اصل ہیں لیکن ضعیف |
| ماحصل اسکا یہی ہے لاکلام | ظہر پڑھنا مثل کے اندر مدام |
| ہے اسی میں احتیاط اے ہوشیار | مثل ثانی تک نہ کرنا انتظار |
| ہوگیا جب ظہر کا وقت اختتام | عصر کا وقت آگیا پس لاکلام |
| احتیاط اسمیں بھی لازم ہے مگر | پہنچے سایہ شے کا جب دو مثل پر |
| عصر کو اسوقت پڑھنا بے خلل | تاکہ ہو دونوں روایت پر عمل |

[illegible]

صحیح بلکہ مستحسن است ۱۲

حضرتؐ نے کہ امامت کی میری جبرئیل نے نزدیک خانہ کعبہ کے دو بار یعنی کہ دو دن تک برابر پس نماز پڑھائی ظہر کی مجکو بروقت ڈھل جانے آفتاب کے اور سایہ اصلی اس روز بقدر چوڑان تسمہ جوتے کے تھا اور پھر نماز پڑھائی انہوں نے مجھ کو عصر کی اس وقت جبکہ سایہ ہر شے کا اسکے برابر ہوگیا - آخر حدیث تک - روایت کی ترمذی نے اور اسی امامت کی حدیث کو مع قدری تغیر کے بخاری نے بھی روایت کیا ہے اور ان میں سے کسی نے اسکو منسوخ نہیں کیا اور اب جو کوئی اس کو منسوخ کہے وہ اسکا اپنا ایک قول ہے کہ جو چاہے سو کہے وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اَنَّ صَلٰوةَ الظُّهْرِ اَنْ كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا اِلٰى اَنْ يَكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهٗ - الخ - یعنی روایت ہے حضرت عمر بن خطاب خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا اپنے عاملوں کو بعد نصیحت بہا نظمت نماز کے کہ نماز پڑھا کرو تم ظہر کی بوقت ہو جانے سایہ اصلی کے ایک گز (سایہ اصلی اسوقت ایک گز پر تھا) پیوجہ اسکو محدود فرمادیا (بقیہ حاشیہ نمبر ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ وہ وہ وہ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ دونوں جانب ہمنے۔ الخ۔ یعنی اس طرف ظہر میں اور اس طرف عصر میں ہمنے پوری احتیاط ملحوظ رکھی ہے تاکہ ان دونوں نمازوں میں سے بسبب خلاف آئمہ روات کے کوئی نماز کسی امام کے نزدیک قضا یا باطل نہ ہونے پائے کیا معنی کہ نماز ظہر خاص مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ پر بموجب روایت قوی وحنفی بہا ایک مثل کے اندر پڑھنی بتائی تھی کہ ایک مثل سے نماز ظہر ان کے نزدیک روایہ مذکورہ کے بموجب قضا ہوجائیگی تو اب یہاں نماز عصر بموجب ظاہر الروایہ دو مثل سے پہلے نہ پڑھنی چاہئے کہ اس روایت کے بموجب ان کے نزدیک وہ نماز قبل از دو مثل باطل ہوگی تو اس ہمارے مقرر کردہ اوقات میں اعظم احتیاط ہے کہ دونوں نمازوں میں سے کوئی نماز کسی کے نزدیک خلاف وقت نہ ہو۔ منہ ۱۲ ۵۲ ورنہ جو خط ظہر کا ہے الخ۔ یعنی یہ جو ہم نے اوپر دونوں نمازوں کا وقت بیان کیا کہ ظہر کا وقت بموجب مذہب قوی ومفتی وا ایک مثل تک ہے اور عصر کا وقت بموجب ظاہر الروایہ دو مثل کے بعد ہے؛ اور یہ بھی دونوں باتیں قرین صواب اور قابل عمل درآمد کے ہیں) تو یہ احتیاطی وقت ہے کہ جس میں شک وشبہ کو دخل نہیں ہے ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ جس خط مستقیم پر ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے اسی جگہ سے ٹھیک عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے کیونکہ ان دونوں نمازوں کے بیچ میں دراصل کوئی وقت مہمل نہیں ہے فتدبر وتامل۔ منہ ۱۲ ۵۳ شمس کا جب۔ الخ۔ یعنی جبکہ آفتاب عالمتاب افق مغرب میں سب دبجاوے تو اسوقت عصر کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ منہ ۱۲ ۵۴ ہاں وہاں۔ الخ۔ یعنی خبردار ہو کہ جب آفتاب تمام وکمال غروب ہوجائے تو پھر اسی وقت فی الفور مغرب کی نماز کا وقت بھی آجاتا ہے شتاب کا لفظ جو قافیہ میں ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ بعد غروب آفتاب مغرب کے وقت آنیمیں پھر دیر نہیں ہوتی کیا معنی کہ جس وقت آفتاب غروب ہوگیا اسی وقت بلا توقف مغرب کا وقت آگیا اور وہی افطار روزہ کا بھی وقت مستحب ہے منہ ۵۵ جب شفق مغرب میں ہو الخ یعنی جس وقت شفق مغرب میں پردہ نشیں ہوگیا معنی کہ غائب ہوجائے اور کنارہ غربی آسمان اول سے چھپ جائے پس اسوقت نماز مغرب کا وقت جاتا رہتا ہے اور فوراً اسی آن عشا کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور ان دونوں کے بیچ میں بھی کوئی وقت مہمل نہیں ہے اور شفق صاحبین کے نزدیک سرخی کا نام ہے جو غروب آفتاب کے بعد پچھاڑی میں کنارہ آسمان پر ظاہر ہوتی ہے اور اسی پر شرح وقایہ میں فتویٰ ہے لیکن امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک شفق اس سفیدی کا نام ہے جو کنارہ آسمان پر غائب ہونے سرخی سے پیدا ہوتی ہے اور صبح کی سپیدی کی طرح چوڑان مغرب میں پھیل رہتی ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور یہی بات قرین ثواب بھی ہے کیونکہ جب یہی سپیدی ابتدا مشرق میں نمودار ہوتی ہے تو وہ صبح صادق کہلاتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ جب وہی سپیدی مغرب میں آکر نمودار ہو تو وہ شام کے وقت میں شمار نہ ہو اور ماشیکہ رات سمجھے گئیں لہذا مناسب یہ ہے کہ نماز مغرب ہمیشہ سرخی کے غائب ہونے سے پیشتر اور نماز عشا سفر حضر معلوم وغیرہ میں سفیدی کے غائب ہوجانیکے بعد ادا کیا کریں تاکہ غرض میں خلل واقع نہ ہو اور واضح ہو کہ غروب (بقیہ حاشیہ نمبر ۵ کا ۱۰۰ ضمیمہ میں دیکھیں) ۱۲

| | |
|---|---|
| دونوں جانب ہمنے رکھی احتیاط | تا ہو بطلان و قضا کی احتیاط |
| ورنہ جو خط ظلّ کا ہو منتہا | پس وہی خط عصر کا ہو مبتدا |
| شمس کا جب قرص سارا دب گیا | اسے نمازی عصر کا وقت اب گیا |
| ہاں جب ڈوبا ہی آفتاب | آگیا اسوقت مغرب بھی شتاب |
| جب شفق مغرب میں ہو پردہ نشیں | جائے مغرب اور عشا آئے وہیں |
| یعنی مغرب کی ہو جس جا انتہا | پس عشا کی ہو وہاں سے ابتدا |
| صبح صادق تک عشا کا وقت ہے | لیک بعد نصف شب وقت ہے |
| وتر کا وقت اور عشا کا ایک ہے | ہاں مقدم وتر پر وہ لیک ہے |

## مستحب و مختار اوقات کا بیان

| | |
|---|---|
| روشنی میں فجر پڑھنا مستحب | اسفروا بالفجر پڑھ او حق طلب |

گرمیوں میں ظہر میں تاخیر کر ❊ ابردوا بالظہر پر کر لے نظر

سرد موسم میں دلے ای باصفا ❊ مستحب ہے جلد پڑھنا ظہر کا

ڈھلتے ہی سایہ کے سرا ہیں امام ❊ کر نماز ظہر کا تو اہتمام

جمعہ کا اور ظہر کا وقت ایک ہے ❊ جمعہ میں عجلت نہایت نیک ہے

کچھ توقف کرکے پڑھ پھر عصر کو ❊ ہے یہی وسطےٰ نماز ای نیک خو

عصر میں ہے دیر کرنا مستحب ❊ پر نہ اتنی دیر جس میں بے سبب

بے تکلف آنکھ ٹھہرے شمس پر ❊ کیونکہ ہے مکروہ تاخیر اس قدر

اس میں ناقص وقت کو لینا نہ تو ❊ ہاں یہ دولت ہاتھ سے دینا نہ تو

اسکی تاکید آئی ہے قرآن میں ❊ آیت وسطیٰ ہے اسکی شان میں

اسمیں زائد دیر کرنا ہے گناہ ❊ تو نہ چل مکروہ تحریمی کی راہ

زردی خور تک کرے تاخیر جو ❊ وہ وعید سخت کا مصداق ہو

---

۱۵ گرمیوں میں ظہر۔ الخ۔ یعنی موسم گرم میں نماز ظہر کو وقت زوال سے تاخیر کرکے پڑھنا مستحب ہے تاکہ گرمی کا جوش جاتا رہے اور نماز خاطر جمعی کے ساتھ ادا ہو کیونکہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا اشتد الحر فابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم یعنی جب گرمی بڑھ جائے تو تم ٹھنڈے وقت نماز پڑھا کرو ظہر کی کیونکہ گرمی کی تیزی دوزخ کی بھاپ سے ہے اور دوسری حدیث میں حضرت انس سے روایت ہے اذا کان الحر ابرد بالصلوٰۃ واذا کان البرد عجل (ترجمہ یعنی کہا جناب انس صحابی نے کہ جب ہوتا موسم گرم تب حضرت ٹھنڈے وقت نماز پڑھتے ظہر کی اور جب ہوتا موسم سرد تب اول وقت نماز پڑھتے) اور ایک اور حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال کان قدر صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فی الصیف ثلثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام وفی الشتاء خمسۃ اقدام الی سبعۃ اقدام۔ یعنی کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ تھا اندازہ نماز ظہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گرمیوں میں تین قدم سے پانچ قدم تک اور جاڑوں میں پانچ قدم سے سات قدم تک۔ اس حدیث سے بھی نماز ظہر کی گرمیوں میں بہت تاخیر سمجھی جاتی ہے۔ واضح ہو کہ قدم ہر شے کے طول کے ساتویں حصہ سے مراد ہے خواہ آدمی ہو خواہ دوسری چیز اور یہ بھی معلوم رہنا چاہئے کہ اس حدیث میں مقدار طول وقت ظہر کا بیان نہیں ہے کہ ظہر کا وقت کہاں سے کہاں تک رہتا ہے بلکہ محض اس وقت خاص کا بیان ہے جس وقت گرمی و سردی میں آنحضرت اکثر نماز ظہر ادا فرمایا کرتے تھے اس لئے راوی نے سایہ اصلی سمیت اس نماز ظہر کا وقت بتایا ہے مگر چونکہ موسم گرما میں مکہ معظمہ میں سایہ اصلی بالکل مفقود ہو جاتا ہے اور بعض وقت قریب مفقود ہونے کے ہوتا ہے پس اس صورت میں سایہ کی پیمائش شے کے نیچے سے ہوگی لہذا راوی کا مقصود یہ ہے کہ ایسے موسم گرم میں جب کہ سایہ اصلی مفقود ہوتا تھا یا قریب مفقود ہونے کے ہوتا ہے پس اس صورت نماز ظہر کو سایہ کے تین قدم سے لیکر پانچ قدم تک گذر جانے پر ادا فرماتے تھے کیا معنی کہ گاہے تین قدم پر اور گاہے چار پر اور گاہے پانچ قدم پر۔ کیونکہ تین سے لیکر پانچ تک ان کے مابین سب کو شامل ہے تین قدم سایہ گذر جانے پر گرمیوں میں خاص کر ماہ جون وجولائی میں وقت ظہر نصف سے زائد گذر جاتا ہے اگرچہ قدموں کے حساب سے ساڑھے تین قدم پر نصف وقت سمجھا جاتا ہے مگر چونکہ بعد زوال سایہ شے اول قدم پر بہت دیر میں گذرتا ہے اور دوسرے قدم پر اس سے کم دیر میں اور تیسرے پر اس سے بھی کم دیر میں اسی طرح ساتویں قدم تک بہ نسبت ایک دوسرے کے سایہ کے گذرنے میں کم دیر ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے تین قدم اول پر سایہ شے کے گذرنے میں گھڑی کے حساب سے نصف وقت ظہر سے زائد گذر جاتا ہے اور پانچ قدم پر تین حصہ سے بھی زیادہ وقت گذر جاتا ہے اور چہارم سے کم باقی رہ جاتا ہے پس اس بیان سے بخوبی روشن ہے کہ آنحضرت موسم گرما میں نماز ظہر کو بہت دیر کرکے پڑھتے تھے کہ اگر جلد سے جلد پڑھتے تو نصف وقت گذر جانے کے بعد پڑھتے (بقیہ حاشیہ نمبر ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

پڑھ پس از دو مثل[1] جلد اُسکو مدام | خاصکر بادل کے دن ای نیکنام
مستحب مغرب میں ہی ای پاکباز | جلد پڑھنا ہر زمانہ میں نماز
جب ہوا سورج کے چھپنے پر یقین | بے سبب تاخیر پھر جائز نہیں
جبکہ بادل ہو تو اسمیں بھی ضرور | کچھ توقف چاہیے ای ذیشعور
پھر تہائی رات میں پڑھنا عشا | ہے بہت اولیٰ و افضل بیخطا
ہو اگر پچھلے کو اُٹھنے کا یقین | پس یہ تجھ کو مستحب ہی ای امین
تو تہجد بعد وتروں کو پڑھے | ورنہ پڑھ بعد عشا فوراً اُسے
ہیں یہی مختار وقت ای باکمال | مومنوں کو چاہیے انکا خیال
ان کا زمانہ تنگ کرنا ہے بُرا | مستحب اوقات پر کرنا ادا
وقت فجر و ظہر سب مختار ہے | اوروں کا آخر کراہت وار ہی
وقت کا پہچاننا بھی فرض ہے | یاد کرنے کے لئے یہ عرض ہی

[1] پڑھ پس دو مثل جلد الخ۔ یعنی نماز عصر کو دو مثل سایہ گزر جانے کے بعد جلد ادا کرنا چاہیئے خاص کر بادل کے روز تاکہ آفتاب روپوش ہونے کے سبب سے کہیں کراہت کا وقت نہ آجائے اور اسی وجہ سے ابر کے دن عصر میں تعجیل مستحب ہے ہم نے نمازیوں کی آسانی کے لئے تجربہ کے بعد دو مثل پر سایہ گزرنے کے وقت سے غروب آفتاب تک ہر ماہ میں جتنا وقت ہوتا ہے وہ مقرر کرکے لکھدیا ہے جو ذیل میں درج ہے اس کا خیال رکھنے سے نماز عصر میں پھر زیادہ تاخیر جو موجب کراہت و اساءت ہے ہونے پائے گی۔ اور نماز بطریق مستحسن ادا ہوگی شفق و صبح کی مقدار کا بیان تو اوپر گزرا جس سے عشا و صبح کے اوقات کا پتہ لگتا ہے مثل ثانی ہی کا وقت تخمیناً یہاں لکھا جاتا ہے جس سے ادائے نماز عصر کا ٹھیک اندازہ ہوسکے اور وہ یہ کہ ۲۲ اکتوبر تحویل عقرب سے آخر ماہ اکتوبر تک عصر کا وقت بحساب دو مثل ایک گھنٹہ ۳۶ منٹ غروب آفتاب سے پیشتر ہوتا ہے اور پھر یکم ماہ نومبر سے ۲۱-۲۲ نومبر تحویل قوس تک اور پھر اس کے بعد سے ۲۲ دسمبر تحویل جدی تک پھر اس کے بعد سے ۲۰ و ۲۱ جنوری تحویل دلو تک اور پھر اسکے بھی بعد سے ۱۸ فروری تک برابر یعنی پونے چار ماہ تک مسلسل ایک گھنٹہ ۳۴ منٹ غروب آفتاب سے پیشتر یہ وقت ہوتا ہے اور سال میں یہ سب سے چھوٹا وقت ہے کہ اس سے کم وقت عصر کا بحساب دو مثل ان بلاد میں کبھی نہیں ہوتا پھر ۱۹ فروری تحویل حوت کو ایک گھنٹہ ۳۶ منٹ ہو جاتا ہے اور وہی آخر ماہ تک سمجھنا چاہیئے پھر ہفتہ اول ماہ مارچ میں ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۳۸ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۴۰ منٹ پیشتر رہتا ہے۔ پھر ۲۱ مارچ تحویل حمل کو ایک گھنٹہ ۴۱ منٹ پیشتر یہ وقت ہو جاتا ہے اور وہی آخر ماہ تک خیال کرنا چاہیئے پھر ہفتہ اول ماہ اپریل میں ایک گھنٹہ ۴۳ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۴۴ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۴۸ منٹ پیشتر ہوتا ہے پھر ۲۰ و ۲۱ ماہ اپریل تحویل ثور کو ایک گھنٹہ ۵۰ منٹ پیشتر یہ وقت ہوتا ہے اور وہی آخر ماہ تک تصور کرنا چاہیے پھر ہفتہ اول ماہ مئی میں ایک گھنٹہ ۵۲ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۵۴ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۵۸ منٹ پیشتر ہوتا ہے پھر ۲۲ و ۲۳ مئی تحویل جوزا کو دو گھنٹے ایک منٹ پیشتر یہ وقت ہو جاتا ہے اور وہی آخر ماہ تک حساب میں شمار کرنا چاہیئے پھر ہفتہ اول ماہ جون میں دو گھنٹے ۲ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں دو گھنٹے دو منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں دو گھنٹہ۔ پانچ منٹ پیشتر ہوتا ہے۔ پھر ۲۲ جون تحویل سرطان کو ۲ گھنٹے ۶ منٹ پیشتر یہ وقت ہو جاتا ہے اور وہی وقت آخر جون تک قائم رہتا ہے پھر ہفتہ اول ماہ جولائی میں ۲ گھنٹے پانچ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں دو گھنٹے چار منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ۲ گھنٹے پیشتر پھر ۲۳ جولائی تحویل اسد کو دو گھنٹے ایک منٹ پیشتر یہ وقت رہجاتا ہے پھر اس کے بعد سے آخر ماہ تک دو گھنٹے پیشتر باقی رہتا ہے پھر ہفتہ اول ماہ اگست میں ایک گھنٹہ ۵۸ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۵۵ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ اکیاون منٹ پیشتر۔ (بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کا و نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ مہر طالع ہوا ہو - الخ - یعنی جس وقت کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہو یا زوال کے وقت ٹھیک وسط آسمان پر جلوہ گر ہو یا شام کے وقت غروب ہو رہا ہو تو ان تینوں وقتوں میں نماز کا پڑھنا کسی طرح جائز نہیں ہے اور وہ مکروہ تحریمی ہے کہ جس کی سخت ممانعت ہے - منہ ۱۲ ۵۲ فجر میں ہیں - الخ اب یہاں سے فرض و واجب و سنت نماز کی رکعتوں کی شمار کا بیان ہے - منہ ۱۲ ۵۳ اس میں وارد ہیں - الخ - یعنی نماز وتر کی تین رکعت پڑھنے پر اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل ثابت ہوا ہے اور نیز وتر کی تین رکعت پڑھنے پر اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا عمل ثابت ہوا ہے اور نیز وتر کی تین رکعت کے ثبوت میں وہ احادیث کہ جن کی روایت میں کسی قسم کا خلل نہیں ہے بکثرت وارد ہیں چنانچہ ایک حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضہ سے تہجد کے بارے میں مروی ہے جس کا آخری جملہ "ثم اوتر بثلاث" ہے یعنی کہا ابن عباس نے کہ بعد نماز تہجد پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر کی پڑھیں - دوسری حدیث اسی مسلم کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یوں مروی ہے قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ منہا الوتر و رکعتا الفجر یعنی حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر رات کو صبح تک تیرہ رکعتیں معہ وتر اور فجر کی دو سنتوں کے ادا فرمایا کرتے تھے اس کی فقہا نے یہ تشریح کی ہے کہ آپ آٹھ رکعتیں تہجد کی اور تین وتر کی اور دو رکعت صبح کی سنتیں پڑھتے تھے اور ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعتیں وتر کی پڑھتے تھے اور ایک جگہ ترمذی و ابو داؤد و نسائی و امام احمد بن حنبل و دارمی نے چند صحابہ وتر کی حدیث روایت کی کہ حضرت وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے پس ان تمام باتوں سے ثابت ہے کہ اکثر فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر کی تین رکعت پڑھنے کا تھا اسی وجہ سے امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تین رکعت کا پڑھنا لازم کر لیا ہے منہ ۱۲ ۵۴ وتر برحق ہیں - الخ - یہ شعر ابو داؤد کی ایک حدیث کا ترجمہ ہے کہ جو حضرت بریدہ سے مروی ہے کہ الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا - ترجمہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر برحق ہیں کیا معنی کہ واجب ہیں پس جو کوئی شخص ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے یہی بات مکرر تین مرتبہ آپ نے فرمائی جس سے وتر کے پڑھنے کی اہمیت اور وجوب ثابت ہوتا ہے - منہ ۱۲ ۵۵ تین بار ارشاد - الخ - یعنی جملہ اسرار نبوی کے خلیل یعنی نام ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یعنی تین بار حضرت کا وتر کی حقانیت کا جتانا اور اس کی تاکید مزید فرمانا وتر کے وجوب کی پوری دلیل ہے منہ ۱۲ ۵۶ اسے نمازی - الخ - یعنی اے مصلی انہیں پنجگانہ نماز کے اوقات کے اندر بارہ رکعت اور بھی پڑھنا سنت موکدہ ہیں کہ جن کا بلا وجہ تارک مستحق سخت ملامت و حرمان شفاعت ہے (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

٭ فریضہ فجر اور فریضہ عصر کے بعد طلوع اور غروب تک ہر قسم کی نفل نماز بھی پڑھنا مکروہ

| | |
|---|---|
| مہر طالع ہو رہا ہو یا غروب[۵۱] | یا ہو وسط چرخ پر اے یار خوب |
| منع ان وقتوں میں ہے پڑھنا نماز | ہے یہ ناجائز مدام اے پاکباز |
| فجر میں ہیں[۵۲] فرض دو رکعت نماز | تین ہیں مغرب میں فرض اے خوش نواز |
| ظہر اور عصر اور عشا میں چار چار | سترہ سب رکعتیں کر لے شمار |
| وتر جس کو کہتے ہیں سب اہل راز | تین رکعت اس کی واجب ہے نماز |
| اسمیں وارد ہیں[۵۳] حدیثیں بے خلل | اس پہ تھا اکثر صحابہ کا عمل |
| بعد عشا پڑھتی ہیں اس کو دیں شعار | اسمیں فرماتے ہیں حضرت تین بار |
| وتر برحق ہیں[۵۴] پس ان کو بالیقیں | جو نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں |
| تین بار ارشاد[۵۵] تاکید خلیل | ہے وجوب وتر کی کافی دلیل |
| اے نمازی[۵۶] پھر انہیں اوقات میں | اور بھی ہیں بارہ رکعت سنتیں |
| پہلے فرض فجر سے دو رکعتیں | چار پہلے ظہر سے ہیں سنتیں |

ظہر کے پیچھے ہیں دو مغرب کے دو — دو عشا کے بعد ہیں اے نیک خو

دو عشا کے بعد کی اے خوبرو — وتر سے پہلے ہمیشہ پڑھ لے تو

ہیں یہ سب کی سب مؤکد بالیقین — چھوڑنا ان کو نہ تو ہرگز کہیں

ان کے تارک پر بہت کچھ ہے وعید — ہو عتاب اللہ کا اسپر شدید

انکے پڑھنے والوں کے درجے بڑہیں — اور خدا و مصطفےٰ راضی رہیں

ماہِ رمضان المبارک آئے جب — ہیں تراویح اسمیں سنت وقت شب

جب عشا کے فرض مومن پڑھ چکیں — بیس ہیں مسنون اُن کی رکعتیں

اور جماعت بھی ہیں سنت انکی اب[۵۱] — ختم قرآں انمیں کرای با ادب

پر کفایہ ہیں[۵۲] یہ دونوں سنتیں — ڈر نہیں ہے بعض اگر قاصر رہیں

دو دو رکعت[۵۳] انکی پڑھ یا چار چار — پر مناسب ہی کہ بعد ہر چہار

بیٹھ کر اتنی ہی دیر اے با خدا — ذکر کر ذو الملک والملکوت کا

۵۱ اور جماعت بھی ہے۔ الخ۔ یعنی ماہ رمضان المبارک میں تراویح کو جماعت سے پڑھنا اور اُس نماز با جماعت میں قرآن مجید کا ایک ختم کرنا یہ بھی سنت ہے اور ان کے مؤکدہ و غیر مؤکدہ ہونے میں فقہا کا اختلاف ہے متن ہدایہ و قدوری وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ غیر مؤکدہ ہیں اور یہی مذہب شرح وقایہ ہو اور کنز الدقایق و وقایہ کا مذہب بھی یہی ہے یا معنی کہ انہوں نے اُن کو سنت تو بتایا ولیکن یہ کچھ نہ کہا کہ وہ سنت مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ اور اسی روش کو ہم نے بھی اختیار کیا ہے لیکن در مختار و ہدایہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ سنت مؤکدہ ہیں اور تارک اُن کا قابل ملامت ہے منہ ۱۲ ۵۲ پر کفایہ ہیں۔ الخ۔ یعنے یہ دونوں سنتیں جو بیان کی گئیں ایک تو جماعت تراویح دوم ختم قرآن مجید یہ دونوں کفایہ سنتیں ہیں کہ اگر کچھ آدمیوں نے ایک مسجد میں جمع ہو کر ادا کر لیا تو باقی اہل محلہ سے وہ ساقط ہو گئیں لیکن تراویح کا پڑھنا ہر ایک مقیم و مسافر پر بدستور ہر ہی سنت رہے گا۔ جماعت کا پڑھنا اور ختم قرآن کرنا یہ باتیں چند کے کر لینے سے البتہ باقی کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہیں اگرچہ اولےٰ پھر بھی یہی ہے کہ سب مسلمان شریک جماعت ہوں اور ختم قرآن مجید سنیں اور اگر کسی مسجد میں جماعت و ختم قرآن کچھ نہ ہوگا تو اُس محلہ والے سب مواخذہ دار رہیں گے۔ منہ ۱۲ ۵۳ دو رکعت۔ الخ یعنی نماز تراویح کی دو دو رکعت پڑھے خواہ چار چار پڑھے یہ پڑھنے والے کو اختیار ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ تراویح کی ہر چار رکعت کے بیٹھ کر اتنی ہی دیر جتنی دیر میں کہ وہ رکعتیں ہوئی ہیں ذکر مشہور پڑھے اور اگر اتنی دیر تک بیٹھنا شاق ہو تو اُس سے کم بیٹھنے میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور اس جلسہ خیر کا نام ترویحہ ہے اور اُس میں ذکر مشہور یہ ہے سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والہیبۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح منہ ۱۲

تمام تردیحہ ہے اسکا اے تقی ۔ بیٹھ تا آرام پائیں مقتدی

[۵۱] ان کو پہلے وتر سے پڑھنا مدام ۔ لیک پیچھے سنتوں کے لاکلام

[۵۲] اور تہجد میں بھی ہیں کچھ رکعتیں ۔ دو سے لیکر آٹھ تک سنت گئیں

خواہ دو پڑھ خواہ چار اور خواہ چھ ۔ خواہ آٹھوں پڑھ لے سنت کا ملہ

[۵۳] ہیں بقول بعض بارہ رکعتیں ۔ پڑھنے والے جسقدر چاہیں پڑھیں

[۵۴] جب عشا کے فرض پڑھ کر سو رہے ۔ اٹھ کے پھر پہلے طلوع فجر سے

نفل پڑھنے کا تہجد نام ہے ۔ لیک آخر شب میں اجر تام ہے

[۵۵] اور نہ سویا جو کوئی شب کو اسے ۔ ہی تہجد بعد آدھی رات کے

[۵۶] جو نہ اٹھ سکتا ہو پچھلی رات کو ۔ وہ پڑھے وتروں کے بعد اے نیکخو

بیٹھ کر دو رکعتیں ہلکی مدام ۔ تا تہجد کے ہوں یہ قائم مقام

پھر اگر کھلجائے آنکھ اے نیک پے ۔ پڑھ تہجد بھی کہ یہ محبوب ہے

---

[۵۱] ان کو پہلے وتر سے ۔ الخ ۔ یعنی ان تراویح کی نماز وتر سے پہلے اور دوگانہ سنت موکدہ کے بعد پڑھنا چاہئے اور جو کوئی تراویح جماعت سے پڑھے اس کو وتر کا بھی جماعت سے پڑھنا مستحب ہے اور جو کوئی تہجد کے وقت پڑھے تو وہ تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہیں اور علیحدہ تہجد پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی فافہم ۔ منہ ۱۲ [۵۲] اور تہجد میں بھی ہیں الخ ۔ یعنی نماز تہجد میں جو کہ پچھلے کو اٹھ کر پڑھی جاتی ہے دو رکعت سے لیکر آٹھ رکعت تک پڑھنا سنت ہے کیا معنی کہ خواہ دو رکعت پڑھے خواہ چار پڑھے خواہ چھ پڑھے خواہ آٹھ رکعت کہ وہ پوری و کامل سنت ہے پڑھے یہ اس کو اختیار ہے جتنا وقت ہو اسی کے بقدر پڑھے جسقدر پڑھے گا اسی قدر ثواب زائد ہوگا اصل تہجد تو دو رکعت سے بھی ادا ہو جاتا ہے مگر مناسب یہ ہے کہ چار رکعت کا پڑھنا افضل و اولیٰ ہے ۔ منہ ۱۲ [۵۳] ہیں بقول بعض ۔ الخ ۔ یعنی آٹھ رکعتیں تہجد میں پڑھنا فقہا کرام کی تحقیقات ہے ولیکن بعض محدثین کے نزدیک دس بارہ رکعتیں بھی تہجد میں ثابت ہیں پڑھنے والے مختار ہیں جسقدر چاہیں پڑھیں مگر اکثر آٹھ رکعت ہی پڑھا کریں تاکہ اتباع سنت کا ثواب پائیں کیونکہ آٹھ رکعت کا ثبوت زائد ہے ۔ منہ ۱۲ [۵۴] جب عشا کے ۔ الخ ۔ یعنی جب آدمی عشا کی نماز پڑھکر سو رہے تو اس کے بعد صبح صادق سے پہلے پہلے جس وقت اسکی آنکھ کھلے اگرچہ اول ہی شب کیوں نہ ہو اسکے واسطے وہی تہجد کا وقت ہے لیکن آخر شب تک اس کا انتظار کرنا مستحب ہے اور باعث مزید ثواب کا ہے منہ ۱۲ [۵۵] اور نہ سویا ۔ الخ ۔ یعنی اور جو آدمی عشا کی نماز کے بعد نہ سویا اور جاگتا رہا تو اس کو تہجد کا وقت آدھی رات کے بعد ہوتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے اور تہجد کا مستحب وقت رات کے اخیر پچھلے حصہ میں ہوتا ہے منہ ۱۲ [۵۶] جو نہ اٹھ سکتا ہو ۔ الخ ۔ یعنی جو کوئی پچھلی رات کو اٹھنے کا عادی نہ ہو یا کہ اسکے اپنے اٹھنے پر اعتماد نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وتروں کے بعد عشا کے وقت ہی دو رکعت نفل پڑھ لے تو یہ دونوں نفل تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گے اس کے بعد پھر اگر تہجد کے وقت آنکھ کھل جائے تو تہجد بھی پڑھ لے اس کا کچھ مضایقہ نہیں ہے بلکہ یہ پسندیدہ و خوش آئند ہے ۱۲ ۔ منہ ۔

ماں سے اسکو نہ کر اسمیں کلام | کیونکہ فرماتے ہیں یہ خیر الانام

رکعتیں سنت ہیں جب سورج گہے | دو خفی پیچھے امام جمعہ کے

سورج آئے نیزہ دو نیزہ پہ جب | تب نماز اشراق کی ہو مستحب

چار یا دو رکعتیں اشراق کی | بعد اُسکے مستحب ہی چاشت بھی

ہے نماز چاشت بارہ رکعتیں | دو سے لیکر جتنی چاہیں وہ پڑہیں

وقت اسکا اور اُسکا ایک ہے | اسمیں تاخیر اسمیں عجلت نیک ہے

چار پہلے عصر سے ہیں مستحب | چار قبل اور چار بعد از فرض شب

بعد مغرب پڑھ لے اوابین سب | چھ بھی ہیں یا ور بیس بھی ہیں مستحب

مستحب ہیں تحیۂ مسجد میں دو | اور دو رکعت تحیات الوضو

مستحب ہیں دو سفر کے واسطے | تا سفر میں اُسکے حق برکت کہے

استخارہ میں بھی ہیں دو مستحب | یا دعائے مرد ہی از شاہ عرب

یعنی اس دعا کے ساتھ اور اکرے کہ جو دعا

۵۱ رکعتیں سنت ہیں - الخ - یعنی جب سورج گہن ہو تو دو رکعتیں باجماعت امام جمعہ کے پیچھے پڑہنا مسنون اور اس نماز میں جہر نہ کیا جائے بلکہ خفی پڑہی جائیں اسی طرح جیسے اور نفل دن میں پڑہے جاتے ہیں مگر یہ دونوں رکعتیں طویل اتنی کی جائیں کہ سورج گہن سے چھوٹ جائے اگر باوجود طویل پڑہنے کے بعد سلام گہن باقی ہو تو ذکر الٰہی کرتے رہیں یہاں تک کہ گہن چھوٹ جائے اور سورج ایسے وقت گہے جس وقت کہ نماز نفل مکروہ ہے تو اس وقت نماز نہ پڑہیں خالی ذکر الٰہی کریں - یہ دونوں رکعتیں سنت ہیں اور بعض حنفیہ نے تو اسکو واجب کہا ہے تو انکو ہرگز ترک نہ کیا جائے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جماعت سے پڑہی جائیں - ۱۲ منہ ۵۲ وقت اس کا الخ - یعنی نماز اشراق اور نماز چاشت کا وقت ایک ہی آفتاب کے بلند ہونیکے بعد شروع ہوتا ہے اور ضحوۂ کبرٰی نصف النہار شرعی کو کہتے ہیں - نہار شرعی طلوع صبح صادق سے غروب شمس تک ہے ہر روز اس کی جتنی مدت ہو اس کے ٹھیک نصف پر ضحوۂ کبرٰی ہے اسوقت سے اور نصف النہار حقیقی تک یعنی آفتاب کے زوال تک کیا معنی کہ آفتاب کے ٹھیک وسط آسمان میں پہنچنے تک جو وقت رہا وہ مذہب راجح میں استوا کا وقت ہے اس سب وقت میں ہر نماز ناروا ہے ہمارے بلاد میں زیادہ سے زیادہ اس کی مدت ۴۸ منٹ ہوتی ہے اور کم سے کم ۳۹ منٹ ہوتی ہے لیکن اول اشراق کا وقت ہے اور اسکے بعد چاشت کا ہے - اشراق کی نماز جلد اور چاشت کی نماز تاخیر کر کر پڑہنا مستحب ہے کیا معنی کہ ان دونوں نماز کے بیچ میں فاصلہ دیکر ادا کرنا مستحب ہے اگرچہ ساتھ پڑہنا بھی جائز ہے - ۱۲ منہ ۵۳ مستحب ہیں تحیۂ مسجد میں - الخ یعنے تحیۃ المسجد کا مسجد میں جاکر فوراً بلا تاخیر ادا کرنا مستحب ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ واجب ہے اگر مسجد میں جاتے ہی فرض کا قیام کرے تو تحیۃ المسجد اسی میں ادا ہو جاتا ہے اگر قیام فرض میں تاخیر ہو تو نماز سنت ہے یا تحیۃ المسجد ضرور ادا کرے اگر فجر کے وقت فجر کی سنت نہیں ہو کہ وہ گہر پڑہکر مسجد کو جائے یا عصر کے بعد اور فجر سے پیشتر مسجد میں داخل ہو تو تحیۃ المسجد نہ پڑہے کہ اسوقت اسکا پڑہنا مکروہ ہے اور اسیطرح فرض فجر کے بعد بھی مکروہ ہے اور طلوع و غروب و زوال آفتاب کے وقت بھی مکروہ تحریمی ہے ۱۲ منہ

۵۴ جب کسی کار شروع کا نیک و بد دریافت کرنا مقصود ہو تو دو رکعت نفل بہ نیت استخارہ عشا کے بعد یا کسی غیر وقت مکروہ میں پڑہے جاتے ہیں اور اس میں دعائے مخصوص پڑہے جاتے ہیں جو حدیث میں آئی ہے اور جسکا شروع اللّٰھم انی استخیرک بعلمک ہے یہ پڑہکر پڑہنے والا امر دریافت طلب کو اپنے دل میں غور کرے جس طرف اُسکا دل جھکے انشاء اللہ تعالٰے اُس میں خیر ہے حدیث صحیح سے ثابت ہے اور مشائخ صوفیہ کے یہاں اور بہت طریق نماز استخارہ کے ہیں کہ شب کو بعد عشا پڑہے جاتے ہیں اور اس سے خواب میں کیفیت معلوم ہوتی ہے از انجملہ یہی دو رکعت یا دعائے مذکور بعد عشا پڑہے اور امر دریافت طلب کو اپنے دل میں قرار دیکر باوضو سو رہے اور سات روز برابر کرے انشاء اللہ تعالٰی کیفیت دریافت طلب معلوم ہو جائے گی اگر کیفیت جلد معلوم ہو جائے تو پھر آیندہ اس کے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے - منہ ۱۲

اور ہیں[1] شب کو خسوفِ ماہ میں | سب بے جماعت مستحب دو رکعتیں

اور ہے[2] تسبیح کی بھی اک نماز | جس کو پڑھتے ہیں ہمیشہ پاکباز

ہے ثواب اسکا اخی بے انتہا | لکھ سکے خامہ تو یہ قدرت کجا

سن لے فرماتے ہیں یہ خیر الورا | آؤ اے عباس لے میرے چچا

کیا نہ بخشوں کیا نہ دولت تمکو دوں | کیا نہ میں تمکو عطا نعمت کروں

کیا نہ بخشوں میں تمہیں ہاں ایک چیز | کیا نہ دوں دس خصلتیں تم کو عزیز

جس سے ہو جائیں گنہ بالکل معاف | ہاں اگر اسکو پڑھو تم صاف صاف

ہوں پرانے یا نئے تیرے گناہ | ہوں وہ اگلے یا کہ ہوں پچھلے گناہ

جو کئے ہوں چوک کر یا جان کر | ہوں صغیرہ یا کبیرہ سر بسر

چھپ کے سب یا کہ ہو اس کو کیا | یا علانیہ کیا ہو اے چچا

سب[3] مٹا دیتی ہے وہ پیاری نماز | ہے وہ تسبیح الٰہی کی نماز

[1] اور ہیں الخ یعنی اسی طرح حد گرہن ہو تو مستحب ہے کہ اس کے گہن کی حالت میں ہر مسلمان دو رکعت تنہا پڑھے اس میں جماعت نہیں ہے اگر نہیں اتنا طول کرے کہ چاند گہن سے نکل جائے تو بہتر ہے ورنہ گہن چھوٹنے تک وہ ذکر الٰہی کرتا رہے اور ہر دو گرہن میں محتاج مسلمانوں پر تصدق بھی مستحب ہے عجیب ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے اسے بالکل اٹھا دیا ہے ہو ایسی جماعت سے بھنگیوں کو کچھ دیتے ہیں ان کا صدقہ کرنا نہ کرنا یکساں ہے کہ ان کا کوئی عمل معتبر و مقبول نہیں ہے ۱۲۔ منہ

[2] اور ہے تسبیح کی۔ الخ یعنی نوافل میں ایک تسبیح کی بھی نماز ہے جس کو صلوٰۃ التسبیح کہتے ہیں اس کا ثواب بے حد ہے اس کے فضائل و اہمیت کا تحریر کرنا علم کی قدرت سے باہر ہے جس کی ترکیب خوبی اگلے شعروں میں بیان کی گئی ہے اس کے شرح کرنے کی ضرورت نہیں ہے منہ ۱۲۔

[3] سب مٹا دیتی ہے الخ یعنی یہ نماز تسبیح سب صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو معاف کرا دیتی ہے سبحان اللہ کیا کیا اللہ کے انعامات احسانات ہیں کہ جو مینہ کی طرح برس رہے ہیں اے مسلمانو دوڑو اور لوٹو وقت فانی ہے اگر وقت نکل گیا تو پھر بجز ہائے و حسرت اور کچھ حاصل نہیں غور کرو اور دیکھو کہ اس پیاری نماز کے کیسے کیسے فضائل اور کیا کیا ثواب اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تم کو دیئے گئے ہیں ۱۲ منہ۔

یعنی پڑھ تو چار رکعت کی نماز ۔ اس کے سب ارکان ہوتے ہیں دراز

پڑھ[۵۱] قرارت بعد تو تسبیح کو ۔ پندرہ بار ایک ساتھ اے نیکخو

پڑھ کے اسکو کر رکوع[۵۲] پھر ای سمو ۔ اس میں بھی دس بار کہ تسبیح تو

بعدۂ قومے میں تو دس بار پڑھ ۔ بعدۂ سجدے میں تو دس بار پڑھ

بعد ازیں جلسہ میں پڑھ دس بار اسے ۔ دوسرے سجدے میں بھی دس مرتبے

اٹھ کے پھر سجدہ سے پڑھ دس بار اسے ۔ پھر کھڑا ہو دوسری کے واسطے

پڑھ[۵۳] پچھتر بار ہر رکعت میں تو ۔ بس اسی صورت سے اے میرے عمو

تاکہ یہ تسبیح ہوں بے بیش و کم ۔ تین سو جب چار رکعت کی ہوں ضم

اس کی ترکیب[۵۴] دوم اے نیک پے ۔ حنفیوں میں اس طرح معمول ہے

پندرہ پیش از قرارت دس ہوں پس ۔ ہر رکوع و قومہ سجدہ جلسہ دس

اور نہ پڑھنا سجدۂ ثانی کے بعد ۔ تین سو یوں بھی ہوئیں اے مرد سعد

[۵۱] پڑھ قرارت بعد ۔ الخ قیام نماز میں بعد قرارت پڑھتے ۔ کہ پندرہ بار تسبیح پڑھے اور تسبیح یہ ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ۱۲ منہ

[۵۲] کر رکوع الخ ۔ یعنی تسبیح مذکور پڑھنے کے بعد پھر تو رکوع کرے اور اول اسمیں تین بار تسبیح رکوع جو ہمیشہ پڑھی جاتی ہے وہ پڑھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے اور اسی طرح ہر موقع پر جیسا کہ اشعار میں بتایا ہے پڑھتا رہے اور سجدے میں بھی اس تسبیح کو مثل رکوع کے بعد پڑھنے تسبیح سجدہ کے پڑھے ۔ منہ ۱۲

[۵۳] پڑھ پچھتر بار ۔ الخ ۔ یعنی اس طرح شروع رکعت سے لیکر آخر رکعت تک ہر رکعت میں پچھتر پچھتر بار تسبیحات مذکور پڑھا کرے تاکہ چاروں رکعت کی ملکر تین سو تسبیح ہو جائیں اور دوسری اور چوتھی رکعت کے قعدہ میں پہلے یہ تسبیحات پڑھے پھر التحیات پڑھے اور چوتھی رکعت میں بعد درود اور دعا کے سلام پھیرے ۱۲ منہ

[۵۴] اس کی ترکیب دوم ۔ الخ یعنی صلوٰۃ التسبیح کا یہ طریقہ جو مذکور ہوا شافعیوں کے یہاں معمول میں داخل ہے کہ انکے نزدیک دوسرے سجدہ کے بعد بھی جلسہ کرتے ہیں جسکو جلسۂ استراحت کہتے ہیں تو اس جلسہ میں تسبیح مذکور پڑھنے کی انہیں گنجایش ہے ہمارے امام کے نزدیک وہ جلسہ بلا ضرورت مکروہ ہے کہ اس سے پہلی اور تیسری رکعت کے قیام فرض میں تاخیر واقع ہوتی ہے لہٰذا حنفیوں میں اس نماز کے لئے دوسری ترکیب یہ معمول میں داخل ہے کہ ہر رکعت میں قرات سے پہلے پندرہ بار تسبیح پڑھے یعنی رکعت اولیٰ میں سبحانک اللھم کے بعد اعوذ سے پہلے پڑھے اور پھر قرارت معہ اعوذ بسم اللہ کے پڑھے اور اسی طرح باقی تین رکعتوں میں بسم اللہ سے پہلے پڑھے اور پھر بسم اللہ اور قرارت پڑھے اس کے بعد ہر رکعت میں دس دس مرتبہ قرات کے بعد پڑھے پھر بدستور وہی طریقہ جاری رکھے جیسا کہ مذکور ہوا لیکن سجدہ ثانی کے بعد پھر نہ پڑھے بلکہ کھڑا ہو جاوے یا دوسری اور چوتھی میں التحیات کو بیٹھ جاوے ۔ ۱۲ منہ

۵۰ عمر بھر میں ہی الخ یعنی اگر تمام عمر میں ایک بار بھی تو اس نماز کو پڑھ لیگا تو خداوند تعالےٰ کے خوشنود و راضی کرنے کے واسطے کافی ہے۔ خلوص و حضور قلب شرط ہے اے مسلمانوں دیکھو تو کہ خداوند کریم اور اُس کے رسول کریم کی کس قدر تم پر رحمت ہے خدا کے واسطے عمر بھر میں کم از کم ایک بار تو محنت اور خلوص کے ساتھ اس نماز کو ادا کر لو تاکہ بیڑا پار ہو جائے۔ ۱۲ منہ ۵۱ پنجگانہ فرض۔ الخ یعنی پانچوں فرضی نماز کے واسطے اذان کا دینا سنت ہے خواہ وہ فرض اپنے وقت پر ادا کئے جاویں خواہ بعد از وقت قضا پڑھے جاویں اور خواہ اُن کو مسجد میں ادا کرے خواہ گھر میں خواہ جنگل میں کہیں پڑھے اذاں ہر حالت میں مسنون ہے اور مسجد محلہ کی اذان اس کے جملہ اہل کے واسطے کافی ہے مگر قضا نماز کے لئے اذان اس حالت میں مسنون ہے کہ کسی عام سبب سے سب جماعت کی نماز قضا ہو گئی ہو تو وہ اللہ اذان دیکر اس کی جماعت کریں ایک یا دو شخص کی قضا نماز کے لئے اذان کا حکم نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کو تو چاہئے کہ علانیہ نماز قضا نہ کرے چھپا کر ادا کرے تاکہ مسلمانوں کو اس کی نماز قضا ہو جانے کا حال معلوم نہ ہو۔ علما نے یہاں تک فرمایا ہے کہ وتر کی قضا اگر لوگوں کے سامنے ہی ادا کرے تو وہ شخص دعائے قنوت کے وقت تکبیر پر ہاتھ نہ اُٹھائے کہ قضا کرنا وتروں کا اور روپر ظاہر نہ ہو۔ یہ مبالغۃً ایسا کہا گیا ورنہ حنفی علما کے نزدیک تو قنوت وتر کی تکبیر پر بھی ہاتھ اُٹھانا واجب ہے تو اُن کے نزدیک عمداً ترک واجب سے نماز وتر ہی نہ ہو گی اور پھر اس قضا کی قضا کرنا پڑے گی۔ مطلب اس سے یہ ہے کہ ایسے موقع پر وقت ہاتھوں کے اُٹھانے میں ایسی عجلت کرے کہ لوگوں کو اس کے ہاتھوں کا اُٹھانا نہ معلوم ہو۔ نہ یہ کہ بالکل اُٹھائے ہی نہیں بہتر یہ ہے کہ چھپا کر ہی قضا پڑھے تاکہ کسی کو کچھ نہ معلوم ہو کیونکہ بے عذر کے بے وجہ قضا کر دینا گناہ ہے اور گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے۔ ۱۲ منہ ۵۲ وقت کے اندر۔ الخ۔ یعنی وقت ہو جانے کے بعد اذان کا دینا مسنون ہے وقت کے آنے سے پہلے اذان کا دینا مسنون نہیں ہے اور نہ وہ اذان پھر وقت کے داخل ہونے کے بعد کافی ہو گی۔ اگر اتفاقیہ ایسی غلطی ہو جائے کہ وقت کے ہونے سے پیشتر اذان دیدی جائے تو پھر جب وقت ہو جائے مکرر اذان دینا چاہئے ورنہ ترک سنت موکدہ کا ہو گا اور یہ غلطی لوگ فجر کی اذان میں اکثر کرتے ہیں۔ ۱۲ منہ ۵۳ جو نجس ہو۔ الخ یعنی جس شخص کو غسل کی ضرورت ہو اُس کو اذان کا دینا درست نہیں ہے ولیکن بے وضو کو اذان کا دیدینا درست ہے اگرچہ خلاف اولیٰ ہے تاہم درست ضرور ہے۔ ۱۲ منہ۔

ترمذی میں ہی یہ طرز ناظرین — آگے فرماتے ہیں ختم المرسلین

ہوسکے تو روز پڑھنا ایک بار — ورنہ ہر جمعہ کو پڑھا دیں شعار

اور اگر ہر جمعہ کو فرصت نہ ہو — پس اُسے ہر ماہ پڑھا اے نیکخو

پھر اگر تجھ سے نہ یہ بھی ہوسکے — چاہیے ہر سال ہی پڑھتا رہے

سال بھر میں بھی نہ ہو گر اتفاق — عمر بھر میں تو نہ ہو گی تجھ پہ شاق

عمر[۵۰] میں ہی تو پڑھ لے ایک بار — تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار

## اذان کا بیان

پنجگانہ[۵۱] فرض ادا ہوں یا قضا — اُن کو سنت ہے اذاں دینا سدا

وقت کے اندر[۵۲] اذاں مشروع ہے — وقت سے پہلے اذاں ممنوع ہے

جو نجس[۵۳] ہو وہ نہ دے ہرگز اذان — بے وضو کو ہے درست ای مہربان

۵۱ ہے موکد۔ الخ۔ یعنی جس وقت موذن اذان دیوے اس وقت جو کوئی مسلمان اس کو سنے اس پر تاکیداً لازم ہے کہ اذان کا جواب دیتا جائے ۱۲ منہ
۵۲ جو کہے کلمہ الخ یعنی اذان کے جواب دینے کا یہ طریق ہے کہ جس طرح کلمات اذان کو موذن بولتا جائے اسی طرح ہر ایک سننے والا ان کلمات کو اپنی زبان سے بھی کہتا جائے ۱۲ منہ ۵۳ لیک بر حی علی الخ۔ یعنی مجیب ہر کلمہ کو مثل موذن کے کہنے کے کہے ولیکن جس وقت موذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر پہنچے تو جواب دینے والا کہے ان دونوں مقاموں پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ تمام کے لفظ سے یہی مراد ہے کہ لاحول کا پورا فقرہ جو کہ الا باللہ تک ہے پڑھا جانا چاہئیے اور افضل یہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح ان کو بھی پڑھے اور لاحول ترلیہ بھی پڑھے۔ ۱۲ منہ ۵۴ خاتمہ اس کے الخ یعنی جس وقت اذان ہو چکے اور اس کا جواب بھی ختم ہو جائے اس وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر پیشتر درود بھیجنا اور پھر دعا وسیلہ کرنا اور وہ یہ ہے
اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدن الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة وابعثه مقاما محمودن الذي وعدته وارزقنا شفاعته يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد۔ ۱۲ منہ۔ ۵۵ اجر ہے الخ۔ یعنی اذان کے جواب دینے کا اور اس کے بعد درود و دعاے وسیلہ کے پڑھنے کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے اور اجر یہ ہے کہ اس حبیب کے واسطے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک جگہ جنتی ہونیکا اور دوسری جگہ اپنی شفاعت نصیب ہونیکا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد مبارک یہ ہے من سال لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة۔ یعنی جس شخص نے اذان کا جواب دیکر میرے لئے مقام وسیلہ کی دعا کی اس کے واسطے شفاعت نزول فرمائیگی۔ دوسری جگہ یہ ارشاد ہے حلت له شفاعتی یوم القیامة یعنی دعا وسیلہ کرنے والے کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی قیامت کے دن سبحان اللہ کیا مہربانی ہے امت پر ۱۲ منہ
۵۶ لطف حق ہے الخ۔ یعنی اے شخص یہ وعدہ معمولی وعدہ نہیں ہے اہل کرم کا وعدہ بہ منزلہ لطف الٰہی و فضل خداوند کریم کے ہے کہ جو بندہ کو مالا مال کر دیتا ہے اور کریم بھی وہ کریم کہ جو نہایت ہی ذی ہمت و عالی ظرف ہو بس وہ ابر رحمت کی مانند ہے کہ بغیر برسے ہوئے خالی نہیں جاتا ۱۲

| | |
|---|---|
| ہے موکد[۵۱] سننے والے پر شتاب | دے تو اذاں کے کلمہ کلمہ کا جواب |
| جو[۵۲] کہے کلمہ مؤذن اے جناب | ہو بہو ویسے ہی کہنا ہو جواب |
| لیک[۵۳] بر حیّ علی ہر دو مقام | پڑھیئے لاحول و لا قوۃ تمام |
| خاتمہ[۵۴] پر اس کے پھر پڑھنا درود | پھر وسیلہ کی دعا کرنا تو زود |
| اجر[۵۵] ہے اسکا نہایت ہی قوی | کرتے ہیں وعدہ شفاعت کا نبی |
| لطف[۵۶] حق ہے وعدۂ اہل کرم | ابر رحمت ہے کریم ذی ہمم |
| وعدۂ[۵۷] اہل کرم گنجے بود | وعدۂ نااہل چوں رنجے بود |
| وعدۂ صادق نہیں ہوتا خطا | اِنَّ وَعْدَ الْاَکْرَمِیْنَ لِلْوَفَا |
| ہو[۵۸] وفا بے شبہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ | مرحبا اے مومنانِ خیر خواہ |
| پھر[۵۹] اقامت بھی ہے سنت لاکلام | واسطے فرضوں کے ہر جا اے امام |
| سب نمازوں میں سوا مغرب کے ہاں | بیٹھنا سنت ہے بعد ہر اذاں |

۵۷ وعدۂ اہل کرم۔ الخ یہ مولانا روم کا شعر ہے کہ جو اہل کرم کے ایفاء وعدہ کے بارے میں ہے یعنی اہل کرم اور کریم ذی ہمم کا وعدہ درحقیقت ایک خزانہ ہے کہ جو اپنے قبضہ میں ہو کہ اس کے حاصل ہونے میں کچھ شک نہیں ہے کیونکہ صادق کا وعدہ کبھی خطا کرتا ہی نہیں ہے اور صادق بھی کون جنکی تصدیق سے آدمی صدیق بنجاتا ہے قربان جائیے ایسے کریم صادق کے سے یارب تو کریمی و رسول تو کریم ۔ صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم ۱۲ منہ ۵۸ ہو وفا الخ یعنی جبکہ یہ وعدہ ہے تو ایک دن انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پورا ہوگا یعنی قیامت کے روز ہر مسلمان دعائے وسیلہ کا کرنیوالا جنتی ہوگا اور ایسا کون مسلمان ہے جو دعائے وسیلہ نہ کرتا ہو پس اے خیر خواہ یعنی ایسے دعائے وسیلہ پڑھنے والے مومنو تمکو بشارت ہو ۱۲ منہ ۵۹ پھر اقامت الخ یعنی اذان کے بعد فرض نماز کی جماعت کیواسطے اقامت کہنا بھی ہر جگہ سنت مؤکدہ ہے ہر جگہ یعنی مسجد میں ہو خواہ بیرون مسجد۔ اقامت جماعت کی تکبیر کو کہتے ہیں اور سب نمازوں میں سوائے مغرب کی نماز کے اذان اور تکبیر کے درمیان کچھ دیر وقفہ کرنا سنت ہے۔ ۱۲ منہ

# شرائط و ارکان نماز کا بیان

سب سے پہلے ایک میری عرض ہے — جاننا فرضوں کا سب فرض ہے
سات شرطیں فرض ہیں بہر نماز — یاد رکھ یہ بات بھی اے دلنواز
شرط وہ ہی جو کہ باہر فرض ہو — رکن وہ ہے جو کہ اندر فرض ہو
چھوڑ دیگا ان میں سے جو ایک بھی — پس نماز اسکی ہو باطل جب پڑہی
پہلے آجانا ہی شرط اس وقت کا — تو کرے جس وقت کی اپنی ادا
پاک ہونا جسم کا پھر اے عزیز — پاک پھر کپڑوں کا ہونا کر تمیز
اور چہارم پاکی جائے نماز — اسمیں کچھ چارہ نہیں اے چارہ ساز
پانچویں پھر ستر عورت ہے تمام — ناف سے تا زیر زانو اے غلام
ستر عورت عورتوں کے واسطے — سر سے پاؤں تک ہی حرہ کیلئے

۵۱ یعنی جو باتیں کہ آدمی پر فرض ہیں اُن کا علم بھی سب پر فرض ہے ۱۲ منہ ۵۲ یعنی شرط نماز اس چیز کا نام ہے جو بدون نماز صحت نماز کے واسطے فرض ہو جس طرح جسم و جامہ کا پاک ہونا اور رکن نماز وہ فرائض ہیں جن سے مل کر نماز مرکب ہے جیسے قرأت قرآن وغیرہ اور ان سب باتوں کا بیان آگے آتا ہی ۱۲ ۵۳ پہلے آجانا ہے شرط الخ۔ یعنی جو جو باتیں کہ نماز سے باہر فرض ہیں یہاں سے اُن کا بیان شروع ہوا یعنی جس وقت کی نماز تو پڑہنا چاہے پس اُسوقت کا آجانا پہلے شرط ہے کیا معنی کہ اگر وقت سے پیشتر تو نماز پڑھ لیگا تو وہ نماز ہرگز نہیں ہوگی مثلاً ظہر کی یا عصر کی نماز زوال آفتاب سے پیشتر پڑھ لینا محض باطل ہے وقت کے گذر جانے کے بعد تو قضا نماز ہو بھی جاتی ہے مگر وقت کے داخل ہونے سے پہلے نماز کسی طرح نہیں ہوتی ۱۲ منہ ۵۴ دوسری شرط نماز کی صحت کے واسطے جسم کا پاک ہونا جنابت اور حدث اور نجاست حقیقیہ سب سے پانی سے طہارت حاصل کرے خواہ بصورت عذر تیمم سے غرضکہ طہارت بدن ہر حالت میں شرط ہے واضح ہو کہ بے وضو کو وضو کر لینے سے تمام جسم حدث سے پاک ہو جاتا ہی منہ ۵۵ تیسری شرط صحت نماز کی نمازی کے واسطے پہننے کے کپڑوں کا پاک ہونا ہے منہ ۱۲ ۵۶ چوتھی شرط درستی نماز کے واسطے نمازی کی جائے نماز کا پاک ہونا ہی اور وہ جائے نماز زمین یا دوسری چیز مثل کپڑے اور پتھر اور تختہ و بوریا وغیرہ کے ولیکن ان سب باتوں میں خاک پر یعنی سطح زمین پر نماز پڑہنا افضل و اولےٰ ہی اور فروتنی و خاکساری کے موافق ہی ۱۲ منہ ۵۷ پانچویں شرط صحت نماز کی مردوں کے واسطے ناف کے نیچے سے لیکر زیر زانو تک ستر عورت کا چھپانا ہے اور شرعی لونڈی کی بھی یہی عورت ہے مگر پیٹ اور پیٹھ بھی اس کی داخل ستر عورت کا چھپانا ہے عورتوں کے واسطے سر سے لیکر ٹخنوں کے نیچے تک ستر عورت فرض ہی مگر عورت کا چہرہ یعنی منہ کی ٹکلی اور ٹخنوں کے نیچے ہر دو قدم اور دونوں ہاتھوں کی ہتیلیاں ستر میں داخل نہیں ہیں یہ اگر وہ عضو جو کہ ستر میں داخل ہے اس عضو کی چوتھائی نماز میں قصداً کھولے اگرچہ ایک آن کو ہو اور پھر فوراً ڈھانک لے یا بلا قصد تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک کھلی رہی تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً پیٹ یا ران یا پشتا بلکہ مقام پاخانہ کا مقام کہ ان میں سے ہر ایک جداگانہ عضو ہے اگر ان میں سے کسی کی چوتھائی نماز کے اندر نمازی قصداً کھولے یا بمقدار تین بار سبحان اللہ کہنے کے کھلی رہے تو نماز جاتی رہے گی اور اگر کسی محتاج کے پاس کچھ کپڑا نہو تو وہ شخص مسجد میں ہرگز نہ آئے اور کسی گوشہ میں تنہا بیٹھ کر نماز ادا کرے اور اس کو اشارہ سے پڑہنا اصل ہے اور دولتمند پر واجب ہے کہ ایسے نمازی کی کپڑے سے مدد کرے۔ منہ ۱۲

| | |
|---|---|
| لیک منہ حرہ کا اور دونوں قدم | اور ہتیلی بھی ہیں دونوں اسمیں کم |
| کہولے جو چوتھائی عضو ستر کی | یا بقدر رکن بے کہولے کھلی |
| پس نماز اس کی نہ ہوگی زینہار | اس سے کم میں ہو درست ای دیں شعار |
| ہو نہ جس کے پاس کپڑا کچھ ذرا | بیٹھ کر پس وہ کرے تنہا ادا |
| پھر ہے استقبال قبلہ کا ضرور | اپنے عندیہ میں مت کرنا قصور |
| یعنی جب باہر ہو اور واقف نہ ہو | اس کا قبلہ دل کہے جس سمت کو |
| ہے تحری شرط استقبال میں | ساتویں نیت کا کرنا حال میں |
| اب بیان کرتا ہوں ارکان صلوٰۃ | جو کہ اندر فرض ہیں اے نیک ذات |
| پیشتر تکبیر اولے فرض ہے | پھر ہے قادر پر قیام اے نیک پے |
| پھر قرارت پھر رکوع پھر سجدہ ہے | پھر چھٹا ای جان پچھلا قعدہ ہے |
| ساتویں اپنے ارادے سے مدام | باہر آنا ہے نمازی کو تمام |

[illegible]

۵۱ لیک منہ حرہ کا الخ - یعنی آزاد عورت عاقلہ بالغہ کا منہ اور دونوں قدم پا اور ہر دو ہتھیلیاں ہاتھوں کی ستر عورت میں داخل نہیں ہیں کیونکہ اگر یہ بھی ستر میں شمار کئے جاویں تو نماز کا ادا کرنا عورت کو غیر ممکن ہوتا - قدموں سے مراد ٹخنے کے نیچے کا سب پیر اوپر اور نیچے مقصود ہے اور یہی مفتی بہ ہے اور بعضوں نے جو صرف پشت قدم کو ستر سے خارج کیا ہے اور کف پا ستر میں شمار کیا ہے یہ قول نہایت ضعیف و غیر معقول ہے کیونکہ اگر کف پا ستر میں داخل ہے تو بغیر موزہ کے پہنے ہوئے عورت کی نماز کسی طرح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ جب عورت سجدوں میں جاوے اور اس کے کف پا نہ کھلیں اور یہ بات کسی نے بھی نہیں کہی کہ دوازدہ ماہ ہر نماز میں عورت کو موزوں کا پہننا شرط ہے کہ وہ تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسی تکلیف اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کبھی روا نہیں رکھی - اور ہاتھوں کی پشت میں یہ بات نہیں ہے کس واسطے کہ بآسانی دوپٹہ کے اندر چھپ سکتی ہیں اور کف قدمین کا اخفا بغیر موزوں کے ناممکن ہے - اور بعض نے تو پشت دست کو بھی ستر میں شمار نہیں کیا لیکن یہ قول بھی ضعیف و نامقبول ہے طحطاوی نے ان سب اقوال کو نامعتمد بتایا ہے - غرضکہ قدمین معہ کف پا یقینی ستر میں داخل نہیں ہے کما فی الدر المختار والحرۃ جمیع بدنہا عورۃ - خلا الوجہ والکفین والقدمین علی المعتمد انتہی قولہ وکذا فی الوقایہ والہدایہ والکنز ۱۲

۵۲ پھر ہے استقبال قبلہ الخ - قبلہ کی طرف منہ کرنے کو استقبال کہتے ہیں یعنی چھٹی شرط صحت نماز کی قبلہ کیطرف منہ کر کے نماز کا پڑہنا ہے اگر کسی جگہ مجبوری میں قبلہ کی سمت نمازی کو معلوم نہ ہو تو دوسرے واقف کار آدمی سے دریافت کر کے قبلہ کیطرف منہ کرے اور اگر کوئی واقف کار بھی نہ ہو تو نمازی کو لازم ہے کہ اپنے دل میں خوب سوچ سمجھ کر ایک عندیہ قائم کرے کہ قبلہ فلاں جانب ہے پس اسی جانب منہ کر کے نماز ادا کرے اسی کا نام تحری ہے پس بوقت نہ معلوم کرنے قبلہ کے تحری کرنا شرط ہے اور بستیوں یا جنگل میں جہاں کہیں مسجد بنی ہو تو وہاں مسجد خود قبلہ نما ہوتی ہے ایسی جگہ کا کیا ذکر ہے ہاں اگر مسجد نہ ہو یا بستیاں اہل کفر کی ہوں جہاں کوئی واقف کار مسلمان نہ ہو تو ایسی جگہ بیشک انجان مسلمان کو کچھ علامات قبلہ ظہور پذیر نہیں ہو سکتے اور وہاں تحری سے ہی کام لیا جائیگا - خاصکر جبکہ آفتاب یا کواکب پوشیدہ ہوں - منہ ۱۲

۵۳ ساتویں شرط صحت نماز کی نیت ہے جو کہ نماز کے قیام کے وقت متصل تحریمۂ نماز کی جائے حال سے یہی مراد ہے کہ نماز کے شروع کرنے کے وقت نیت کرنا چاہئے اگر نیت کے اور نماز کے مابین کوئی کام مانع صلوٰۃ کرے گا مثلاً کسی سے کلام کرنا یا حدث لاحق ہوا تو وہ حائل رہیگا اور نیت فاسد ہو جائے گی پس نماز کے وقت فی الحال نیت کرنا فرض ہے کہ انما الاعمال بالنیات حدیث صحیح و متواتر ہے اور اگرچہ اس حدیث سے فضائل اعمال مراد ہیں لیکن یہاں نیت کا کرنا یقینی فرض ہے ۱۲ - منہ

۵۴ پیشتر الخ - اب یہاں سے نماز کے اندر کے فرائض شروع ہوئے یعنی نیت کرنے کے بعد سب سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہونا فرض ہے اور اس کے ساتھ جو شخص کہ کھڑے ہونے کے اوپر قدرت رکھتا ہو اسکو قیام فرض ہے مگر نماز فرض و واجب میں نہ نفل میں تیسرے کلام اللہ کی ایک آیت طویل پڑہنا یا تین آیتیں چھوٹی پڑہنا چوتھے رکوع کرنا پانچویں سجدہ کرنا چھٹے آخری قعدہ میں بیٹھنا یہ سب نماز کے اندر فرض ہیں - ساتویں اپنے ارادے سے نماز سے فارغ ہو کر باہر نکلنا فرض ہے - منہ ۱۲

آٹھویں ترتیب سب ارکان کی … ہاں قرات گاہ مستثنیٰ رہی
اور نویں رکنوں میں تقلید امام … مقتدی پر فرض ہے اے نیک نام
چھوڑنے سے فرض کے اے پاکباز … پھر نہیں ہوتی نمازی کی نماز
فرض ہے ہاں اُسکا پھر کرنا ادا … اُس کو غفلت سے نہ کر دینا قضا

## نماز کے واجبوں کا بیان

چودہ واجب آئے ہیں بیر نماز … ضبط کر لے اُن کو تو اے پاکباز
واجبوں کا جاننا واجب ہوا … ہر مسلماں مرد و زن پر بے خطا
پہلے پڑھنا فاتحہ کا جان لے … اُس سے سورت کا ملانا دوسرے
اور قرات کا تعین اے ذکی … پہلی دونوں رکعتوں میں فرض کی
نفل کی سب رکعتوں میں ہی وجوب … ضم سورت یاد رکھنا اس کو خوب

۵۱ یعنی نماز میں جتنے ارکان ہیں تکبیر تحریمہ سے قعدہ آخرہ تک سب کا علی الترتیب ادا ہونا فرض ہے کیا معنی کہ تکبیر تحریمہ سب سے پہلے ہو اور یہ تمام ارکان قعدہ آخرہ سے پہلے ہیں اگر ان میں کہیں ترتیب بدلے گا مثلاً قیام سے پہلے رکوع کیا یا رکوع سے پہلے سجدہ کر لیا اور پھر اُس قیام کے بعد رکوع یا اُس رکوع کے بعد سجدہ نہ کیا یا قعدہ آخرہ سجدہ سے پہلے کر لیا اور پھر اُس سجدہ کر لینے کے بعد قعدہ آخرہ نہ کیا تو ان سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی ہاں بعض صورتوں میں قرات اس سے مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ جو نماز دو رکعت سے زائد کی ہے اُس کی کسی دو رکعت میں قرات کرنے سے فرض ادا ہو جائیگا اب مثلاً چار رکعت کی نماز ہے اور اُس نے اگلی دو رکعتوں میں کوئی آیت نہ پڑھی اور پچھلی دو میں پڑھی تو یہ قرات اگلی رکعتوں کے رکوع و سجود سے متاخر ہو گئی اور ترتیب بدل گئی مگر نماز فاسد نہ ہوئی کہ یہ خاص ترتیب فرضیت سے مستثنیٰ ہے اور وہ صرف واجب ہے ۱۲ منہ ۵۲ اور نویں الخ یعنی نواں فرض نماز کے اندر امام کی پیروی مقتدی کے اوپر ہے ارکان نماز میں اور یہ سب اشعار فرائض نماز کے حفظ کرنے کے قابل ہیں تاکہ نماز میں خلل نہ ہونے پائے۔ منہ ۵۳ چھوڑنے سے۔ الخ یعنی جو جو چیز نماز میں فرض ہے اُس کے چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی خواہ وہ فرض شرائط نماز میں ہو۔ خواہ ارکان نماز میں۔ اگر کسی خطا سے نماز کا کوئی فرض ترک ہو جائے تو پھر نماز کا اعادہ کرنا فرض ہے اُس نماز کے اعادہ کرنے میں غفلت ہرگز نہ کرنا چاہئے تا نماز قضا نہ ہو جائے تمام ہوئے جملہ ارکان اور شرائط نماز کے۔ منہ ۱۲ ۵۴ واجبوں کا جاننا الخ۔ یعنی نماز کے اندر جو واجب ہیں اُن کا معلوم کرنا واجب ہے جس طرح پر فرض چیزوں کا معلوم کرنا فرض تھا اُسی طرح واجبات کا معلوم کرنا اور سمجھنا ہماری پر واجب ہے۔ منہ ۵۵ پہلے۔ الخ۔ نماز کے واجبات میں سے پہلا واجب سورہ فاتحہ یعنی الحمد کا نماز میں پڑھنا ہے اور دوسرا واجب الحمد کے بعد کسی اور سورۃ کا ملانا یا کسی بڑی آیت کا پڑھنا ہے کیا معنی کہ مطلق قرات بلا تخصیص سورۃ تو نماز کے اندر فرض ہے کہ بغیر قرات کے نماز باطل ہے لیکن مخصوص الحمد کا پڑھنا اور اُس کے ساتھ ایک اور بھی سورۃ یا آیت کلاں کا ملانا یہ واجب ہے کہ بغیر اُس کے نماز میں نقص ہوتی ہے جو واجب الاعادہ ہے۔ منہ ۱۲ ۵۶ اور قرات کا الخ۔ یعنی الحمد اور دوسری سورۃ کی قرات کو نماز فرض کی دونوں پہلی رکعتوں میں تعین کرنا یہ بھی تیسرا واجب ہے کیا معنی کہ مطلق فاتحہ اور سورۃ کا پڑھنا جس طرح نماز میں واجب ہے کیا معنی یہ بھی ایک مستحب ہے کہ ان دونوں کو فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں خصوصیت کے ساتھ تعین کر کے پڑھے۔ اگر بجائے پہلی دونوں رکعتوں کے پچھلی دونوں رکعتوں میں پڑھے گا تو ترک واجب ہوگا لیکن جبکہ پہلی رکعتوں میں الحمد کے ساتھ دوسری سورۃ ملانا بھول جائے تو اب پچھلی دونوں رکعتوں میں اسکا پڑھنا بہت ضرور یعنی واجب ہے اور اس تاخیر سورۃ سے سجدہ سہو لازم آئیگا منہ ۱۲ ۵۷ نفل کی سب رکعتوں میں خواہ چھپا رہوں خواہ اسمٰہ ہوں اُن میں الحمد کے ساتھ دوسری ایک سورۃ کا ضم کرنا یعنی ملانا واجب ہے کیا معنی کہ فرض نماز کی تو صرف دو رکعات اول میں ہی الحمد کے ساتھ سورۃ کا ملانا واجب ہے اور باقی پچھلی دونوں رکعتوں میں صرف الحمد پر اکتفا کرنا کافی ہو۔ لیکن نفلوں کی جملہ رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ کا پڑھنا واجب ہے اور اُس کے ترک سے سجدہ سہو لازم ہے ۱۲ منہ

پانچویں تقدیم ہے الحمد کی / ہر جگہ سورت پراے مرد ذکی

قعدۂ اولٰے چھٹا واجب گنو / دونوں قعدوں کے تشہد جانو دو

اور نویں دونوں طرف لفظ سلام / دسویں تکبیرات عیدین اے امام

گیارھویں تردمیں تقریر قنوت / بارھویں واجب ہی تکبیر قنوت

ہاتھ اٹھانا اس میں سنت ہے اخی / بعض واجب جانتے ہیں اسکو بھی

تیرھویں تعدیل ارکان اے ثقہ / چودھویں جہر اور سر اپنی جگہ

اور بھی واجب ہیں اسمیں بالیقیں / جو کبھی آتے کبھی آتے نہیں

ایک ہے انمیں سے سجدہ سہو کا / جب نماز میں بھولے واجب کوئی سا

اور تلاوت کا بھی سجدہ جانئے / جو پڑھے سجدہ کی آیت یا سنے

مشترک واجب ہیں تقلید امام / مقتدی پر واجب لازم دوام

سہو کا سجدہ اگر بھولے کوئی / یا کہ قصداً چھوڑ دے واجب کبھی

۵۱ پانچویں۔ الخ یعنی قرات نماز میں پانچواں واجب یہ ہو کہ ہر موقع پر خواہ نماز فرض ہو خواہ نفل ہو پیشتر الحمد پڑھی جائے اور اس کے بعد دوسری سورۃ اگر اسمیں تقدیم تاخیر ہو گی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہو جائیگا۔ منہ ۱۲ ۵۲ بعد سلام۔ الخ یعنی آخر نماز میں رہنے بائیں طرف لفظ السلام علیکم کہکر نماز سے باہر نکلنا واجب ہے اور علیکم و رحمۃ اللہ کہنا واجب نہیں ہے اگرچہ وہ بھی ضروری ہے یعنی سنت ہے۔ دسویں دونوں عیدوں میں فاضل تکبیریں نماز میں کہنا وہ بھی واجب ہیں اور وہ فاضل تکبیریں چھ ہیں اور ان کا مفصل بیان عیدین کی نماز کے بیان میں آئیگا منہ ۱۲ ۵۳ یعنی وتروں میں دعا قنوت پڑھنا واجب ہے اور اس کے واسطے تکبیر کہنا علیحدہ واجب ہے اور اس تکبیر میں رفع الیدین یعنی ہاتھ اٹھانا سنت ہے منہ ۱۲ ۵۴ تیرھویں۔ الخ۔ یعنی نماز میں تیرھواں واجب تعدیل ارکان ہے۔ تعدیل ارکان کے یہ معنی ہیں کہ نماز کے ہر رکن کو جو کہ اوپر فرضوں میں بیان کئے گئے ہیں ٹھہر ٹھہر کے اطمینان کے ساتھ ادا کرنا یہ بھی واجب ہے ارکان نماز جیسے رکوع یا سجود یا قومہ میں اطمینان نہ کرنا یا پورا سیدھا نہ کھڑا ہونا یا جلسہ میں پورا سیدھا نہ بیٹھنا یہ ترک واجب ہے اگر نماز اس سے سخت ناقص ہوتی ہے اور اس کا پھیرنا واجب ہے اگر نہ پھیریگا تو گنہگار رہے گا اور ایسی عادت کرنیوالا فاسق ہے حدیث میں آیا ہے کہ اگر ساٹھ برس بھی ایسی نماز پڑھے تو قبول نہ ہوگی دوسری حدیث میں ہے ہم ڈرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو مسلمان نہ مریگا پس ان کا اطمینان کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے رکوع کے بعد جو تھوڑا سا قیام ہوتا ہے اسکا نام قومہ ہے اور دونوں سجدوں کے بیچ میں جو بصورت قعدہ نشست کرتے ہیں اسکا نام جلسہ ہے بعض فقہانے جو ان کو سنت لکھا ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ وجوب کا ثبوت سنت سے ہے جیسے کہ عیدین کو بعض فقہانے سنت کہا حالانکہ وہ واجب ہیں چودھواں واجب فرض فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشا کی پہلی دونوں رکعتوں میں اور جمعہ کے دوگانہ میں اور عیدین کی نماز میں امام کیواسطے قرات کا باآواز بلند پڑھنا ہے اور اسی کا نام جہر ہے اور ظہر کی چار رکعتوں میں اور عصر کی چار رکعتوں میں اور مغرب کی پچھلی ایک رکعت میں اور عشا کی پچھلی دونوں رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور اسی کا نام سر ہے جہر و سر کے اپنی جگہ ہونے سے یہی مراد ہے کہ جن نمازوں میں جس جس جگہ پر چلا کر پڑھا جاتا ہے وہاں جہر کرنا اور جس جس میں جہاں جہاں آہستہ آہستہ پڑھا جاتا ہے وہاں بالستر پڑھنا چودھواں واجب ہے اور واجبات نماز ختم ہوگئے ۱۲ منہ ۵۵ اور بھی واجب ہیں الخ۔ یعنی چودہ واجب جو نماز میں بیان کئے گئے ہیں وہ تو مستقل واجبات ہیں جو کہ یقینی ہوتے ہیں لیکن علاوہ ان کے بعض واجب اور بھی ایسے ہیں کہ جو کبھی آتے ہیں اور کبھی نہیں آتے ہیں جس طرح پر مثلاً اگر کوئی واجب سہواً چھوڑ دے تو اس کے ترک سے اخیر نماز میں جاکر سجدہ سہو کرنا یا اگر قرات نماز میں آیت سجدہ پڑھ جائے تو فوراً فاضل سجدہ کرنا جیسا کہ اگلے اشعار میں بیان ہے ۱۲ منہ ۵۶ مشترک واجب ہیں الخ۔ یعنی جو واجب کہ امام و مقتدی کے درمیان مشترک ہو جیسے قومہ یا جلسہ یا قعدہ اولٰے یا تکبیرات عیدین تو انہیں بالاتفاق امام کی پیروی مقتدی پر واجب ہے اور جو واجب کہ مشترک نہ ہو اور امام کے ساتھ خاص ہو جیسے فاتحہ پڑھنا اور سورۃ ملانا کہ یہ امام پر واجب ہیں اور مقتدی پر واجب نہیں تو ان میں اتباع امام بھی واجب نہیں یا یہ کہ جو واجب دونوں مذہب کے یہاں مشترک ہو اس میں تو مقتدی غیر مذہب کے امام کا اتباع کرے کہ واجب ہے اور جو مشترک نہ ہو (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

| | |
|---|---|
| اجرمیں ہاں اُنکے ہوگی کچھ کمی | جو کمی کرتے ہیں استحبات کی |
| ایسی صورت میں اعادہ گر کریں | یا دوبارہ وہ جماعت سے پڑھیں |
| پس یہ ہے نورٌ علیٰ نور اے جناب | اجر ہے اسکا نہایت بے حساب |
| دیکھ لے مشکوٰۃ میں اے نورعین | باب مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً مَرَّتَیْن |

## فصل نماز کی کیفیت وصورت کے بیان میں

| | |
|---|---|
| اے[۵۱] نمازی آگیا وقت نماز | باحضورِ قلب پیشِ بے نیاز |
| پاک ہو کر پاک جا پر کر قیام ف | تا کہ ہو فردوس میں تیرا مقام |
| کرکے نیت ف ۔ قبلہ رُخ ف ۔ تکبیر کر ف | یعنی[۵۲] کہہ اللہ اکبر پیشتر |
| لیکن اس تکبیرِ تحریمہ میں تو | ہاتھ کانوں تک اُٹھانا ہر دو سو س |
| عورتیں ہاتھوں کو شانوں تک اُٹھائیں | اپنی شانِ ستر سے آگے نہ جائیں |

۵۱ اے نمازی الخ - یعنی اب یہاں سے مؤلف تمام صورت وکیفیت ادائے نماز کی قائم کرکے اُس میں ہر فرض وواجب وسنت کو بتاتا ہے کہ کون کون چیز کس کس جگہ نماز میں فرض وواجب یاسنت ہے اور جو چیز فرض ہے اُس پر حرف۔ ف اور جو واجب ہے اُس پر لفظ واجب اور جو سنت ہے اُس پر لفظ س لکھدیا ہے جس سے صاف معلوم ہوجائیگے کہ یہ فرض ہے اور یہ واجب وسنت ہی اگرچہ فرائض وواجبات بالتفصیل پیچھے بیان کردیے گئے ہیں مگر پھر بھی یہاں مکرر بغرض وضاحت لکھدیا گیا ہے اگرچہ نظم میں نماز کی پوری پوری کیفیت تحریر کرنا سخت تر دشوار ہے لیکن تاہم مؤلف نے خون جگر کھاکر اور خدا پر بھروسہ کرکے یہ کوشش کی ہے کہ جملہ فرائض وواجبات وسنن ومستحبات بامحاورہ نظم میں آجائیں اور نماز کی کیفیت وصورت حسن وخوبی نظم کردی جائے اور جو جو دعا اور اذکار جس جس جگہ پڑھے جاتے ہیں وہ بھی سب بتادیے جائیں پس خداوند کریم کے فضل وکرم سے اُمید ہے کہ وہ مولف ناچیز کی کوشش پوری فرماکر خطاسے محفوظ رکھے وعلیہ التکلان۔ منہ

۵۲ یعنی کہہ ۔ الخ اس تکبیر کو تکبیر اولیٰ کہتے ہیں جو کہ رکن نماز ہے اور اسی کا نام تکبیر تحریمہ ہے ۔ تکبیر تحریمہ فرض ہے اور اُس میں رفع یدین یعنی ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے اور ہاتھوں کو اٹھاکر ان کو نیچے لاکر باندھ لینا بھی سنت ہے جیساکہ نظم میں خوب صاف صاف موجود ہے ۔ منہ ۱۲

کہکے یہ تکبیر ۔ نیچے ناف کے
اے نمازی ہاتھ دونوں باندھ لے

عورتوں کو چاہئے ای ذی شعور
ہاتھ سینہ پر رکھیں اپنے ضرور

پڑھ ثنا اور پھر اعوذ اے نیک خو
کہہ کے بسم اللہ ۔ پڑھ ۔ الحمد تو

پڑھ کے الحمد کو آمین کہہ سدا
بعد اُسکے اُس سے اک سورۃ ملا

کہہ کے پھر اللہ اکبر رکوع
باحضور و باخشوع و باخضوع

ہاتھ رکھ گھٹنوں پہ پوری کھول کر
پیٹھ اور سر کو برابر خوب کر

عورتیں اپنی کمر خم کم کریں
انگلیاں بستہ زانو پر دھریں

اسمیں پڑھ تسبیح عظمت تین بار
ہے یہی سنت کا شیوہ پائدار

یعنی پڑھ سُبحانَ ربّیَ العظیم
تاکہ ہو جنت میں تو جا کر مقیم

کہہ کے پھر تسمیع سر اپنا اُٹھا
بعدہٗ تحمید پڑھ ہو کر کھڑا

کہہ کے پھر اللہ اکبر سجدہ کر
پیشتر زانو زمیں پر جا کے دھر

---

۵۱ پڑھ ثنا الخ ۔ ثنا سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک ۔ کا نام ہے اور اعوذ ۔ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ۔ کو کہتے ہیں اور بسم اللہ سے پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مراد ہے جو کہ مشہور ہے اور اسی طرح الحمد سے پوری الحمد پڑھنا ولا الضالین تک مقصود ہے منہ ۱۲

۵۲ پڑھ کے الحمد کو الخ یعنی الحمد کی قرات کو ولا الضالین تک ختم کر کے آمین کہنا سنت ہے واضح ہو کہ الحمد کے لفظ پر جو فرض و واجب دونوں لکھے گئے ہیں اُس سے یہ مراد ہے کہ الحمد محض قرات کی حیثیت سے تو فرض ہے اور فاتحہ کی خصوصیت سے واجب ہے اور اس نکتہ کو فقیہ بخوبی سمجھ سکتا ہے منہ ۱۲ ۵۳ عورتیں اپنی کمر ۔ الخ ۔ یعنی عورتوں کو سنت یہ ہے کہ وہ رکوع میں اپنی کمر کو کم جھکایا کریں اور مردوں کی طرح پیٹھ اور سر دونوں کو ہموار برابر نہ کریں اور اپنی انگلیاں دونوں ہاتھوں کی گھٹنوں سے اوپر زانو کے برابر ملی ہوئی رکھیں مصرعہ ثانی میں جو وابستہ لکھا گیا ہے اور اُسکے دو نسخے پیوستہ و مضموم اور لکھے گئے ہیں اُنکے معنی ملے ہوئے کے ہیں مطلب سب سے ایک ہے ۱۲ منہ ۵۴ کہہ کے پھر تسمیع ۔ الخ ۔ یعنی تسمیع فقہا کے یہاں سمع اللہ لمن حمدہ کو کہتے ہیں اور یہ سنت ہے اور تحمید اللّٰھم ربنا ولک الحمد کو بولتے ہیں اور یہ بھی سنت ہے اور رکوع کے بعد بجو سیدھا کھڑا ہونا جسمیں ہر جوڑ اپنی جگہ پلٹ آئے واجب ہے اور اسی کا نام قومہ ہے کیا معنی کہ محض سیدھا کھڑا ہونا تو واجب و داش

قیام میں ربنا لک الحمد پڑھنا یہ سنت ہے ۔ منہ ۱۲

بعد اسکے رکھ تو دونوں ہاتھ کو ۔ دونوں کانوں کے مقابل ہر دو سو

ناک اور ماتھا زمیں سے پھر لگا ۔ دونوں کف کے بیچ میں منھ ہو رکھا

بازوں کو پہلوؤں سے رکھ جدا ۔ پیٹ کو رانوں سے ہرگز مت ملا

ہر کلائی کو زمیں سے رکھ الگ ۔ مت بچھانا اُن کو تو مانند سگ

قبلہ رخ ہوں انگلیاں سب بیخطا ۔ دونوں ہاتوں پاؤنکی ای باعطا

پاؤں کی انگلی بھی رکھنا وہیں ۔ اٹھ نہ جائیں اسے نمازی یہ کہیں

لیک مدت سجدہ میں گھڑی بنے ۔ عضو سجدہ اور میں جا ملے

اسمیں پڑھ تسبیح اعلیٰ تین بار ۔ سنت مشہور ہے یہ بھی کر شمار

کہہ کے پھر اللہ اکبر بیٹھ جب ۔ تا بزانو ہاتھ رانوں سے لگا

بیٹھنے میں پیر سیدھا کر کھڑا ۔ بیٹھ اُلٹے پاؤں پر اُس کو بچھا

دہنے پاؤں کی ہر انگلی بھی ۔ قبلہ رو ۔ اس میں نکرنا کچھ کمی

سلہ مت بچھا ۔ الخ ۔ بازوں کو سجدے میں کتے کی طرح پر زمین پر بچھانا مکروہ تحریمی ہے حدیث صحیح میں اس سے نہی وارد ہے منہ ۱۲

سلہ اٹھ نہ جائیں الخ ۔ اگر سجدہ میں مرد کے دونوں پاؤں کی جملہ انگلیاں بالکل اوپر اٹھی رہیں کہ جس سے ایک انگلی کا بھی پیٹ زمین پر بچھا نہ رہے اگرچہ انگلیوں کی پوریں زمین سے لگی ہوں تو وہ سجدہ شمار نہیں ہوتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے سجدہ کی فرضیت ادا ہونے کے واسطے کم از کم پاؤں کی ایک ایک انگلی کے پیٹ کو زمین پر چسپاں رہنا شرط ہے اور اکثر کا واجب ہے اور دسوں انگلیوں کا پیٹ زمین سے لگا رکھنا سنت ہے منہ ۱۲

سلہ اس میں پڑھ الخ تسبیح اعلیٰ سبحان ربی الاعلی کا نام ہے ۔ منہ ۱۲ ۔

سلہ بیٹھے میں الخ ۔ اس کا نام جلسہ ہے اور یہ واجب ہے منہ ۱۲ ۔

**۵۱** تیسری اور چوتھی ۔ الخ یعنی نماز فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف الحمد تنہا مع بسم اللہ کے پڑھنا چاہئے سوائے اُسکے اور کوئی دوسری صورت اُسمیں پڑھنا ضروری نہیں ہے اور الحمد سے کم بھی نہ پڑھے ۔ منہ **۵۲** پھر دعا پڑھ ۔ الخ ۔ یعنی درود پڑھے کے بعد دعائے ماثور جو کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے پڑھے منجملہ ادعیہ ماثورہ کے ایک دعا یہ ہے کہ جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرة من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم ط اور وہ دعا پڑھے جو قرآن مجید کے الفاظ کریمہ سے مشابہ ہو مگر اس میں پورے الفاظ قرآں ہوں بلکہ کچھ کم و بیش ہوں کیونکہ نماز میں قیام کے سوا اور کسی جگہ تلاوت قرآن عظیم جائز نہیں مثلاً قرآن مجید کی اس دعا کو یوں پڑھے ۔ اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ط ایسی ایسی دعاؤں میں سے کسی ایک دعا کا پڑھنا آخر نماز میں سنت ہے ۔ منہ ۱۲ **۵۳** پھیر پھر الخ ۔ یعنی دعا مذکور پڑھ کر سیدھی اور اُلٹی ہر دو جانب اپنے سلام پھیر کے نماز سے فارغ ہو جا

| | |
|---|---|
| کلمہ کی انگلی کو لَا پر تو اُٹھا | اور پھر اِلَّا اللہ پر اُس کو گرا |
| تاکہ وقتِ نفی ہو اظہارِ حق | اور ہو پھر اثبات پر اقرارِ حق |
| اس طرح جب تو تشہد پڑھ چکا | کہہ کے پھر اللہ اکبر ہو کھڑا |
| تیسری[۵۱] اور چوتھی رکعت میں سدا | اختصارِ الحمد پر سُنت ہوا |
| آخری قعدہ میں اُم الودود | پڑھ تشہد واجب بعد حضرت پر درود |
| پھر دعا پڑھ[۵۲] آئی ہو سُنت میں جو | یا مشابہ دعوت قرآں سے ہو |
| پھیر پھر[۵۳] دونوں طرف اپنے سلام واجب | نیت اُسمیں کر فرشتوں کی مدام |
| اور جماعت[۵۴] میں ہو مقصود سلام | سب جماعت اور فرشتے اور امام |

اور یہ دونوں سلام واجب ہیں اور دونوں طرف منہ پھیرنا سنت ہے یعنی بارادہ خود نماز سے باہر آنا تو فرض ہے ۔ جیسا کہ ارکان نماز میں بیان کیا گیا ہے لیکن مخصوص دو بار سلام کہہ کر نماز سے باہر نکلنا یہ واجب ہے جیسا کہ واجبات نماز میں مذکور ہے اور اُن میں دونوں جانب منہ پھیرنا سنت ہے اور سلام اس طرح پھیرے السلام علیکم و رحمۃ اللہ اور اس سلام پھیرنے میں نیت فرشتوں پر سلام کی کر تو اسے تنہا نماز پڑھنے والے یعنی علیکم میں جو ضمیر خطاب کی ہے اُس میں ہمیشہ حاضرین پر سلام کرنے کی نیت کیے کیا معنی کہ تنہا نماز پڑھنے والا تو مدام فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے کہ ہر مومن کے ساتھ ہمیشہ کراماً کاتبین موجود رہتے ہیں لہٰذا تنہا نماز پڑھنے والے کو اُن پر سلام کرنے کی نیت کرنا مسنون ہے جیسا کہ اس شعر میں بیان ہوا منہ ۱۲

**۵۴** اور جماعت الخ ۔ یعنی نماز جماعت میں علاوہ فرشتوں حاضرین جماعت کے مومنین موجودین جماعت پر اور امام پر بھی مقتدی سلام کرنے کی نیت کرے کیونکہ علیکم میں ضمیر جمع حاضر کی ہے پس سلام پھیرنے کے وقت جو جو کہ جن و انس و ملائکہ میں سے نمازی کے ساتھ ہوں خواہ وہ نظر آئیں یا نہ آئیں اُن سب پر سلام کرنے کی نیت کرنا مسنون ہے اور امام اپنے دہنے سلام میں دہنی طرف کے مقتدیوں اور ملائکہ اور بائیں میں بائیں جانب کے مقتدیوں اور ملائکہ کی نیت کرے اور مقتدی جو امام کی دہنی طرف ہیں اپنے دہنے سلام میں ملائکہ و جماعت کی نیت کریں اور بائیں میں امام کی بھی اور جو امام کے بائیں طرف ہیں وہ اپنے دہنے سلام میں امام کو شامل کریں اور بائیں میں صرف ملائکہ و جماعت ۔ اور جو امام کے خاص پیچھے ہوں وہ دونوں سلاموں میں امام کو شامل کریں غرض کہ ملائکہ تو ہر شخص کے دہنے بائیں موجود ہیں اُن کی نیت تو سب کو دونوں سلاموں میں چاہئے باقی امام و جماعت جو جس کی جانب ہو وہ سلام میں اُس کی نیت کرے واضح ہو کہ امام کو تکبیر تحریمہ و دیگر تکبیرات انتقالات کا بالجہر کہنا یہ بھی ایک سنت علیحدہ ہے ۱۲ منہ

## آدابِ نماز کا بیان

| | |
|---|---|
| اب بتاتا ہوں میں آدابِ نماز | مستحب بھی ہیں یہی اے دل نواز |

وقتِ تحریمہ[51] ہے لایق مرد کو | ہاتھ کے پنجوں پہ کچھ کپڑا نہ ہو
جاے سجدہ رکھ نظر وقتِ قیام | اور رکوعوں میں ہو قدموں پر مدام
ناک کی جانب نظر سجدوں میں رکھ | گود کی جانب نظر قعدوں میں رکھ
دہنے بائیں شانے پر رکھنا نظر | جس طرف پھیرے سلام اس شانہ پر
اور جمائی دفع کر مقدور بھر | ورنہ پشت دست چپ منہ پہ دہر
ہاں جمائی آوے گر وقتِ قیام | پشت دست راست سے لینا یہ کام
چھینک یا کھانسی۔ ڈکار ای باخبر | ہو سکے ممکن جہاں تک دور کر
جب مکبر[52] سے سنیں لفظِ فلاح | اٹھ کھڑے ہوں سب کے سب بہر صلاح
طاق تسبیحات[53] بہتر گر کہیں | تین سے زائد رکوع و سجدہ میں
مقتدی تابع[54] ہیں تیرے ای امام | مقتدی کے ثقل سے بچنا مدام

---

[51] وقت تحریمہ الخ۔ یعنی تکبیر اولے کہنے کے وقت اگر نمازی کے دونوں ہاتھ جبہ یا عبا د قبا یا لبادہ وفرد وغیرہ کے اندر داخل ہوں تو ان کو اس جگہ سے باہر نکال کر تکبیر اولیٰ کہنا چاہیے یہ نماز کا ادب ہے اور یہ صرف مردوں کے لیے مستحب ہے ۱۲ منہ

[52] جب مکبر الخ۔ یعنی جبکہ نماز جماعت کے واسطے اقامت یعنی تکبیر شروع ہو جائے اور مکبر یعنی تکبیر کہنے والا حی علی الفلاح پر پہنچے تو مستحب یہ ہے کہ جملہ نمازی اسی وقت اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر صف بندی کر لیں اور پھر توقف نہ کریں اور اس سے پہلے یا پیچھے کھڑا ہونا خلاف اولیٰ ہے۔ تکبیر ختم ہو جانے کے بعد فوراً امام تحریمہ باندھے اور مکبر اور مقتدی اسکی اقتدا کریں ۱۲ منہ

[53] طاق تسبیحات الخ یعنی سجدوں میں اور رکوع میں طاق تسبیح کہنا کیا معنی کہ یہ تین بار سے زائد پانچ بار یا سات بار سبحان ربی العظیم و سبحان ربی الاعلیٰ کا پڑھنا یہ بھی مستحب و مسنون ہے منہ

[54] مقتدی تابع ہیں۔ الخ۔ یعنی اے امام اس بات کا خیال رکھ کہ مقتدی لوگ نماز کے تمام اعمال میں تیرے پیرو ہیں کیا معنی کہ اگرچہ نماز میں طاق تسبیحیں کہنا مسنون ہے اور اے امام تو اگرچہ نماز میں خود مختار ہے مگر اس بات کا لحاظ بھی تجھ پر واجب ہے کہ نماز اتنی طویل تو نہ کرے جو کسی مقتدی پر گراں گزرے اس سے یہ مطلب ہے کہ امام کو چاہیے کہ ہر بات میں اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھے نہ تو تسبیحات وغیرہ میں اس قدر تطویل کرے کہ جس سے مقتدی گھبرا جائیں اور اکتا کر خشوع و خضوع کو ہاتھ سے دے بیٹھیں اور نہ اس قدر جلدی کرے کہ مقتدی ایک بار تسبیح نہ کہنے پائیں کہ امام تین بار یا اس سے زائد کہہ کر اٹھ کھڑا ہو جیسا کہ اکثر جلد باز امام کیا کرتے ہیں اور مقتدی لوگ اپنی تسبیح بقدر سنت ہی کہنے سے محروم رہجاتے ہیں اور یہ بھی واقف کار اور دیندار مقتدیوں کو گراں گزرتا ہے لہذا ان سب باتوں کو امام کو ملحوظ خاطر مبارک رکھنا چاہیے ۱۲۔ منہ

ف۱ ، نہیں الخ یعنی جو شخص کہ نماز فرض کے بعد کچھ دعا نہ کرے اور یونہی جاکے اٹھ کھڑا ہو تو اس کی نماز اوپر کو نہیں جاتی کیا معنی درگاہ و بارگاہ کبریائی میں بار شرف قبولیت نہیں پاتی بلکہ اس نمازی کے منہ پر وہ نماز الٹا کر مار دی جاتی ہے ۔ ۱۲ ۔ منہ

# نماز کے بعد دعائے مسنون کا بیان

دیکھو فرماتے ہیں یہ خیر الورا ۔۔۔ مغز ہے جملہ عبادت کا دعا
وہ دعا ہی ہے کہ جو ای نیک خو ۔۔۔ پھیر دیتی ہے بری تقدیر کو
پس نماز اپنی کرے جو شخص ادا ۔۔۔ اور نہ اسکے بعد کچھ مانگے دعا
ف۱ وہ نہیں اوپر کو جاتی ہے نماز ۔۔۔ منہ پر اس کے لوٹ آتی ہر نماز
اے نمازی ہوشیار ہے جب تو [illegible] ۔۔۔ [illegible] تجھ کو پہلا یہ کلام
ف۲ پڑھ چہارم کلمۂ توحید کو ۔۔۔ ایک بار آواز سے ایک نیک خو
ف۳ پڑھ پھر آہستہ تو اے مرد سلیم ۔۔۔ تین بار استغفر اللہ العظیم
بہر حصول رحمت فردوس کو ۔۔۔ آیۃ الکرسی شریف اک بار ہو
ف۴ پڑھ تو پھر تسبیح حق تینتیس بار ۔۔۔ اتنی ہی الحمد للہ کر شمار

ف۲ پڑھ چہارم کلمہ الخ ۔ اب یہاں سے دعا کے قواعد بتاتے ہیں کہ کیونکر دعا کیا کرے یعنی اے نمازی جب تو فرض نماز کا سلام پھیر کر فارغ ہو جائے تو مناسب ہے کہ کلمۂ توحید کو بآواز بلند اسطرح پڑھے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد کلمہ توحید تو فقط یہیں تک ہے مگر یہ دوسرا جملہ بھی اس کے شامل کرکے پڑھنا مسنون ہے ۔ منہ ۱۲ ف۳ پڑھ پھر الخ ۔ یعنی اس کے بعد پھر تین بار استغفار کرے یعنی استغفر اللہ العظیم تین بار خواہ استغفر اللہ یا اللھم اغفرلی تین بار زبان پر جاری کرے خواہ کوئی استغفار پڑھے اور سب سے افضل یہ استغفار ہے کہ تین بار یوں کہے استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ حدیث میں ہے کہ اس کے گناہ بخشدیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کی برابر ہوں ۱۲ منہ ف۴ پڑھ الخ بعد آیۃ الکرسی کے سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار پڑھے اور اس کے بعد وہی کلمہ توحید کہ جو اوپر ذکر کیا گیا اب پھر پڑھے مگر اب اس کلمہ کو یہاں صرف قدیر تک ہی پڑھے ۔ اس ذکر کا ثواب حدیث میں بہت و حساب آیا ہے حضرت نے فرمایا ہے کہ اس ذاکر کے اگر سمندر کے جھاگ برابر بھی گناہ ہوں گے وہ بھی بخشدیے جائیں گے سبحان اللہ منہ ۱۲

بعد ازاں تکبیر پڑھ چونتیس بار — کلمۂ توحید کر آخر میں یار
اجر ہے اسکا نہایت بے حساب — ہے یہ فرمانِ رسول مستطاب
ظہرؔ و مغرب اور عشا میں اے نگار — تجھ کو ہے اس ورد کا یہ اختیار
خواہ پڑھ یہ سنتوں سے پیشتر — خواہ اُنکے بعد۔ لیکن جلد تر
ہاتھ اٹھا کر پھر دُعا مانگ اے عزیز — خالقِ کون و مکاں سے نیک چیز
خوب دل سے جب دعا تو کر چکے — پڑھ درود اور ہاتھ منہ پر پھیر لے
ہر نمازِ فرض بعد اے نیک پے — جو دُعا ہوتی ہے وہ مقبول ہے

## نماز کی فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

چھوڑ دینا شرط کا بے عذر کے — یا کوئی رکنِ نماز اس سے رہے
بات کا کرنا ہو۔ یا کرنا سلام — یا جواب۔ اور آہ و اُف بھی ہیں کلام

لہ یعنی ظہر اور عصر کی نماز میں جن کے بعد سنتیں موکدہ نہیں ہیں اس ذکر کو بلا توقف پڑھے اور ظہر و مغرب و عشا کی نماز میں ذاکر کو یہ اختیار ہے کہ خواہ اس ذکر کو فرضوں کے بعد پڑھ کر اور دعا مانگ کر سنتیں موکدہ ادا کرے خواہ فرضوں کے بعد صرف دعائے اللھم انت السلام آخر تک پڑھ کے سنتیں پڑھے اور پھر اُن کے بعد ذکر مذکور پورا کرے یہ دونوں طریق درست ہیں لیکن سنتوں کے بعد ذکر و دعا پڑھنا اولیٰ و انسب ہے ۱۲ منہ۔ ۵۲ ہاتھ اٹھا کر الخ یعنی بعد اختتام ورد یا ذکر مذکور کے پھر دونوں ہاتھ پھیلا کر خوب خلوص دل سے دعا کرے اور دعا نیک اور اچھی ہو یہ نہ ہو کہ دعائے لغو اور بیہودہ کہ جسکا پورا ہونا عادۃً محال یا قریب محال ہو مثلاً یہ کہے کہ میں ایک قدم میں کعبہ معظمہ پہنچ جاؤں یا کوئی دعا کرے کہ میں ابھی بادشاہ ہو جاؤں یا آنکہ کسی حرام چیز کی دعا مانگے کہ یہ دعا کرنا حرام ہے دعا مانگ کر درود پڑھے اور ہاتھ منہ پر پھیرے ۱۲ منہ

یا کہ رونا[51] چیخ کر تکلیف سے — کھانسنا دو حرف سے بے عذر کے
یا قرارت کا بتانا غیر کو — جو نہ ہو اپنا امام اسے نیک خو
یا قرآن سے دیکھکر کوئی پڑہے — یا قرارت[52] کو غلط قاری پڑہے
یا کہ لقمہ غیر سے لے لے امام — مقتدی بڑہجائے یا آگے تمام
یا کہ سینہ قبلہ رخ سے پھیر لے — یا نجس جا پر کوئی سجدہ کرے
یا کہ مانگے[53] حق تعالیٰ سے وہ چیز — آدمی سے جو کہ مانگیں اے عزیز
یا کہ کھانا یا عمل کرنا کثیر[54] — یا جواب چھینک دینا اے مشیر
یا بڑہے آگے کو یا پیچھے ہٹے — جب کسی کے امر سے ایسا کرے
ٹوٹ جاتی ہے نماز ان باتوں سے — فرض ہے اسکا اعادہ پھر کرے
مرد و زن میں مشترک ہو گر صلاۃ — اور برابر ہو کھڑی وہ مشتہاۃ
مرد کی ٹوٹے نماز اس سے مدام — زن کی نیت کرچکا ہو گر امام

۵۱ یا کہ رونا۔ الخ یعنی کسی مصیبت و درد سے نماز میں چلا کر رونا نماز کو توڑ دیتا ہے اور اگر جنت کے شوق میں نیک روئے یا عذاب دوزخ کے ڈر سے روئے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور بغیر عذر کے کراہنے اور کھنکارنے سے اگر دو حرف پیدا ہوں نماز ٹوٹ جاتی ہے کیا معنی کہ اگر گلے میں بلغم یا کف آن کر رک جائے اور آواز کو بند کرلے یا گلے میں خراش پیدا ہو کر آواز کو بھرا دے تو اس کے دفع کیواسطے کھنکارنا جائز ہے اور اگر بلا وجہ کھنکارے یا کھانسے اور دو حرف پیدا ہوں تو قطعی نماز فاسد ہو جائے گی اور لوگ اس سے غافل ہیں اور اکثر بلا ضرورت کھانستے اور کھنکارتے ہیں ۔منہ ۵۲ یا قرارت کو الخ یعنی قرارت قرآن کو نماز میں کوئی غلط پڑہے کہ جس سے معنی بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر معنی نہ بدلیں تو فاسد نہ ہوگی ۱۲ منہ۔ ۵۳ یا کہ مانگے۔ الخ۔ یعنی نماز کے اندر آخری قعدہ میں بعد تشہد و درود کے جو دعا مانگی جاتی ہے اس دعا میں خواہ اور کہیں اگر نمازی خداوند تعالیٰ سے ایسی چیز کی طلب کرے جیسے بندوں سے طلب کرتے ہیں کہ مجکو نمک دیدے یا مرچ دیدے یا فلاں عورت سے میرا نکاح کردے تو ایسی نا چیز دعاؤں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے بلکہ اس میں دین و دنیا کی بھلائی بغیر تخصیص کسی شے کے یا مغفرت یا بخشش کی دعا مانگنا چاہئے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اس میں دعائے ماثور پڑھا کرے جیسا کہ باب الصلوٰۃ میں بیان گذر چکا منہ ۵۴ یا عمل کرنا کثیر۔ الخ۔ عمل کثیر اس کو کہتے ہیں کہ جس کام کو غیر آدمی دور سے دیکھ کر یقین کرے کہ وہ شخص نماز کے اندر نہیں مثلاً کھانا مگر یہ کہ کوئی بہت خفیف سے شے جس طرح پان کی پتی یا چھالیا کا ریزہ دانتوں یا منہ میں رہ گیا تھا اور وہ لعاب کے ساتھ خود حلق میں چلا گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی یا پینا مگر پانی پینے کے بعد جو رطوبت گلے میں رہی تھی وہ اگر لعاب کے ساتھ اتر جائے تو حرج نہیں یا چلنا کہ بلا ضرورت نماز میں تین قدم چلے یا ایک ہاتھ سے ایک رکن نماز میں تین کام کرے مثلاً ٹوپی کو سر پر سے اتارے پھر پہنے اور پھر کسی جگہ کھجائے تو یہ کام عمل کثیر ہیں اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور دوسرے کی چھینک پر یرحمک اللہ کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے منہ۔

۵۱ دونوں کی ہوجائے گی الخ یعنی مرد کے برابر عاقلہ بالغہ مشتہاۃ عورت مقتدیہ کے آکھڑے ہونے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے جبکہ وہ دونوں ایک نماز میں شریک ہوں اور امام نے عورتوں کی امامت کی نیت بھی کی ہو اس میں بہت سی تفصیلیں ہیں کیا معنی کہ اس کی صورتیں بہت سی مختلف ہیں کہ جن میں سے بعض صورتوں میں نماز مرد کی فاسد ہوجاتی ہے اور بعض میں دونوں کی فاسد ہوتی ہے مثلاً اگر امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو تو مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر عورت کی امامت کی نیت نہ کی ہوگی تو اُس صورت میں صرف عورت کی نماز فاسد رہے گی اور اگر عورت امام کے پہلو میں آکھڑی ہو اس طرح کہ اس کا پاؤں اس کے پاؤں سے مطلقاً کچھ پیچھے نہ ہو تو اُن دونوں کی نماز فاسد ہوجائیگی معہ جملہ دیگر مقتدیوں کے ۱۲۔منہ ۵۲ قتل کرنا الخ۔ یعنی اگر نماز پڑھتے میں کوئی موذی جانور مثل سانپ یا بچھو وغیرہ کے آجائے تو اس کے دو ایک ضرب میں جلد مار ڈالنے سے نماز کچھ خراب نہیں ہوتی کیا معنی کہ بالاتفاق کسی کے نزدیک اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔ پہلے مصرع میں جو (شتاب) کا لفظ قافیہ میں ہے اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے موقعہ پر جلد بلا عمل کثیر کے اُن کے مار ڈالنے میں نماز مطلقاً کسی کے نزدیک خراب و فاسد نہیں ہوتی اور عمل کثیر کی صورت میں اختلاف ہے جس کی تفصیل آیندہ شعر کے حاشیہ میں درج ہے ۱۲۔منہ ۵۳ بعض کے نزدیک الخ۔ یعنی اگر نمازی کے سامنے کوئی موذی جانور مثل سانپ بچھو وغیرہ کے آجائے اور اس کے حملہ کا اندیشہ ہو تو نمازی کو اجازت ہے کہ اُسے قتل کرے۔ اگرچہ اس کے قتل کرنے میں عمل کثیر کی حاجت ہو پس اگر عمل کثیر کے ساتھ اُن کو مارا ہے تو بعض علما کے نزدیک نماز جاتی رہے گی اور اس کا اعادہ نئے سر سے کرنا ہوگا اور حدیث کا مطلب اجازت قتل ہے کیا معنی کہ نماز میں کوئی کام اُس کے منافی کرنا شرعاً ناجائز تھا تو شاید اللہ کے نیک بندے اس حکم کے خیال سے صبر کرتے اور انہیں ایذا پہنچتی اسلیے یہ ارشاد فرمایا کہ اقتلوا الاسودین فی الصلوٰۃ کہ سانپ و بچھو کے قتل کی تمہیں اجازت ہے اگر عمل کثیر نہ ہوا تھا ورنہ یہ قطع نماز بہ ضرورت ہوگا اور اس میں ہرج نہیں کیا معنی کہ ایسی حالت میں نماز سے علیحدہ ہو کر اُن کے مارنے میں تم پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ اور ایسے موقع پر تم کو اُن کے مار دینے کی اجازت ہے۔ شعر ہٰذا کے مصرعہ ثانی میں جو یہ مضمون ہے کہ ع گرچہ نیّت کا ہو قاطع۔ ہے روا۔ اس سے یہی مطلب ہے کہ اگرچہ اُن کا مارنا بہ سبب عمل کثیر کے نیت و تحریمہ صلوٰۃ کا قاطع ہوجائے لیکن ایسی حالت میں اُن کا مارنا نمازی کو روا و جائز ضرور ہے بلکہ اگر جان کا اندیشہ ہو تو مار ڈالنا واجب ہے۔ یہ قول زیادہ احتیاط کا ہے اور اس پر عمل کرنا انسب و اولے ہے کیا معنی کہ نماز کو از سر نو پڑھنا عمل کثیر کی صورتوں میں بہرحال افضل و اکمل ہے اور اس میں احتیاط زیادہ ہے اور بعض فقہا کے نزدیک ایسے موقعہ پر عمل کثیر کی صورتوں میں بھی نماز مطلقاً فاسد نہیں ہوتی جب تک کہ کوئی اور کام منافی نماز عمل میں نہ لایا ہو مثلاً ان کے بارے میں مسجد کے دروازے سے باہر نکلنے کی نوبت نہ آئی ہو اور اگر گھر میں یا جنگل میں ہو تو قدر صف سے آگے نہ تجاوز کیا ہو یا اس درمیان میں کسی دوسرے آدمی سے بات چیت نہ کی ہو اگر ایسا ہوگا تو اُن کے نزدیک بھی نماز فاسد ہوجائے گی لیکن اس فساد نماز سے اُن کے نزدیک بھی وہ گنہگار نہ ہوگا (بقیہ نوٹ نمبر ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ صفحہ آیندہ پر دیکھیں)

اور امامِ زن اگر وہ مرد تھا
اور محاذی پاؤں دونوں کا ہوا

دونوں[۵۱] کی ہوجائیگی فاسد نماز
اس کی تفصیلیں نہایت ہیں دراز

گر مُصلیہ کا بوسہ لے کوئی
خواہ شوہر اُس کا ہو یا اجنبی

یا کہ چھولے اُسکو شہوت سے کوئی
دونوں صورت میں نماز اُسکی گئی

اور نمازی مرد کو عورت اگر
مَس کرے یا بوسہ لے ای باہنر

تو نماز اُس مرد کی ہے برقرار
اسمیں عورت کا نہیں ہے اعتبار

قتل[۵۲] کرنا سانپ بچھو کا شتاب
کچھ نہیں ہوتی نماز اس سے خراب

بعض[۵۳] کے نزدیک ان کا مارنا
گرچہ نیّت کا ہو قاطع ہے روا

حبس[۵۴] سے جاتا ہے وضو ای دلنواز
اُس سے فوراً ٹوٹ جاتی ہے نماز

ہاں[۵۵]۔ بہ تجدیدِ وضو باشرطہا
بعض صورت میں بنا بھی ہے روا

ایسی[۵۶] حالت میں بھی پر ای دلنواز
ہے یہی افضل کہ پھر پڑھے نماز

# مکروہات نماز کا بیان

وہ عمل[۵۱] مکروہ ہے جن سے نماز ۔۔۔ ایک اُنہیں سدل ہے اسے پاکباز

یعنی چادر یا رزائی اوڑھ کے ۔۔۔ دونوں کونے دونوں جانب چھوڑ دے

یا پہن کر وہ لبادہ یا عبا ۔۔۔ ہاتھ رکھے آستینوں سے جدا

روکنا[۵۲] بد ہے لباس اور بال کا ۔۔۔ اور کسی شے کو عبث چھونا بُرا

یا کہ کپڑا[۵۳] کھینچ لینا خاک سے ۔۔۔ جسم سے۔ کپڑے لپیٹے یا بازی کرے

کان کی جڑ میں لپیٹے بال یا ۔۔۔ جائے سجدہ سے ہٹانا یا حصا

ہاں[۵۴] اگر سجدہ تجھے دشوار ہو ۔۔۔ اس ضرورت کے لئے یکبار ہو

یا بچھانا[۵۵] بازؤں کو سجدوں میں ۔۔۔ یا کہ کتے کی طرح۔ اقعا کریں

انگلیوں کا بھی ہے چٹخانا بُرا ۔۔۔ اُسکو باجا کہتے ہیں شیطان کا

---

۵۱ وہ عمل۔ الخ یعنی نماز کے اندر وہ کام کرنا کہ جیسے نماز مکروہ ہے بہت سی ہیں جن میں سے ایک کپڑے کا سدل ہے اور سدل کے معنی لٹکانے کے ہیں اور اس کی صورت آئندہ دو شعروں میں مذکور ہے ۱۲۔ منہ

۵۲ روکنا بد ہے۔ الخ۔ لباس کا روکنا جیسے دامن کمر پر باندھ لینا یا ڈھیلے پائچے اوپر گھرس لینا یا تنگ پائچے نصف ساق تک اوپر چڑھا لینا۔ اور بالوں کا روکنا جیسے مردوں کو جوڑا باندھنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے ۱۲۔ منہ

۵۳ یا کہ کپڑا الخ۔ یعنی نمازی کو اپنا کپڑا خاک سے یا زمین سے بچانے کے لئے اٹھا لینا یا کھینچ لینا یا اپنے بدن یا کپڑے سے کھیلنے لگنا مکروہ ہے اور اسمیں کسی کا اختلاف نہیں ۱۲۔ منہ

۵۴ ہاں اگر سجدہ الخ یعنی سجدہ گاہ سے کنکریوں کا ہاتھ سے ہٹانا مکروہ ہے لیکن ہاں اگر کنکریاں اس قدر زیادہ ہوں کہ جس سے سجدہ کرنا وہاں مشکل ہو تو ایک بار اُن کو ہٹا دے کہ یہ بضرورت جائز ہے ۱۲ منہ

۵۵ یا بچھانا بازؤں کو۔ الخ۔ یعنی دونوں سجدوں میں دونوں بازؤں کا یا ایک بازو کا زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے اور ایسے ہی کتے کی طرح قعدے یا جلسے میں بیٹھنا مکروہ ہے اقعا کتے کی نشست کو کہتے ہیں اور اس کی صورت یہ ہے کہ دونوں سرین زمین پر رکھ کر اور پنجے زمین پر ٹیک کر گھٹنیاں کھڑی کرلے اس طرح نماز میں بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے ۱۲۔ منہ۔

یا کمر پر ہاتھ رکھے بے ادب — یا جدا صف سے کھڑا ہووے سبب
یا کرے[51] قبلہ سے رخ کا انصراف — گر زیادہ ہو تو وہ مبطل ہے صاف
یا قرأت[52] قدر سنت سے بڑھائے — جو جماعت میں کسی پر شاق آئے
یا کہ ڈھاٹا باندھ کر پڑھنا نماز — یا کہ پڑھنا روک کر بول و براز
آدمی[53] کی منہ کی جانب یا پڑھے — یا کہ ماتھے کو زمیں پر وہ گھسے
یا[54] کسی جاندار کی تصویر ہو — داہنے۔ بائیں۔ پیچھے۔ اوپر۔ روبرو
روبرو ہونا تو ہے بالکل حرام — کیونکہ ہیں یہ بت پرستوں کے سے کام
کپڑے باتصویر یا ہونا چڑھا — آستیں[55] کا نیم ساعد سے سوا
آنیوالے[56] کی غرض سے یا امام — کچھ بڑھا دیوے وہ رکوع اور یا قیام
کام یہ مکروہ تحریمی ہیں سب — ان سے بچنا چاہئے ای باادب
آگے ہیں مکروہ تنزیہی جو کار — وہ بھی کر لے اے نمازی تو شمار

۵۱ یا کرے قبلہ سے رخ الخ یعنی قبلہ کی طرف سے نمازی کا منہ پھیر لیا گو کہ آن واحد کے لئے ہو یہ مکروہ ہے اور اگر منہ پھیر کر فوراً سیدھا نہ کیا اور کچھ دیر تک بدستور منہ پھیرے رہا کہ دور سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ نماز میں نہیں تو نماز فاسد ہو جائیگی کہ یہ عمل کثیر ہو گیا ۱۲۔منہ ۵۲ یا قرأت قدر سنت سے الخ۔ یعنی ہر نماز میں جس قدر قرأت مسنون ہے اس سے اتنی زیادہ تطویل کہ کسی مقتدی پر بار گزرے مکروہ تحریمی ہے اور اگر جماعت میں کوئی مریض یا بوڑھا ضعیف ہو کہ بقدر سنت ہی انسے باعث تکلیف ہو تو حکم ہے کہ قرأت اسقدر ہلکی کرے کہ ایذا نہ ہو ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فجر کی نماز میں قرأت طویل فرمایا کرتے اور اگر کسی بچہ کے رونے کی آواز آتی کہ اس کی ماں شامل جماعت ہے تو وہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ سورہ فلق و سورہ ناس سے نماز تمام فرما دیا کرتے کہ دیر میں بچہ کو تکلیف ہوگی ادہر ماں کا دل اسطرف لگا رہے گا۔ یہ شان رحمت ہے۔ ہمارے نبی رؤف الرحیم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ۱۲۔منہ ۵۳ آدمی کے منہ کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں پیٹھ کی طرف پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے اسی طرح سجدے میں بغرض برابر کرنے و ہموار کرنے جائے سجدہ کے یا صاف کرنے ریتے و مٹی کے ماتھے کو زمین پر گھسنا ورگڑنا مکروہ ہے ۱۲ ۵۴ یا کسی جاندار کی یعنی آدمی کی یا کسی دوسرے جاندار کی پوری تصویر اوپر کے حصہ کی نمازی کے آگے پیچھے داہنے بائیں سر کے اوپر ہونا مکروہ تحریمی ہے اور قدموں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ تصویر کا ہونا مکروہ نہیں ہے اور بعضوں کے نزدیک تصویر کا پیچھے یعنی پس پشت ہونا بھی مکروہ نہیں ہے اور اسی پر فتوےٰ شرح وقایہ میں دیا گیا ہے اور یہی قرین ثواب ہے بسبب حرج کے خاص کر فی زمانتا و دیارنا کیونکہ اس زمانہ میں اکثر ریلوے سفر میں ہوٹلوں اور ویٹنگ روموں کے انگریزی مکانات میں بضرورت قیام کا اتفاق پڑتا ہے اور وہاں اکثر تصاویر موجود ہوتی ہیں پس ایسے موقعہ پر نماز میں داہنے بائیں سامنے اور پر تصاویر کا بچانا ہی مشکل بلکہ سخت دشوار ہوتا ہے تو پیچھے کی جانب تصاویر کا بچانا کیونکر ممکن ہو یا کہ انگریزی خیالات کے صاحبوں کے مکانات میں اگر جانے کا اور ٹھہرنے کا اتفاق ہو تو ایسی جگہوں میں تصویر کا پس پشت سے بچانا بالکل محال ہے اور دنیا داروں کو گریز اس سے غیر ممکن ہے اسی وجہ سے میں نے سابق اشاعت میں پس پشت تصویر کے ہونے کو مکروہات میں شمار نہ کیا تھا کہ یہی مفتی بہ بھی ہے اور ضرورت زمانے کے مطابق مگر چونکہ ایک فاضل اجل نے اس کو بھی ضروری سمجھا اور ضرورت زمانے کے مطابق لہٰذا ان کی رائے باصواب کے بموجب پس پشت تصویر کے ہونے کو بھی مکروہات میں لیکر سابق اشاعت کو ترمیم کر دیا گیا کہ احتیاط اسی میں ہے اور امام محمدؒ نے بھی جامع صغیر میں کراہیت کی ہی تصریح فرمائی ہے اور جانداروں کی تصاویر کا گھروں میں رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور اس گھر میں فرشتے رحمت کے داخل نہیں ہوتے اور جس جاندار کی تصویر میں گردن سے اوپر چہرہ بالکل نہ ہو یا کاٹ کر علیحدہ کر دیا گیا ہو تو یا درخت و پہاڑ وغیرہ کی تصویر ہو یا جمادات و مکانات کی تصویریں ہوں تو ان کا کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ وہ نقشوں کے حکم میں ہے ۱۲۔منہ ۵۵ آستین کا نیم ساعد۔ الخ۔ یعنی اگر دونوں خواہ ایک آستین آدھی کلائی سے اوپر چڑھی ہوئی ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں خصوصاً جب وضو کرکے آئے اور امام رکوع میں (بقیہ نوٹ نمبر ۵ و نمبر ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

ننگے[۵۱] سر پڑھنا کسل سے اے فتا — چارزانو خواہ اکڑوں بیٹھنا
یا کنکھیوں[۵۲] سے کسی کو دیکھنا — بے ضرورت بند کرنا آنکھ کا
یا پڑھے[۵۳] منھ میں دبا کر چیز کو — وہ قرارت کی اگر مانع نہ ہو
یا پڑھے[۵۴] میلے کچیلے کپڑوں سے — پیچ پر پگڑی کے یا سجدہ کرے
یا کسی[۵۵] اونچی جگہ پر ہو امام — جبکہ نیچے میں جماعت ہو تمام
مقتدی[۵۶] اونچا ہو یہ بھی ہے برا — رہ در و محراب سے باہر سدا
مقتدی[۵۷] تو در سے خود مدفوع ہے — اسمیں قطع صف ہے یہ ممنوع ہے
یا جمائی کے لئے منھ کھولدے — ہاتھ سے لازم ہے اسکو ڈھانپ لے
وسط[۵۸] سر ہونا عمامہ سے کھلا — اور انگڑائی بھی لینا ہے برا
آیتیں[۵۹] گننا عمل کرنا قلیل — ہو نہ جس کے منع حتمی پر دلیل
چھوڑ دینا سنتیں یا مستحب — کام یہ مکروہ تنزیہی ہیں سب

[illegible]

۵۱ یعنی کاہلی و یا گرمی کے باعث ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر عاجزی و فروتنی کی نیت سے ننگے سر ہو کر نماز پڑھے تو ناپسند نہیں ہے ۱۲ منہ ۵۲ یا کنکھیوں سے۔ الخ یعنی بغیر گردن پھرائے کنکھیوں سے کسی طرف دیکھنا یا نماز میں بلا ضرورت آنکھیں بند کر لینا مکروہ تنزیہی ہے ۱۲ منہ ۵۳ یا پڑھے منہ میں الخ یعنی اگر کوئی پاک چیز منھ میں موجود ہو اور نماز پڑھے اور اس منھ میں دبی ہوئی چیز سے قرارت کے پڑھنے میں کچھ خلل واقع نہ ہو تو وہ نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور اگر قرارت میں اس چیز سے خلل پڑتا ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر قرارت بالکل نہ پڑھی جائے گی تو نماز باطل ہو جائے گی اسی طرح اگر کوئی ایسی چیز منھ میں ہو گی جس کا عرق حلق میں جاتا ہو جیسے پان یا کسی چیز کا خود جرم گلے سے اترتا ہو جیسے مصری یا بتاشا تب ہی نماز نہ ہوگی ۱۲ منہ
۵۴ یا پڑھے میلے کچیلے الخ یعنی جو شخص صاف و ستھرے کپڑے ہوتے ہوئے میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھے گا تو مکروہ تنزیہی ہے کہ اس میں ناشکری منعم حقیقی کی ہے اور اگر اس کے پاس یہی اور دھلے کپڑے ہوں تو مکروہ نہیں ہے اور گرمی یا سرہی کی وجہ سے پگڑی کے پیچ کو سامنے رکھ کر اس پر سجدہ کرنا یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے جبکہ اس پیچ پر پیشانی خوب جم جائے۔ اور اگر وہ رہے گی کہ دبانے سے اور زیادہ دب سکے اور زمین کی سختی محسوس نہ ہو تو نماز ہی نہ ہوگی۔ ۱۲ منہ
۵۵ یا کسی اونچی جگہ پر۔ الخ۔ یعنی اگر امام اونچی جگہ کھڑا ہو اور مقتدی نیچے ہوں تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور بعض کے نزدیک تحریمی ہے اور امام و مقتدیوں کا نیچے اونچے پر کھڑا ہونا اس قدر کا معتبر ہے جس سے امتیاز باقی ہو کیا معنی کہ جس سے دور سے دیکھنے سے یہ ثابت ہو کہ اونچے نیچے پر کھڑے ہیں ۱۲ منہ ۵۶ مقتدی اونچا ہو الخ۔ یعنی اگر مقتدی اونچے پر ہوں اور امام بقدر مابہ الامتیاز نیچے میں کھڑا ہو یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے یا محراب یا در میں امام تنہا کھڑا ہو اور مقتدی اسکے باہر ہوں یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ نصاریٰ و یہود کا یہ طریق ہے کہ ان کا امام تنہا محراب یا در میں کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی باہر پس ان کی مشابہت سے بچنا چاہئے اگر امام کے ساتھ دو تین مقتدی بھی محراب میں کھڑے ہو جائیں یا کہ امام محراب کے باہر کھڑا ہو یوں کہ دونوں پاؤں اس کے محراب سے بالکل باہر ہوں اور سجدہ محراب کے اندر واقع ہو اس میں کراہت نہیں ہے اسی طرح امام اگر در کے باہر کھڑا ہو کر سجدہ در میں کرے تو کچھ حرج نہیں جبکہ در کی کرسی صحن کی زمین سے اونچی ہو ورنہ کراہت ہوگی اور اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے بارہ انگلی اونچی ہو پھر جب تو نماز ہی نہ ہوگی۔ ۱۲ منہ ۵۷ مقتدی تو در سے الخ۔ یعنی محراب یا در میں امام کا کھڑا ہونا تو مکروہ تنزیہی تھا لیکن مقتدی کا در میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے محراب یا مسجد سے مقتدی کا مدفوع ہونا یہی ہے کہ وہ اس جگہ کھڑے ہونے سے دفع یا علیحدہ کیا گیا ہے کیا معنی کہ وہ منع کیا گیا ہے کہ جس کے بلا سبب خلاف ورزی میں کراہت تحریمی یقینی ہے کیونکہ اس میں صف ناتمام چھوڑ دی جاتی ہے یا ایک صف کے کئی ٹکڑے ہو جاتے ہیں پس یہ قطع صف ہے اور قطع صف ناجائز و گناہ ہے ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً مینہ برستا ہے یا دھوپ سخت ناقابل برداشت ہے یا مسجد کثرت جماعت سے بھر گئی کہ اب کہیں اور جگہ نہ رہی تو ان ضرورتوں سے در محراب میں کھڑا ہونا مضایقہ نہیں رکھتا ۱۲ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۸ و نمبر ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

# قراءت وامامت وجماعت کابیان

ایک آیت[۵۱] حفظ کرنا فرض ہے ۔۔۔ ہر مسلماں پر کہ اتنا فرض ہے
تین چھوٹی آیتیں قرآن کی ۔۔۔ یا کہ لمبی ایک آیت کوئی سی
ساتھ ان کے سورۂ الحمد کا ۔۔۔ حفظ کرنا سب پہ واجب ہی سدا
حفظ کرنا سارے قرآں کا تمام ۔۔۔ ہی کفایہ فرض سن اے نیکنام
حفظ کرنا اُس کا پھر ہر شخص کو ۔۔۔ بالیقین مسنون ہی اے نیک خو
حفظ کرنے میں کلام اللہ کے ۔۔۔ نفل پڑھنے سے ہیں زائد مرتبے
ہے ثواب[۵۲] اُسکا بہت یوم النشور ۔۔۔ حافظوں کے سر پہ ہوگا تاج نور
بھول جانا اسکا ہے بیحد گناہ ۔۔۔ حشر میں ہوگا وہ اندھا روسیاہ
سب نمازوں میں اک آیت فرض ہے ۔۔۔ نفل و واجب۔ خواہ سنت فرض ہے

۵۱ ایک آیت الخ۔ یعنی قرآن مجید کی ایک بڑی آیت ہر مسلمان کو حفظ کرنا فرض عین ہے تاکہ نماز میں اُس کو پڑھ سکے اور مخصوص ساری سورہ فاتحہ کا حفظ کرنا اور کسی ایک سورۃ یا ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتوں کا علاوہ فاتحہ کے یاد کرنا ہر ایک مسلمان پر واجب ہے تاکہ نماز کامل طریق پر ادا کرسکے اگر کوئی شخص محض امی ہو یا نومسلم اور اس کی زبان کی سختی سے زائد سورتیں اس کو یاد نہ ہوسکیں تو مناسب ہے کہ اُس کو صرف فاتحہ اور سورہ اخلاص یاد کرادی جائیں اور اگر بآسانی ممکن ہو تو اخلاص کے ساتھ ایک اور سورۃ کافرون یا انا اعطینا بھی یاد کرادی جاوے تاکہ نماز فرض کی دونوں رکعتوں میں ان دونوں کو پڑھ سکے۔ ۱۲۔ منہ۔

۵۲ ہے ثواب اس کا الخ۔ یعنی کلام اللہ شریف کے حفظ کرنے کا بہت بڑا اجر ہے ادنے ثواب اس کا یہ ہے کہ حافظوں کے سر پا اور اُن کے والدین کے سر پر تاج کرامت جو کہ نہایت پُر نور و روشن ہوگا زیب سر کیا جائیگا حدیث شریف میں آیا ہے من قرء القرآن وعمل بما فیہ البس والداہ تاجا یوم القیامۃ ضوءہ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بہذا۔ احمد وابوداؤد یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کسی نے پڑھا قرآن یعنی یاد کیا اور عمل کیا اُس پر پہنائے جائیں گے ماں باپ اُس کے تاج قیامت کے دن اور وہ تاج ایسا ہوگا جس کی روشنی زیادہ ہوگی آفتاب کی روشنی سے دنیا کے گھروں میں پس کیا خیال ہے تمہارا اس کی بابت جس نے کہ یاد کیا اور عمل کیا قرآن عظیم پر۔ مطلب حضرت کا اس سے یہ ہے کہ جب حافظ کے والدین کی مقدر عزت و کرامت ہوگی تو خاص حافظ کے ثواب کی نسبت تمہارا کیا گماں ہے کہ اس کا تاج کسقدر روشن ہوگا قیامت میں ۱۲۔ منہ۔

ہی قرارت سب میں فرض ای پاکباز ‏ — بے قرارت کے نہیں ہوتی نماز
پہر ہے واجب اُسکی اندر بیگماں ‏ — فاتحہ پڑہنا اور اک آیت کلاں
فجر میں اور جمعہ و عیدین میں ‏ — دُو عشا۔ مغرب کی پہلی رکعتیں
اور تراویح اور وتروں میں امام ‏ — جہر کرنا تجھکو واجب ہے مدام
گر اکیلا ہو تو جائز ہے تجھے ‏ — خواہ آہستہ پڑہے یا زور سے
جمعہ و عیدین لیکن اے تقی ‏ — بے جماعت کے نہیں ہوتے کبہی
پہر امام و منفرد کو غیر[۵۱] میں ‏ — سب پہ واجب ہی کہ آہستہ پڑہیں
شب کی نفلوں میں اجازت ہی انہیں ‏ — جہر سے وہ خواہ آہستہ پڑہیں
اور ہی واجب سب پہ یہ ترتیب بہی ‏ — تا قرارت کو نہ وہ اُلٹیں کبہی
لوٹ کر[۵۲] پیچھے کے پڑہنے کو مدام ‏ — کہتے ہیں مکروہ تحریمی - امام
بیچ میں[۵۳] پہر ایک آیت چہوڑ کر ‏ — سورتوں چھوٹی میں سورت چہوڑ کر

۵۱ غیر میں الخ۔ غیر سے مراد دیگر نمازیں ظہر و عصر کی کل رکعتیں اور مغرب کی پچھلی ایک رکعت اور عشا کی پچھلی دو رکعتیں ہیں ۱۲۔ منہ

۵۲ لوٹ کر الخ یعنی چونکہ نماز میں قرارت قرآن کو ترتیب سے پڑہنا واجب ہے کہ جو سورت یا آیات پڑہے اُس کے بعد اُس سے بعد کی آیات یا سورۃ پڑہے اُس سے اوپر کی نہ پڑہے کیونکہ اوپر کی سورت یا آیات دوسری رکعت میں پڑہنے کو علما مکروہ تحریمی بتاتے ہیں ۱۲۔ منہ

۵۳ بیچ میں۔ الخ یعنی آیتوں کے بیچ میں سے ایک آیت کو چہوڑ کر تیسری آیت کا نماز میں پڑہنا یا چھوٹی سورتوں میں سے جن کو کہ قصار مفصل کہتے ہیں انمیں سے ایک سورت کو چہوڑ کر تیسری کا پڑہنا یہ بہی فقہا کے نزدیک مکروہ ہے اور نیز الحمد کے سوا اور سورت کا ہر رکعت میں ہر بار مکرر اُسی کو پڑہنا مکروہ تنزیہی ہے مگر بعض کے نزدیک قل ہو اللہ کا مکرر پڑہنا مکروہ نہیں ہے سوائے اخلاص کے اور سورت کے واسطے یہی حکم ہے یہ سب باتیں اشعار میں صاف صاف بیان کر دی گئی ہیں ۱۲۔ منہ

تیسری کے پڑھنے کو اکثر فقیہہ — دوسری رکعت میں لکھتے ہیں کہ یہ

ماسوا الحمد کے اے دیں شعار — ایک ہی سورت کا پڑھنا بار بار

یعنی ہر رکعت میں دُہرانا اُسے — یہ بھی ہے مکروہ تنزیہی سمجھ

ہی قرارت میں تجھے مسنوں یہی — پڑھ ہر اک رکعت میں سورت اور یہی

ہو جو اطمینان اور فرصت تجھے — پس ہی فجر و ظہر یا سنت تجھے

ان میں[۵۱] پڑھنی دو مفصل کی طوال — اور عشا و عصر میں اے باجمال

ان میں دو اوساط۔ مغرب میں قصار — وقت اطمینان نہ کرنا اختصار

پھر جو اطمینان نہ ہو یا ہو سفر — یا کہ آخر وقت آجاوے اگر

جب تو جو جی چاہے وہ پڑھنا وہاں — کوئی سورت یا کوئی آیۃ کلاں

دونوں رکعت میں قرارت ایک سی — ہو سدا یا فجر میں پہلی بڑی

کم نہ ہو پہلی کہ یہ معیوب ہے — گر برابر[۵۲] ہو تو سب سے خوب ہے

۵۱ ان میں پڑھنی الخ۔ مفصل اس حصہ قرآن عظیم کو کہتے ہیں جو سورۂ حجرات سے آخر تک ہے۔ سو اُس میں طوال مفصل سورۂ حجرات سے لیکر سورۂ بروج تک ہیں اور اوساط مفصل سورۂ بروج سے لیکر سورۂ لم یکن تک ہیں اور قصار مفصل سورۂ لم یکن [illegible] لیکر سورہ ناس تک ہیں پس ان سورتوں کو اطمینان کے وقت اس طریق سے پڑھا کرے کہ فجر اور ظہر میں طوال مفصل اکثر پڑھا کرے اور عصر و عشا میں اوساط مفصل پڑھا کرے اور مغرب میں قصار مفصل اکثر پڑھا کرے اور گاہ گاہ اس کے خلاف بھی پڑھے تاکہ اتباع سنت ہاتھ سے نہ جاوے حاصل وہ سورتیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص خاص وقتوں کی نماز میں پڑھنا ثابت ہوئی ہیں ان سورتوں کو انھیں وقتوں کی نماز میں پڑھنا باعث کمال برکت و فضیلت نماز فرض کا ہے مثلاً سورۂ قاف اور سورۂ الشمس کورت کا نماز فجر میں اور سورہ جمعہ و منافقون و سورہ اعلیٰ و غاشیہ کا نماز جمعہ میں اور سورہ اعلیٰ اور والشمس اور والضحی اور واللیل اور والتین نماز عشا میں وغیرہ وغیرہ۔ ۵۲ گر برابر ہو الخ۔ سوائے نماز فجر کے اور نمازوں کی دونوں رکعتوں میں قرارت کا برابر ہونا جملہ فقہا کا مختار مذہب ہے اور اگر کم و بیش ہو تو اوّل رکعت کی قرارت کچھ خفیف زیادہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی ہے اور اُن کے شاگرد امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ فجر میں پہلی رکعت بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی ہونا چاہئے کیا معنی کہ اور نمازوں کی دونوں رکعت کا برابر ہونا مستحب ہے لیکن فجر کی پہلی رکعت کا بڑا ہی ہونا مستحب ہے اور اگر اس قول پر بھی عمل کرے تو ان کے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں ہے اور بڑے ہونے کی یہ حد ہے کہ المضاعف سے ہمیشہ کم رہے ۱۲ منہ

| | |
|---|---|
| ہی جماعت میں تو خود واجب بھئیں[۵۱] | مقتدی وقت قرارت چُپ رہیں |
| اور جو وہ پڑہتا ہو بیرونِ نماز | ایک پر ہی فرض سُننا با نیاز |
| اور جو ہو مجلس قرارت کیلئے | جمع ہیں مردم سماعت کے لئے |
| اُسکا سُننا سب پہ واجب ہی ضرور | اُسکے سُننے سے نہوں زنہار دور |
| آیۃ سجدہ پڑہے جس دم امام | سجدہ ہی فی الفور[۵۲] واجب لاکلام |
| اور پڑہے کوئی جو بیرونِ نماز | جب بھی واجب سجدہ ہی بہر نیاز |
| قاری و سامع برابر اس میں ہیں | دیر کرنیمیں مخیر اس میں ہیں |
| چودہ سجدے ہیں قرآں میں اے عزیز | دیکھ کر قرآن میں کرلے تمیز |
| ہے جماعت فرض کی ای بانصیب | سُنتِ مشہور[۵۳] واجب کے قریب |
| بعض فرض عین کہتے ہیں وہ شی | بعض کہتے ہیں کفایہ فرض ہی |
| بعض واجب جانتے ہیں ای تقی | ہی یہی قول اصح مفتی (بہ) |

۵۱ ہے جماعت میں الخ۔ ان سب اشعار کا یہ مطلب ہے کہ جماعت میں تو قرات امام کے وقت تمام مقتدیوں پر چپ رہنا خود ہی واجب ہے اگرچہ قرارت خفی ہو اور خطبہ کا حکم بھی مثل نماز کے ہے اس کے علاوہ اگر کوئی شخص قرآن پڑہتا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں اگر کوئی مجلس جمع ہے اور اس میں قاری پڑہے تو سب پر سُننا واجب ہے جس طرح خطبہ میں۔ اور اگر کوئی شخص بطور خود پڑہ رہا ہے تو اس کا سُننا فرض کفایہ ہے ایک شخص بھی سُنے گا تو سب سے الزام جاتا رہے گا ورنہ سب گنہگار رہیں گے اگر ان کو سُننے کا موقعہ ہے اور اگر لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہیں سُننے کی فرصت نہیں رکہتے ایسی جگہ کسی نے باآواز قرآن مجید پڑہا تو یہ خود گنہگار ہوگا۔ ۱۲۔منہ ۵۲ فی الفور۔ الخ۔ یعنے نماز میں جو کوئی سجدہ کی آیت پڑہے تو اسی وقت فوراً سجدہ کرے اگر نماز باجماعت ہو تو امام کے ساتہ مقتدی بھی سجدے میں جائیں کیونکہ اول تو امام کی پیروی مقتدیوں پر واجب ہے دوسرے سجدے کی آیت سُن کر سجدہ کرنا ہر ایک پر واجب ہے خواہ نماز میں ہو خواہ بیرونِ نماز پس نماز کے اندر ہو تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے اور بیرون نماز اولیٰ یہ ہے کہ اسی وقت کرے اگر باوضو نہ ہو تو دوسرے وقت بھی اس کا کرنا کفایت کرتا ہے اور واجب ادا ہو جاتا ہے ۱۲۔منہ ۵۳ سنت مشہور الخ۔ یعنی پانچوں وقت کی فرض نماز کے واسطے جماعت کا ہونا سنت مؤکدہ ہے امام ابو حنیفہ اور صاحبین رضی اللہ عنہم کے نزدیک۔ اور امام احمد حنبل کے نزدیک فرض ہے ہر مسلمان پر۔ اور امام شافعی کے نزدیک فرض کفایہ ہے اگر کچھ لوگ پڑہ لیں گے تو اس محلہ کے دیگر مسلمانوں کے اوپر سے فرض نہ رہے گی نہ سب لوگ ترک فرض کے گنہگار ہوں گے اور بعض فقہاء حنفیہ کے نزدیک وہ واجب ہے اور یہی قول اوسط ہے اور قریب قریب ساتہ مذہب کے اور ارشاد امام کا بھی یہی مطلب ہے ۱۲۔منہ

چھٹ جماعت سے کبھی ہرگز نہ تو ۔۔۔ بھیڑیا کھاتا ہے تنہا بھیڑ کو[۵۱]

تیرے[۵۲] سبب ترک جماعت جو کریں ۔۔۔ مبتلا ہیں وہ وعیدِ سخت میں

جو کہ پڑہتا ہے الگ اپنی نماز ۔۔۔ اُسکی ہوتی ہے فقط اِک ہی نماز

اور جماعت سے پڑہی جوئے جناب ۔۔۔ اُسکو ستائیس درجے ہے ثواب

جمعہ مسجد[۵۳] میں اگر کوئی پڑہے ۔۔۔ اجر اُس کو پانسو کا واں سے ملے

جو پڑہاتا ہے جماعت کی نماز ۔۔۔ اُسکو کہتے ہیں امام ۔اے پاکباز

شرع[۵۴] میں پھر دو طرح کے ہیں امام ۔۔۔ اک بڑا اور ایک چھوٹا اے ہمام

وہ بڑا ہی جو شہِ اسلام ہے ۔۔۔ نظم و نسق ملک جس کا کام ہے

ہیں شرائط فقہ میں اُسکے لکھے ۔۔۔ جس کو خواہش ہو کتابیں دیکھ لے

بعد اُسکے پھر ہے وہ چھوٹا امام ۔۔۔ جو پڑہاتا ہے جماعت ای ہمام

اِس[۵۵] امامت کو وہ بہتر ہے سُنو ۔۔۔ جانتا ہو جو کہ خوب احکام کو

---

[۵۱] بھیڑیا کھاتا ہے ۔الخ ۔حدیث صحیح میں وارد ہے کہ علیکم بالجماعۃ فانما یاکل الذئب القاصیۃ یعنی پس لازم پکڑو تو جماعت کو کیونکہ بھیڑیا اکیلی بھیڑ کو جو کہ ریوڑ سے علیحدہ ہوجاتی ہے کھاجاتا ہے یہاں شیطان بمنزلہ بھیڑیے کے ہے اور تنہا نماز پڑہنے والا بمنزلہ اُس بھیڑ یا بکری کے ہے جو کہ ریوڑ جماعت مویشی سے علیحدہ رہجاتی ہے ۔پس ایسے موقع پر شیطان کو تنہا نماز پڑہنے والے کی نماز کا خراب کردینا اور شبہات میں ڈال دینا بہت آسان ہوتا ہے ۔منہ ۱۲۔

[۵۲] یعنی جو لوگ کہ بلا عذر شرعی جماعت میں شریک ہوکر نماز نہیں پڑہتے اُن کے حق میں حدیث میں سخت وعیدیں وارد ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ اگر تارک جماعت کے گھر میں بال بچے نہوتے تو میں اُن کے گھر میں آگ لگا دیتا ۔۱۲ ۔منہ

[۵۳] جمعہ مسجد الخ ۔جمعہ مسجد یا جامع مسجد اُس کو کہتے ہیں کہ جہاں جمعہ کی نماز ہمیشہ ہوا کرتی ہو اُس مسجد میں جو کوئی نماز باجماعت پڑہیگا اُس کو پانسو نمازوں کا ثواب ملے گا یا معنی کہ اگر کوئی جامع مسجد سے علیحدہ نماز باجماعت پڑہے تو اُس کو ستائیس نمازوں کا ثواب ہو اور اگر جامع مسجد میں جاکر پڑہے تو پانسو نمازوں کا ثواب پائے اور اگر مسجد نبوی میں جاکر پڑہے تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب پائے اور اگر خانہ کعبہ کی مسجد میں پڑہے تو ایک لاکھ نماز کا ثواب پائے سبحان اللہ واللہ یضاعف لمن یشاء ۔واں جو مصرعہ ثانی میں وارد ہے وہ مخفف وہاں کا ہے جو کہ خاص محاورے میں داخل ہے اور جس کو سودا نے بھی باندہا ہے بیت ؎

واں لا کے مارئیے مجھے گردن نہ دیجئیے
پانی کے قطرہ کا بھی نہو شے اثر کہیں ۱۲ منہ

[۵۴] یعنی شریعت میں دو قسم کے امام ہوتے ہیں ایک تو وہ جو خلیفۂ وقت ہو اور جس کو حدود شرعی کے قائم کرنے کے کامل اختیارات حاصل ہوں اور اُس کے پورے شرائط کتب فقیہ میں مذکور ہیں وہ بڑا امام ہے اور دوسرا امام وہ ہوتا ہے کہ جو نماز جماعت کی پڑہاتا ہے پس اس نماز کی امامت کے واسطے بہتر کون شخص ہے اُس کی تفصیل آیندہ اشعار میں بخوبی بیان کی گئی ہے ۱۲ ۔منہ

[۵۵] اس امامت کو الخ ۔یعنی جو شخص عالم ہو اور احکام نماز و مسائل نماز خوب جانتا ہو وہ امامت نماز کے واسطے سب سے بہتر ہے اور جو شخص عالم تو ہو مگر اُسے احکام نماز یعنی فرائض و واجبات و سنن نماز یاد نہوں پس اُس سے وہ شخص امامت کے واسطے بہتر ہے جو احکام نماز کو خوب یاد رکہتا ہو اور قرأت صحیح و صاف پڑہتا ہو اگرچہ عالم نہ ہو اور حیف ہے اُن عالموں پر جو عالم تو کہلاتے ہیں مگر احکام نماز سے واقف نہیں ہیں اور عند الضرورت کتاب کے محتاج رہتے ہیں نماز کے احکامات کا علم سینہ میں رہنا چاہیئے نہ کہ سفینہ میں اگر جزئیات یاد نہوں تو نہ ہوں مگر کلیات کا ازبر ہونا بہت ضروری و لازمی بات ہے منہ ۱۲۔

پھر جو ہوں دو شخص ایسے ایک جا — جو امام اُنمیں جو قاری[۵۱] ہو سوا
اور جو ایسے بھی ہوں دو اک دیں شعار — ہو مقدم اُن میں بس پرہیزگار
اور جو ہوں ایسے بھی دو لے نیکنام — جو بڑا ہو عمر میں وہ ہو امام
پھر جو[۵۲] ایسے بھی ہم سن ہوں کہیں — ہو امام اُنمیں سے خوش خلق و حسین
پھر شریف خانداں جو سب میں ہو — پھر مقدم کر تو خوش آواز کو
پھر وہ بی بی[۵۳] جسکی ہو صاحب جمال — پھر وہ جس کے پاس ہو مال حلال
پھر ہو[۵۴] وہ کپڑا ہو عمدہ جسکے پاس — فاخر و مشروع ہو اُس کا لباس
پھر وہ جس کا سر بڑا ہو لے ندیم — پھر مسافر پر مقدم ہے مقیم
قرعہ ڈالیں پھر جو ایسے بھی ملیں — یا کہ سب[۵۵] مل کر پسند اُنکو کریں
عاقل و بالغ[۵۶] ولیکن ہو امام — ہاں صبی کافی ہو صبیاں کو امام
جاہل - اندھا - یا حرامی - یا غلام — بدعتی - ہو یا کہ فاسق ہو - امام

۵۱ اُن میں جو قاری الخ - یعنی اگر کسی جگہ دو شخص یا چند اشخاص ایسے موجود ہوں جو احکام نماز کو خوب جانتے ہوں تو اُن میں جو شخص سب سے زیادہ قاری ہو وہ امام بنایا جائے اور قاری اُس کو کہتے ہیں جو خوب تجوید اور صحت کے ساتھ قرآن مجید پڑھتا ہو اور حروف کو اُن کے مخارج و صفات کی مراعات سے خوب ادا کرتا ہو اور ادنیٰ درجہ قرات کا یہ ہے کہ جملہ حروف صاف صاف قاری کی زبان سے نکلتے ہوں ٹوٹے ہوئے ادھ کٹ حروف نہ نکلتے ہوں اور جسکی زبان سے ٹوٹے ہوئے ادھ کٹ حروف نکلتے ہوں یا کہ شین (ش) کی جگہ (س) یا حاے حطی کی جگہ ہائے ہوز یا قاف کی جگہ کاف نکلتا ہو تو وہ شخص اَن پڑھ اور جاہل ہے اُس کے پیچھے قاری کی نماز درست نہیں ہے اور خود اس کی بھی اپنی نماز نہ ہوگی اگر وہ شخص اُسکے سیکھنے میں انتہا درجہ کا جہد بلیغ نہ کرے گا ہاں اگر اس کی زبان خلقتہً ایسی ہو کہ بعد کوشش تام بھی قدرت نہ پائے اور زبان صاف نہ ہو تو ایسی مجبوری میں اس کی اپنی نماز ہو جائے گی مگر امامت اس کی جائز نہ ہوگی سوا اُس شخص کی اقتدا کے جس کی غلطی اسی کی غلطی کے مثل ہے مثلاً ایک سے ط ادا نہیں ہو سکتی لیکن وہ ح ٹھیک ادا کر سکتا ہے تو ان میں بھی ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا ۱۲ منہ ۵۲ پھر جو ایسے بھی الخ - یعنی اگر ایسے بھی دو یا چند کس موجود ہوں تو ان میں سے وہ امام بنایا جائے جو زیادہ خوش خلق ہو اور اُس کے بعد پھر وہ امام بنایا جائے جو زیادہ خوبصورت ہو حسن سے آگے جو واو ہے وہ اگرچہ عاطفہ ہے لیکن یہاں بعد کے معنی رکھتا ہے ۱۲ ۵۳ پھر وہ بی بی الخ - یہ اس وجہ سے ہے کہ جس کی بی بی بہت خوبصورت ہوگی اس کی نیت ثابت ہوگی و نیز وہ ان ڈول ہوگی اور یہ بھی ایک صفت ہے تقویٰ کی اور یہ بات ان اہل قرابت کیلئے ہے جن کو ایک دوسرے کی بی بی کا حال معلوم ہو ۱۲ منہ ۵۴ پھر ہے وہ - الخ یعنی لباس نفیس و پاکیزہ تو ہو مگر مشروع ہو کیا معنی کہ جسکا پہننا شرعاً جائز ہو ریشمی یا زری کا نہو کہ وہ مردوں کیواسطے حرام ہے اور حرام لباس سے نماز پڑھنا سخت ناجائز ہے اور وہ نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے جسکا اعادہ دیگر کپڑوں سے جو مشروع ہوں واجب ہے ۱۲ منہ ۵۵ اصل یہی ہے کہ بعد عالم و قاری و متقی کے جس شخص پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جاوے امام بنایا جائے اور اگر اجماع نہ ہو سکے اور اختلاف باقی رہے تو قرعہ ڈال کر قطع نزاع کر لیں - ۱۲ - منہ ۵۶ عاقل و بالغ الخ یعنی جو صفات کہ امام ہونے کے اوپر بیان کئے گئے اُن صفات کے ساتھ جو امام کہ متصف ہو اس کا عاقل و بالغ ہونا بھی شرط ہے اگر امام مجنون ہوگا تو اُس کے پیچھے نماز کسی کی نہ ہوگی یا اگر وہ نابالغ ہوگا تو اُس کے پیچھے بالغوں کی نماز نہ ہوگی نابالغوں کی البتہ ہو جائیگی - ۱۲ - منہ

پس نماز ان سب کے پیچھے بالیقیں — ہوتی ہے[۵۱] مکروہ سن لے پاک دیں

مرد کی ہو گر کوئی عورت امام — یا کہ خنثیٰ یا کہ لڑکا اے ہمام

یا کہ قاری پیچھے اُمی کے پڑھے — یا کہ ساتر ننگے کے پیچھے پڑھے

نفل و سنت والے کی لے با خدا — فرض و واجب میں کرے یا اقتدا

فرض و واجب نہوں دونوں کا ایک — مقتدی کے اور ہوں ای مرد نیک

[۵۲]پس نماز اس کی نہ ہوگی زینہار — پھر پڑھے وہ مقتدی خام کار

پڑھ رہا ہو جو تیمم سے نماز — باوضو کی اُسکے پیچھے ہے جواز

پیچھے قاعد کے اگر قائم پڑھے — اقتدا کُبڑے کی یا سیدھا کرے

یا کہ لنگڑے کی پڑھے پیچھے نماز — بے تکلف سب کی جائز[۵۳] ہے نماز

صف کھڑی ہوں اسطرح پر ای امام — آگے تو اور مرد پیچھے ہوں تمام

پھر ہوں لڑکے پھر ہوں خنثی بحیطا — اُن کے پیچھے عورتیں با صد حیا

۵۱ ہوتی ہے الخ یعنی جاہل اور نابینا اور ولد الزنا اور غلام شرعی اور بدعتی اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے کیا معنی کہ ان سب لوگوں کے پیچھے نماز باجماعت جائز تو ہے لیکن با وجود جواز بھی مکروہ ہے ہاں ان میں سے بعض لوگوں کے پیچھے مکروہ تنزیہی ہے اور بعض کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور اسکی تفصیل فقہ کی بڑی کتابوں میں دیکھنا چاہئے البتہ اہل جماعت کو مناسب یہ ہے کہ جب تک ان کو امام اچھا اور نیک بخت اور متصف بصفات حمیدہ میسر آسکے اُس وقت تک اِن چھیوں میں سے کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور بدعتی اُس کو کہتے ہیں کہ جو بدعت سیئہ کا مرتکب ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں عملی اور اعتقادی۔ عملی جس طرح قبروں پر ... یا اہل قبور سے بذاتہ منتیں مانگنا (اور اس کا ... بیان زیارت قبور کے بیان میں آئیگا) یا مرد ہو کر زنانہ لباس پہنتا یا جوڑا باندھنا یا عورت ہو کر مردانہ لباس پہننا یا دین میں کوئی نئی بات ایسی پیدا کرنا جس سے دین میں نقصان آتا ہو وغیرہ وغیرہ اور بدعت اعتقادی وہ ہے کہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہو چکا ہے اُس کے خلاف عقیدہ رکھنا جیسے خوارج و جبریہ و قدریہ وغیرہم فرقے والے اور یہ بدعت سب میں بدتر ہے جس کی بابت ارشاد ہے کہ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار یعنی ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے اور جو اُسکا مرتکب ہے وہ ناری ہے ۱۲ منہ

۵۲ پس نماز اس کی الخ۔ یعنی وہ شخص جس نے کہ مرد ہو کر عورت یا لڑکے یا خنثیٰ کے پیچھے نماز ادا کی یا قاری ہو کر جاہل غلط پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی یا کپڑے پہنے والے نے ستر کھلے ہوئے کے پیچھے یا فرض واجب پڑھنے والے نے نفل یا سنت پڑھنے والے کے پیچھے یا کہ ایک وقت کے فرض پڑھنے والے نے دوسرے وقت کے فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی مثلاً ظہر کی نماز پڑھنے والے نے عصر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھی تو ان سب مقتدیوں میں سے کسی مقتدی کی نماز نہ ہوگی ایسے مقتدی کو لازم ہے کہ از سر نو اپنی نماز پڑھے ۱۲ منہ

۵۳ جائز ہے نماز الخ۔ یعنی جو شخص کہ کسی عذر شرعی سے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اُس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے یا کمر ٹوٹے کے پیچھے سیدھے آدمی کی نماز یا لنگڑے کے پیچھے ثابت پاؤں والے کی نماز بے تکلف جائز و درست ہے ۱۲ منہ

مقتدی اک ہو جو عورت کے سوا — دہنی جانب ہٹ کے کچھ وہ ہو کھڑا
ہو[٥١] نماز اس کی اگر فاسد کبھی — مقتدی بھی پھر پڑھیں اپنی نئی
جب امام[٥٢] آغاز قرآں کا کرے — مقتدی چپکا کھڑا سنتا رہے
تجھ کو واجب ہے ہمیشہ اے امام — پیچھے والوں کی رعایت لاکلام
کم قرارت[٥٣] پڑھ سدا اے مقتدا — تا نہ ہوں یہ مقتدی تجھ سے خفا
قدر سنت سے نہ زائد پڑھ کبھی — تا نہ ہو وجہ بار مقتدی
کیونکہ تیرے پیچھے اکثر ای شریف — ہے کوئی بیمار اور کوئی ضعیف
مقتدی پیچھے سے جب آکر ملے — کوئی رکعت اسکی گر جاتی رہے
بعد کو وہ اپنی پھر کر لے تمام — پڑھ[٥٤] کے سب ترتیب سے پھیرے سلام
مقتدی کو اتباع پیش امام — ہے انہیں احکام کا تابع مدام
جو کہ حکم اس فعل کا ہے اے فقیہہ — فرض و واجب مستحب سنت کریہہ

٥١ نماز اس کی الخ - یعنی امام کی نماز اگر کسی وجہ سے کبھی فاسد ہو جائے تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی پس امام اور مقتدیوں کو سب کو دوبارہ پھر نماز پڑھنا چاہئے خواہ وہ امام اور مقتدی پھر ساتھ ساتھ پڑھیں خواہ وہ دونوں علیحدہ علیحدہ ادا کریں جیسا کہ موقعہ ہو ولیا کریں ۱۲ منہ

٥٢ جب امام آغاز قرآن الخ - یعنی امام جس وقت قرارت شروع کرے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ چپ ہو کر اس کو سنیں حدیث صحیح میں وارد ہے واذا قرا فانصتوا یعنی حضرت نے فرمایا کہ جب امام قرارت شروع کرے تو تم چپ رہو ۱۲ منہ

٥٣ کم قرارت - الخ یعنی اے امام تو ہمیشہ قرارت سے کم پڑھا کریا کیا معنی کہ قدر سنت سے زائد ہرگز نہ کرنا تاکہ وہ مقتدی پر بار خاطر نہ ہو اور پھر اس وجہ سے مقتدی تجھ سے ناخوش و ناراض ہوں کیونکہ جماعت میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں بوڑھے اور بیمار اور کمزور پس مقتدیوں کی رعایت امام پر واجب ہے تاکہ ناحق کسی کو تکلیف نہ ہو اور اگر کوئی موقعہ ایسا ہو کہ جہاں پر سب مقتدی جوان و قوی و صحیح ہوں اور نیز وہ سب قرارت طویل کے شایق ہوں تو وہاں قرارت کا بڑھا دینا مستحسن ہے ۱۲ منہ

٥٤ پڑھ کے سب ترتیب سے الخ یعنی جبکہ امام ایک رکعت یا دو رکعت پڑھ چکے اس کے بعد کوئی مقتدی آکر شریک ہو تو اس کو چاہئے کہ بعد سلام پھیرنے امام کے جو رکعتیں اس کی فوت ہو چکی ہیں انکو باقاعدہ ترتیب سے پڑھ کر اپنا سلام علیحدہ پھیر کر نماز پوری کرے ترتیب سے یہ مراد ہے کہ مثلاً اگر ظہر میں یا عصر و عشا میں ایک رکعت یا دو رکعتیں فوت ہوئیں ہیں تو بعد سلام امام کے وہ کھڑے ہو کر اس ایک رکعت یا دو رکعتوں کو معہ فاتحہ یعنی الحمد اور دوسری سورت کے ملا کر ادا کرے یا کہ اگر تین رکعتیں فوت ہوئیں ہیں تو اول دونوں میں فاتحہ و سورۃ پڑھے اور تیسری میں فقط فاتحہ پڑھے اسی طرح اگر چاروں فوت ہوئی ہیں تو حسب دستور اول دونوں میں فاتحہ اور سورۃ اور آخر دو رکعتوں میں محض فاتحہ پڑھے اگر تین رکعتیں سوائے مغرب کے فوت ہوئی ہوں تو اول رکعت بھری پڑھ کر قعدہ اولے کرے پھر اس سے اٹھ کر دوسری رکعت بھری پڑھے اور پھر تیسری میں صرف الحمد پر اکتفا کرے ۱۲ منہ

یعنی رکنوں میں ہے فرض اے پاکدین ۔ اور واجب میں ہے واجب بالیقین
پس رکوع و سجدہ یا قعدہ قیام ۔ یا کہ تحریمہ کرے قبل از امام
پھر اُسے ہمراہ فعل قدوہ کے ۔ یا کہ بعد اُسکے اعادہ کر نہ لے
فاسد اسکی ہوگی بس فوراً نماز ۔ پھر نشہ ہے ہیجوہ جلد باز

## قضا نمازوں کا بیان

گر نماز فرض ہو جائے قضا ۔ اُس قضا کا فرض ہے کرنا ادا
جان لے کہتے ہیں سب اسکو قضا ۔ وقت جب جاتا ہے صلات کا
پس قضائے فرض ہے فرض اے امین ۔ بے پڑھے یہ عفو ہو سکتی نہیں
گر قضائیں پانچ تک ہوں فرض میں ۔ فرض ہے ترتیب سے پڑھنا انہیں
وتر میں بھی فرض ہے ترتیب ہاں ۔ صاحب ترتیب کو اے مہرباں

۵۱ تا کہ تحریمہ الخ یعنی اگر مقتدی ارکان میں سے کوئی رکن امام سے پہلے ادا کریگا تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی مثلاً تکبیر تحریمہ امام سے پہلے مقتدی کرے تو اس کی نماز شروع ہی سے قائم نہ ہوگی اور وہ نماز کی باطل ٹھہرے گی پس اس کو لازم ہے کہ وہ امام کے تحریمہ کے ساتھ یا امام کے تحریمہ کے بعد از سر نو پھر تحریمہ کرے تاکہ قتدا کی صفت اس میں پیدا ہو اسی طرح اگر رکوع یا سجدہ میں وہ امام سے پیشتر چلا جائیگا تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی - اور اس نماز کا اعادہ اس پر فرض ہوگا - اگر کوئی مقتدی اتفاقیہ امام سے پہلے رکوع میں یا سجدہ میں چلا جائے تو اس کو چاہئے کہ فوراً اس رکوع یا سجدے سے سر اٹھالے اور پھر امام کے ساتھ یا اس کے بعد رکوع یا سجدہ مکرر کرے تو نماز ہو جائیگی اور یہ رکوع و سجدہ مکرر شمار نہیں ہوگا اور اگر وہ ایسا نہ کریگا اور امام کے رکوع یا سجدے میں جانے سے پہلے سر اٹھالے گا اور پھر وہ امام کے ساتھ یا بعد کو اس کا اعادہ نہ کریگا تو نماز اس مقتدی کی فاسد ہو جائے گی اور اس صورت میں اس جلد باز مقتدی کو اس نماز کو لوٹانا فرض ہوگا اور امام کی متابعت فرضوں میں فرض ہے اور واجب میں واجب اور سنت میں سنت اور مستحب میں مستحب ہے اور اگر امام نماز میں کوئی فعل مکروہ کرے تو مقتدی کو چاہئے کہ اس میں اسکی متابعت نہ کرے اگر اس میں اس کی متابعت کرے گا تو وہ بھی مکروہ ہوگا کیونکہ امام کا جیسا فعل ہے ویسے ہی اس میں متابعت کا حکم ہے

۵۲ گر نماز فرض - الخ یعنی اگر عاقل بالغ مسلمان کی نماز کسی وجہ شرعی یا غیر شرعی سے قضا ہو جائے تو اس کو بعد از وقت بھی بہ نیت قضا ادا کرنا فرض ہے اور قضا نماز کے وقت فوت ہو جانے کو کہتے ہیں پس فائتہ کا اعادہ فرض ہے اور نماز فرض بغیر ادا کئے کسی طرح معاف نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

۵۳ گر قضائیں پانچ - الخ - یعنی اگر کسی نمازی کی ابتدائے بلوغ سے ایکر موجودہ زمانہ تک صرف پانچ وقت کی نماز فرض فوت ہو گئیں ہوں تو اُن سب نمازوں کو یکے بادیگرے ترتیب سے پڑھنا فرض ہے مثلاً ایک دن کی پانچوں قضا نمازوں میں اوّل فجر اور پھر ظہر اور پھر عصر اور پھر مغرب اور پھر عشاء اور عشاء کی نماز اور عشاء کے بعد وتر پڑھنا چاہئے یہ نہ کرے کہ فجر کی نماز کے بعد ظہر کو چھوڑ کر عصر پڑھنے لگے یا ظہر و عصر کو چھوڑ کر مغرب یا عشاء کی قضا پڑھنے لگے - اگر ایسا کریگا تو نماز اس کی نہ ہوگی جس نمازی کے ذمے پانچ فرضی نمازیں یا اس سے کم قضا ہوں تو انکو صاحب ترتیب کہتے ہیں - پس ایسے نمازی کو ان قضا نمازوں کا یکے بادیگرے ترتیب کے ساتھ پڑھنا فرض ہے جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے اور جس نمازی کی فرض نمازیں پانچ سے زاید یعنی چھ یا سات یا اور زیادہ قضا ہو گئیں ہوں تو اس کو صاحب ترتیب نہیں کہتے اور وہ بے ترتیب کہا جائے گا پس ایسا شخص جو نماز پہلے قضا کرے گا وہی جائز ہوگی اس کے ذمے سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

۵۱ یعنی اول الخ یہ شعر اوپر کے شعر کی تفسیر و تشریح کرتا ہے یعنی جو نمازی کہ صاحب ترتیب ہو اس کی اگر ایک یا دو تین چار یا پانچ فرضی نمازیں فوت ہو جائیں تو اس کو چاہیے کہ پیشتر سب قضا نمازیں پڑھ لے اس کے بعد وقتی نماز ادا کرے اگر ان نمازوں کو پہلے نہ پڑھے گا اور وقت کی نماز ادا کرنے لگے گا تو یہ وقت کی نماز ادا نہ ہوگی جیسا کہ اگلے شعر میں مذکور ہے اور جس طرح کہ اوپر کے حاشیہ میں بھی بیان کر دیا ہے ۱۲ منہ

| | |
|---|---|
| صاحب ترتیب وہ ہے باخدا | چھ نمازوں سے ہوں کم جس کی قضا |
| پہلے پڑھ لے وہ قضا اپنی نماز | جب ادا وقتی کرے وہ پاکباز |
| یعنی اول[۵۱] وہ قضا کو پھیر لے | بعد اسکے وہ ادا وقتی کرے |
| گر قضا سے پہلے وہ وقتی پڑھے | پس نماز وقتیہ فاسد رہے |
| پھر اسے[۵۲] وقتی کا پڑھنا ہے ضرور | جب قضا کو پڑھ چکے وہ ذی شعور |
| بھولنا[۵۳] یا تنگ ہونا وقت کا | پانچ فرضوں سے ہوں یا زائد قضا |
| تینوں سے ساقط ہی ترتیب ہوئی | ایسی صورت میں ہی جائز وقتی |
| سب قضائیں جب وہ کر لیگا ادا | صاحب ترتیب پھر ہو جائے گا |

## بیمار کی نماز کا بیان

| | |
|---|---|
| ہو کھڑی ہونے سے عاجز جو بشر | فرض و واجب بھی پڑھے وہ بیٹھ کر |

۵۲ یعنی اگر صاحب ترتیب قضا نمازوں کو چھوڑ کر وقت کی نماز ادا کرے گا اور اس وقت کی نماز پڑھ لینے کے بعد قضا نمازیں پھیرے گا تو اس کو لازم ہے کہ وہ وقت کی نماز اب پھر ادا کرے۔ کیونکہ وہ نماز جو اس نے قضا نمازوں سے پیشتر پڑھ لی تھی وہ نہیں ہوئی لہٰذا اب اس کا قضا کو بعد مکرر ادا کرنا ضرور ہوا یہ ہے تفسیر اس شعر کی ۱۲

۵۳ یہ بیان ہے ترتیب کے ساقط ہونے کا یعنی فرض نمازوں کا یکے بعد دیگرے سلسلہ وار ادا کرنا کس صورت میں فرض نہیں رہتا ان میں اول شکل جانا ہے کہ اگر نمازی کو قضا نماز یاد نہیں رہی اور بھول کر اس نے وقت کی نماز پڑھ لی اور سلام تک قضا نماز یاد نہ آئی تو اس حالت میں یہ وقتیہ جائز ہو جائے گی اور اگر سلام سے پہلے قضا یاد آ جائے گی اور وقت میں وسعت ہوگی تو پھر یہ وقتیہ فاسد ہو جائے گی اس پر لازم ہے کہ ایک سے پانچ تک فوت شدہ نمازیں جس قدر ہوں ان کو پہلے پڑھ کر ان کے بعد وقتیہ پڑھے دوم وقت کے تنگ ہو جانے سے بھی وقت کی نماز درست ہوتی ہے۔ سوم پانچ نمازوں سے زائد نمازوں کا قضا ہو جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے۔ ۱۲ منہ

# مسافر کی نماز کا بیان

جس مسلماں کا ہو قصد اے نیکذات ۔ قطع رہ کا تین دن یا تین رات

تین منزل جو کوئی جائے کہیں ۔ قصر[51] واجب اسکو ہی پس بالیقیں

ہو ہر ایک منزل وہ بارہ کوس کی ۔ ریل میں ہو یا کہ پیدل ہو کوئی

پس وہ قصر[52] اپنی نمازوں میں کرے ۔ چار رکعت کی جگہ پر دو پڑھے

صبح اور[53] مغرب میں کرنا قصر کا ۔ اس کو نا جائز ہے اور ہی ناروا

سنتوں اور وتر میں بھی منع ہے ۔ قصر انمیں بھی نہیں اے نیک پے

سنتوں کا ہے سفر میں اختیار ۔ خواہ چھوڑ اور خواہ پڑھ ای شہسوار

لیک[54] پڑھنا ان کا افضل ہی ضرور ۔ وقت اطمیناں نہ کرنا تو قصور

پڑھ سفر میں سنتیں وقت قرار ۔ چھوڑ سکتا ہی انھیں وقت فرار

---

[51] ریل میں ہو الخ یعنی سفر کرنے والا خواہ ریل میں سفر کرے خواہ پیدل چلے مگر یہ ضرور ہے کہ وہ تین منزل یعنی ۳۶ کوس یا ۴۸ میل تک سفر کرنیکا ارادہ رکھتا ہو۔ ریل کے سفر میں جملہ سواریوں کا سفر داخل ہے۔ اونٹ گھوڑا گاڑی۔ موٹر۔ بائیسکل وغیرہ کچھ ہو غرض کہ جو کوئی ۳۶ کوس کے چلنے کا کسی سواری میں ارادہ کرے یا پیدل چلے پس وہی شرعی مسافر کہلائیگا اور اس پر نماز فرض کا قصر کرنا واجب ہو جائے گا۔ شریعت میں ایک منزل بارہ کوس کی ہوتی ہے اور تین منزل کے جانے والے کو مسافر بولتے ہیں پس تین منزل کا چلنے والا خواہ تین دن میں وہ منزلیں پوری کرے خواہ یلغار کرکے ایک دن میں طے کر لے یا ریل وغیرہ میں دو ڈیڑھ گھنٹے میں پہنچ جائے اور اس سفر میں خواہ تکلیف ہو یا نہ ہو قصر ہر طرح پر واجب ہے اور اس کے نہ کرنے سے گنہگار ہوگا اگرچہ نماز ہو جائے گی اور اس کا اعادہ واجب ہوگا یہ مقدار مسافت سفر کے لئے جو ہم نے بتائی میدان کے سفر کے لئے ہے دریا کا اور پہاڑ کا مرتا ہیں تابع نہیں ہے ان سفروں میں وہاں کی منزلیں معتبر ہیں وہاں جو جگہ تین منزل ہو اس کے قصد پر مسافر کہا جائے گا ۱۲۔ منہ

[52] یعنی وہ مسافر ظہر و عصر و عشا میں دو دو رکعت پڑھے ۱۲۔ منہ۔

[53] نماز صبح و مغرب کو قصر نہ کرے بدستور ادا کرے۔ ۱۲۔ منہ

[54] لیک پڑھنا ان کا الخ۔ یعنی سنن مؤکدہ کا سفر میں پڑھنا بہ نسبت نہ پڑھنے کے اچھا ہے کیا معنی کہ اگر سفر میں کسی مقام پر باطمینان ٹھہرا ہوا ہو تو وہاں سنتوں کو ضرور پڑھے اور اطمینان کے وقت ان کے پڑھنے میں کمی نہ کرے اور اگر سفر میں چل رہا ہو اور منزل پر ہو یا چلنے کا وقت قریب ہو اور یہ خیال ہو کہ سنتیں پڑھے گا تو قافلہ چلا جائیگا یا ریل چھوٹ جائیگی تو نہ پڑھے اس موقع پر صرف فرض و واجب پر اکتفا کرے ۱۲۔ منہ

جب ۵۱ مسافر شہر میں یا گاؤں میں | پندرہ دن رہنے کی نیت کریں
یا سفر سے لوٹ کر آئیں وطن | پس پڑھیں پوری نمازیں جملہ تن
یا امامت اُن کی کرتا ہو مقیم | جب بھی وہ پوری پڑھیں اے ندیم
ہو ۵۲ مسافر گر مقیموں کا امام | وہ پڑھے دو۔ یہ کریں پوری تمام
روز ۵۳ قصد چل چلاؤ جو رکھے | گر برسوں ٹھہرے پڑھے دو ہی پڑھے

## نماز جمعہ کا بیان

روز ۵۴ جمعہ سید الایام ہے | مومنوں پہ حق کا یہ انعام ہے
ہے وہ افضل اور اشرف لا کلام | عید فطر اور عید قرباں سے مدام
ایک نیکی جو کرے اسمیں جناب | پائے ستر نیکیوں کا وہ ثواب
ایک ساعت اسمیں ہے ایسی شمول | جس میں ہوتی ہے دعا فوراً قبول

۵۱ جب مسافر شہر میں الخ۔ یعنی مسافر لوگ جبکہ کسی مقام پر پہنچکر پندرہ دن تک قیام کرنے کی نیت کریں یا وہ کسی مقیم کے پیچھے نماز جماعت ادا کریں یا وہ لوگ اپنے سفر سے لوٹ کر اپنے گھر آجائیں تو ان تینوں صورتوں میں پھر وہ مسافر نہ رہیں گے اور ان پر مقیم کے احکام جاری ہوں گے یعنی کہ پوری نمازیں پڑھیں گے اور قصر ترک کرنا پڑے گا اگر حالت اقامت میں کوئی شخص نماز قصر کریگا تو گنہگار ہوگا اور نماز ہرگز نہیں ہوگی اقامت میں پوری نمازیں پڑھنا فرض ہیں اور قصر کرنا حرام۔ سفر میں قصر کرنا واجب ہے اور پوری پڑھنا گناہ ہے اگرچہ نماز ہو جائیگی ۱۲ منہ ۵۲ ہو مسافر الخ۔ یعنی اگر مسافر آدمی مقیم و شہری لوگوں کا امام بنے تو یہ امام دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے اور بعد سلام کے کہے کہ اتموا صلوٰتکم فانا قوم سفر اور مسافر مقتدی بھی اس کے ساتھ سلام پھیریں اور جو لوگ کہ مقیم و شہری ہوں وہ اٹھ کر اپنی نماز پوری کریں اور چار رکعت کے بعد سلام پھیریں۔ مقیم اُس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے گھر پر ہو یا باہر ہو تو پندرہ دن کی نیت سے اُس جگہ قیام پذیر ہو غرضکہ مقیم وہ ہے جو مسافر نہ ہو ۱۲ منہ ۵۳ روز قصد چل چلاؤ الخ۔ یعنی جو مسافر کسی جگہ پہنچکر یہ ارادہ رکھے کہ میں کل یا پرسوں یا کہ چار روز میں یہاں سے چلا جاؤنگا اور پھر وہ نہ جاسکے اور اسی امر تذبذب میں اس کو پندرہ دن سے زاید گذر جائیں یا اس سے بھی زیادہ دو چار برس گذر جائیں اور وہ جانے نہ پائے تو ایسی مذبذب حالت میں اُس کو نماز قصر ہی پڑھنا پڑے گی جب تک کہ نیت قطعی پندرہ دن تک مسلسل رہنے کی نہ کرے گا۔ اور اگر پندرہ دن تک قیام کی نیت کرکے بیچ میں چلا جائیگا تو کچھ حرج نہیں ہے چلتے وقت البتہ قصر واجب ہوگا۔ ۱۲ منہ ۵۴ روز جمعہ الخ۔ اب یہاں سے جمعہ کا بیان شروع ہوا کہ جمعہ دنوں کا سردار ہے اور بجز یوم عرفہ سب اسلامی تہواروں کے دنوں۔ مثل عید الفطر و عید قرباں کے وہ افضل و اشرف ہے اور اس میں ایک نیکی کرے سے ستر نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور اس تمام دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر اس ساعت میں دعائے نیک مانگے تو وہ دعا ضرور قبول ہو اور ہرگز رد نہ ہو لیکن وہ ساعت مثل قیامت کے مخفی ہے اور اس کا وقت خاص معلوم نہیں ہے اور جو مسلمان ٹھیک کہ اُس دن یا اُس کی رات میں جس کی صبح کو جمعہ ہے مر سکے تو وہ شہید وں میں شمار ہوتا ہے غرضکہ اسی طرح اُس کے فضائل حدیثوں میں بہت کچھ آئے ہیں جو بوجہ اختصار مد نظر ہونے کے رسالہ ہذا کا مؤلف تحریر نہیں کرسکتا۔ ۱۲ منہ۔

# عیدین کی نماز کا بیان

عید[51] فطر اور عید قرباں ہیں مدام
ہیں شرائط ان کے جمعہ کے تمام
شرط ہے جمعہ کو خطبہ پیشتر
جمعہ کو سنت ہی مسجد لاکلام
بعد رمضاں کے یکم شوال کو
ہو[52] یکم کو کچھ اگر سہو و غلط
ہے[53] دہم ذی الحجہ کو عید اضحیہ
دو[54]نوں عیدوں کی نمازوں میں مدام
ہیں ہر اک رکعت میں زائد تین بار

ہے دوگانہ ایک واجب لاکلام
لیکن اتنا فرق ہے اے نیکنام
ان میں سنت بعد کو ہے وہ مگر
اور یہ ہیں بیرون شہر اولیٰ مدام
دن ہے عید الفطر کا ایک نیک خو
دوسرے دن بھی یہ جائز ہو فقط
بارھویں تک ہی نماز اسکی روا
چھ ہیں تکبیریں زیادہ لاکلام
دونوں ہاتھ اپنے اٹھائیں جملہ یار

[51] عید فطر۔ الخ۔ یعنی دونوں عیدوں میں دوگانہ پڑھنا سنت ہے اور خطبہ ان میں بعد کو پڑھنا واجب ہے۔ ۱۲ منہ [52] ہو یکم کو الخ۔ یعنی عید الفطر کا دن یکم شوال کو مقرر ہے اگر مطلع غبار آلود ہونے سے ۲۹ کو چاند نظر نہ آئے اور در حقیقت چاند ہوا اور اس کی صبح کو کہیں سے خبر آجائے کہ چاند ہو گیا اور خبر آنے کے وقت تک نماز کا وقت نہ رہا تو ایسی صورت میں دوسرے دن ہی نماز عید درست ہے یا کسی اور دوسری مجبوری سے اس دن نماز عید نہ ہو سکی تو دوسرے دن یہ جائز ہے لیکن بلا وجہ یہ ہرگز جائز نہیں ۱۲ منہ [53] ہے دہم ذی الحجہ کو الخ۔ یعنی عید الضحیٰ کی نماز کا دن دسویں ذی الحجہ تاریخ ہے لیکن اس کی تاخیر بلا وجہ بھی بارھویں کے نصف النہار شرعی تک جائز ہے اگرچہ خلاف اولیٰ یا مکروہ تنزیہی ہے اور عذر میں تو کچھ برائی نہیں ہے ۱۲ منہ [54] دونوں عیدوں کی۔ الخ یعنی ان میں چھ چھ تکبیریں فاضل ہوتی ہیں اور ہر رکعت میں تین تین تکبیریں فاضل بولی جاتی ہیں اور دونوں ہاتھ ان میں اسی طرح اٹھائے جاتے ہیں جیسے تکبیر تحریمہ میں۔

| | |
|---|---|
| کہہ کے دو تکبیروں کو اے باادب | ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں نیچے کو سب |
| تیسری تکبیر کہہ کر صاف صاف | ہاتھ اٹھا کر باندھ لیں وہ زیر ناف |
| پہلی رکعت[51] میں ثنا پڑھ کر ضرور | بولیں تکبیرات تینوں بے قصور |
| دوسری[52] میں تینوں تکبیریں مگر | بعد سورت ہیں۔ رکوع سے پیشتر |
| ہاتھ[53] اٹھا کر چھوڑ دیں باخضوع | تینوں دفعہ۔ چوتھی سے کریں رکوع |
| دے[54] وہ فطرہ بھی جو رکھتا ہو نصاب | نقد ہو یا مال و اسباب اے جناب |
| ساڑھے باون تولہ چاندی جانئے | سونا ساڑھے سات تولے مانئے |
| روپے ہیں اس سکہ سے جو آج ہیں | ساڑھے باون تولے کے چھپن روپے |
| شرط اسمیں کچھ تجارت کی نہیں | چاہئے موجود ہونا بالیقین |
| اپنی[55] اور اولاد نابالغ تمام | اور کنیزیں زر خریدہ یا غلام |
| سب کی جانب سے یہ واجب ہے مگر | صدقہ ہی اولاد کا بس باپ پر |

۵۱ پہلی رکعت الخ یعنی عیدین کی پہلی رکعت میں ثنا جس کو سبحانک اللھم وبحمدک آخر تک کہتے ہیں اس کو پڑھ کر تکبیریں مذکور کہے اور بعد تکبیرات زائد کے قرات شروع کرے اور پھر حسب دستور رکوع و سجود ادا کرے ۱۲ منہ ۵۲ دوسری الخ عیدین کی دوسری رکعت میں تینوں تکبیریں بافاصلہ قرات الحمد اور سورۃ پڑھ لینے کے بعد اور رکوع کرنے سے پہلے کہے اور ان میں بھی رفع یدین کرے ۱۲ منہ ۵۳ ہاتھ اٹھا الخ۔ یعنی اس دوسری رکعت کی تینوں فاضل تکبیروں میں بھی دونوں ہاتھ اٹھا کر نیچے لا کر چھوڑ دے اور پھر چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہہ کر رکوع کرے تفصیل اس کی یہ ہے کہ عیدین کی نماز میں نیت کرکے دونوں ہاتھ اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہے اور زیر ناف دونوں ہاتھ لا کر باندھے اور ثنا پڑھے اس کے بعد دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نیچے لا کر بالکل چھوڑ دے اس کے بعد دوبارہ پھر یوں ہی دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور نیچے لا کر چھوڑ دے اس کے بعد پھر سہ بارہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھوں کو زیر ناف باندھ لے پھر امام اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر قرات شروع کرے اور مقتدی چپ ہو کر سنے قرات کے بعد رکوع و سجدے بجا لائے اس کے بعد پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر فوراً قرات شروع کرے اور بعد ختم الحمد اور سورۃ کے امام اور مقتدی سب پہلی رکعت کے مانند ہاتھ اٹھا اٹھا کر تین تکبیریں کہیں اور اس میں تیسری تکبیر کے بعد بھی ہاتھ نہ باندھیں بدستور کھلے رکھیں اور چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں اور بعد رکوع کے سجود و قعود کرکے نماز پوری کریں ۱۲ منہ ۔ ۵۴ دے وہ فطرہ الخ۔ فطرہ عید الفطر کے صدقہ کا نام ہے یعنی صدقہ فطر صاحب نصاب پر دینا واجب ہے اور نصاب ۵۲ ۱/۲ تولے چاندی کا ہوتا ہے جس کے چہرہ دار سکہ رائج الوقت سے چھپن روپے ہوتے ہیں کیونکہ یہ روپیہ ۱۱ ماشہ کا ہے اور سونے کا نصاب ۷ ۱/۲ تولہ ہوتا ہے پس اس مقدار کی نقدی یا اسکی مالیت موجود ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے اور اسمیں سال کا گذرنا شرط نہیں ہے اور نہ اس مالیت میں تجارت کی نیت ہونا شرط ہے بلکہ اس قدر نقد یا دیگر مال حاجت اصلیہ کے علاوہ اسوقت موجود ہونے سے صدقہ فطر و قربانی دونوں واجب ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ ۵۵ اپنی اور اولاد۔ الخ۔ یعنی یہ صدقہ فطر اپنی ذات اور اپنی اولاد نابالغ اور اپنے زر خرید غلام باندیوں ان سب کی طرف سے دینا واجب ہے مگر یہ صدقہ فطر بچوں کی طرف سے صرف باپ پر واجب ہے ماں پر واجب نہیں ہے اگرچہ ماں کتنی ہی دولتمند ہو اور عید قرباں میں قربانی صرف اپنی ہی ذات کی طرف سے واجب ہے بچوں کی طرف سے یا غلام باندیوں کی طرف سے واجب نہیں ہے ہاں اگر ان سب کی طرف سے بھی قربانی کرے تو بہت اولیٰ و افضل ہے ۱۲ منہ

[۵۵] وقت ان کا الخ۔ یعنی عیدین کی نماز کا وقت اور چاشت کی نماز کا وقت ایک ہے کہ جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو جائے تو اس وقت سے زوال آفتاب سے پہلے نصف النہار شرعی تک رہتا ہے ۱۲ منہ [۵۶] جب نمازی الخ۔ یعنی جبکہ نمازی کوئی رکن نماز کا اول بدل کردے کیا معنی کہ بھول کر ایک رکن کو جو کہ بعد میں کرنیکا واسطے پہلے سے مثلاً رکوع کہ قرأت قرآن ختم کرنے کے بعد کرتے ہیں وہ اس نے قرأت پڑھنے سے پیشتر کرلیا اور پھر رکوع سے سر اٹھا کر قرأت پڑھی یا سجدے جو کہ رکوع کے بعد کرتے ہیں وہ اس نے بھول کر رکوع سے پہلے کرلئے اور پھر یاد آنے پر سجدے سے اٹھ کر رکوع کیا یا ایک رکن کو بھول کر مکرر کیا مثلاً دو رکوع کئے یا تین یا چار سجدے کئے تو ایسی صورتوں میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے جس کا بیان آگے آویگا ۱۲ منہ [۵۷] چھوٹ جائے الخ۔ یعنی اگر نماز کا کوئی واجب سہواً ترک ہو جائے مثلاً قعدہ اولے کہ واجب ہے اگر وہ ترک ہو جائے یا آنکہ ایک واجب کو دوبار یا تین بار ادا کر جائے مثلاً قعدہ اولے دوسری رکعت میں کرے اور پھر تیسری میں بھی کرے یا کہ پہلی رکعت میں اور دوسری میں کرے یا کہ تینوں میں کرے یا کسی فرض کے ادا کرنے میں بلا سبب تاخیر کرے مثلاً قعدہ اولے یا قعدہ اخیرہ میں کہ فوراً التحیات کا پڑھنا واجب ہے اور یہ شخص قعدہ ہائے مذکورہ میں دیر تک چپکا بیٹھا رہے اور پھر دیر کے بعد التحیات کا پڑھنا شروع کرے یا آنکہ قعدہ اولے میں التحیات پڑھنے کے بعد فوراً قیام کے واسطے نہ اٹھے کچھ دیر بیٹھا رہے یا درود پڑھے اور پھر اٹھ کر قیام کرے کہ ان سب سے ادائے فرض میں تاخیر ہوتی ہے غرض کہ جب کبھی نمازی سے سہواً ترک واجب ہو کیا معنی کہ خواہ واجب چھوٹ جائے خواہ بڑھ جائے خواہ واجب اپنی جگہ سے بدل جائے خواہ اس کے یا کسی رکن کے ادا کرنے میں تاخیر عمل میں آئے خواہ نماز کا کوئی رکن سہواً اپنی جگہ سے بدل جائے یا مکرر ہو جائے یا رکعات نماز میں بیشی کر جائے بشرطیکہ قعدہ اخیرہ اپنی جائے معینہ سے ترک نہ ہونے پائے تو یہ سب صورات ترک واجب میں ہی داخل ہیں کیونکہ نماز کو اسکی ترتیب و ترکیب مقررہ کے بموجب ادا کرنا واجب ہے پس جبکہ سہواً اس میں فرق پڑا تو ترک واجب ہوا پس ترک واجب سے سجدہ سہو کرنا واجب ہے تاکہ نماز کا نقصان اس سے دور ہو جائے اور شیطان جس کے اغوا سے یہ نوبت پہنچی اس کو ندامت اور ذلت نصیب ہو اصل یہ ہے کہ ترک فرض سے نماز باطل ہوتی ہے اگرچہ سہواً ہو اور ترک سنت و مستحب سے سجدہ سہو بھی لازم نہیں تا اگرچہ سہواً ہو اور ترک واجب میں دو صورتیں ہیں اگر کسی نے واجب قصداً ترک کیا تو گنہگار ہوا اور نماز ناقص ہوئی اب سجدہ سہو سے اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی بلکہ اعادہ [illegible] بہتر ہے تاکہ نقصان اول کا معاوضہ پورا ہو جائے اور اگر سہواً واجب چھوٹ گیا خواہ ایک خواہ زیادہ تو اس کے رفع خلل کے واسطے یہ سجدہ لازم ہے اسی طرح اگر کوئی واجب بڑھ جائے تب بھی سجدہ سہو کرنا ہوگا یا رکن نماز میں تاخیر آئے جیسا کہ اوپر مفصلاً بیان ہوا ادا ہونے سے مراد اسقدر تاخیر ہے کہ جتنی دیر میں آدمی تین بار سبحان اللہ کہے تو ادائے رکن میں اسقدر تاخیر ہونے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے ۱۲ منہ

| | |
|---|---|
| بھول جائے گر امام حق طلب | مقتدی مالت نہوں اُسکے سبب |
| مستحب کھانا ہے عید الفطر کو | پہلے پڑھنے سے نماز اے نیکخو |
| عید قرباں میں ورا اے نیکنام | مستحب ہے بعد کو کھانا طعام |
| فطر کے دن عیدگہ کو جب چلے | راہ میں تکبیر آہستہ کہے |
| عید قرباں میں ولیکن رہ رواں | بولیں تکبیرات چلّا کر وہاں |
| وقت[۵۵] ان کا اور نماز چاشت کا | ایک ہے دونوں کا بیچون و چرا |

## سجدۂ سہو کا بیان

| | |
|---|---|
| جب[۵۶] نمازی رکن کوئی دے بدل | یعنی پہلے کرے پیچھے کا عمل |
| یا کہ پہلے کو کرے آخر میں جا | یا مکرر رکن کو اُس نے کیا |
| سہو سے یا کوئی واجب چھوٹ[۵۷] جائے | یا ادائے رکن میں تاخیر آئے |

یا کرے تبدیل واجب میں کوئی ۔۔۔ الغرض ہو ترک واجب جب کبھی

پڑھ[۵۱] کے آخر میں تشہد ہی ہزا ۔۔۔ پھیر کر پہلا سلام اے باخدا

دو کرے سجدے ادا فی الفوریت ۔۔۔ بولے اُن دونوں میں وہ تسبیح رب

دونوں سجدے پور جب وہ کر چکے ۔۔۔ بیٹھ کر سارا تشہد پھر پڑھے

بعد ازیں پڑھ کر درودیں اور دُعا ۔۔۔ پھیرے اب دونوں سلام اے باخدا

خواہ پہلے ہی درودیں اور دُعا ۔۔۔ پڑھ لے۔ آخر میں تشہد ہو ہزا

بس[۵۲] اسی کا نام سجدہ سہو۔ جان ۔۔۔ ہی یہ واجب ترک واجب سے۔ میاں

مقتدی کا سہو[۵۳] ہے مہمل مدام ۔۔۔ معتبر ہے سہو تنہا و امام

# جنازہ کی نماز کا بیان

جب مسلماں آدمی مرنے لگے ۔۔۔ آخری دم اپنے جب بھرنے لگے

---

۵۱ پڑھ کے آخر میں تشہد ہی ہزا۔ الخ۔ آخر میں یعنی قعدہ آخر میں اب یہاں سے ترکیب سجدہ سہو کی بتائی جاتی ہے یعنی جب کہ نماز میں سہواً کوئی واجب ترک ہو جائے تو نمازی کو لازم ہے کہ قعدہ اخیرہ میں صرف التحیات پڑھ کر ایک سلام پھیرے اور سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے اور سجدے کے بعد پھر سے نماز کی قعدہ کرے اُن کے بعد پھر بدستور قعدہ کرے اور اسمیں اب پھر تشہد یعنی التحیات پڑھے اور التحیات کے بعد درود و دعا پڑھے دونوں طرف سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو جائے یا یوں کرے کہ پہلی مرتبہ التحیات اور درود و دعا سب پڑھ کر سلام پھیرے اور پھر دو سجدے کرے اور اُن کے بعد بیٹھکر پھر صرف التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور نماز پوری کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ اوّل و دوم دونوں دفعہ میں التحیات و درود و دعا سب پڑھے غرض کہ تینوں صورتیں جائز ہیں کسی میں حرج نہیں مگر یہاں معمول اور مروج پہلی ہی صورت ہے واضح ہو کہ اس بارہ میں فقہا کا اختلاف ہے کہ اوّل مرتبہ ایک سلام پھیر کر سجدہ سہو ادا کرے یا دونوں طرف سلام پھیر کر سجدے کرے۔ شرح وقایہ والے نے تو ایک طرف سلام کے بعد سجدہ سہو اختیار کیا ہے اور یہی مذہب قوی و منتی بہ ہے اور صاحب ہدایہ نے دونوں طرف سلام کے بعد سجدہ سہو صحیح کہا ہے اور یہ قول ضعیف و متروک ہے اس لئے کہ بعض علما نے فرمایا کہ اگر دونوں سلام پھیر دیگا تو سجدۂ سہو ساقط ہو جائیگا اور نماز دُہرانی پڑے گی۔ ۱۲۔ منہ۔

۵۲ بس اسی کا نام۔ الخ یعنی جو ترکیب کہ سجدہ سہو کی بتائی گئی اسی کا نام سجدہ سہو ہے اور یہ ترک واجب سے واجب ہوتا ہے جیسا کہ اوپر مشرح بیان کر دیا گیا ہے اور ترک فرض سے واجب نہیں ہوتا کیا معنی کہ اگر کوئی رکن نماز کا سہواً بالکل ہی چھوڑ دیگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر وہ نماز سجدہ سہو کرنے سے درست نہیں ہوگی کیونکہ سجدۂ سہو سے وہی نماز درست ہوتی ہے جسمیں واجب سہواً ترک ہوتا ہے فرض کے ترک ہونے سے عمداً ہو خواہ سہواً نماز نہیں ہوتی البتہ فرض کے تغیر و تبدل یا تاخیر سے نماز ہو جاتی ہے جب کہ اس کے بعد سجدۂ سہو کر لیا جائے۔ ۱۲

۵۳ یعنی اگر جماعت میں مقتدی سے سہو ہو جائے تو اس کی بازپرس کچھ نہیں ہے امام کے سہو سے البتہ سب پر سجدہ سہو کرنا واجب ہو جاتا ہے اور ایسے ہی اکیلے نمازی کے سہو سے اس پر سجدہ سہو واجب ہے یونہیں اگر مقتدی سے کوئی رکعت رہگئی تھی جو کہ بعد کو آکر ملا تھا اب سلام امام کے بعد جو یہ اپنی چھوٹی ہوئی رکعت ادا کریگا اور اس میں اس سے اگر کوئی واجب سہواً ترک ہوگا تو اس پر بھی سجدہ سہو لازم ہوگا کہ اگرچہ یہ مقتدی تھا مگر اب منفرد ہے ۱۲ منہ

داہنی کروٹ کردیں قبلے کیطرف — پھیر دیں منھ اُسکا کعبے کیطرف
چت لٹانا بھی اُسے مختار ہے — قبلہ سو ہونا دلے درکار ہے
روبرو کلمۂ شہادت کا پڑھیں — تاکہ ہوں اُسکے معاون ذکر میں
جبکہ وہ پڑھ لے یہ کلمہ ایک بار — پھر نہ ہو اصرار اُس سے زینہار
تاکہ ہو اُس کا یہی آخر کلام — روح کر جائے اُسی پر اختتام
کیونکہ فرماتے ہیں یہ خیر الورا — جس نے مرتے وقت کلمہ کو پڑھا
اور نہ اُسکے بعد پھر کچھ بات کی — جنتی ہے وہ مسلماں[95]۔ جنتی
اے خدا بخشندۂ ایمان و دین — از طفیل رحمۃ للعالمین
وقت مرنے کے مجھے بھی یا مجیب — کیجیو کلمہ شہادت کا نصیب
جان ہو جس وقت یہ میری فنا — دل میں ہو اللہ ہو اللہ اے خدا
میرا مرغ روح جب اُڑنے لگے — تیری جانب اُسکا منھ مڑنے لگے

۹۵ وہ مسلماں جنتی۔الخ۔یعنی جو شخص کلمہ طیب پڑھ کر مرجائے اور اس کلمہ کے بعد کوئی اور بات دنیاوی نہ کہے تو وہ بیشک جنتی ہے کیونکہ فرمایا ہے رسو لخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من کان آخر کلامہ لاالہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی جس مسلمان کا ہو آخری کلام اُس کا لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ داخل ہوگا وہ جنت میں اور دوسری جگہ فرمایا من عبد قال لاالہ الا اللہ ثم مات علی ذالک الا دخل الجنۃ یعنی فرمایا کہ نہیں کوئی بندہ کہ کہے لاالہ الا اللہ اور اسی قول حق پر مرجائے مگر یہ کہ داخل ہوگا وہ جنت میں اور تیسری جگہ فرمایا حضرت نے کہ من مات وہو یعلم ان لاالہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی جو شخص کہ مرے اور وہ جانتا ہو یعنی دل سے اعتقاد رکھتا ہو لاالہ الا اللہ کا داخل ہوگا بہشت میں یہاں جاننے سے مراد علم قلبی یا ذکر قلبی ہے کیا معنی کہ اکثر امراض سخت سے مرتے وقت زبان بند ہوجاتی ہے پس ایسی حالت میں اس کلمہ طیب کو وہ شخص کیونکر پڑھ سکتا ہے اسلئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مرے اور اس کے قلب میں لاالہ الا اللہ کا علم یقینی حاصل ہو تو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا سبحان اللہ۔ پس معلوم ہوا کہ زبان سے ہی کہنے کی کچھ خصوصیت نہیں ہے اگر کسی وجہ سے زبان قالبی ذکر سے رک جائے تو بجائے اُسکے لسان قلبی کا ذکر کافی ہے بلکہ مستحسن ہے کیونکہ وہو یعلم صریح اس پر دلالت کرتا ہے لہذا مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ جب کوئی مسلمان مرنے لگے تو اُس کے پاس بیٹھکر کلمہ طیب کو باواز مناسب پڑھنا شروع کریں کہ جس سے اس کے دل و دماغ میں اس ذکر کی برکت سرایت کرے اگر اس کی زبان کھلی ہو تو وہ بھی یہ سنکر کلمہ پڑھنے لگے اور اگر زبان بند ہوئے تو وہ دل سے اس کا معتقد ہو اور رونا۔ پیٹنا۔ چیخنا۔ چلانا اس کے پاس ہرگز نہ کریں تاکہ اُس کا دھیان نہ بٹے اور ذکر سے باز نہ رہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اٰخِرَ کَلَامِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

وردِ یا اللہ کا کرتا ہوا — پنجرۂ خاکی سے ہوجائے جدا
ہو نشہ توحید کا دل میں بھرا — کچھ نہ ذکر و فکر ہو تیرے سوا
ہو زباں پر ذکر شغل اللہ کا — دل میں ہو تصدیق کامل بیخطا
محو ہو جاؤں ہمہ تن ذکر میں — کچھ نہ ہو مجھ کو خبر اس فکر میں
ہر بنِ مو ہو مرا تسبیح خواں — نام پاک اللہ ہو وردِ زباں
مجھ سے شیطانِ لعیں یکسو رہے — کچھ نہ اس ظالم کا مجھپر بس چلے
مجھ کو اس دم عاشق اپنا کیجیو — تاکہ میں معراج سمجھوں موت کو
شوق ہو ایسا ترے دیدار کا — ذکر بھولوں خویش اور اغیار کا
محو ہو جائے جو تیرا غیر ہے — عشق ست اد. تجھ سے ہاں بیر ہے
ہوں ترے انوار مجھ پر جلوہ گر — تاکہ میں ذرہ سے بنجاؤں قمر
اسقدر برسے ترا اس وقت نور — سب نظر آنے لگے نزدیک دور

دل مرا آئینہ ہو با آب و تاب
عرش تک سب اس سے اٹھ جائیں حجاب

ذکر لب پر نفی اور اثبات کا
اور ہو دل میں شغل اسم ذات کا

پس اسی حالت میں آئے تیرے خدا
خاتمہ بالخیر ہو جائے مرا

بہر سبطین و علیؑ و فاطمہؓ
مصطفٰے کے نام پر ہو خاتمہ

پھر اٹھوں جب حشر کو اے ذو الجلال
ہو مرا اللہ ہو اللہ ہی مقال

ہر جگہ یہ لفظ ہوں میرے پناہ
یوں میں پہنچوں سامنے تیرے الٰہ

بس ادہر آ اے کمیتِ ذو زباں
کر بیان حالِ وفات مومناں

جب وہ مومن جاں بحق تسلیم ہو
اس کی آنکھیں اور جبڑے باندھ دو

پانی میں بیری کے پتے ڈال کر
جوش دے لیں خوب اسکو آگ پر

غسل دیں میت کو اس پانی سے سب
اور مساجد پر ملیں کافور اب

سر پہ اور ڈاڑھی پہ پھر خوشبو ملیں
پھر کفن سنت مطابق اسکو دیں

۵۱ جب مومن الخ - جس کی نزع ... اور پھر جان ہو چکا جان بحق تسلیم ہو جائے ... مر جائے پس فوراً اس کی دونوں ... و ... بند کر دینا چاہئیں تاکہ وہ کھلے نہ رہ جائیں ... دیر تک ان کو بند نہ کیا جائیگا تو پھر وہ سخت ... کے کھلے رہ جائیں گے اور پھر بند نہ ہو سکیں گے اور یہ خلاف سنت ہے ۱۲ منہ

۵۲ غسل دیں الخ - یعنی میت کو بیری کے پتوں کے جوشیدہ پانی سے غسل دینا ... سنت ہے کیا معنی کہ مطلق غسل میت تو فرض ہے جیسا کہ غسل واجب میں ... ولیکن بیری کے پتوں کے جوشیدہ پانی سے ... سنت موکدہ ہے اگر بیری اس جگہ موجود ... مساجد یعنی ... پر کافور ملنا بھی سنت ہے ... جوڑوں کو کہتے ہیں کہ جو سجدے کے وقت ... پر رکھے جاتے ہیں یعنی ناک اور پیشانی ... دست اور گھٹنے وغیرہ ۱۲ منہ

٥١ تین وہ۔ یعنی عورتوں کے [illegible] تین ہی ہیں [illegible] کپڑے تو وہ ہیں کہ جو مردوں کے کفن میں دیئے جاتے ہیں اور جو اوپر کے شعر میں بیان ہو چکے ہیں یعنی چادر و کفنی و ازار۔ اور دو [illegible] ایک دامنی اور ایک سینہ بند [illegible] کپڑے عورتوں کے کفن میں دینا سنت ہیں ۱۲ منہ ٥٢ فرض کفایہ الخ [illegible] فرض [illegible] جو ایک عام [illegible] تو کل مسلمانوں [illegible] ایسا مسلمان ہی پورا کرے تو وہ فرض سب مسلمانوں کے ذمے سے ادا ہو جاتا ہے [illegible] تو تمام مسلمان اس فرض کے ترک کے گنہگار ہوں گے اور سب پر اس کا مواخذہ رہے پس منجملہ اور کفایہ فرضوں کے میت کو غسل دینا اس کو کفن دینا [illegible] فرض ۱۲ منہ ٥٣ فرض ہے ایسے ہی الخ۔ یعنی جس طرح میت کو غسل دینا اور کفنانا فرض کفایہ ہے اسی طرح اس کی جنازہ کی نماز [illegible] فرض کفایہ ہے [illegible] مع تکبیر تحریمہ کے امام کو آواز بلند کہنا سنت ہے اگر ایک ہی شخص [illegible] ادا کرے۔ وہ ہی تکبیرات مذکور [illegible] تو وہ بھی یہ [illegible] شریک نماز ہو جائے اور [illegible] میت [illegible] اور اس میت کے لئے دعا ہے۔ میت [illegible] کے تکبیر اولیٰ کہہ کر ہاتھ باندھے [illegible] میں ہاتھ [illegible] تک اٹھائے [illegible] نماز [illegible] اس میں شریک ہیں ۱۲ منہ ٥٤ پڑھ ثنا الخ یعنی تکبیر اولیٰ کے بعد ثنا جو سبحانک اللّٰھم آخر تک ہے پڑھیں اور جو کہ [illegible] نمازوں میں معمولاً پڑھی جاتی ہے وہ [illegible] جنازہ میں بھی پڑھے اور اس کے بعد دوسری تکبیر کہے اور بعد تکبیر کہنے کے پھر درود پڑھے پھر وہ درود کہ روزانہ پنجگانہ نمازوں میں آخری قعدہ میں پڑھی جاتی ہیں وہی دونوں درود یہاں بھی پڑھنا چاہئیں ۱۲ منہ ٥٥ تیسری تکبیر الخ یعنی [illegible] درود کو پڑھنے کے بعد تیسری تکبیر کہہ اور اس کے بعد تمام دعائے اللھم اغفر لحینا پڑھ اور وہ پوری دعا اس طرح پر ہے اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاہدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثنا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان ۱۲ منہ ٥٦ اور جن کو یاد ہو الخ یعنی دعائے مذکور جو اوپر بیان کی گئی اگر مقتدیوں میں سے کسی کو یاد نہ ہو تو وہ اقتدا کے وقت یعنی امام کے پیچھے اس جملہ کو جو اگلے شعروں میں تحریر ہے بے شمار کئے بار بار پڑھیں۔ مقتدیوں کی قید اس کے پڑھے میں اس لئے لگائی گئی ہے کہ امام وہی بنایا جائے جس کو دعائے اللھم اغفر لحینا یاد ہو اور جس کو دعائے مذکور یاد نہ ہو وہ ہرگز امام نہ بنایا جائے ہاں اگر کوئی شخص وہاں ایسا ہو کہ جس کو وہ دعا یاد ہو جیسا کہ اکثر دیہات و قریات کے نومسلم لوگوں میں دعائے مذکور سے ناواقف ہوتے ہیں اور یہ گردوپیش میں بھی کوئی واقف کار نہ مل سکے تو اس وقت البتہ اسی دوسرے جملے سے نماز جنازہ پڑھا لی جائے کہ مجبوری ہے اور یہ غفلت و کوتاہی اکثر نمازی اور [illegible] دار مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ باوجود پنجگانہ نماز کے پابند ہونے کے دعائے جنازہ یاد نہیں ہوتی بدیں وجہ یہ دوسرا دعائیہ جملہ انہیں کے واسطے لکھا گیا کہ نماز جنازہ میں چپ تو نہ کھڑے رہیں کچھ تو پڑھیں یا یہ کہ اسی جملہ کی وجہ سے نماز میں تو شریک ہو جائیں تاکہ میت کو مزید ثواب کا باعث ہو اور یہ جملہ زبان زد ہو جانا بہت آسان ہے ۱۲ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ضمیمہ میں دیکھیں)

مرد کے ہیں تین کپڑے کر شمار — ایک چادر ایک کفنی۔ اک ازار

اور عورتوں کو پانچ ہیں اے ہوشمند — تین[51] وہ۔ اور دامنی۔ اور سینہ بند

غسل دینا اور کفنانا اسے — سب یہ ہیں فرض کفایہ[52] جان لے

فرض[53] ہے ایسے ہی پھر اس پر نماز — چار تکبیریں ہیں بہ آواز دراز

کر نیت اس میں نماز اللہ کی — اور دعا اس میت آداہ کی

ہاتھ کانوں تک اٹھا کر ایک ساتھ — بول کر تکبیر اولیٰ باندھ ہاتھ

پڑھ[54] ثنا پھر دوسری تکبیر کر — پھر نبی پر پڑھ درود اے باخبر

تیسری[55] تکبیر کہہ کر پڑھ مدام — اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا تمام

اور نہ[56] جن کو یاد ہو گر یہ دعا — وہ پڑھیں بیشک بوقت اقتدا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ کو بار بار — تا بہ تکبیر چہارم بے شمار

رَبَّنَا اغْفِرْ لِی وَلَهُ یا پڑھ دعا — اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ کو یا

۵۱ ہو جو نابالغ۔ الخ یعنی میت اگر نابالغ بچہ ہو تو دعائے شفاعت اس میں پڑہنا چاہئے اور وہ یہ ہے اللھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا و ذخرا واجعلہ لنا شافعا و مشفعا اور اگر میت نابالغہ ہو تو ہر جگہ بجائے ہٗ کے ہا یا لف کہے اور آخر میں شافعۃ و مشفعۃ بولے ۱۲ منہ ۵۲ ہو مسلمان الخ یعنی اگر کوئی عاقل بالغ مسلمان جسے نہانے کی ضرورت نہ ہو بروئے ظلم دہار دار ہتیار سے مارا جائے اور وہ مظلوم کسی چور کے ہاتھ سے قتل ہو خواہ اپنے کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہوا ور خواہ جہاد میں خدا کی راہ میں مارا جائے اور بعد زخم لگنے کے اتنی دیر نہ جیا ہو کہ جس سے علاج معالجہ کی نوبت آئی ہو اور ایک وقت کامل نماز کا اس کو ہوش میں نہ گذرا ہو اور کچھہ کہایا پیا نہ ہو اور دیت بہی اس پر واجب نہ ہوئی ہو تو ان سب صورتوں میں وہ شخص فقہ کی رو سے شہید کامل ہے اور ہم اس کو اپنے عرف میں شہید حقیقی یا شہید اصلی کہتے ہیں اور اگر اس نے بعد پہنچنے زخم کے کچھہ کہایا پیا یا کوئی بات دنیا کی کی یا اس کو ہوش میں ایک وقت پورا نماز کا گذر گیا یا کچھہ علاج معالجہ کی نوبت پہنچی یا دیت یعنی خون بہا اس کے عوض میں واجب ہوا یا لاٹھی اور پتھر وغیرہ سے یا گلا گھونٹ کر چور یا کسی دشمن کے ہاتھہ سے یا زہر دیکر مارا گیا یا حالت جنابت میں مارا گیا یا عورت حالت حیض و نفاس میں ماری گئی تو ایسی حالت میں وہ شہید کامل نہ ہوگا اور فقہ میں اس کو شہید مرتث بولیں گے جس کو ہم اپنے عرف میں شہید آخرت یا دوسرے درجہ کا شہید کہتے ہیں اور ان دونوں قسم کے شہیدوں کے احکام جدا ہیں جو آگے چل کر بیان ہوں گے ۱۲ منہ ۵۳ باغی حربی۔ الخ یعنی اگر باغی لوگ جنہوں نے کہ باوجود اسلامی رعایا ہونے کے سلطان اسلام سے بغاوت کر کے اس پر خروج کیا ہو یا دار الحرب کے کفار خواہ جدا ہیں خواہ بیرون جہاد تنہا اگر کسی مسلمان کو مار ڈالیں یا ڈاکو یا راہزنوں اور گٹھ کٹوں نے کسی کو مارا ہو خواہ آلہ دہار دار سے مثل تیر یا تلوار وغیرہ کے مارا ہو خواہ بے دہار آلہ سے مثل لاٹھی یا پتھر وغیرہ کے یا گلا دبا کر یا زہر دیکر مارا ہو تو ہر طرح پر باقی شرائط مذکورہ کے ساتھہ ان لوگوں کا مقتول شہید کامل ہے کیا معنی کہ ان کے مقتول کیلئے شہید کامل ہونے میں دہار دار آلہ سے قتل کی شرط نہیں ہے باقی شرائط مذکور بدستور ہیں اور شہید کامل کا حکم اگلے شعر میں مذکور ہے ۱۲ منہ

کہہ کے پھر تکبیر چوتھی اے امام | پھیر دے دونوں طرف اپنے سلام
ہو[۵۱] جو نابالغ کوئی میت اگر | پس شفاعت کی دعا تو اس میں کر
پھر لحد میں جا کے میت کو دہریں | دفن کرکے اسکو پھر تلقین کریں
ہے لحد آرام گاہ مومناں | قعر شق ہی گور و جائے دیگراں

## شہیدوں کا بیان

ہو مسلماں[۵۲] ظلم سے مقتول اگر | دہار دار آلہ سے مانند تبر
وہ قتیل دزد یا بد خواہ ہو | یا ذبیح فی سبیل اللہ ہو
پاک ہو اور بعد زخم اسنے کوئی | کہانا پینا بات دنیا کی نہ کی
اور دیت اسپر نہ آئی اے حمید | اس کو اہل فقہ کہتے ہیں شہید
باغی[۵۳] حربی ڈاکو اور رہزن پلید | جیسے کیسے ہیں ماریں وہ ہی کامل شہید

۵۱ کچھ شہیدوں کو الخ یعنی شہدا ان کا بل جن کا ذکر اوپر ہوا غسل اور کفن جدید انہیں کچھ نہ دیں اور انہیں پہنے ہوئے کپڑوں میں خون آلودہ دفن کر دیں کہ اسی صورت سے وہ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اور ان کا یہ خون [illegible] سے زیادہ تر طیب و طاہر ہے ہاں ان کے کپڑوں میں سے [illegible] چیزیں مثل ٹوپی و موزے وغیرہ کے ضرور اتار لئے جائیں ۱۲ منہ ۵۲ قتل ہوں الخ یعنی [illegible] حالت جنابت یعنی ناپاکی میں قتل ہوئے ہوں و یا کوئی [illegible] حالت جنابت میں یا حیض و نفاس میں شہید ہوئی ہوں تو ان کو ضرور غسل دیا جائے اور وہ [illegible] شہدا جو آلہ بے دھار سے مثل لاٹھی یا پتھر کے یا گلا گھونٹ کر یا زہر دیکر کسی چور یا دشمن کے ہاتھ سے مارے گئے ہوں تو ان کو بھی غسل دیا جائے اور کفن جدید بھی دیا جائے ۱۲ منہ ۵۳ یا وہ ننگے ہوں الخ یعنی اگر وہ شہدا اصلی اگر ننگے ہوں تو ان کو بھی نیا کفن سنت کے مطابق دیا جائے یعنی کہ اگر [illegible] مقتول کے کپڑے اتار کر لے گیا ہو یا کسی وجہ سے وہ مقتول حالت برہنگی میں شہید ہوئے ہوں تو ان کو کفن بموجب حد سنت ضرور دیا جائے [illegible] اور نماز جنازہ سب پر پڑھی جائے ۱۲ منہ ۵۴ ہیں

کچھ شہیدوں کو نہ دیں غسل نہ کفن ۔۔۔ وہ تو بالکل پاک ہیں اور نیک تن
پاس انھیں کپڑوں میں کفنائیں انھیں ۔۔۔ خوں آلودہ ہی دفنائیں انھیں
خون شہیداں از آب اولی تر است ۔۔۔ ایں خطا از صد صواب اولی تر است
قتل ہوں[۵۲] یا وہ جنابت میں اگر ۔۔۔ ان کو نہلائیں تب البتہ بشر
یا ہوں وہ مرتث شہید اے ذی شعور ۔۔۔ دیں انھیں غسل و کفن بھی سب ضرور
یا وہ ننگے[۵۳] ہوں تو کفنائیں انھیں ۔۔۔ پھر جنازہ کی نماز ان پر پڑھیں
ہیں شہیدوں کے[۵۴] بڑے عالی مقام ۔۔۔ پاک ہو جاتے ہیں وہ بالکل تمام
ہیں[۵۵] وہ زندہ اور نہیں مرتے کبھی ۔۔۔ مر کے پاتے ہیں حیات دائمی
پاس[۵۶] اپنے رب کے کھاتے پیتے ہیں ۔۔۔ چین کرتے ہیں مزوں سے جیتے ہیں
کیفیت[۵۷] کا اس کے عالم ہے خدا ۔۔۔ پاس حق کی انکو ہے کیا کیا عطا
جو کوئی اللہ کے اوپر مرے[۵۸] ۔۔۔ ان مرنے کے ہمیشہ وہ جیے

شہیدوں کے الخ یعنی شہدا جو راہ خدا میں یا ظلماً قتل ہوئے ہیں ان کے مراتب اور درجات بہت عالی ہیں کہ جو بیان میں نہیں آسکتے ادنےٰ درجہ ان کے ثواب کا یہ ہے کہ وہ شہید ہونے کے وقت جمیع گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہو جاتے ہیں اور دنیا سے اس طرح جاتے ہیں کہ جیسے کہ ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو کر فوراً مر جائے اسی طرح وہ بھی پاک و صاف اور بے لوث ہو کر مرتے ہیں ہاں البتہ حق العباد ان پر کچھ باقی رہتا ہے سو یقین ہے کہ اس کے معاوضہ میں اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے اس ایسے بندے کو کہ جس کا حق شرعی ان پر رہا ہوگا اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ وہ بندہ خود بخود اس اپنے حق کو اس سے معاف کر دیگا ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اگر جو مسلمان کہ دنیا کی لڑائی میں شہید ہوئے یا کفار انھیں قید کر کے لے گئے اور بے بسی کی حالت میں وہاں جا کر قتل کیا ان شہدا سے حق اللہ و حق العباد کلیتہً سب معاف ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ ۵۵ ہیں وہ زندہ الخ یعنی شہدا زندہ ہیں اور کبھی مرتے نہیں ہیں کیا معنی کہ اگرچہ بظاہر وہ مر جاتے ہیں اور اہل دنیا کی نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں دلیکن درحقیقت وہ مرے نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور یہ زندگی و حیات جو انکو ملتی ہے وہ ایسی ہے جس کے بعد پھر فنا نہیں ہے اور یہ حیات دائمی ہوا کی [illegible] ان میں مر جانے کے بعد ملتی ہے ۱۲ منہ ۵۶ پاس اپنے رب کے الخ یعنی وہ شہدا اپنے اللہ کے پاس رہتے ہیں اور وہیں کھاتے پیتے ہیں جس طرح ہم تم دنیا میں کھاتے پیتے ہیں اسی طرح وہ وہاں مولا کے پاس رزق پاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بصراحت موجود ہے وعند ربہم یرزقون منہ ۱۲ ۵۷ کیفیت کا اس کے الخ یعنی شہدا جس قسم کا رزق اللہ کے پاس پاتے ہیں اس کی کیفیت و نوعیت خدا ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کس قسم کا رزق ہے اور اس میں کیا کیا خوبیاں اور لذتیں ہیں ۱۲ منہ ۵۸ یعنی جو شخص کہ اللہ کی راہ میں مرے وہ اس مرنے کے بعد ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور اس میں ایک اور نکتہ بھی نکلتا ہے جس کو اہل دل ہی خوب سمجھ سکتے ہیں ۔ منہ ۱۲

| | |
|---|---|
| تیغ لا[۱] سے نفس امارہ کا سر | تو نہیں کاٹے گا جب تک اے پسر |
| یہ حیات روح پرور جاں فزا | تجھ کو کیونکر ہاتھ آئے گی بھلا |
| اور جو وہ[۲] زندہ رہا تیرے حضور | بس وہ تجھ کو مار ڈالے گا ضرور |
| ایک[۳] کے مرنے سے دیگر کی حیات | لازمی ہے یاد رکھنا میری بات |
| اب[۴] تجھے اس بات کا ہے اختیار | خواہ تو مر خواہ اس دشمن کو مار |

## زیارت قبور کے بیان میں

| | |
|---|---|
| جمعہ[۵] کو کرنا زیارت قبور | سنت مشہور ہے اے ذی شعور |
| پہلے جاتے ہی سلام ان پر کرے | یغفر اللہ لنا ولکم پڑھے |
| ہاں[۶] سماع و علم موتی مطلقاً | اہل سنت کا ہے اجماع اے فتا |
| مومنین اموات ہیں جتنے تمام | دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں ۔ ۱۲ |

۱ تیغ لا سے الخ یعنی لا الہ الا اللہ میں جو لا ہے حرف نفی کا وہ ایک تلوار ہے کہ تو اس سے نفس امارہ کا ... جو تیرے پہلو میں ہر وقت موجود رہتا ہے اور جس نے تیری ہمت سے معبود قرار دے رکھے ہیں اور جو کہ خواہشات نفسانی کے واسطے غیر اللہ کو ... تو جب تک تیغ لا سے اس کا سر تو نہیں کاٹے گا یعنی کثرت ذکر کلمہ طیب سے خواہشات نفسانی و ظلمت شرک کو مٹا کر نور توحید اپنے سینہ و دل میں پیدا نہ کریگا اس وقت تک یہ حیات دائمی جس کا ذکر اوپر کیا گیا تجھ کو اے طالب میسر نہیں ہو سکتی غرض کہ نفس امارہ جو آدمی کا بہت بڑا دشمن ہے بغیر اقرار و تصدیق کلمہ طیب و کثرت ذکر الٰہی کے اور ترک خواہشات نفسانی کے قتل نہیں ہو سکتا ہے ۱۲ منہ۔

۲ اور جو وہ زندہ رہا الخ یعنی اگر وہ نفس امارہ تیرے پہلو میں ... موجود رہا اور تو نے اس کو نفی و اثبات کی تلوار شرک ... سے قتل نہیں کیا تو یہ بات یاد رکھ کہ جب تو توفیق اثبات کے ذکر پاک سے تزکیہ نفس نہ کریگا یہ بات نہ ہوگی تیری زندگی بھی قبل موت کے ہوگی اور تیرا بدن اگرچہ بظاہر زندہ ہوگا مگر دل درحقیقت مرا ہوگا اور ایسی حالت میں جب تجھ کو موت آئے جس کی بابت کہ ارشاد ہے کل نفس ذائقۃ الموت ۔ تو وہ موت تجھ کو بالکل نیست و نابود کر دینے والی ہوگی اور یہ درحقیقت نفس امارہ کا تجھ کو مارنا ہے کہ جب تو نے اس کو مار کر زیر نہ کیا تو اس کی وجہ سے قیامت تک تجھ کو مرجانا پڑا کیا معنی کہ وہ حیات ابدی کہ جو شہدا و مردان خدا کو حاصل ہوتی ہے اور جس کی بابت ارشاد ہے کہ عند ربہم یرزقون اس سے تو محروم رہیگا ۱۲ منہ

۳ ایک کے مرنے سے الخ یعنی دو دشمن ہیں ایک دشمن کے مرنے سے دوسرے دشمن کو حیات راحت حاصل ہوتی ہے پس نفس امارہ جو آدمی کا بڑا دشمن ہے اگر اس کے پاس موجود رہے گا تو یہ دشمن ... اس کو ضرور مار ڈالیگا اس سے یہ مطلب ہے کہ اگر آدمی مشرک ہے اور وہ مرتے دم تک مشرک ہے تو چونکہ نہ کلمہ توحید سے رطب اللسان رہا اور نہ نفس امارہ کو کلمہ شہادت کے اقرار باللسان و تصدیق بالقلب سے نفس مطمئنہ بنائیگا تو مرنے کے بعد وہ نفس امارہ اس کو ہمیشہ کے واسطے قعر ہلاکت میں پہنچائیگا اور ابد الآباد تک سیصلی نارا ذات لہب کا مزا چکھائیگا اور اگر وہ مومن تو ہے لیکن دنیا کی دنی لذات فانیہ میں مبتلا ہو کر خدا کی طرف سے غفلت اختیار کریگا اور عمر بھر خواہشات نفسانی میں گرفتار رہے گا تو ضرور ہے کہ نفس امارہ اس پر غالب رہیگا اور اس صورت میں جب اس کو موت آئیگی تو اس کا دل مردہ کا مردہ ہو جائیگا کہ حیات روحی سے کچھ حصہ زیادہ نہ پائیگا اور جب یہ بات خواہشات نفسانی کی بدولت ہوئی تو درحقیقت یہ نفس امارہ کا ہی اس کو مارنا ہوا۔ اور جو یہ حوا فرد خواہشات نفسانی کا پیرو نہ ہوا اور خدا کی طرف اس کی رجوعات پوری پوری رہی اور کلمہ شہادت کی تیغ براں سے نفس امارہ کے زنار شرک کو کاٹ کر پھینک دیا اور کثرت ذکر لا الہ الا اللہ سے تزکیہ نفس حاصل کیا تو یہ درحقیقت نفس امارہ کا قتل کرنا ہے اور اس صورت میں اپنے واسطے حیات دائمی حاصل کرتا ہے جس کا بیان اوپر ہوا۔ اور اس کا نام جہاد اکبر ہے اور جو کہ لڑائی میں کافروں کے ہاتھوں سے ... مارے جاتے ہیں اس کا نام جہاد اصغر ہے غرض کہ حیات جاودانی و بقائے دوامی جہاد اصغر و جہاد اکبر ان ہی دو باتوں سے حاصل ہوتی ہے اور بغیر ان کے دوسرے طریق سے ممکن نہیں یہ شریعت و طریقت کا ایک نازک مسئلہ ہے جو بیان کیا گیا اور جو لطف کہ اشعار کے مضامین سے مترشح ہوتا ہے وہ اس کی شرح کرنے میں نہیں حاصل ہوتا یہ معانی ضرورتاً بغرض عام فہم ہونے کے لکھ دیئے گئے ۱۲ منہ (بقیہ نمبر ۴ و ۵ و ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

لہ۵۱ وہ نہ گر سنتے الخ - یعنی اگر مردے نہ سنتے ہوتے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کس واسطے جمعہ کے روز مزارات پر جاکر مومنین اموات کی طرف مخاطب ہو کر سلام فرمایا کرتے اور دعا مغفرت پڑھا کرتے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کیا العیاذ باللہ شریعت پتھر یا دیگر جمادات سے خطاب وسوال جواب کا کیا حکم دے اور شارع علیہ السلام ایسا عبث اور پتھر کی طرف خطاب کیسے سلام فرماتے یہ قطعی محال ہے اور جو انکار کرے وہ ضال ہے ۱۲ منہ ۵۲ مومنوں کو حق ہے الخ یعنی مومنین اموات کو ادراک و شعور ہونا حق ہے کہ جو ان کی قبر پر جاتا ہے اور سلام کرتا ہے وہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور جاننے والے کو پہچانتے ہیں [illegible] شخص تو ان مسلمانوں کو جو اپنی قبروں میں آرام کرتے ہیں مثل پتھر کے بتاتا ہے یہ اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے بلکہ اہل قبور صاحب ادراک و شعور رہیں کہ جو کوئی ان کے پاس آتا ہے اور سلام کرتا ہے تو وہ اس اپنی خواب راحت سے بیدار ہو کر اس طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جواب سلام دیتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق روحی ان کے بدنوں سے بالکل منقطع نہیں ہوتا ہے اور وہ جو قرآن مجید و فرقان حمید میں وارد ہے کہ انک لا تسمع الموتیٰ ترجمہ تو نہیں سنا سکتا مردوں کو کچھ نہیں سنا سکتا یا کہ وما انت بمسمع من فی القبور ترجمہ۔ تو اسے سنانے والا نہیں جو قبر میں ہے تو یہ نفی سمع بدن خاکی کے واسطے ہے کہ وہی مردہ ہے اور وہی غیر سامع ہے نہ کہ روح کہ اسکا دیکھنا سننا حق ہے یہ بدن خاکی کا مردہ ہونا بھی عوام کے بدنوں کے لئے ہے نہ کہ خواص کے لئے کہ انبیاء علیہم السلام انہیں اجسام سے ہمیشہ زندہ ہیں اور ان کی موت فقط ایک آن کے لئے وعدہ الٰہی پورا کرنے کیواسطے ہوتی ہے ان کے بدن مبارک اسی طرح سنتے ہیں جس طرح کہ عالم حیات میں سنتے تھے ان کے بعد خواص مومنین کا درجہ ہے جن کے بدن سلامت رہتے ہیں مثل شہدا و اولیا و علمائے اہل سنت کے کہ ان کا تعلق روحی ان کے بدنوں سے بہت زیادہ رہتا ہے بل احیاء ولکن لا تشعرون کے موافق [illegible] صالحین ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین اور عوام کے بدنوں کا نہ سننا بھی عام اور علی الدوام نہیں کہ ان کے بدن بھی جس وقت خدا چاہتا ہے تو سنتے ہیں کہ اسی آیت میں اس کے ساتھ ہی فرما دیا ہے کہ ان اللہ یسمع من یشاء یعنی اللہ برتر و قادر ان میں سے بھی سنا دیتا ہے جس کو چاہے بیت یہ بھی حق جب چاہے سنتے ہیں ندا۔ سچ ہے ان اللہ یسمع من یشا فقد بروا یا اہل القرآن ۱۲ منہ

اس پہ باطل ہی تواتر سے حدیث ‏ ‏ ہی فنائے روح تو قول خبیث

وہ نہ گر سنتے تو کیوں خیر الانام ‏ ‏ جمعہ کو اُن پر کیا کرتے سلام

کیا شریعت کا ہو پتھر سے خطاب ‏ ‏ یہ تو ہی بالکل محال ای مستطاب

مومنوں کو حق ہے ادراک و شعور ‏ ‏ مت سمجھنا کالحجر من فی القبور

اُن میں ہیں جو اولیائے کاملین ‏ ‏ اُن کو ہے ادراک زائد بالیقین

جمعہ کو اُن پر کیا کرنا سلام ‏ ‏ بعد اس کے فاتحہ پڑھنا مدام

یعنی پڑھنا پیشتر الحمد کو ‏ ‏ بعد ازاں یٰسین اور الہاک کو

گیارہ بار اخلاص پھر انپر پڑھیں ‏ ‏ کیونکہ وارد ہے یہی آثار میں

پڑھ کے یہ سب بخشیں اموات کو ‏ ‏ کر وسیلہ ذات بابرکات کو

اس کا ملتا ہی نہایت ہی ثواب ‏ ‏ تجھ کو اور مُردوں کو بیحد و حساب

کچھ چڑھانا قبر پر یا چومنا ‏ ‏ عرض کرنا گرد اس کے گھومنا

۵۳ ان میں ہیں جو اولیائے الخ - یعنی ان مومنین مرحومین میں جو لوگ کہ بڑے درجہ کے صالحین میں ہیں جیسے اولیائے کاملین علمائے متبعین و مجتہدین اہل سنت ان کے مراتب بہت اعلیٰ ہیں جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور ان کا تقرب روحی بہ نسبت عام مومنین کے بہت زیادہ ہے اور کیونکر نہ ہو کہ فضلنا بعضهم علی بعض ہر جگہ صادق ہے اور ان لوگوں کی حیات بھی قریب قریب یا مثل شہدا کی حیات کے ہے کہ اولیائے کاملین علمائے متبعین سنت کا اجتہاد و جہاد اکبر ہے حضرت نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ترجمہ یعنی میری امت کے علما جو کہ میرا اتباع کرتے ہیں اور دین کو پھیلاتے ہیں وہ مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں کہ جن کا کام راہ راست بتانا ہے کیا معنی کہ وہ علما ظاہراً باطناً اتباع سنت کرتے ہیں اور رضا لوجہ اللہ دین کی اشاعت کرتے ہیں خواہ وہ علم ظاہر ہو جیسے شریعت خواہ علم باطن جیسے طریقت اور خلق اللہ کو ہدایت کرتے ہیں تو ان کے مراتب انبیاء کے قریب قریب ہیں اور چونکہ انبیاء علیہم السلام [illegible]

[۵۱] اولیائے امت الخ۔ یعنی اولیائے امت وعلمائے اہل [illegible] جو کہ صاحب نسبت و معرفت ہیں وہ لوگ دوستان اللہ ہیں کہ ان کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہوتی ہے اور وسیلہ کی طلب اور جستجو کے واسطے خود قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ یعنی اللہ کی طرف تم لوگ وسیلہ ڈھونڈو جب ایسا ہے کہ وسیلے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے سچ کہا ہے وللّٰہ درّ من قال بیت ہمچو این قوم را اے مبتلا [illegible] حقیقت [illegible] از بلا ۱۲ منہ

[۵۲] کرو وسیلہ مصطفٰے الخ یعنی ہمارے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وذریاتہ [illegible] سے جوان مردو وسیلہ پکڑو کہ وہ وسیلہ بہت بڑا اور قوی ہے اللّٰھم آتِ محمدن الوسیلۃ ہاں اس برگزیدہ وسیلہ کے لئے ہی کوئی اور دوسرا وسیلہ ضرور درکار ہے تاکہ وہاں تک بھی تو رسائی ہو جائے واضح ہو کہ اس مصرعہ میں مومنین اور غیر مومنین سب کے لئے عام خطاب ہے کہ مومنین آپ کی محبت اور اتباع شریعت سے آپ کا وسیلہ ڈھونڈیں اور غیر مومنین آپ کی طرف گرویدہ ہو کر امت میں داخل ہوں کہ بغیر اس کے کوئی وسیلہ کام نہیں آسکتا ۱۲ منہ

| | |
|---|---|
| اولیائے[۵۱] اُمتِ خیر الوریٰ | وہ وسائل ہیں ترے پیشِ خدا |
| ہے توسل کی طلب قرآن میں | وابتغوا آیا ہے اسکی شان میں |
| ہو وسیلہ سے دعا جلدی قبول | کرو وسیلہ[۵۲] مصطفٰے کا ای فضول |
| ہے[۵۳] یہی قولِ شہِ عبد العزیز | دیکھ تفسیرِ عزیزی اے عزیز |
| ہاں ضرور اس بات کا رکھ امتیاز | بندہ بندہ ہے خدا ہے کارساز |
| جو عبادت خاص ہو اسکے لئے | دوسرا کب اسمیں ساجھی ہوسکے |
| جو عبادت میں شریک اُسکا کرے | بالیقیں مومن اُسے مشرک کہے |
| سجدہ کرنا قبر کو شرکِ جلی | سجدہ کے قابل تو ہے اللہ ہی |
| قبر[۵۴] کا چوکور کرنا منع ہے | اُس پہ گنبد کا بھی دھرنا منع ہے |
| کیونکہ فرماتے ہیں یہ شیرِ خدا | بو الحسن حضرت علیِ مرتضیٰ |
| مجھ سے فرمایا رسولِ پاک نے | احمدِ سرورشہ لولاک نے |

[۵۳] ہے یہی قول شہ الخ۔ یعنی یہ جو میں نے بیان کیا کہ نذر و نیاز جو بزرگوں کی کی جاتی ہے وہ عرفی ہے جو بغرض ایصال ثواب اُن بزرگوں کی کی جاتی ہے اور یہ ایک وسیلہ ہے بزرگوں سے استفادہ حاصل کرنے کا کہ وہ لوگ صاحب تصرف ہیں تو یہی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کا بھی قول ہے اور وہ تفسیر عزیزی پارہ عم سورہ انشقت میں موجود ہے کہ بعضے از خواص اولیاء اللہ را در ین حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی گردد۔ و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہا مے طلبند و مے یابند ۱۲ منہ

[۵۴] قبر کا چوکور کرنا الخ۔ یعنی مسلمان کی قبر کو چوکور و مربع بنانا یا اس پر عمارت و گنبد وغیرہ تعمیر کرنا منع ہے کہ خلاف سنت ہے اور صرف بیجا ہے اور حضرت نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر روانہ کرنے کے وقت مجھے ہدایت فرمائی کہ اے علی اگر تو کہیں تصویریں دیکھے تو فوراً ان کو مٹا دینا اور اگر کہیں قبر یا اونچی اونچی پر از عمارات عالیہ پائے تو ان کو گرا دینا اور پست کر دینا ۱۲ منہ

منع قصدِ زینت [illegible] ... بلند کر [illegible] ... مباح ہے [illegible] ... شان
تک [illegible] ... سنت [illegible] ... اور
[illegible] ... فائدہ [illegible] ... تعمیر میں کچھ مضائقہ نہیں ... جس طرح کہ انبیا علیہم السلام کے
مزارات طیبات پر عمارات موجود ہیں [illegible] ... فرق و ناصروری ہے اور نبی کی عظمت و جلالت
شان اس امر کی مقتضی تو [illegible] ... ان سے [illegible] ... سے مستفیض ہوں اور اُن کے
[illegible] ... واسطے ایمان و ایقان شگفتہ
ہوں علاوہ ازیں چونکہ انبیا علیہم السلام اپنی اپنی
قبروں میں [illegible] زندہ و برقرار ہیں لہٰذا
اُنہی کے واسطے عمارت کا ہونا کچھ مضائقہ نہیں گو کہ
[illegible] ان کو اس عمارت فانیہ کی مطلق حاجت نہیں
[illegible] کے واسطے تو جنت الفردوس کے محلات
عالیہ [illegible] آراستہ و پیراستہ ہیں لیکن اُن کے
حضور میں آنے جانے والے مہمانوں کے لئے اس
عمارت کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ آرام پائیں
اسی طرح خواص مومنین کہ جو واقعی انبیا علیہم السلام
کے نیابت کی پوری قابلیت رکھتے ہوں اُن کی قبروں
پر بھی عمارت کا ہونا مباح ہے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
شریف میں ہے قد اباح السلف البناء علی
قبور المشائخ والعلماء المشهورين ليزورهم
الناس ويستريحوا بالجلوس فيه۔ ترجمہ یعنی
بیشک سلف صالح نے اولیائے کرام و علمائے عظام
کے مزارات پر عمارات بنانا مباح رکھا ہے تاکہ لوگ
اُن کی زیارت کو حاضر ہوں اور وہاں بیٹھ کر راحت
پائیں ۱۲ منہ۔

| | |
|---|---|
| اے علیؓ تصویر گر دیکھے کہیں | تو مٹا دینا اُسے فوراً وہیں |
| یا اگر دیکھے کہیں قبریں بلند | پست کر دینا نہیں اے ہوشمند |
| منع قصدِ زینت و اسراف ہے | فائدہ ہو تو اباحت صاف ہے |
| جیسے قبرِ انبیا پر بے گماں | بہرِ نفعِ زائران و حاضراں |
| قبر کی اوپر کی جانب کی نمود | کہتے ہیں تعویذ جسکو سب ودود |
| مثلِ کوہانِ شتر ہو بے گزند | ہو نہ اک بالشت سے زائد بلند |
| قبر ماہی پشت ہونا چاہیے | خام ہو اندر سے گو پختہ بنے |

## زکوٰۃ کا بیان

| | |
|---|---|
| ہے زکوٰۃ اسلام کا رکنِ دوم | فرض قطعی اعتقادی جانو تم |
| جس جگہ قرآن میں ہے امرِ صلوٰۃ | اکثر اُسکے ساتھ ہی ذکرِ زکوٰۃ |

مثل کوہانِ شتر الخ یعنی قبر کا تعویذ کوہانِ شتر کی مانند اٹھا ہوا ہو کہ سنت ہے اور ایک
بالشت سے زائد اونچا نہ ہو۔ ۱۲ منہ ہے زکوٰۃ الخ یعنی زکوٰۃ اسلام کا رکن دوم یعنی دوسرا فرض ہے پہلا فرض نماز ہے اور دوسرا زکوٰۃ اور یہ فرض قطعی
ہے کہ جس میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ نہیں ہے اگر اس کے فرض ہونے میں ذرا بھی شک کریگا تو کافر ہو جائیگا ۱۲ منہ جس جگہ الخ یعنی قرآن مجید
میں جہاں کہیں نماز کے ادا کرنے کا حکم ہے اس کے ساتھ اکثر زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے جس طرح وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ترجمہ یعنی اے [illegible] نماز
قائم رکھو اور زکوٰۃ مال ادا کرو پس اسی طرح کہا ہے علما نے کہ بتیس جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر قرآن میں مذکور ہے جو دلیل ہے اوپر کمال اتصال ان دونوں
رکن کے ۱۲ منہ۔

[١٢] فرض ہے الخ۔ یعنی زکوٰۃ کا بیان صرف صاحب نصاب عاقل بالغ پر فرض ہے صاحب نصاب اُس کو کہتے ہیں کہ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا بقدر قیمت ان کے وہ مال جو بہ تجارت کی نیت سے خریدا ہو پس اس مال میں زکوٰۃ اُس وقت اُس پر فرض ہوتی ہے جبکہ یہ نصاب کی حاجت اصلی سے وہ مال فارغ ہو گیا یعنی کہ سال بھر کے کھانے پینے کے جملہ مصارف سے بچا ایک سال قمری اس پر گذر جائے۔ منہ ۱۲

[٥٢] قرض سے بھی۔ الخ۔ یعنی جس شخص کے پاس اس قدر مال بچ کر سال بھر گذر جائے اور اُس شخص پر کسی کا قرض نہ ہو تب زکوٰۃ دینا پڑے گی مال مقروض پر زکوٰۃ بقدر تعداد قرضہ خارج ہو جائیگی اگر مال اس سے زائد ہوگا تو باقی پر زکوٰۃ واجب ہوگی جبکہ وہ باقی بقدر نصاب ہو۔ ۱۲ منہ

[٥٣] مال نامی جس میں واجب ہے۔ الخ۔ یعنی یہاں واجب بہ معنی فرض کے ہے اکثر جگہ مسائل میں واجب لکھا جاتا ہے اور اس سے فرض مراد ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہے یعنی مال نامی جسمیں زکوٰۃ فرض ہے اُس کی تین قسمیں ہیں۔ نامی کے معنی بڑھنے والے کے ہیں یعنی جس مال میں بڑھنے کی قابلیت ہو۔ [illegible] قسم ہے [illegible] ہیں یعنی سونا اور چاندی خواہ مسکوک ہو خواہ غیر مسکوک۔ دوسرے وہ مال جو تجارت کی نیت سے خریدا ہے تیسرے جمیع اقسام مویشی پس ان تین میں سے سونے اور چاندی اور مویشی میں خواہ نیت تجارت کی ہو خواہ نہ ہو ہر طرح پر زکوٰۃ دینا فرض ہے اور باقی اموال میں نیت تجارت شرط ہے لہٰذا ان تینوں کے سوا جو مال کہ تجارت کی غرض سے خریدا ہوگا اُس پر زکوٰۃ سالانہ فرض ہے اور جو تجارت کے لئے نہ ہوگا اُس پر فرض نہیں ہے منہ ۱۲

فرضؔ ہے وہ اُس مسلماں پر جناب — جو ہو عاقل بالغ اور صاحب نصاب

حاجتِ اصلی سے فارغ ہو وہ مال — ہو وہ نامی اور گذرے اُس پہ سال

قرضؔ سے بھی پاک اے نیک پے — پس زکوٰۃ اُس وقت اُس پہ فرض ہے

مالؔ نامی جسمیں نامی ہے زکوٰۃ — تین قسمیں اُس کی ہیں اے نیک ذات

پہلے دو ہیں نقد یعنی سیم و زر — اور دوم مالِ تجارت سر بسر

اور مویشیؔ ہیں سوم جو سال میں — بیشتر دن چھوٹے جنگل میں چریں

[illegible] اکثر [illegible] — [illegible]

پس ہو ساڑھے سات تولے بیگہ زر — یا ہو چاندی ساڑھے باون تولے گر

ہے یہ دونوں کا نصاب اے نیک ذات — دیکھو چالیسواں حصہ زکوٰۃ

ایک رتی بھی اگر کم اس سے ہو — پس نہیں واجب زکوٰۃ اے نیک خو

پھرؔ جو اس پر پانچواں حصہ بڑھے — اسکا بھی چالیسواں دینا پڑے

[٥٤] اور مویشی۔ الخ۔ یعنی وہ مویشی جو سال کے اکثر حصہ میں جنگل میں چریں اور اگر سال کا اکثر حصہ انھیں [illegible] کر کھلانا ہے تو ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی گو وہ کتنے ہی ہوں اور ان سب کی زکوٰۃ کا بیان آگے ہے ۱۲ منہ [٥٥] پھر جو۔ الخ یعنی جبکہ ساڑھے [illegible] تولہ چاندی پر ساڑھے دس تولہ چاندی اور زیادہ ہو جائے یا ساڑھے سات تولہ سونے پر ڈیڑھ تولہ سونا اور [illegible] پانچواں حصہ اُس [illegible] تو [illegible] حصہ پر بھی زکوٰۃ دینا ہوگی اُس کا چالیسواں حصہ۔ ۱۲

| | |
|---|---|
| پانچویں حصے سے کم پر کچھ نہیں | سن تجارت کی زکوٰۃ اب بالیقین |
| ہو تجارت[51] کی نیت سے مال اگر | پہنچے قیمت جب نصابِ نقد پر |
| نقد سے قیمت کا اُس کے کر حساب | دیکھو چالیسواں حصہ نصاب |
| ہے مویشی میں زکوٰۃ اس طور پر | پاس جنکے پانچ ہوں اونٹ اگر |
| سال بھر کے بعد پانچوں اونٹ میں | ایک بکری[52] پوری اُنکے بدلے دیں |
| دس[53] میں دو اور پندرہ میں تین دیں | چار بکری دیجئے بیس اونٹ میں |
| جبکہ ہوں[54] پچیس اونٹ اے حق طلب | دیں وہ اُنٹنی سال بھر کی ایک تب |
| پہنچے تعداد اُن کی جب چھتیس کو | دو برس کی اُنٹنی واجب اُسمیں ہو |
| دیں چھیالیس اونٹ پر اے خوش خصال | عمر جس اُنٹنی کی ہو بس تین سال |
| بعد ازیں اکسٹھ میں جا کر پھر ضرور | چار سالہ مادہ دیں وہ بے قصور |
| جب چھہتر اونٹ ہو جائیں کبھی | دیں وہ تب دو اُنٹنیاں دو سال کی |

۵۱ مال تجارت کی زکوٰۃ۔ یعنی تجارت کی نیت سے جو مال خریدا ہو تو ایک سال گذر جانے کے بعد اس مال کی قیمت نقد کے حساب سے لگائی جائیگی۔ جس وقت بازار کے بھاؤ سے جس قیمت کا مال ہو اُس کی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا ہوگا مثلاً اگر وہاں سو روپیہ کا قرار دیا گیا تو ڈھائی روپیہ زکوٰۃ میں دینا ہوں گے ۵۲ بکری پوری یعنی وہ بکری جو سال بھر سے کم نہ ہو پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ میں دی جائیگی کیونکہ ایک سال کی بکری پوری ہوتی ہے اور یہی ایک بکری پانچ سے لیکر نو اونٹوں تک دی جائیگی ۵۳ دس میں الخ یعنی پھر دس اونٹوں سے چودہ تک دو بکریاں اور پندرہ سے انیس تک تین بکریاں اور بیس اونٹوں سے چوبیس تک چار بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں جبکہ اونٹ چوبیس سے متجاوز ہوجائیں ۵۴ یعنی جبکہ پچیس اونٹ ہوں تو ایک اونٹنی ایک سال کی زکوٰۃ میں دی جائے اور اب بکریاں نہ دی جائیں واضح ہو کہ اُنٹنی پر وزن کشتی مادہ شتر سے مطلب ہے اور اس کو بواؤ معدولہ و نون غنہ اوٹنی بھی لکھتے ہیں لیکن تلفظ دونوں کا باظہار نون اوّل و بلا اظہار یکساں ہے اور اُسکو بواؤ معروف بھی پڑھنا درست ہے۔ ہمارے بوات و اس کے گرد و پیش میاں دوآب میں اور لکھنؤ خاص اور اس کے اطراف میں اس کو بواؤ معدولہ بولتے ہیں اور اسی کو فصیح جانتے ہیں اور اساتذہ کے محاورے میں بھی داخل ہے بلکہ اساتذہ لکھنؤ نے تو اس کی تحریر میں سے واؤ و نون اوّل کو بالکل اڑا دیا ہے تاکہ دوسرے تلفظ کا شبہ بھی نہو مگر دہلی اور بریلی اور ان کے اطراف میں اس کو بواؤ معروف بولتے ہیں اور اسی طرح لکھتے ہیں لہٰذا ہم نے ہر محاورے کا لحاظ کرکے دونوں طرح اس کو لکھا ہے یعنی کہ ایک مصرع ایک محاورے کے موافق۔ تاکہ ہر ایک جگہ کے اہل زبان اپنے اپنے محاورے کے مطابق اسکو پڑھیں اور حظ اٹھائیں۔ ۱۲ منہ

۵۰ جس جگہ الخ۔ یعنی جو تعداد مویشی کی اسقدر ہو جس میں دونوں عدد تیس اور چالیس کے پورے تقسیم ہوتے ہوں تو اُس جگہ زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ خواہ تیس تیس کے حساب سے یک سالہ راسیں زکوٰۃ میں دیں خواہ چالیس چالیس کے حساب سے دو سالہ راسیں ادا کریں اگر ایک سالہ دیں گے تو زائد راسیں دیجائیں گی اور دو سالہ دیں گے تو گنتی میں کم دینا پڑیں گی مثلاً ایک سو بیس میں خواہ چار راسیں یک سالہ تیس کی تقسیم کے حساب سے دیویں خواہ تین راسیں دو دو سالہ چالیس کی تقسیم کی رو سے ادا کریں اور دو سو چالیس کی تعداد میں اُسی حساب سے آٹھ راسیں یک یک سالہ ایسے راسیں دو دو سالہ دیں یا چار راسیں ایک ایک سال کی اور تین دو دو سال کی دیں یہ اُن کو اختیار ہے کیونکہ یہ تعداد ہر دو عدد مذکور پر پوری پوری تقسیم ہو جاتی ہے اور اگر وہ صورت اختیار کرے جسمیں فقراء کو زیادہ فائدہ پہنچے نوبت افضل ہے۔ منہ ۱۲ ۵۱ بکریاں چالیس الخ۔ یعنی بھیڑ بکری یہ سب ایک ہی باب میں داخل ہیں اور ان کا نصاب زکوٰۃ چالیس عدد ہے پس جس وقت کہ چالیس عدد بکری یا بھیڑیں یہ دنبے ہو جائیں تو اس وقت ایک ایک راس ان کے بدلے زکوٰۃ میں نکالیں کہ جس کی عمر سال بھر سے کم نہ ہو اور اگر دُنبہ خوب فربہ شش ماہا کچھ زائد کا ہو تو وہ بھی درست ہے بشرطیکہ سال بھر کے دنبوں میں ملکر دور سے تمیز میں نہ آتا ہو جیسا کہ قربانی میں حکم ہے منہ ۱۲ ۵۲ ایک سو اکیس میں الخ۔ یعنی چالیس سے لیکر ایک سو بیس بکریوں تک ایک ہی زکوٰۃ میں دیجائے گی مگر جبکہ ایک سو اکیس بکریاں بھیڑیں ہو جائیں تو اُس وقت دو بکریاں زکوٰۃ میں دینا واجب ہیں پورے دو سو بکریوں تک اور جب دو سو بکریوں سے زائد ہوں مثلاً دو سو ایک بکری یا دو سو دو خواہ اور زیادہ اُس وقت تین بکریاں زکوٰۃ میں ادا کی جائیں۔ منہ ۱۲ ۵۳ تین سو تا نوے الخ یعنی دو سو ایک بکری سے لیکر تین سو تا نوے بکریوں کی تعداد تک تین ہی بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی ولیکن جبکہ پوری چار سو بکریاں ہو جائیں گی تو اُس وقت چار عدد راس بکری زکوٰۃ میں واجب ہوں گی اس کے بعد پھر ہر سیکڑے میں ایک ایک بکری بڑھتی چلی جاوے گی مثلاً پانسو بکریوں میں پانچ بکریاں اور چھ سو میں چھ وعلی ہذا الی غیر النہایۃ ۵۴ اور نہیں گھوڑوں میں الخ۔ یعنی گھوڑوں کی زکوٰۃ میں نصاب معین نہیں ہے اور نہ سوائم کیطرح عام گھوڑوں یا خچروں یا گدہوں میں زکوٰۃ واجب ہے بلکہ انمیں سے جو خیل کہ تجارت کی غرض سے ہوں اُن میں فی راس ایک دینار یا دس درم سالانہ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ منہ ۱۲ ۵۵ چارپائے جب یہ جنگل میں الخ۔ یعنی اونٹ گائے بھینس و بھیڑ و بکری و دُنبے وغیرہ جو سوائم میں داخل ہیں اگر یہ مویشی جنگل میں چر کر پرورش پاتی ہوں گی تو اُس وقت اُن میں زکوٰۃ واجب الادا ٹھہرے گی اور اگر یہ جنگل نہ چرتے ہوں بلکہ مالکان اُن کو باندھ کر چارہ گھاس مول لیکر کھلاتے ہوں تو اس صورت میں زکوٰۃ انمیں واجب نہیں ہے اور اگر سال میں کچھ دنوں یہ چارپائے جنگل میں چرتے ہوں اور کچھ دنوں باندھ کر چارہ گھاس دئے جاتے ہوں تو اس وقت اکثر سال کا اعتبار ہوگا یعنی اگر سال کے اکثر حصہ میں وہ جنگل میں چرتے ہوں گے اور تھوڑے دنوں گھر پر چارہ گھاس پاتے ہوں گے تو زکوٰۃ اُن میں واجب ہوگی اور اگر اکثر حصہ سال میں بندھ کر چارہ گھاس کھاتے ہوں اور تھوڑے دنوں جنگل میں چرتے ہوں تو زکوٰۃ اُن میں واجب نہ ہوگی۔ منہ ۱۲ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

تیس میں یک سالہ دینا اے ذکی
اور دسے چالیس میں دو سال کی

جس جگہ ہر دو عدد پورے بٹیں
اسجگہ مختار ہے تو دونوں میں

بکریاں چالیس ہوں جب ایک دے
بھیڑ۔ بکری۔ دُنبہ سب ہیں ایک سے

ایک سو اکیس میں دو بکریاں
پھر ہیں دو سو ایک پر تین ای جواں

تین سو تا نوے تک تین لیک
چار سو میں چار۔ پھر ہر سو میں ایک

اور نہیں گھوڑوں میں کچھ حد نصاب
دیجئے اک دینار فی گھوڑا شتاب

چارپائے جب یہ جنگل میں چریں
تب زکوٰۃ اُن کی ادا مالک کریں

اور جو کھاتے ہوں یہ چارا مول کا
کچھ زکوٰۃ ان میں نہیں ہوگی ادا

کھیت میں پیدا ہو جو کچھ جب کبھی
دسواں حصہ ہے زکوٰۃ اس شی میں بھی

سال کا اسمیں گذرنا کچھ نہیں
اسمیں واجب ہے بفوراً ای پاک دیں

ہو بھرائی کھیت کی گر ڈول سے
یا اُسے پانی دیا ہو مول سے

بیسواں حصہ ہی پس اُسکی زکوٰۃ[51] ۔ ناج ہو یا شہد ہو یا میوہ جات

گھاس[52] میں لکڑی میں کچھ صدقہ نہیں ۔ بے حقیقت ہیں یہ چیزیں بالیقیں

ہے معافی[53] کی زمینوں میں زکوٰۃ ۔ اور خراجی میں نہیں ای نیکذات

گر کوئی پائے دفینہ ای جوان ۔ ہو خزانہ یا کسی شی کی ہو کان

زر پہ ہو[54] اسلام کا سکہ اگر ۔ پس وہ لقطہ ہی - وگرنہ کان و زر

پانچ حصے سب کے تم کرنا سدا ۔ ایک ہے بہرِ خدا و مستحقا

چار حصے اُسکے ہیں ای پاکدین ۔ ملک میں جس شخص کے ہو وہ زمین

ار زمیں کا ہو نہ مالک گر کوئی ۔ پانیوالے کو ملیں گے ما بقی

## مصرفِ زکوٰۃ کا بیان

جو زکوٰۃ[55] و صدقہ واجب ہیں دے ۔ وہ مستحق اُن کا حق ہے ذیل کے

---

۵۱ بیسواں حصہ ہے الخ - یعنی ایسے کھیت کی زکوٰۃ بیسواں حصہ ہوتی ہے کیونکہ اس میں مالک کا خرچ زیادہ پڑتا ہے جیسا کہ ابھی اوپر مفصل بیان کر دیا گیا ہے اور پیداوار خواہ غلہ کا ہو خواہ پھلوں کا خواہ میوہ جات وترکاریوں کا خواہ شہد کا یا کسی اور چیز کا کچھ ہی کیوں نہ ہو زکوٰۃ ہر چیز میں اسی حساب سے واجب ہوگی اور شہد میں اگرچہ پانی وغیرہ کے دینے کا کچھ کام نہیں ہے کیونکہ وہ تو شیرۂ لعاب مگس ہے ولیکن اگر وہ بھی جس قسم کے کھیت کے درخت میں یا دیوار میں یا کنوئیں میں یا فالیز میں سے برآمد ہوگا اسی قسم کے کھیت کی پیداوار کی زکوٰۃ کا حصہ شہد میں بھی واجب ہوگا - واضح ہو کہ عرب میں اکثر شہد کی مکھیاں پالی جاتی ہیں اور ان کے ذریعہ سے شہد کثرت سے پیدا کیا جاتا ہے اور نفع کثیر اس سے حاصل ہوتا ہے بایں وجہ شہد میں بھی زکوٰۃ واجب کی گئی ہے - منہ ۱۲ - ۵۲ گھاس میں - یعنی محض گھاس یا لکڑی کی پیداوار میں کچھ زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ چیزیں خودرو ہیں - ہاں اگر مالک ان کی حفاظت کرے اور دوسرے کو ان میں دست اندازی سے مانع رکھ کر اسے بیع کرے جیسے ٹال یا پولے بیچنے والے کرتے ہیں تو اس پر بھی زکوٰۃ ہوگی جس طرح شہد پر ہوتی ہے ۱۲ منہ ۵۳ ہے معافی کی الخ یعنی زکوٰۃ کے واجب ہونے میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ زمین معافی کی ہو یعنی کہ خراجی نہ ہو جسے حاکم مجاز نے فتح کرکے اس پر نقدی یا بٹائی کا خراج مقرر کیا ہو - یہ زمین خراجی ہی اگرچہ ایسی زمین کو کوئی مسلمان ہی کسی غیر سے کیوں نہ خریدلے اور جو زمین مسلمان کی ہے - یا بیت المال کی ہے اور بادشاہ نے اُسے جاگیر دی ہے اور اس پر کوئی خراج بھی مقرر نہیں کیا ہے یا کسی نے افتادہ زمین غیر مملوکہ آباد کی ہے اور اس پر حاکم وقت سے کچھ محصول مقرر نہیں ہوا ہے تو وہ زمین معافی ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہے ۱۲ منہ ۵۴ زر پہ ہو - الخ - یعنی اگر کسی کو کہیں دفینہ یا خزانہ گڑا ہوا ملے اور اس پر اسلام کا سکہ پایا جاوے تو اس دفینہ کا حکم لقطہ ہے یعنی پڑی ہوئی چیز کہ پائی جائے اس کا جو حکم ہے کہ اس کا اعلان کرے یہاں تک کہ اس کے مالک کا پتا چلے - پھر اگر پتا چلنے کی امید نہ رہے تو اسے فقرائے مسلمین کو دیدے یا بحکم حاکم اسلام کسی مسجد وغیرہ دینی کام میں صرف کرے - اس کے بعد اگر وہ مالک ظاہر ہو اور وہ اس کے اس تصدق کو جائز رکھے تو بہتر ورنہ اس کا تاوان اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس دفینہ پر اسلام کا سکہ نہ ہو غیر کا سکہ ہو یا بغیر سکے کے ہو یا کسی چیز کی کان ہو تو اس چیز کے پانچ حصے مساوی کیے جاویں گے اور ان میں سے پانچواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہوگا اور چار حصے باقی کے مالک زمین کو دیے جائیں گے اگر پانے والا مالک زمین نہیں ہے کوئی غیر شخص ہے تو اس کو کچھ نہیں ملے گا - چاروں حصے مالک زمین کی ملک ٹھہریں گے ہاں مالک زمین کو اختیار ہے کہ بطور بخشش اس پانے والے کو کچھ دیدے یہ شرعی مسئلہ ہے قانونی مسئلہ اس کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ پانے والے کو چاہیے کہ اس کی اطلاع فوراً کچہری میں کرے پھر گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جس قدر اس میں سے مناسب سمجھے پانے والے کو دے اور جس قدر چاہے خود لے اور جس قدر چاہے مالک زمین کو دے اگر دفینہ کا اخفا کیا جائیگا تو پانے والے پر جرم فوجداری عائد ہوگا فقط منہ - دیگر یہ کہ اگر زمین کوہستانی یا ریگستانی ایسی ہو (بقیہ نوٹ نمبر ۵۴ وہ ضمیمہ میں دیکھیں)

[51] اور ہیں چوتھے - الخ یعنی چوتھے مصرف میں وہ لوگ ہیں جو کہ راہ خدا میں چلنے اور کوشش کرنے سے بسبب نہ رہنے خرچ عاجز آگئے ہوں اور رک رہے ہوں ان میں سے ایک غازی و مجاہد ہے کہ جو جہاد کرنے کے لئے گھر سے نکلا ہو اور دوسرا حاجی ہے جو فرض حج ادا کرنے کے واسطے جاتا ہو اور تیسرا طالب علم دین ہے پس ان تینوں کی زکوٰۃ کے مال سے اعانت کرنا بہتر ہے مصارف زکوٰۃ سے اور جو طالب دنیا کے علم کا ہو جیسے انگریزی یا فلسفہ وغیرہ کا تو اس کو مصرف زکوٰۃ سے دینا ہرگز درست نہیں۔ منہ ۱۲ [52] پھر مسافر کو الخ۔ یعنی جو مسافر کہ سفر میں اس کے پاس خرچ نہ رہا ہو کہ جس سے اپنے گھر تک پہنچ سکے اگرچہ اس کے گھر بہت مال و اسباب موجود ہو تو ایسی صورت میں اس مسافر کو بھی زکوٰۃ دینا درست ہے۔ واضح ہو کہ مصارف زکوٰۃ کے سات ہیں منجملہ ان کے پانچ تو مؤلف نے بیان کر دیے دو باقی رہے ان میں ایک تو عامل ہو دوسرا مکاتب سو وہ اس لئے بیان نہیں کئے کہ ہندوستان میں ان کا وجود نہیں ہے لہذا ان کے بیان کی ضرورت نہیں ہے جو پانچ مصارف کہ لکھے گئے ہیں یہاں ہیں۔ منہ ۱۲ [53] مت بنی ہاشم کو زکوٰۃ کا دینا اگرچہ وہ حاجتمند ہوں درست نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بنی ہاشم بسبب قرابت قریبۂ رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاک و معزز و شریف القوم ہیں اور مال صدقہ میلا و کچیلا ہے لہذا ان کے مناسب حال نہیں ہے اور نیز بنی ہاشم کے غلام باندیوں کو بھی یہ مال زکوٰۃ درست نہیں ہے اسی طرح جو اغنیا ہوں یعنی مالدار لوگ اور ان کے نابالغ بچے ہوں ان کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں یا ان ہر دونوں کے غلاموں کو بھی یعنی مالداروں کے اور بنی ہاشم کے غلاموں کو جائز نہیں ۱۲ منہ [54] ہے زکوٰۃ الخ یعنی بنی ہاشم کو جن کا ذکر ہو چکا ہے اور مالدار آدمیوں کو اور ان مالدار مردوں کے نابالغ بچوں کو اور بنی ہاشم کے اور مالدار مرد عورتوں کے غلام باندیوں کو اور اگر زکوٰۃ دینے والا مرد ہے تو وہ اپنی عورت کو اور اگر عورت ہے تو وہ اپنے مرد کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی اور نیز اپنے اصول یا فروع میں یا غلام باندیوں میں کسی کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ منہ ۱۲

| | |
|---|---|
| اک فقیر اور دوسرا مسکیں گدا | تیسرا جو قرض میں ہو مبتلا |
| قرض سے زائد نہ رکھتا ہو نصاب | پس اسے دیں اس پہ ہو جتنا حساب |
| اور ہیں[51] چوتھے راہ حق کے عاجزین | غازی و حاجی طالب علم دین |
| [52]پھر مسافر کو بھی دینا ہے روا | جو سفر میں ہو غریب و بے نوا |
| یعنی جو پردیس میں بے مال ہے | گرچہ گھر پر اپنے مالا مال ہے |
| مت بنا مسجد زکوٰتی مال سے | مت کفن یا قرض میت اس سے دے |
| [53]مت بنی ہاشم کو دے اے نیکذات | وہ ہیں پاک اور میل ہے مال زکوٰۃ |
| اغنیا اور ان کے نابالغ پسر | یا غلام ان دونوں کے ہوں بے خبر |
| زن کو شو یا شو کو زن یا اصل و فرع | اپنے یا انکے غلام اے اہل شرع |
| [54]ہے زکوٰۃ ان سب کو دینا نادرست | انکو لینا بھی ہے اس کا نادرست |
| [55]جس نے اس مصرف میں کچھ دیدی زکوٰۃ | پھر دوبارہ اور دے وہ نیکذات |

[55] جس نے اس مصرف میں - الخ - یعنی اگر کسی زکوٰۃ دہندہ نے غلطی سے ان لوگوں کو زکوٰۃ دیدی تو اس کو چاہئے کہ اس کو آسانی سے ان سے واپس لیکر اور لوگوں کو زکوٰۃ دے اور اگر واپس نہ ہو سکے تو پھر دوبارہ زکوٰۃ اپنے پاس سے مستحقین کو اور دے ورنہ زکوٰۃ کے فرض سے سبکدوش نہ ہوگا منہ ۱۲

۵۱ وہ غنی ہے - الخ - یعنی غنی جس کو کہ زکوٰۃ کا دینا منع کیا گیا ہے وہ اُس کو کہتے ہیں کہ جو خود صاحب نصاب ہو کیا معنی کہ اسقدر مال رکھتا ہو کہ جس پر صدقہ واجب ادا کرنا واجب ہو جس کی تعداد سکہ مروجہ سے چھپن روپئے چہرہ دار یا تعداد اُس کے سونا یا زیور وغیرہ ہوتا ہے اُس کو زکوٰۃ دینا اور لینا دونوں حرام ہے ورنہ جس کے پاس اسقدر مال نہ ہو کیا معنی کہ صاحب نصاب نہ ہو اُس کو فقیر کہتے ہیں اور جس کے پاس اسباب کچھ بھی نہ ہو وہ مسکین کہلاتا ہے پس یہ دونوں اگر کسی مالدار کے غلام باندی نہ ہوں یا بنی ہاشم یا اُن کے غلام باندی نہ ہوں تو ایسوں کو زکوٰۃ لینا دینا دونوں درست ہیں ۱۲ منہ

۵۲ فرض ہیں - الخ - ارکان خمسہ میں سے ایک رکن اسلام ماہ رمضان المبارک کے روزے ہیں کہ وہ ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہیں بشرطیکہ ۱۲ منہ

۵۳ عاقل و بالغ مقیم - الخ - یعنی ماہ رمضان کے روزے ہر مرد و عورت پر اُس وقت فرض ہیں جبکہ وہ عاقل اور بالغ ہوں اور نیز ایسے تندرست بھی ہوں کہ جو روزے کو رکھ سکیں اور اُس کے رکھنے سے اُن کو زیادہ تکلیف نہ ہو یا کسی معمولی بیماری کے بڑھنے کا گمان غالب نہ ہو - ۱۲ منہ -

۵۴ کھانا پینا ترک کرنا - الخ یعنی کھانا پینا خواہ بطور غذا کے ہو یا بطور دوا کے سب سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اسی طرح پانی یا شربت وغیرہ یا حقہ و سگریٹ وغیرہ کے پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے غرض کہ اکل و شرب میں سے کوئی بھی چیز کیوں نہ ہو اُن سب سے اور نیز مرد و عورت یا مرد و مرد کے باہم جماع کرنے سے طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک پرہیز کرنا اور بندر رہنا اسی کا نام روزہ ہے اور اسی کو صوم کہتے ہیں - اور کھانے پینے سے مراد کسی شے کا باہر سے بدن کے اندر داخل ہونا ہے اسی طرح کہ باہر سے اُس کا علاقہ منقطع ہو جائے اور اندر بدن سے مراد دماغ اور پیٹ اور رحم یعنی عورت کا بچہ دان ہے جس کے راستے معین ہیں پس ان میں سے کسی ایک کے جوف میں جو چیز باہر سے پہنچے خواہ وہ عادتاً پہنچائی جائے جیسے کھانا پینا یا دوا یا پچکاری وغیرہ یا اُس کا پہنچانا عادتاً نہ ہو بلکہ اتفاقاً ہو جیسے کنکری یا کاغذ کا ٹکڑا نگل لینا اور ان چیزوں کا پہنچنا خواہ مقررہ راستوں سے ہو جیسے حلق یا دبر یا ناک و کان وغیرہ خواہ غیر مقررہ جگہ سے ہو جیسے کسی نے کسی کے پیٹ یا دماغ میں نیزہ مارا اور اُس کی انی اندر ٹوٹ کر رہ گئی تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہتا ہے - بشرطیکہ اُس شے داخل شدہ کا علاقہ باہر سے منقطع ہو جائے مثلاً ڈورے میں بوٹی باندھ کر کسی نے نگل لی اور پھر باہر نکال لی تو اس صورت میں روزہ نہ جائیگا فقط - ۱۲ - منہ -

| | |
|---|---|
| وہ غنی ہے جو کہ ہو اہلِ نصاب[۵۱] | ہے فقیر ایسا نہو جو لے جناب |
| کہتے ہیں مسکین اُس کو اے عزیز | پاس جس کے کچھ نہو اور کوئی چیز |

## رمضان کا بیان

| | |
|---|---|
| فرض ہیں[۵۲] رمضان کے روزے تمام | ہر مسلماں مرد و عورت پر مدام |
| عاقل و بالغ[۵۳] مقیم اور ہو صحیح | جبکو روزے سے نہو ایذا قبیح |
| کھانا پینا[۵۴] ترک کرنا اور جماع | ہے اسی کا نام روزہ ای شجاع |
| اجر ہے روزہ کا بیحد و شمار | ہے یہ ارشاد رسولِ کردگار |
| یعنی فرمایا رسول اللہ نے | مجھ سے فرمایا ہی یہ اللہ نے |
| جو کوئی روزہ رکھے میرے لئے | پس جزا بھی میں ہی ہوں اُسکے لئے |
| اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا ثواب | اب تو اعدا اُسکے سُن لُبِ لباب |

شرط[51] ہے رمضان میں بے ریب و شک ۔۔۔ شب سے نیت ختم وقت چاشت تک

پر قضا اور روزۂ کفارہ میں ۔۔۔ رات ہی میں شرط ہے نیت کریں

شرط[52] ہے عورت کو اے صاحب قیاس ۔۔۔ ہو نہ جاری اُسکو کچھ حیض و نفاس

حاملہ[53] عورت اگر ہو اے تقی ۔۔۔ یا پلائے دودھ بچہ کو کوئی

گر ضرر دیکھے نہ رکھے وہ ضرور ۔۔۔ ورنہ رکھنا فرض ہے اُسے بے شک ہو

جو بڑھاپے[54] سے نہ روزہ رکھہ سکے ۔۔۔ دے وہ صدقہ بالعوض ہر ایک کے

فرض ہے روزہ ۔ اگر بیمار کو ۔۔۔ اُسکے رکھنے سے کچھ اندیشہ ہو

اور مُسافر کو ہے مطلق اختیار ۔۔۔ رکھے تو ہے اجر اُس کا بے شمار

اور نہ رکھے تو بھی جائز ہے اُسے ۔۔۔ بعد اُسکے پھر قضا اس کی کرے

روزہ رکھنے میں اگر ہو خوفِ جان ۔۔۔ جب تو ہے افطار واجب بیگمان

عذر[55] جب جاتا رہے انسان کا ۔۔۔ فرض ہے رمضان کے روزوں کی قضا

[51] شرط ہے ۔ الخ ۔ یعنی رمضان المبارک کے فرض روزوں میں پہلی شرط یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد سے دوسرے دن کے نصف النہار شرعی تک، نیت روزے کی کرے اگر جب تک کچھ کہایا پیا نہ ہو تب روزہ دار کا روزہ فرض ثابت ہوگا اگر وقت چاشت ختم ہونے کے بعد نیت کریگا تو روزہ نہیں ہوگا اور بجائے اُس کے بعد رمضان کے اور روزہ قضا رکہنا پڑے گا اور ان کے سوا قضا و کفاروں کے روزوں کے واسطے رات سے نیت کرنا شرط ہے اگر قضا و کفارہ میں صبح صادق ہو جانے کے بعد روزہ کی نیت کرے گا تو وہ روزہ نہ ہوگا اور نفل روزہ میں بہی شب سے لیکر ختم چاشت تک نیت کرنا درست ہے ۔ منہ ۱۲

[52] شرط ہے عورت کو ۔ الخ ۔ یعنی دوسری شرط روزہ رکہنے کے واسطے عورت کا حیض و نفاس سے پاک و طاہر ہونا ہے جب تک کہ عورت حیض و نفاس سے پاک نہ ہوگی اُس وقت تک روزہ اُس کا نہ ہوگا اگر روزہ میں اُس کو یکایک حیض آجائیگا تو روزہ اُس کا ٹوٹ جائیگا اور اُس کی قضا رکہنا پڑے گی ۔ منہ ۔ ۱۲

[53] حاملہ ۔ الخ ۔ یعنی جو عورت حاملہ ہو یا جو عورت بچہ کو دودہ پلاتی ہو اُن کو روزہ رکہنے میں اگر کچھ حرج و ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ فرض ہے رکہیں اور اگر کسی قسم کے ضرر کا اندیشہ ہو خواہ اپنے لئے خواہ بچہ کے لئے تو روزہ ہرگز نہ رکہیں اور بعد جاتے رہے عذر کے فرضی روزوں کی قضا کریں ۔ ۱۲ ۔ منہ

[54] جو بڑھاپے سے ۔ الخ ۔ یعنی جو بوڑہا کہ بہت ضعیف و کمزور ہو اور روزہ رکہنے کی اُس میں قوت نہو اور اتنی عمر کو پہنچ گیا ہو کہ آیندہ روزے کی طاقت آنے کی امید نہ ہو تو وہ روزہ نہ رکہے اس کو روزہ معاف ہے ہاں اگر وہ صاحب استطاعت ہو تو ہر روزہ کے عوض صدقہ دے جو صدقہ فطر کے برابر ہو یعنی نصف صاع گندم یا ایک صاع جو ۔ منہ ۱۲

[55] عذر جاتا رہے ۔ الخ ۔ یعنی جب آدمی کا عذر جاتا رہے تو اُس وقت روزہ کی قضا رکہنی فرض ہے ۔ مثلاً بیمار جب اچھا ہو جائے یا ماں بچہ کو دودہ پلا چکے تو اُس وقت روزہ کی قضا واجب ہے منہ ۱۲ ۔

۵۱ جب کوئی رمضان میں۔ الخ۔ یعنی جب کوئی رمضان میں فرض روزہ رکھہ کر بے عذر غذا یا دوا یا جماع سے بالقصد دیدہ و دانستہ توڑ دے اور مُسافر یا مریض نہ ہو اور اُس روزہ کی نیت رات سے کر چکا ہو اور توڑنا کسی عذر یا مجبوری سے نہ ہو اور نیز عورت کو اُس دن غروب آفتاب سے پہلے حیض یا نفاس نہ آجائے نہ مرد یا عورت کو غروب سے پہلے کوئی ایسا مرض پیدا ہو جسمیں روزہ نہ رکھنے کی شرعًا اجازت ہو تو ان شرائط کے ساتھہ اُس کو روزہ توڑنا کامل جرم ہے ایسی صورت میں اُسے کفارہ بھرنا پڑے گا اور اگر ان شرطوں میں سے ایک بھی کم ہوگی تو صرف قضا آسے گی کفارہ نہ ہوگا اور کفارہ کا بیان اگلے شعر میں ہے ۱۲۔منہ ۵۲ یعنی اُس روزہ الخ۔ یعنی کفارہ اس کو کہتے ہیں کہ وہ شخص اول تو روزہ کی قضا رکھے اس کے بعد ایک لونڈی یا غلام آزاد کرے یا ساٹھہ روزے پے درپے کہ اُن کے بیچ میں کوئی روزہ کسی طرح پر ترک نہ ہونے پائے رکھے اور اگر اُن کے بیچ میں کوئی روزہ چھوٹ جائیگا تو وہاں تک کے سب روزے بیکار ہو جائیں گے اور پھر اُن روزوں کو از سر نو شروع کرنا پڑے گا اور جو اسپر قادر نہ ہو وہ ساٹھہ مسکین مسلمانوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلائے اُس وقت کفارہ پورا ہوگا۔ منہ ۵۳ ہے اسی کا نام کفارہ۔ الخ یعنی انہیں تین باتوں کا نام کفارہ ہے جن کا بیان کیا گیا کہ ایک بردہ آزاد کر دے یا ساٹھہ روزے پے درپے رکھے یا ساٹھہ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور یہ صرف رمضان کے روزے توڑنے میں ہی فرض ہے اور کسی روزہ توڑنے میں کفارہ نہیں آتا اُس کی صرف قضا ہی واجب ہوتی ہے۔ منہ ۵۴ بھول کر روزے میں الخ یعنی اگر کوئی روزہ دار بھول جائے اور بھول کر دن میں کچھ کھانا کھا لے یا پانی وغیرہ پی لے تو اس سے روزہ میں کچھ نقصان و ضرر پیدا نہیں ہوتا اور روزہ اُس کا بدستور بنا رہتا ہے اور اُس کے عوض نہ کفارہ نہ قضا کچھ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ کھانا اور پینا اُس کا خدا کی طرف سے ہے۔ منہ ۵۵ ناک میں۔ الخ۔ یعنی جو روزہ دار اپنی ناک میں یا کان میں دوا یا تیل وغیرہ ڈالے یا وہ قصدًا منہ بھر کے قے کرے یا حقہ کا کوئی دم لگائے یعنی حقہ پئے یا حقنہ کرائے تو ان سب باتوں سے اُس کا روزہ جاتا رہتا ہے جیسا کہ اگلے شعر میں مذکور ہے ۱۲منہ ۵۶ روزہ میں الخ۔ یعنی ماہ رمضان المبارک کے روزے میں پچھلے کو اُٹھہ کر سحری کھانا سنت ہے اور اُس کا بڑا ثواب ہے۔ اور رمضان کے عشرہ آخر میں ہر شہر و بستی میں کسی ایک مسلمان کا اعتکاف میں بیٹھنا سنت مؤکدہ بالکفایہ ہے فرض کفایہ یا سنت کفایہ اُس کو کہتے ہیں کہ اگر ایک مسلمان بھی اُس کو بجا لائے تو وہ کام سب کے ذمہ سے ادا ہو جائے اور اگر کوئی بھی نہ کرے تو بستی والے سب کے سب ترک فرض یا سنت کے مواخذہ دار ہوں۔ منہ ۱۲۔

جب۵۱ کوئی رمضان میں روزہ توڑ دے | جرم کامل سے وہ کفارہ بھرے
یعنی۵۲ اُس روزہ کی تو رکھے قضا | اور کرے آزاد۔ بردہ۔ بیخطا
ساٹھہ روزے یا وہ پے در پے رکھے | ورنہ کھانا ساٹھہ مسکینوں کو دے
ہے۵۳ اسی کا نام کفارہ مدام | صوم رمضاں میں ہی ہے یہ فرض تام
بھول۵۴ کر روزے میں کھا پی لے اگر | کچھ نہیں ہوتا ہے روزہ کو ضرر
ناک۵۵ میں یا کان میں ڈالے دوا | قے کرے منہ بھر کے خود بالقصد یا
کھینچے دم حقہ کا یا حقنہ کرے | اسنے روزہ اسکا بس جاتا رہے
نذر کا روزہ تو واجب ہے مدام | اور باقی نفل ہیں سب لاکلام
پانچ دن روزوں کا رکھنا ہے حرام | پہلے دونوں عید کو اے نیکنام
تین دن ہیں عید اضحٰے کے قریں | گیارھویں اور بارھویں اور تیرھویں
روزہ۵۶ میں کھانا سحر سنت ہے صاف | ہے کفایہ سنت اسمیں اعتکاف

له چھے حصے۔ الخ۔ یعنی تمام رات کے غروب آفتاب سے لیکر طلوع صبح صادق تک چھ حصے برابر کئے جائیں تو چھٹے حصہ شب میں جو کھانا کھایا جائے اسکا نام سحری کا کھانا ہے اگر کوئی چھٹے حصۂ شب سے پہلے کھانا کھائے گا تو وہ سحری میں شمار نہ ہوگا۔ منہ ۱۲ لیلۃ القدر۔ الخ یعنی تمام ماہ مبارک میں ایک رات ایسی آتی ہے کہ جس کا نام لیلۃ القدر ہے اس رات کی بہت بڑی قدر و منزلت ہے اور اس میں رات بھر جاگنا اور عبادت کرنا بہت اچھا اور اونے ہے اور باعث خوشنودی باری تعالیٰ کا ہے اور اس ایک رات کے جاگنے اور عبادت کرنے کا ثواب تراسی برس اور چار ماہ کے دن رات عبادت سے زیادہ ہے کیونکہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ منہ ۱۲ اس میں ہوتی ہے۔ الخ۔ یعنی اس شب قدر میں ایک وقت خاص پر تجلی نور الٰہی کی ہوتی ہے کہ جس سے تمام عالم روشن و منور ہوجاتا ہے اور بعض اہل علم و عارفین کا قول ہے کہ اس وقت تمام شجر و حجر ودیوار وغیرہ سجدہ عظمت الٰہی بجا لاتے ہیں اور اظہار عبودیت کا کرتے ہیں اور ہر ایک کو یہ کیفیت نظر نہیں آتی جو لوگ کہ اہل بصیرت ہیں ان میں سے بھی کسی کو جس پر کہ خدا کا فضل و کرم شامل ہوتا ہے یہ کیفیت معلوم ہوجاتی ہے کسی کو یہ دونوں باتیں معلوم ہوجاتی ہیں اور کسی کو صرف تجلی ہی تجلی معلوم ہوتی ہے اور شجر و حجر کا سجدہ میں گرنا نہیں معلوم ہوتا ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ پس وہ وقت جس میں کہ تجلی اگر واقع ہوتی ہے تمام رات میں نیک اور بہتر وقت ہے فقط۔ منہ ۱۲ ہو دعا۔ الخ یعنی اس رات میں جس وقت کہ یہ تجلی واقع ہوتی ہے وہ وقت قبولیت دعا کا ہے اس ساعت میں جس قسم کی دعا کوئی آدمی کریگا وہ یقینی قبول ہوگی اسکی یہ دعا کسی طرح رد نہیں ہوتی پس اے شخص مبتلائے بلا واسیرِ شکستہ خاطر تجھ کو چاہیئے کہ اس وقت خاص و مسعود کو تلاش کرنا کہ اس وقت پر دعا کرنے سے تیری عمر بھر کی بلائیں اور مصیبتیں دور ہوجائیں اور دین و دنیا کی بھلائی تجھ کو حاصل ہوجائے اور یہ وقت بہت جلد یک ساعت یا آن واحد میں گذر جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے رسول خدا سے پوچھا یا رسول اللہ اگر میں اس وقت مبارک کو پاؤں تو کیا دعا مانگوں آپ نے فرمایا کہ اس وقت یہ دعا مانگو۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي ۱۲ منہ ساری راتوں میں ہے۔ الخ ساری راتوں میں کیا معنی کہ رمضان المبارک کی تیسوں راتوں میں یہ لیلۃ القدر کی رات پوشیدہ مخفی ہے یعنی یہ بات تو سب کے نزدیک ثابت ہے کہ لیلۃ القدر تمام ماہ مبارک میں ہوتی ہے لیکن یہ بات کہ تیسوں راتوں میں سے وہ کونسی رات ہے یہ بات کسی کو نہیں معلوم ہے کیونکہ مثل اسم اعظم کے یہ رات بھی چھپا دی گئی ہے تاکہ لوگ اس کی کما ینبغی جستجو و تلاش کریں اور اس کی قدر و منزلت سے واقف ہوں اور اگلے مصرع میں جو تحریر ہے کہ پھر ہے اس ظلمت میں یہ آب حیات تو اس ظلمت سے مراد یہی رات ہے۔ اور آب حیات سے مراد تجلی کی ساعت ہے کیا معنی کہ اول تو یہ رات جس کو شب قدر کہتے ہیں رمضان کے تیسوں راتوں میں مخفی ہے کہ نہیں جان سکتے کہ وہ کونسی رات ہے اور اس پر بھی یہ آب حیات یعنی تجلی نور الٰہی کی ساعت اس رات بھر میں مستتر و مخفی در مخفی ہے کیونکہ مشک نافہ میں و گوہر یکتا صدف صادق میں مخفی ہی رہا کرتے ہیں۔ پس اب کونسی صورت ہے کہ اس پر بھی وہ صدق صادق معہ اپنے گوہر بے بہا کے ہاتھ آئے اسکا بیان اگلے شعر میں ہے منہ ۱۲ (بقیہ نوٹ نمبر ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

| | |
|---|---|
| کر شب[1] شرعی کے چھ حصے تمام | ہوگا سحری پچھلے حصہ کا طعام |
| لیلۃ[2] القدر اسمیں ہے ایک ایسی رات | قدر جسکی ہے بڑی اے نیکذات |
| ہے ثواب اسمیں عبادت کا بڑا | مستحب ہے جاگنا اس رات کا |
| اسکی طاعت اجر میں بڑھکر رہے | چار ماہ اوپر تراسی سال سے |
| اسمیں[3] ہوتی ہے تجلی ایک وقت | ساری شب میں ہے وہ از بس نیک وقت |
| ہو[4] دعا اسوقت پر فوراً قبول | کر تلاش اسوقت کو اے دل ملول |
| ساری[5] راتوں میں ہے وہ پوشیدہ رات | پھر ہے اس ظلمت میں یہ آب حیات |
| عشرہ[6] آخر میں ہے اس کا ظہور | جو کوئی جاگے گا پائے گا ضرور |
| جو کوئی سوئے گا کھوئیگا مفاد | سچ ہے جو جاگے وہی پائے مراد |

# حج کا بیان

فرض ہے حج مومنوں پر ایکبار ۔ جبکہ ہوں وہ تندرست اور مالدار
عاقل و بالغ بھی ہوں آزاد بھی ۔ راہ بھی ہو پُر امن اے متقی
ساتھ ہو عورت کے محرم بھی ضرور ۔ یا کہ شوہر ساتھ ہو اے ذیشعور
فرض حج کے تین ہیں سن مجھ سے صاف ۔ ایک احرام اک وقوف اور اک طواف
بے سیا کپڑا پہننا مرد کو ۔ حج کی نیت سے یہی احرام ہو
ہوتی ہیں دو چادریں احرام کی ۔ ایک تہ بند - اوڑھنے کو دوسری
لیک اسمیں سر کھلا رکھنا مدام ۔ مرد کو واجب ہے عورت کو حرام
کھولنا سب مُنہ کا لیکن ہے باصفا ۔ مرد و عورت دونوں پر واجب ہوا
باہر اگر ڈال لے عورت نقاب ۔ جو الگ مُنہ سے رہے یہ ہے ثواب

۵۱ فرض ہے حج - الخ - یعنی تمام مسلمانوں مرد عورتوں پر عمر بھر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے جبکہ وہ عاقل و بالغ و آزاد و تندرست و مالدار ہوں اور راہ بھی پر امن ہو جس میں اکثر لوگ بخیریت تمام آتے جاتے ہوں اور مالداری کی شرط یہ ہے کہ اسقدر مال اس کے پاس ہو کہ جس میں سے اپنے اہل و عیال کے نان نفقہ کے واسطے تا واپسی حج کو اتنی چھوڑ جائے اور کچھ اُن کو فاقہ کشی کی تکلیف نہ پہنچے اور نیز اس کی آمد و رفت سفر حج کے واسطے کافی ہو جائے منہ ۱۲

۵۲ بے سیا کپڑا پہننا - الخ - یعنی مردوں کو بے سیا ہوا کپڑا حج کی نیت کر کے پہننا اسی کا نام احرام ہے سیا ہوا کپڑا احرام میں مردوں کو ممنوع و حرام ہے اور عورتوں کو جائز ہے اور احرام میں دو کپڑے ہوتے ہیں ایک لنگی یا تہبند جو ناف کے برابر سے ٹخنوں کے اوپر تک باندھا جاتا ہے اور دوسری بدن پر ڈالنے کے لئے یعنی چادر جس کو مرد لگے سے اور عورتیں سر کے اوپر سے اوڑھتی ہیں جیسا کہ اگلے شعر میں صاف صاف بیان ہے اور احرام حج کے لئے شرط ہے منہ

۵۳ لیک اس میں سر کھلا رکھنا تمام - یعنی حالت احرام میں ہمہ تن مرد کو سب سر کا کھلا رکھنا اور عورت کو سر ڈھکا رکھنا واجب ہے اگر مرد سر کو ایک رات دن برابر ڈھکے رہیگا تو اس کو دم دینا واجب ہوگا اور ایک دن رات سے کم ڈھکے رہنے میں صدقہ دینا پڑے گا اگرچہ اس نے سر کو عذر سے ڈھکا ہو یا بھول کر یا سوتے میں ڈھکا ہو اور اگر عورت اپنے شوہر و محارم کے سوا کسی غیر شخص کے سامنے سر اپنا کھولے گی تو وہ سخت گنہگار ہوگی مگر اسکے سبب اس پر دم وغیرہ کچھ واجب نہ ہوگا بالجملہ عورت کو لازم ہے کہ احرام میں ہرگز سر نہ کھولے ۱۲ منہ

۵۴ کھولنا سب منہ کا - الخ یعنی منہ جو شروع پیشانی سے لیکر ٹھوڑی تک ہوتا ہے وہ مرد عورت دونوں پر کھلا رکھنا واجب ہے اگر وہ کبھی ڈھک جائیگا تو اس کے عوض بھی دم دینا واجب ہوگا اسی تفصیل سے جو اوپر سر کے ڈھکنے میں بیان ہوا کہ اگر ایک دن رات چھپا رہے گا تو دم دینا واجب ہوگا ورنہ صدقہ دیا جائیگا ۱۲ منہ

۵۵ باہر اگر ڈال لے - الخ - یعنی عورت جبتک کہ حج کے دنوں میں اندر پردہ میں رہے اسوقت منہ ہمہ وقت کھلا رکھے اور جس وقت کہ اندر پردہ سے کسی حاجی کام کو یا ارکان حج ادا کرنے کو باہر نکلے تو اپنے منہ کو نامحرموں کی نظروں سے بچانے اور چھپانے کے واسطے ایک نقاب اس طریق سے ڈالے کہ جو اس کے منہ سے بالکل علیحدہ رہے اور چپٹنے نہ پائے اور پردہ بھی ہو جائے کیونکہ احرام میں منہ کا کپڑے سے علیحدہ رکھنا اور کھلا رکھنا واجب ہے اور نامحرموں کی نظر سے اسکا چھپانا اور پردہ میں رکھنا واجب ہے لہذا اس میں دونوں کی رعایت ہے اور اسی صورت کو حج نے مستحسن بتایا ہے منہ ۔

| | |
|---|---|
| باندھنا[۵۱] احرام کا اے ذیشعور | ہندیوں کو ہی یلملم سے ضرور |
| اس[۵۲] سے بے احرام کے آگے حرام | ہے حرام اے زائرِ بیت الحرام |
| عرفہ[۵۳] کو عرفات میں کرنا قیام | فرض ہی اور ہی وقوف اسکا ہی نام |
| لوٹ[۵۴] کر عرفات کے میدان سے | گرد پھرنا سات پھیرے کعبہ کے |
| یہ طوافِ رکن ہی اے زائرو | یا زیارت کا طواف اس کو کہو |
| ہی اسی کا نام حج جیسے یہ کریں | اس مقام خاص و وقت خاص میں |
| حج زیارت کردنِ خانہ بود | حج ربّ البیت مردانہ بود |
| پانچ[۵۵] واجب اسمیں ہیں پھر بیگیاں | دوڑنا اول صفا مروہ کا جان |
| اور ہی مزدلفہ میں رکنا دوسرا | پھر منا میں سنگریزے مارنا |
| قصر[۵۶] بالوں کا ہی پھر واجب مدام | پھر طواف صدر ہے ای نیک نام |
| اصل واجب تو یہی ہیں ای جناب | بعض واجب اور بھی ہیں بیحساب |

۵۱ باندھنا احرام کا۔ الخ یعنی اہل ہند کو احرام کا باندھنا کوہ یلملم کے محاذات سے فرض ہے واضح ہو کہ ہر ملک و اقلیم کے باشندوں کے واسطے جو بیت اللہ میں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں احرام کے باندھنے کی جگہ مقرر ہے جس کو میقات کہتے ہیں پس ملک ہند کے باشندوں کے واسطے میقات یعنی احرام کے باندھنے کی جگہ محاذات کوہ یلملم مقرر ہے کہ ہند کی طرف سے جانے والے کو محاذات یلملم میں پہنچکر احرام کا باندھ لینا فرض ہے اور چونکہ یہ رسالہ اردو زبان میں ہے اور اہل ہند کے ہی واسطے کا آمد ہے بدیں وجہ مؤلف نے اہل ہند کی میقات یعنی احرام باندھنے کی جگہ مقررہ بتادی اور دیگر ممالک کے باشندوں کی میقات کو نہ بتایا کہ وہاں سے یہاں والوں کو کچھ غرض و مطلب نہیں ہے بدیں وجہ اس کو چھوڑ دیا۔ منہ ۱۲

۵۲ اس سے الخ یعنی کوہ یلملم سے بغیر احرام باندھے آگے جانا حرام ہے کیونکہ احرام باندھنا اس موقع پر فرض ہے پس جبکہ وہاں احرام نہ کریگا تو ترک فرض ہوگا اور ترک فرض بلا ضرورت حرام ہے۔ منہ

۵۳ عرفہ کو عرفات میں الخ یعنی نویں ذالحجہ کو عرفات میں قیام کرنا فرض ہے اور یہ حج کا پہلا رکن ہے اور بغیر اس کے حج ادا نہیں ہوسکتا اور اسی کا نام وقوف عرفات ہے اور عرفات میں مطلق قیام کرنے سے اگرچہ ایک دم بھر کے لئے ہو فرض ادا ہوجاتا ہے کیا معنی کہ نویں تاریخ کے سورج ڈھلنے سے دسویں کے طلوع صبح صادق تک اس بیچ میں حاجی کا عرفات کے میدان میں ہونا ایک دم بھر کے لئے کافی ہے اگرچہ سوتا ہوا یا چلتا ہوا یا دوڑتا ہوا وہاں سے نکل جائے یا کسی دشمن کے خوف سے بھاگتا ہوا اس میدان میں گذر جائے فرض بہر حال ادا ہو جائیگا ولیکن قیام طویل جس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی وہ واجبات سے ہے کہ بغیر اسکے حج ناقص ہوتا ہے اور دم دینا لازم آتا ہے۔ منہ۔

۵۴ لوٹ کر عرفات الخ یعنی بعد وقوف عرفات وہاں سے لوٹ کر خانہ کعبہ میں آنا اور اس کے سات پھیرے طواف کرنا یہ حج کا دوسرا رکن ہے جو فرض ہے اور اس کے کرلینے کے بعد حج پورا ہوجاتا ہے اور اسی کا نام طواف رکن و طواف زیارت ہے اور یہ مقام خاص یعنی خانہ کعبہ میں اور وقت خاص میں یعنی دسویں کو اکثر و بصورت دیگر گیارھویں و بارھویں تک ذالحجہ میں کیا جاتا ہے۔ منہ

۵۵ پانچ واجب۔ الخ۔ یعنی حج میں پانچ واجب ہیں اور پہلا واجب سعی یعنی کوہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا ہے۔ منہ

۵۶ قصر بالوں کا۔ الخ۔ یعنی چوتھا واجب مرد و عورتوں کے واسطے سر کے بالوں کی لٹیں کتروانا ہے اگر مرد بجائے قصر کے تمام سر کے بالوں کو منڈوا ڈالیں تو یہ افضل و اولیٰ ہے اور بہت ثواب رکھتا ہے لیکن واجب سب پر قصر ہی ہے اور پانچواں اس کا واجب طواف صدر یعنی رخصت کا طواف ہے۔ منہ ۱۲

وہ بھی داخل ہیں انھیں میں سب تمام ۔۔۔ یا وہ اجزا انکے ہیں اے نیکنام

جس طرح ساعی کو اے مردِ تقی ۔۔۔ ابتدا کرنا صفا سے سعی کی

یا کہ[۵۱] طائف کو پس ختمِ طواف ۔۔۔ اک دوگانہ کا ادا کرنا ہی صاف

یا تمتع[۵۲] اور قراں میں اے پسر ۔۔۔ ذبح کرنا یوم نحر اک جانور

نیز رمی[۵۳] و ذبح و حلق راس میں ۔۔۔ دائما ترتیب واجب ہی انھیں

یا ٹھہرنا[۵۴] عرفہ میں بہرِ ثواب ۔۔۔ دوپہر سے تا غروب آفتاب

اور سورج[۵۵] چھپتے ہی چلنا مدام ۔۔۔ عرفہ سے مزدلفہ کو اے نیکنام

واں سے[۵۶] پھر جانا منا کا اے صفی ۔۔۔ ایسے ہی واجب ہیں اکثر اور بھی

جس کے ترک و فعل سے واجب ہو دم ۔۔۔ اسکا فعل و ترک واجب جانیں ہم

سب بیانِ حج میں وہ آجائیں گے ۔۔۔ ڈھونڈھنے والے انھیں پاجائیں گے

طالبِ صادق اگر بندہ بود ۔۔۔ عاقبت جوینده یابنده بود

[۵۱] یا کہ طائف کو۔الخ۔ یعنی طائف۔ طواف کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی جو شخص جب کبھی خانہ کعبہ کا طواف فرض خواہ واجب خواہ نفل کرے تو اس پر بعد طواف فوراً دو رکعت نماز کا پڑھنا واجب ہے منہ [۵۲] یا تمتع۔الخ۔ یا منجملہ دیگر متفرق واجبات حج کے ایک واجب یہ ہے کہ حاجیوں میں جو کوئی قارن یا متمتع ہو اس کو قربانی کے دن میں قربانی کرنا واجب ہی قارن و متمتع کے معنی آگے چلکر معلوم ہوجائیں گے۔ منہ [۵۳] نیز رمی و ذبح۔الخ۔ رمی سے مراد رمی جمار جمرۂ عقبیٰ پر ہے اور ذبح سے مراد قربانی کرنا اور حلق راس سے مراد سر منڈوانا مردوں کو اور بال کتروانا عورتوں کو ہے اور مردوں کو بھی بال کتروانے پر اکتفا کرنا جائز ہے کیا معنی جس طرح یہ باتیں واجبات سے ہیں اسی طرح ان میں ترتیب کا لحاظ رکھنا کہ ایک کے بعد دوسرا ہو یہ بھی واجب ہے یعنی اوّل جمرۂ عقبہ پر رمی کرنا اس کے بعد قربانی کرنا پھر قربانی کے بعد سر کے بال کتروانا واجب ہے پس اگر پیشتر قربانی کرے تو اس میں بھی ترک واجب ہے اور اس صورت میں دم دینا واجب ہوجاتا ہے کہ بغیر اس کے حج ناقص رہتا ہے۔ منہ [۵۴] یا ٹھہرنا عرفہ میں۔الخ۔ یعنی منجملہ دیگر واجبات کے ایک واجب یہ ہے کہ وقوف عرفات میں دوپہر سے لیکر ٹھیک آفتاب کے غروب ہوجانے تک قیام کرے کیا معنی کہ مطلق وقوف عرفات جس پر ٹھہرنے کا اطلاق ہوسکے اسقدر تو فرض ہے جیسا کہ ارکان حج میں مذکور ہے۔ لیکن زوال سے لیکر غروب تک وہاں ٹھہرے رہنا واجب ہے جس کے بغیر حج ناقص ہے [۵۵] اور سورج۔الخ۔ عرفہ سے یعنی میدان عرفات سے بعد غروب بلا ادائے نماز مغرب فی الفور مزدلفہ کی طرف چلدینا اور پھر کہیں توقف کرنا بھی واجب ہے۔ منہ ۱۲ [۵۶] واں سے پھر جانا۔الخ۔ وہاں سے یعنی مزدلفہ سے قیام کرنے کے بعد پھر منا کو جانا اور کہیں نہ جانا یہ بھی واجب ہے غرض کہ اسی طرح یہ متفرق واجبات حج کے اندر اور بھی ہیں اور اصلی واجب وہی پانچ ہیں جو سب سے پہلے شرع میں بتائے گئے باقی یہ سب متفرقات واجبات ہیں اور اس کا کلیہ یہ ہے کہ جس کام کے کرنے سے یا ترک سے دم دینا یعنی قربانی کرنا واجب ہوجائے پس اسکا کرنا یا کرنا واجبات سے ہے جیسا کہ اگلے شعر میں مذکور ہے۔ منہ ۱۲

باقی پھر سنت و آداب ہیں — اب یہاں وہ بھی بیاں کرتا ہوں میں

فرض[51] و واجب یا کہ سنت مستحب — سن لے سب ترتیب سے اے باادب

تین قسمیں[52] حج کی ہیں اے زائران — ایک[53] افراد۔ اک تمتع[54]۔ اک قران

کہتے[53] ہیں افراد اس حج کو سنو — جو کہ تنہا حج بلا عمرہ کے ہو

اور تمتع[54] یہ کہ حج کے وقت میں — زائرین احرام عمرے کا کریں

بعد عمرہ پھر کریں احرام حج — اور بجا لائیں وہ سب احکام حج

یعنی جب میقات سے آگے بڑھے — باندھے اک احرام عمرہ کے لئے

کرکے عمرہ کھولدے احرام کو — آٹھویں ذالحجہ کو پھر اے نیک خو

مکہ میں احرام حج وہ باندھ لے — کرکے حج[55] دسویں کو وہ بھی کھولدے

پھر قران[56] وہ ہے جو ایک احرام سے — حج و عمرہ کو ادا محرم کرے

ہے مدار[57] ان سب کا نیت پر و لے — ہو وہی واجب نیت جسکی کرے

---

[51] فرض و واجب۔ الخ۔ یعنی مناسک حج میں جسقدر فرائض و واجبات و سنن و مستحبات ہیں اُن کو ترتیب وار اے شخص تو سن لے کیا معنی کہ شروع سے آخر تک جس طریق سے حج کیا جاتا ہے وہ ترکیب من وعن بیان کیجاتی ہے اُس میں سب فرائض و واجبات و سنن و مستحبات آجائیں گے اُن کا خیال رکھنا چاہیئے۔ منہ

[52] تین قسمیں حج کی۔ الخ۔ یعنی حج کی تین قسمیں ہیں ایک افراد ہے اور اُس حج کے کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔ دوسری قسم تمتع اور اُس کے کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔ تیسری قسم قران ہے اور اُس کے کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔ منہ

[53] کہتے ہیں۔ الخ یعنی افراد اُس حج کا نام ہے کہ تنہا حج بغیر افعال عمرہ کے بجالائے کیا معنی کہ خالی حج کرے اور اُن دنوں میں تا ادائے حج عمرہ بالکل نہ کرے۔ منہ

[54] اور تمتع الخ۔ یعنی اُس حج کا نام ہے کہ جس میں عمرہ بھی کیا جائے مگر اُس کی صورت یہ ہے کہ اُس میں دو مرتبہ احرام عمرہ اور حج کے واسطے علیحدہ علیحدہ باندھا جاتا ہے جس کی ترکیب یہ ہے کہ حج کے مہینہ میں میقات سے پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ معظمہ میں آکر عمرہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کی سعی کرے اور پھر قصر کرکے احرام سے باہر آجائے اور اگر مرد بجائے قصر مو کے حلق کرے تو افضل ہے لیکن عورت بہر حال قصر ہی کرے کہ حلق اُس کو حرام ہے اس کے بعد پھر مکہ معظمہ میں آٹھویں ذی الحجہ تک بغیر احرام کے اُس کو آزاد رہنے کا اختیار ہے آٹھویں کو پھر وہ حرم محترم ہی سے حج کا احرام باندھے اور اگر عمرہ سے فارغ ہو کر آٹھویں سے پہلے ہی حج کا احرام باندھ لے تو بہت افضل و اولی ہے اس میں جسقدر سبقت کرے گا اُسی قدر ثواب زیادہ پائیگا کہ ان دنوں میں احرام کی صورت گدایانہ و فقیرانہ میں رہنا علاوہ ثواب عظیم کے عجیب ذوق و سرور پیدا کرتا ہے البتہ جو شخص علیل یا کمزور ہو اور وہ سمجھے کہ زیادہ دنوں تک شرائط احرام کی پابندی اُسے دشوار ہوگی تو اُسے آٹھویں تک احرام کی تاخیر کرنا ضرور مناسب ہے تاکہ بار خاطر و مکدر طبع نہ ہو اسی واسطے ہم نے اشعار میں مطلقاً آٹھویں ذی الحجہ سے احرام باندھنے کا ذکر کیا ہے ورنہ ترکیب عمرہ میں آٹھویں کی خصوصیت نہیں ہے اُس سے پہلے احرام کرنا افضل ہے اور واضح ہو کہ حج تمتع آفاقی یعنی حرم محترم سے باہر کا باشندہ کرسکتا ہے جو کہ سفر کرکے حرم میں بغرض ادائے حج آئے اور حرم محترم کا رہنے والا حج تمتع نہیں کرسکتا وہ صرف افراد یا قران کرسکتا ہے کیونکہ حج تمتع میں سفر کی شرط لازمی ہے لہذا مسافر کے واسطے وہ مخصوص ہے۔ منہ

[55] کرکے حج۔ الخ۔ یعنی دسویں ذی الحجہ کو منا میں پہنچکر بعد ادائے مناسک قربانی کرے اور بعد اُس کے سر منڈائے یا بال کتروائے اور اُس کے بعد احرام کھولے اور اس جگہ مفرد و متمتع و قارن سب کے سب احرام کھولتے ہیں۔ منہ

[56] پھر قران وہ ہے۔ الخ۔ یعنی تیسری قسم حج کی جو قران ہے وہ وہ ہے کہ حاجی ایک ہی احرام سے عمرہ و حج دونوں کے ارکان بجالائے اور بیچ میں متمتع کی طرح احرام نہ کھولے۔ منہ

[57] ہے مدار۔ الخ۔ حج کی ان تینوں قسموں کا حق کا ابھی ذکر ہوچکا دار و مدار نیت پر ہے کہ ان میں سے جس قسم کے حج کی نیت کریگا وہی حج اُس پر واجب ہوجائیگا کیونکہ فرائض و واجبات و جمیع اعمال صالحہ کا انعقاد مسلمان کی نیت پر ہوتا ہے جیسی نیت کریگا ویسا پھل پائے گا حدیث صحیح میں وارد ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ تمام اعمال نیتوں پر منحصر ہیں۔ منہ ١٢

٥١ سب میں افضل الخ - یعنی ان تینوں قسموں میں قران سب سے افضل دموجب زیادتی ثواب کا ہے کیونکہ اس میں بہت مشقت ہے اور ایک عرصہ تک احرام میں رہنا پڑتا ہے اور خواہشات نفسانی سے باز رہنا ہوتا ہے اور اکثر لبیک و تکبیر پکارنا پڑتا ہے اور جس قدر جس کام میں مشقت ہوگی اسیقدر اسکی مزدوری ملے گی - اور قران کے بعد تمتع کا درجہ ہے کس واسطے کہ تمتع میں بہ نسبت افراد کے دو عمل کرنا ہوتے ہیں اور اس کے بعد پھر افراد سب میں کمتر ہے کہ اس میں ایک ہی عمل کرنا ہوتا ہے اور واضح ہو کہ افراد یعنی تنہا حج جو سب میں کمتر درجہ رکھتا ہے اس کا یہ ثواب ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ - یعنی جس مسلمان نے نے حج کیا اور اس میں رفث یعنی عورتوں کے سامنے فحش الفاظ نہ کہے اور نہ کچھ فسق و فجور کیا پس وہ شخص بعد حج کے ہو جاتا ہے ایسا کہ گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے - دوسری جگہ پھر اسی حج مفرد کے بارے میں ارشاد ہے والحج المبرور لیس له جزاءٌ الا الجنة - یعنی اور حج مقبول نہیں ہے جزا اس کی سوائے جنت کے اور کچھ - اسیطرح اس کے واسطے اور بھی بشارتیں ہیں پس غور کرنا چاہئے کہ جبکہ حج مفرد کی اسقدر فضیلت وارد ہے تو تمتع اور قران کی کسقدر ہو گی منہ ٥٢ بعض نے افضل الخ - یعنی بعض مجتہدین کا مثل امام شافعی وغیرہ کے یہ قول ہے کہ تمتع سب میں افضل ہے اور اس کے بعد قران ہے منہ ٥٣ کیجئے تو بھی الخ - یعنی اے حاجی تجھ کو مناسب ہے کہ تو بھی تمتع ہی کرنا کیونکہ اگرچہ حنفیوں کے نزدیک قران بہ نسبت تمتع کے افضل ضرور ہے مگر چونکہ تمتع کے کرنے میں بہت آسانی ہے کہ اول میقات پر احرام باندھ کر اور بیت اللہ میں پہنچکر عمرہ کر لینے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے اور سب باتوں سے جو حالت احرام میں ممنوع ہیں حلال ہو جاتا ہے اور اس کے بعد قریب حج کے کم از کم آٹھویں ذی الحجہ کو پھر از سر نو دوسرا احرام باندھ کر حج ادا کر لیا جاتا ہے پس اس میں حاجی کے واسطے نہایت آسانی ہے کہ تمام مناسک حج و عمرہ سے وہ جلد سبکدوش و بری الذمہ ہو جاتا ہے اور ثواب پورا پاتا ہے - منہ ٥٤ دو کا - الخ یعنی دو عمل کا کہ وہ عمرہ و حج ہیں ایک ہی احرام سے ادا کرنا بہت سخت مشکل کام ہے کہ اس میں عرصہ دراز تک یعنی حج کے ایام میں دو ڈھائی مہینہ تک برابر احرام باندھے رہنا پڑتا ہے اور جمیع خواہشات نفسانی و ممنوعات احرام سے نفس کو باز رکھنا پڑتا ہے کہ یہ درحقیقت جہاد اکبر ہے اور ہر ایک آدمی کی قوت سے باہر بات ہے پس اچھا یہی ہے کہ مندرجہ قران سے درگذر کر کے تمتع پر قناعت کرنا اور ہر دو عمل سے بہ آسانی سبکدوش ہو جانا مصلحت کے مطابق ہے اب آگے جو کہا ہمت ہو تو کیا تو اس سے یہ مطلب ہے کہ اے شخص اگر تجھ میں کہ ہمت قوی اور عزم مردانہ ہے تو ان ہر دو عمل کا ایک احرام سے ادا کرنا کیا دشوار ہے یعنی پھر کچھ مشکل نہیں ہے بقول شخصیکہ ؎ ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ٭ اگر خارے بود گلدستہ گردد - منہ ٥٥ عمرہ کرنا الخ - اب یہ بیان عمرہ کا ہے کہ ہر مسلمان کو عمر بھر میں ایک بار عمرہ کرنا لازمی ہے چاہے وہ ایام حج میں حج کے ساتھ شامل کر کے عمرہ کرے غرض کہ عمرہ کرنا ضروری ہے کسی طرح کرے اور جو یہ مؤلف نے کہا اس کو سنت خواہ واجب شمار کر اس سے مراد یہ ہے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۳)

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات میں ٭ نیتِ مومن پہ اکثر گل کھلیں
سب میں افضل ہے قرآں اے نیک پے ٭ پھر تمتع بعد ازاں - افراد ہے
بعض نے افضل تمتع کو کہا ٭ کیونکہ اسمیں ہے سہولت دائما
کیجئے تو بھی تمتع ہی مدام ٭ اسمیں آسانی بہت ہے لاکلام
دو کا ایک احرام سے کرنا ادا ٭ ہے بہت مشکل - جو ہمت ہو تو کیا
عمرہ کر عمر بھر میں ایک بار ٭ خواہ سنت خواہ واجب کر شمار
عمرہ یہ ہے پہلے باندھ احرام تو ٭ پھر طواف و سعی پھر کر قصر مو
ہیں طواف و سعی و قصر عمرے کے کام ٭ حالتِ احرام میں اے خوش خرام
ہیں مہینے حج کے تین اے باصفا ٭ عید کا - ذیقعدہ کا - ذی الحجہ - کا
دسویں ذی الحجہ کو اے مُحرِم مدام ٭ ختم ہو جاتے ہیں حج کے جملہ کام
پہنچے جب میقات پر اے یار تو ٭ غسل کر ممکن ہو گر ورنہ وضو

ل کے خوشبو باندھ پھر احرام پاک ۔۔۔ بعدہٗ دو نفل پڑھ بر روئے خاک
پڑھ کے[۵۲] یہ دو نفل نیت حج کی کر ۔۔۔ جیسا حج ہو تجھ کو منظورِ نظر
نیت[۵۳] مسنون دل پر شور سے ۔۔۔ کر کے پھر لبیک کہنا زور سے
کہہ لیا[۵۴] لبیک جب تو نے تمام ۔۔۔ ہو گئیں اب تجھ پہ یہ باتیں حرام
کوئی وحشی جانور کرنا شکار ۔۔۔ یا بتانا اور کو اے حج گذار
جوں بھی مت مار کہ ہو اسمیں بھی جان ۔۔۔ اسکو حج فی سبیل اللہ جان
قتل ہر ذی روح کا گو ہے خطا ۔۔۔ پالتو کا ذبح لیکن ہے روا
عورتوں سے وصل یا ذکرِ وصال ۔۔۔ بوسہ بازی یا ہنسی کی قیل و قال
فحش بھی مت بک کر باتیں خراب ۔۔۔ اور لڑائی بھی نہ کر مت کر عتاب
مت پہننا کپڑے خوشبو کے لگے ۔۔۔ دور رہ مشک و گلاب و عطر سے
ل کھلی سر میں نہ تو خوشبو لگا ۔۔۔ بال اور ناخن نہ کترانا ذرا

۵۱ ل کے خوشبو۔ الخ۔ یعنی غسل یا وضو کر لینے کے بعد جو پاک کپڑا کہ احرام کے واسطے موجود ہو اوس میں اوّل عطر وغیرہ کی خوشبو ل کر باارادۂ حج احرام باندھے اور سلے ہوئے کپڑے علیحدہ کرے اور بعد باندھنے احرام کے فوراً دو نفل نماز ادا کرے بر روئے خاک جو مؤلف نے لکھا ہے اس سے اس بات کا اشارہ ہے کہ بر روئے خاک نماز کا ادا کرنا افضل و اولےٰ ہے کسی کپڑے کی جائے نماز یا تختہ وغیرہ کے مصلّے پر نماز پڑھنے سے خاص کر حاجی کے واسطے کہ اس کے لئے خاک آلودہ ہونا اور خاکساری کرنا ہر صورت سے مناسب حال ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ حاجی کی صفت یہ ہے کہ سر غبار آلودہ ہو اور بال پراگندہ ہوں۔ پس حاجی کو بر روئے خاک نماز ادا کرنا بہر حال بہتر و افضل تر ہے۔ منہ ۱۲

۵۲ پڑھ کے یہ دو نفل۔ الخ۔ یعنی ان دونوں رکعتوں کے پڑھ لینے کے بعد فوراً حج کی نیت کر تینوں قسم کے حجوں میں سے جونسا حج تجھ کو کرنا منظور ہو اُسی حج کی نیت کرے کیا معنی کہ افراد یا تمتع یا قران میں سے جو پسند ہو اُس کی نیت کرے کہ نیت کر لینے کے بعد وہی حج تجھ پر واجب ہو جائے گا اور واضح ہو کہ حائضہ نفسا عورت باتباع سنت غسل کرے اور وضو کر لے اور نماز نہ پڑھے ولیکن نیت حج کی کرے اور لبیک آہستہ بولے کیونکہ حج کے واسطے نیت کا کرنا شرط ہے اور درستی احرام کے واسطے لبیک کہنا شرط ہے اور غسل و وضو کرنا یا نماز نفل کا پڑھنا شرط نہیں ہے۔ البتہ یہ امور غیر حائضہ و نفسا کے واسطے مسنون ہیں بعد اس کے حائضہ جس وقت حیض سے فارغ ہو جائے اُسیوقت پھر غسل طہارت بغیر خطمی یا تیل وغیرہ سر میں ڈالنے کے کرے کہ غسل طہارت فرض ہے اور اسی طرح مرد کو حالت احرام میں جب کبھی غسل جنابت کی ضرورت پڑے تو وہ بھی بغیر خطمی و تیل وغیرہ سر میں ڈالنے کے غسل کرے اور اس کے بعد بقیہ ارکان حج ادا کرے اور احرام باندھ لینے کے بعد بلا ضرورت فرض معمولی طور پر غسل ہرگز نہ کرے تاکہ جوں وغیرہ نہ مرنے پاویں۔ تقیبنہ منہ

۵۳ نیت مسنون۔ الخ یعنی حج کی وہ نیت کرنا جو مسنون ہے اور وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ ترجمہ اے اللہ میں ارادہ کرتا ہوں حج کا پس آسان کر تو میرے لئے اور قبول کر تو اس کو مجھ سے یہ نیت حج مفرد کی ہے اور اگر تمتع کرنا منظور ہو تو یوں نیت کرے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ ترجمہ یعنی اے اللہ ارادہ کرتا ہوں میں اس وقت عمرہ کرنے کا پس آسان کر تو اس کو میرے واسطے اور قبول کر تو اس کو مجھ سے اور اگر قران کرنا منظور ہو تو یوں نیت کرے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ۔ ترجمہ اے اللہ کرتا ہوں میں حج اور عمرہ کے کرنے کا ایک ساتھ پس آسان کر تو ان دونوں کو میرے لئے اور قبول کر ان دونوں کو مجھ سے پس ان تینوں میں سے ایک نیت کرنے کے بعد بآواز بلند لبیک پکارے اور وہ یہ ہے لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ ۱۲ منہ۔

۵۴ کہہ لیا لبیک۔ الخ جبکہ اے حاجی تو نے احرام باندھ کر اور نیت کر کے لبیک ایک مرتبہ پکار لیا پس اسی وقت سے تو محرم ہو گیا اور جملہ احکامات احرام تجھ پر ثابت ہو گئے اور ممنوعات احرام سے تجھکو پرہیز کرنا واجب ہو گیا یعنی ذیل کی باتیں محرم کو کرنا حرام ہو گئیں۔ منہ ۱۲ (بقیہ نمبر ۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ اسمیں ہو الخ ۔ یعنی یہ باتیں ممنوعات جو بیان کی گئی ہیں انہیں سے اگر تو کسی بات ممنوع کا مرتکب ہو اگرچہ اتفاقاً ہو اگرچہ بھول کر ہو اگرچہ مجبور تا ہو تو پس ہر جنایت یعنی ہر خطائے احرامی کے بالعوض دم دینا یعنی قربانی کرنا ایک گائے کی یا اونٹ کی یا بھیڑ یا بکری یا دنبہ کی واجب ہے کہ بغیر اس کے حج ناقص رہیگا اور قربانی اونٹ یا گائے یا بھیڑ یا بکری کی اس تفصیل پر کرنا پڑے گی جو کتب فقہ میں مشرح ہو ۔ ۱۲ ۔ منہ ۵۲ بعد کر لینے الخ ۔ یعنی جو مرد اور قارن جس وقت طواف رکن کر لیں گے اس وقت اُن سے یہ جملہ قیدیں جماع وغیرہ نہ کرنے کی اٹھ جائیگی اور اس وقت وہ پورے آزاد ہو جائینگے کیا معنی کہ رمی جمار و قصر مو کے بعد تو ان سے سوائے جماع کے اور باقی ممنوعات ساقط ہو جائیں گے اور نیم آزاد ہو جائیں گے ولیکن طواف رکن کے بعد قید عدم جماع بھی اُن سے جاتی رہے گی اور وہ پورے آزاد ہو جائیں گے اور متمتع اوّل طواف عمرہ و سعی و قصر مو کر لینے کے بعد حلال و آزاد و مطلق ہو جائیگا اور پھر دوبارہ جب وہ حج کا احرام مکہ سے باندھے گا تب پھر اس پر یہ باتیں حرام ہو جائیں گی اور پھر وہ بھی رمی و قصر مو کے بعد نیم آزاد اور بعد طواف رکن کے کر آزاد مطلق ہو جائیگا ۔ منہ

| | |
|---|---|
| مرد سر سے لیکے ٹھوڑی تک تمام | سارے چہرے کو کھلا رکھیں مدام |
| عورتیں منہ کو فقط کھولے رہیں | اور سر کو اپنے وہ ڈھانپے رہیں |
| ۵۱ اسمیں ہو تجھ سے اگر کوئی خطا | تجھکو دم یا صدقہ دینا آئے گا |
| ۵۲ بعد کر لینے طواف رکن کے | قیدیں سب اٹھ جائینگی سر تر ے سے |
| ۵۳ جب چلے آگے کو تو اے ہوشمند | جا بجا لبیک کو کہنا بلند |
| ۵۴ ورد رکھنا اس کا اکثر با نیاز | وقت صبح و شام بعد ہر نماز |
| ۵۵ جہر مردوں کو ہے لیکن عورتیں | تلبیہ ۔ تکبیر آہستہ کہیں |
| ۵۶ پہنچے جب مکہ میں تو اے محترم | پہلے جانا جانب بیت الحرم |
| ۵۷ دیکھے تو جسوقت بیت اللہ کو | بولنا تکبیر و تہلیل اے نکو |
| ۵۸ پھر وہاں جا کر حجر اسود کو چوم | یہ نہ کرنے دے اگر تجھکو ہجوم |
| ۵۹ ہاتھ کو اس سے لگا کر چومنا | بعد ازاں بیت الحرم کو گھومنا |

۵۳ جب چلے الخ ۔ یعنی اے شخص جب تو میقات سے آگے چلے تو جا بجا بکثرت بار بار لبیک پکارتا چلنا کہ ۔ ابر بیت اللہ کے واسطے یہی زاد آخرت بہت خوب سا ہے ۔ ۱۲ ۔ منہ ۵۴ ورد رکھنا اس کا اکثر ۔ الخ ۔ یعنی اس لبیک کے پکارنے کا ورد اکثر رکھنا خاص کر صبح شام کے وقت اور نماز فریضہ کے بعد اور نیچے اوپر چڑھنے اترنے کے وقت اور سواروں اور دوسرے قافلہ سے ملنے کے وقت بہت لبیک پکارتے رہنا ۱۲ منہ ۵۵ جہر مردوں کو ہے ۔ الخ ۔ یعنی لبیک و تکبیر با آواز کہنا مردوں کے لئے سنت ہے مگر عورتوں کے لئے بلند آواز سے کہنا منع ہے وہ لبیک اور تکبیر دونوں کو آہستہ کہا کریں منہ ۵۶ پہنچے جب مکہ ۔ الخ ۔ یعنی جبکہ تو میقات سے چل کر مکہ معظمہ پہنچے تو اول مسجد بیت الحرام میں چلا جانا اور کہیں رہنا ۔ ۱۲ منہ ۵۷ دیکھے تو ۔ الخ ۔ یعنی جس وقت اے زائر تو مکہ معظمہ میں پہنچکر بیت اللہ کو دیکھے اسی وقت تکبیر و تہلیل کے واسطے آواز بلند کرنا یعنی کہنا کہ اللہ اکبر ۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد اور وہاں کھڑے ہو کر دعا بھی کرنا کہ وقت اجابت ہے ۱۲ منہ ۵۸ پھر الخ ۔ یعنی تکبیر تہلیل کرنے کے بعد مسجد الحرام میں داخل ہو کر اول مرتبہ حجر اسود کو چومنا یعنی بوسہ دینا اور دونوں ہاتھ اس سے لگانا اور اگر ہجوم و انبوہ خلایق کی وجہ سے حجر اسود کو منہ سے چومنا میسر نہو تب ۔ منہ ۵۹ ہاتھ کو اس سے لگا کر ۔ الخ ۔ یعنی اس وقت صرف دونوں ہاتھوں کو حجر اسود سے لگا کر چوم لے کہ اسی قدر کافی ہے اور اگر ہاتھوں کو لگانا بھی میسر نہ آئے تو چوب دست کو حجر اسود سے لگا کر چوم لے کہ اس میں بھی اتباع سنت ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سنگ اسود شریف کی طرف دونوں ہتھیلیاں شانوں تک اٹھا کر تکبیر کہے پھر ہی قناعت کر اور پھر فوراً کعبہ معظمہ کو بائیں ہاتھ پر لیکر طواف شروع کر ۔ ۱۲ ۔ منہ

چومنے[٥١] میں پڑھیو تکبیر و درود ۔ گھومنے میں ذکر و تسبیح و دود

سنگ اسود[٥٢] سے شروع کرنا طواف ۔ اور اسی پر ختم کرنا بے خلاف

سات[٥٣] پھیرے گھومنا اے یار تو ۔ سنگ اسود چومنا ہر بار تو

رمل[٥٤] کرنا تین پہلے پھیروں میں ۔ شانہ جنباں جلد جلد اسمیں چلیں

اور چادر[٥٥] سے بھی کرنا اضطباع ۔ اسمیں ہے حضرت کا بیشک اتباع

ہے یہ[٥٦] مفرد کے لئے طوف قدوم ۔ حاضری کیوقت مجرے کی رسوم

اور جو لایا ہو تمتع یا قران ۔ طوف عمرہ اس کو ہے یہ بیگمان

حیض والی عورتوں پر لا کلام ۔ ہے طواف خانۂ کعبہ حرام

پاک ہو کر وہ بجا لائیں طواف ۔ اضطباع و رمل ہے انکے خلاف

تلبیہ[٥٧] کو یاں سے متمتع مگر ۔ بند کردے تا بہ احرام دگر

طوف[٥٨] کعبہ جب کبھی طائف کرے ۔ اسپہ واجب ہے کہ دو رکعت پڑھے

٥١ چومنے میں۔ الخ۔ یعنی حجر اسود کے بوسہ دینے کے وقت تکبیر کہنا اور درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا اور خانہ کعبہ کے طواف میں ذکر و تسبیح باری تعالیٰ کی کرنا اور وہ یہ ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ منہ

٥٢ سنگ اسود سے۔ الخ۔ یعنی حجر اسود کو بوسہ دیکر اسی کے پاس سے طواف کعبہ شروع کرے اور وہیں آکر طواف کا پھیرا ختم کرے اور پھر سنگ اسود کو بوسہ دے۔ منہ

٥٣ سات پھیرے گھومنا۔ الخ یعنی خانہ کعبہ کے گرد اسی طرح سات پھیرے گھومنا کیا معنی کہ سات مرتبہ طواف کرنا اور ہر پھیرے میں سنگ اسود کو بوسہ دیتے جانا۔ ١٢۔ منہ

٥٤ رمل کرنا تین پہلے پھیروں میں۔ الخ۔ یعنی طواف کے اول تین پھیروں میں رمل کرنا اور باقی چار پھیروں میں معمولی چلنا کہ یہ سنت ہے رمل کہتے ہیں شانے ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم قوی پہلوانوں کی طرح جلد جلد رکھتے ہوئے چلنے کو اور یہ ابتداءً بغرض نمائش کفار کے کیا گیا تھا تاکہ اہل اسلام کی ہیبت و شوکت کافروں کے دل میں بیٹھ جائے اور اب بغرض اتباع سنت کیا جاتا ہے فقط۔ منہ

٥٥ اور چادر سے۔ الخ۔ یعنی طواف کرنے کے وقت چادر سے اضطباع بھی کرنا کہ یہ بھی اتباع سنت ہے اور اضطباع کہتے ہیں اس کو کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے جسمیں بانکپن ثابت ہو اور یہ بھی کفار کے دلوں کو ہیبت زدہ کرنے کے لئے کیا گیا تھا اور اب سنت ہے واضح ہو کہ رمل اور اضطباع عورتیں نہ کریں۔ منہ

٥٦ ہے یہ مفرد۔ یعنی یہ طواف جو بیت الحرام میں آتے وقت ہی کیا جاتا ہے۔ مفرد۔ یعنی تنہا حج کرنے والے کیلئے طواف قدوم ہے کہ خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے شکرانہ اور نذرانہ میں اللہ کے واسطے کیا جاتا ہے جیسے حاضری بارگاہ کا مجرا کہئے اور جو حاجی کہ قارن و متمتع ہوں ان کے واسطے یہ عمرہ کا طواف ہے کہ بغرض ادائے ارکان عمرہ یہ طواف ان پر لازمی ہے غرضکہ تینوں قسم کے حاجیوں کو اس طواف کا کرنا ضروری ہے اگرچہ ہر ایک قسم کے حاجی کیواسطے اس کا نام جداگانہ ہے اور جو عورت کہ حائضہ ہو وہ طواف نہیں کر سکتی کہ حالت حیض و نفاس میں خانہ کعبہ کا طواف کرنا یا اسمیں جانا حرام ہے بعد فراغ حیض غسل کرکے یہ طواف بجا لائے کہ واجب ہے اور اضطباع اور رمل کرنا اس کی شان کے خلاف ہے یعنی اس کو منع ہے ١٢ منہ

٥٧ تلبیہ کو۔ الخ۔ یعنی جو شخص کہ متمتع ہو یعنی تمتع کی جسنے نیت کی ہو وہ اس طواف کے شروع کرتے ہی تلبیہ کو دوسرے احرام حج کے باندھنے تک موقوف کردے اور اس کے بعد پھر نہ کہے جبتک کہ دوسرا احرام مکرر نہ باندھے۔ تلبیہ لبیک پکارنے کو کہتے ہیں۔ منہ

٥٨ طوف کعبہ۔ الخ۔ طائف طواف کنندہ کو کہتے ہیں۔ یعنی جبکہ طواف کرنے والا ساتوں پھیرے طواف کے پورے کرلے تب مسجد حرام میں حاضر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نفل ادا کرے کہ اس وقت ان دونوں کا ادا کرنا واجب ہے۔ منہ

۵۱ پڑہ کے - الخ - یعنی یہ دونوں رکعات پڑھکر پھر حجر اسود کو آکر بوسہ دے اور اُس کے بعد وہاں سے نکل کر صفا مروہ کی سعی کرے ۱۲ منہ ۵۲ جا کے چڑھ جانا الخ - یعنی وہاں پہنچکر اول صفا کے اوپر چڑہے یہاں تک کہ خانہ کعبہ نظر آنے لگے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے تکبیر و تہلیل کرے اور حمد و ثنا سے باری تعالیٰ بجا لائے اور دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر خدا سے دعا [illegible] اور درود شریف پڑہے اسی طرح تین بار کرے یعنی تین بار تہلیل و حمد و ثنا کرے اور ہر مرتبہ دعا بھی کرے کہ دونوں تین تین بار [illegible] ۵۳ پھر وہاں سے الخ - یعنی صفا پر حمد و ثنا و دعا وغیرہ تین تین بار کرکے پھر [illegible] سے نیچے اُترے اور [illegible] جب صفا کی [illegible] سے نشیب یعنی پستی میں پہنچے تو اُس کے راستہ میں بائیں ہاتھ کو مسجد الحرام کی دیوار میں دو سبز میل بنے ہیں جب پہلے میل پر پہنچے تو دوڑنا شروع کرے لیکن اتنا [illegible] دوڑے کہ جس سے کسی دوسرے کو [illegible] تکلیف ہو پس جبکہ دوڑتا ہوا دوسرے میل پر نکل جائے اُس وقت پھر آہستہ ہو لے اسی جگہ کو جو دونوں میلوں کے درمیان ہے مسعیٰ کہتے ہیں اس میں [illegible] دعا کرے کہ وقت قبول ہے اور یہاں یہ دعا منقول ہے - [illegible] الاکرم پس یہ دعا پڑہتا ہوا کوہ مروہ پر چڑھ جائے اور کوہ صفا کی مانند اس پر بھی خانہ کعبہ کی جانب منہ کرکے تین تین بار دعا کرے اور درود پڑہے - صفا و مروہ کے اوپر چڑھ کر اور قبلہ رخ ہو کر یہ کہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پھر کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اس کے بعد دعائے خیر کرے جو جی چاہے پھر دعا کے بعد بھی اذکار بجا لائے اور پھر دعا کرے اس کے بعد پھر ذکر مذکور مکرر ادا کرے اور پھر دعا کرے غرض کہ [illegible] و دعا تین تین بار کرے جیسا اکثر بیان کیا گیا - اس کے بعد پھر مروہ سے اُتر کر کوہ صفا کی طرف کو منہ موڑے اور درمیان راستہ مسعیٰ کے نشیب میں پہنچکر دوڑے اور پھر بدستور صفا پر چڑہے جیسا کہ گذرا ۱۲ منہ ۵۴ سات پھیرے - الخ - یعنی اسی طریق پر جس طرح کہ ہم نے بیان کیا صفا سے مروہ کی طرف اور مروہ سے صفا کی جانب سات پھیرے کرے اور ہر بار اُن دونوں پر چڑہے اور ذکر و اذکار مذکور اور دعا ہر بار دونوں پر کرتا رہے اسی کا نام سعی ہے ۱۲ منہ ۵۵ سعی حج کی ہے یہ - الخ مفرد یعنی تنہا حج کرنیوالے کے واسطے یہ سعی حج کی ہے کہ جس کا ذکر واجبات حج میں ہوا ہے - اور جو لوگ کہ قارن و متمتع ہیں اُن کے واسطے یہ سعی عمرہ کی ہے کہ واسطے تکمیل افعال عمرہ کے کیجاتی ہے جیسا کہ عمرہ کے بیان میں اسکا ذکر کیا گیا ہے اور قارن و متمتعین اپنی حج کی سعی کو طواف زیارت کے بعد کریں گے کہ وہ سعی ابھی اُن کے ذمہ باقی ہے - اور مفرد پھر نہ کریں گے کہ اُن کی سعی ختم ہو چکی ہے فتنبہ منہ - ۵۶ بعد اس کے پھر وہ مرد الخ - یعنی اس سعی کے کر لینے کے بعد جو لوگ متمتع ہوں یعنی متمتع ہوں وہ اپنے سر کے بالوں کی لٹیں کتروائیں - واضح ہو کہ مستمتع اور متمتع ایک لفظ ہیں ۱۲ منہ

پڑھ دوگانہ اور حجر اسود کو چوم ۵۱ ۔۔۔ پھر صفا مروہ کے اندر جا کے گھوم
جا کے چڑھ جانا صفا پر ۵۲ پہلے تو ۔۔۔ خانہ کعبہ کی جانب کرکے رو
پڑہنا تکبیر اور تہلیل اور ثنا ۔۔۔ ہاتھ اُٹھا کر حق سے پھر کرنا دعا
پھر وہاں سے سوئے مروہ ہو رواں ۵۳ ۔۔۔ بیچ میں مسعیٰ کے جا کر ہو دواں
مروہ پر لانا بجا مثل صفا ۔۔۔ ایک پھیرا یہ ہوا سے با صفا
پھر وہاں سے منہ صفا کو موڑنا ۔۔۔ بیچ میں مسعیٰ کے پھر تو دوڑنا
سات پھیرے ۵۴ ایسے ہی کرنا تمام ۔۔۔ اور صفا و مروہ پر چڑہنا مدام
کیجیو دونوں پہ ذکر اذکار تو ۔۔۔ اور دعا بھی کیجیو ہر بار تو
دوڑ مسعیٰ کی ہے مردوں کیلئے ۔۔۔ عورتوں کو چل کے چلنا چاہیئے
سعی حج کی ہے ۵۵ یہ مفرد کو - الخ ۔۔۔ قارن و متمتع کو ہے عمرہ کی
بعد اسکے ۵۶ پھر وہ مرد اور عورتیں ۔۔۔ جو کہ متمتع ہوں قصر مو کریں

۵۱ کھولیں پھر احرام - الخ - یعنی جو لوگ کہ متمتعین ہوں کیا معنی کہ جن حاجیوں نے بہ نیت استمتاع میقات سے عمرہ کا احرام باندھا ہو وہ لوگ اب اپنے احرام کو کھول کر حلال ہو جائیں کہ اُن کا ایک عمل پورا ہو گیا اور جو لوگ کہ مفرد و قارن ہوں وہ نہ بال کتروائیں اور نہ احرام کھولیں کہ اُن کو دسویں ذی الحجہ تک بدستور محرم رہنا فرض ہے منہ ۵۲ ترویہ - الخ ترویہ آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو کہتے ہیں یعنی متمتعین عمرہ کے ارکان سے فارغ ہو کر ساتویں تاریخ ذی [illegible] اور امور مشروعات میں [illegible] ہو جائیں سو کرتے رہیں مگر آٹھویں ذی الحجہ کو وہ پھر حج کے واسطے دوسرا احرام باندھیں جیسا کہ متمتع کے [illegible] اور نیت کر کے کہیں اللھم انی اریـد الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی منہ ۵۳ پھر کہیں لبیک - الخ یعنی متمتعین نیا احرام باندھ کر [illegible] کر کے لبیک کہنا پھر شروع کریں اور جس طرح کہ اور حاجی یعنی مفردین و قارن لبیک کو برابر کہہ رہے ہیں اُسی طرح پر اب یہ متمتعین [illegible] اُن کے ساتھ شامل ہو کر لبیک پکاریں - واضح ہو کہ اس احرام کے وقت سے اب پھر متمتعین بدستور سابق مقید ہو گئے اور آزادی اُنکی جاتی رہی اور [illegible] احرام اُن پر پھر وارد ہو گئے منہ ۵۴ نکلیں پھر مکہ سے - الخ یعنی اب جملہ حجاج مفردین و متمتعین و قارنین آٹھویں کو قبل از زوال مکہ سے نکل کر منا کو جائیں اور اُس وقت سے نویں کے طلوع آفتاب تک منا میں رہیں اور آٹھویں کو ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی نماز [illegible] منا میں ادا کریں اور پھر نویں کی فجر کی نماز پڑھ کر جب آفتاب ذرا چمکے تو وہاں سے میدان عرفات کو چلدیں اور عرفات میں جہاں جگہ ملے وہیں قیام کریں مگر بطن عرنہ میں نہ ٹھہریں اور وہاں [illegible] کرتے رہیں پھر بعد ہو جانے زوال کے امام جو امیر الحجاج ہو خطبہ پڑھے اور [illegible] کے وقت میں نماز ظہر و عصر کو ملا کر باجماعت ادا کرے - مع ایک اذان اور دو تکبیروں کے اور سنتیں نہ پڑھے - ۱۲ منہ ۵۵ پڑھ کے یہ ظہرین - الخ چونکہ نماز ظہر و عصر ظہر کے وقت میں یہاں پڑھیں گئیں بدیں وجہ اس جگہ اُس کا نام ظہرین ہوا - پس یہ دونوں نمازیں باجماعت پڑھ کر وہاں سے موقف میں جا کر قیام کریں اور اسی کا نام وقوف عرفات ہے - منہ - ۵۶ وہ کرے تسبیح - الخ - یعنی امام محرم اونٹنی کے اوپر سوار قبلہ رخ کھڑا ہو کر تسبیح و تہلیل و تحمید حق عز اسمہ کے کرے یعنی یہ کہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر - اور پھر لبیک بھی پکارے اور درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت بھیجے اور قواعد و طریق حج کے حاضرین کو بتائے اور دعائے عافیت دارین ہو کر خوب طول طویل پُر خلوص کے ساتھ خدا سے مانگے اور تا غروب اسی طرح وہاں کھڑا رہے اور جسقدر حجاج اُس میدان عالیشان میں موجود ہوں وہ سب اپنی اپنی جگہ [illegible] امام کی طرف متوجہ رہیں اور جو اُن میں سے قریب ہوں وہ امام کے کلام کو بگوش ہوش سماعت کریں جیسا کہ اگلے اشعار میں صاف صاف بیان ہے ۱۲ منہ

کھولیں[۵۱] پھر احرام بھی متمتعین
قارن و مفرد ولے کھولیں نہیں

ترویہ[۵۲] کی صبح میں پھر اُسے نکو
باندھ لیں متمتعین احرام کو

پھر کہیں[۵۳] لبیک کی یہ سب صدا
حاجیوں کے ساتھ مل کر جا بجا

نکلیں[۵۴] پھر مکہ سے حاجی سب کے سب
اور رہیں جا کر منا میں وقت شب

فرض ظہر و عصر و مغرب اور عشا
ہوں یہاں فجر نہم تک سب ادا

صبح کو عرفہ کے اُٹھکر پھر چلیں
اور وہ سب عرفات میں جا کر رہیں

پس پڑھے خطبہ وہاں بعد از زوال
وہ امیر الحاج امام باکمال

بعد خطبہ ظہر کو اور عصر کو
جمع کر بین الصلوتین اے نکو

پڑھ[۵۵] کے یہ ظہرین ہمراہ امام
سب کریں موقف میں پھر جا کر قیام

کوہ رحمت پاس امام با صفا
قبلہ رو اونٹنی کے اوپر ہو کھڑا

وہ کرے[۵۶] تسبیح و تہلیل و درود
اور پڑھے تحمید و لبیک و درود

۵۱ لوٹ کر۔ الخ۔ یعنی لنکریوں کے مارنے سے لوٹ کر اور قربانی کی جگہ جاکر جس کس کم از کم ایک بھیڑ بکری یا اونٹ وگائے قربانی کریں اور واضح ہو کہ قارن ومتمتع پر یہ قربانی واجب ہے اور مفرد کو مستحب ہے اور افضل ہے اور جب قارن یا متمتع کو قربانی کرنے کی استطاعت نہو تو وہ دس روزے رکھے تین روزے تو ساتویں۔ آٹھویں۔ نویں ذالحجہ کو رکھے اور بقیہ سات روزے ایام تشریق کے بعد رکھے اور جو قربانی کریں وہ اس کے بعد میں سر منڈائیں۔ منہ ۱۲ ۵۲ سر نہ منڈوائیں۔ الخ۔ یعنی اگر حاجی تمام سر کے بال نہ منڈوائیں تو ایک ایک انگشت بال کتروادیں کہ واجب اس میں بھی ادا ہو جاتا ہے اور منڈانا افضل ہے مگر عورتیں قطعی قصر ہی بالوں کا کرائیں کہ اُن کو منڈانا حرام ہے۔ ۱۲ منہ ۵۳ قصر کرکے الخ یعنی مرد اور عورتیں بالوں کا قصر کرکے احرام کھول دیں اور اس کے کھولنے کے بعد اب سب چیزیں مشروع جو احرام باندھنے سے ممنوع ہوگئیں تھیں سوا عورت کے وہ جائز و حلال ہوگئیں کیا بھی کہ عورت کے ساتھ بوس وکنار و جماع ابھی جائز نہیں ہوا اس کے سوا اور سب کام ممنوعات احرام جائز ہوگئے۔ منہ ۵۴ بعد از ان۔ الخ۔ یعنی احرام کھول دینے کے بعد پھر جب حاجی بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر طواف رکن جسکو کہ طواف زیارت اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں اسی تاریخ یعنی دسویں ذی الحجہ کو ادا کریں اُسی طریق و ترکیب سے کہ جس طرح طواف قدوم یا طواف عمرہ میں اس سے پہلے کیا تھا کیا معنی کہ اُسی طرح پھیرے خانہ کعبہ کے آس پاس گھومے اور ہر پھیرے میں حجر اسود کو بوسہ دیتا جائے اور خاتمہ پر مقام ابراہیم میں جاکر دو رکعت نماز ادا کرے اور حج کی تکمیل کرے یعنی اب حج تمام وکمال پورا ہو گیا اگرچہ قارن ومتمتع کو سعی حج ہنوز باقی ہے تاہم حج کی تکمیل ہو چکی پس اس طواف رکن کو بطور فرض ہر ایک حاجی ادا کرے مگر حائضہ عورت یہ ہرگز نہ کرے کہ اس کو بیت الحرم کے پاس مطاف میں داخل ہونا حرام ہے۔ جس وقت وہ حیض سے فارغ ہو کر غسل کرلے اس وقت پھر دیر نہ کرے اور فوراً بلا توقف بیت اللہ میں حاضر ہو کر طواف رکن کو پورا کرے کہ بغیر اس کے حج ناتمام ہے اگر دسویں تاریخ مکہ معظمہ کو نہ جائیں تو گیارہویں انتہا بارہویں تک اس طواف کو ادا کریں لیکن افضل واسطے یہی ہے کہ دسویں کو ہی یہ ادا کرلیں اور بارہویں کے بعد تو اس کی تاخیر کرنا موجب گناہ و دم ہے مگر حائضہ عورت کو کچھ نہیں ہے کہ وہ جب پاک ہوگی جبھی کرے گی۔ واضح ہو کہ مصرع اولے قافیہ میں جو آن کر بہ نون معجمہ وارد ہوا ہے وہ صحیح ہے۔ اگرچہ بغیر نون معجمہ کے بھی صحیح ہے لیکن یہ لفظ معنوں کے ساتھ زیادہ فصیح سمجھا جاتا ہے جن صاحبوں نے نون کیساتھ اس کے تلفظ میں کلام کیا ہے ان کو اُستاد ذوق کا یہ شعر ملاحظہ فرمانا چاہئے وہو ہذا ؎ اسے اجل تکلیف مت کر کیا کریگی آن کر ٭ ہو چکا پہلے ہی کشتہ میں کسی کی آن کا ۱۲ منہ ۵۵ قارن ومتمتعین۔ الخ۔ یعنی جو لوگ کہ سوائے مفردین کے قارن یا متمتع ہوں وہ لوگ ابھی حج کی سعی اب کریں کیونکہ انہوں نے جو پہلے طواف کے بعد سعی کی تھی وہ حج کی سعی نہ تھی بلکہ عمرہ کی سعی تھی لہذا اسے اس طواف رکن کے بعد اُن کو حج کی سعی کرنا چاہئے اور رمل اب یہ بھی نہ کریں بشرطیکہ پیشتر طواف عمرہ کے وقت کرلیا ہو ٭

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ ضمیمہ میں دیکھیں)

| | |
|---|---|
| لوٹ کر پھر ذبح و قربانی کریں | سر منڈائیں مرد سب پھر بعد میں |
| سر نہ منڈوائیں تو قصر مو کریں | قصر ہی لیکن کریں سب عورتیں |
| قصر کرکے کھولدیں احرام۔ اب | ہیں سوا عورت کے جائز کام سب |
| بعدازاں بیت الحرم میں آن کر | کر طواف رکن اے حاجی۔ مگر |
| حائضہ عورت نہ داخل ہو مطاف | پاک ہو کر وہ بجا لائے طواف |
| کرلیا جب یہ طواف اے زائرین | عورتیں بھی اب تمہیں جائز ہوئیں |
| رمل اور سعی اس میں مت کرنا اگر | کرلیا ہو اُن کو تم نے پیشتر |
| رہگیا ہو جب تو اب کرنا ادا | تا ادا ہو سنت خیر الوریٰ |
| قارن و متمتعین خوشخرام | سعی حج کی اب کریں لیکن مدام |
| سعی حج کی انکو افضل ہے ابھی | گو کہ قارن کو بھی جائز پہلے بھی |
| پھر منا میں لوٹ کر اکیس بار | تینوں جمروں پر کریں رمی جمار |

۵۱ تین دن تک۔ الخ۔ یعنی گیارھویں بارھویں تیرھویں تک بعد از زوال اسی طرح سات سات کنکریاں ہر ایک جمرہ پر روزانہ اکیس بار مارا کریں تاکہ اکیس کے حساب سے ان تینوں دن کی اور فقط سات عدد جمرۂ عقبہ کی رمی دسویں تاریخ کی مل کر سب کی تعداد ستر عدد ہو جائے کہ اسقدر سنت ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ اگر تیرھویں تک نہ ٹھہرے تو صرف بارھویں تک ہی رمی کرکے مکہ معظمہ کو چلا جائے اور آجکل لوگوں کا اسی پر عمل ہے بارھویں کو عام حجاج چلے جاتے ہیں تو بعض حاجیوں کا وہاں تنہا رہجانا قدرے اندیشہ رکھتا ہے ہاں جو وہاں ٹھہر رہے اس پر اب تیرھویں کی رمی بھی لازم ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ تیرھویں کو قبل از زوال رمی کرکے چلا جائے ۱۲ منہ ۵۲ یعنی تیرھویں کو رمی کرنے کے بعد پھر بیت الحرم کو واپس آئیں پھر طواف رخصت بیت اللہ کے گرد بجا لائیں کہ یہ بھی واجب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب گھر کو جانے لگیں اس وقت اس طواف کو کرکے جائیں ۱۲ منہ ۵۳ یعنی طواف رخصت کے بعد زمزم کا پانی مزید نوش کریں کہ سنت ہے ۱۲ منہ ۵۴ ملتزم سے الخ۔ یعنی اے حاجیو آب زمزم پینے کے بعد پھر تم سب ملتزم سے لپٹ کر ملنا ملتزم دیوار کعبہ کے اس ٹکڑے کا نام ہے جو درمیان حجر اسود اور باب بیت اللہ کے ایک جگہ ہے کہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے پھر اس کے بعد خانہ کعبہ کے پردہ کو پکڑنا ۱۲ منہ ۵۵ خوب رونا الخ۔ یعنی خانہ کعبہ کے پردہ کو پکڑ کر خوب زار زار رونا اور اس کی جدائی اور مفارقت میں آٹھ آٹھ آنسو بہانا کہ یہ وقت خانہ کعبہ کی جدائی کا ہے اور خداوند عز اسمہٗ جو مالک حقیقی ہے خانہ کعبہ کا و نیز تمام موجودات و کائنات کا اس سے اس وقت نہایت خلوص و درد دل سے دعا مانگے کہ وہ مالک حقیقی اس آستانہ پر دوبارہ کی اپنے فضل و کرم سے پھر دوبارہ زیارت نصیب کرے اس کے سوا جو جی چاہے وہ خلوص کے ساتھ اس وقت مجیب الدعوات سے طلب کرے کہ اس وقت در اجابت کشادہ ہوتا ہے اور رحمت خداوندی اپنے بندہ مخلص اشکبار کو ڈھونڈتی ہوتی ہے اور دعائے نیک کو آغوش قبولیت میں جگہ دیتی ہے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۵۶ ہے دعا اس وقت کی۔ الخ یعنی خانہ کعبہ سے رخصت ہونے کے وقت کی دعا قبول ہونے کی بہت قوی امید ہے پس اے حاجی اس وقت رونے میں اور دعائے نیک کے طلب کرنے میں اور مبالغہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا کہ وقت از دست رفتہ باز بدست نمی آید۔ دعا کے بعد درود پڑھنا اور خانہ کعبہ کی جدائی میں روتا ہوا گھر کو چلے جانا وعلیک السلام یا زائر بیت الحرام ۵۷ حائضہ عورت نہ لائے۔ الخ۔ یعنی طواف رخصت کے وقت اگر کوئی عورت حیض میں مبتلا ہو تو وہ یہ طواف نہ کرے اور نہ اس پر اس طواف کی وجہ سے پھر قیام کرنا ضروری ہے ملکہ جب وقت معینہ رخصت کا آجائے فوراً چلی جائے اور حیض سے پاک ہونے کا انتظار نہ کرے ایسی حالت میں یہ طواف اس عورت پر واجب نہیں معاف ہے ہاں اگر رخصت کے وقت حیض میں مبتلا نہ ہو تو ضرور طواف کرے جائے کہ اس پر واجب ہو چکا ہو کر رہ سکے اور یہی حکم حیض والی اور نفاس والی عورت کا حکم ہے ۱۲ منہ۔

تین دن تک[۵۱] روز اتنی ہی کریں | تاکہ سب مل جل کے ستّر ہو رہیں

تیرھویں[۵۲] کو واپس آئیں پھر حرم | پھر طواف صدر گھومیں لاجرم

حاجیو اب ہے یہ رخصت کا طواف | سب خطائیں اسمیں کروالو معاف

پھر کہاں تم اور کہاں بیت خدا | جانے حق پھر کیا ہے قسمت میں لکھا

مل اور سعی اسمیں کچھ مت کیجیو | بعد ازاں[۵۳] زمزم کا پانی پیجیو

ملتزم[۵۴] سے پھر لپٹنا تم تمام | پھر پکڑنا پردہ بیت الحرام

وہ پکڑ کر خوب[۵۵] رونا زار زار | اور دعا کرنا خدا سے بار بار

ہے[۵۶] دعا اسوقت کی بیشک قبول | کر دعا اور گھر کو جا خاطر ملول

حائضہ عورت[۵۷] نہ لائے یہ طواف | واسطے اسکے ہے یہ بالکل معاف

تیرھویں کو پھر حرم میں واپس آئیں جو وقت رخصت پھر طواف صدر لازم

# روضۂ نبوی کی زیارت کا بیان

| | |
|---|---|
| ۵۱ بعد حج کے ہے زیارت لازمی | روضۂ پاک رسول اللہ کی |
| ۵۲ یہ مؤکد مستحب ہے بالخبر | سیر کر من زارنی کی لے پسر |
| ۵۳ بلکہ یہ واجب ہی نزدِ عاشقین | بلکہ فرض عین نزد صادقین |
| اسکے تارک کیلئے ایعاد ہے | قد جفانی شاہ کا ارشاد ہے |
| ۵۴ اور بھی ہیں اس میں آثار انکو | مصطفےٰ کے فضل کا کیا ذکر ہو |
| دیکھ ہاں من زار قبری کا شرف | ہے شفاعت کی نظر تیری طرف |
| ۵۵ پس بذوق و شوق کرنا یہ سفر | جذبۂ دل کی کشش ہو راہبر |
| ۵۶ راستہ بھر پڑھیو ہاں صلوات تو | مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ |
| ۵۷ پھر مدینہ طیبہ میں آن کر | با وضو روضہ پہ جانا پیشتر |

۵۱ بعد حج کے ہے۔ الخ۔ اب یہاں سے جدا واسطے مناسک حج کے روضۂ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت بابرکت کا بیان شروع ہوا کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد روضۂ مطہرۂ منورۂ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد پاک کی زیارت جاکر کرنا بہت ضروری اور لازمی ہے کہ فرمایا حضرت نے مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی جو جگہ کہ درمیان گھر میرے اور منبر میرے کے ہے وہ ایک باغ ہے باغوں جنت سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقد مبارک اسی جگہ میں واقع ہے اور اسی واسطے اس کو روضہ کہا جاتا ہے کہ جس کی زیارت باعث دخول جنت ہے اللھم ارزقنا زیارتہ منہ ۵۲ یہ مؤکد مستحب ہے بالخبر الخ۔ یعنی زیارت روضۂ منورۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقہا کے نزدیک مستحب مؤکد اور افضل استحبات سے ہے بدلیل اس خبر کے کہ آپ نے فرمایا ہے من زارنی بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی جس مسلمان نے میری زیارت بعد وفات میرے کے ہو گی وہ شخص ایسا کہ گویا زیارت کی اس نے میری بیچ زمانہ حیات میری کے اس حدیث سے مضمون سے زائر کے لئے فضیلت صحابیت کی مترشح ہوتی ہے سبحان اللہ کیا خوب بشارت ہے زائر روضۂ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے اللھم ارزقنا زیارتہ منہ ۵۳ بلکہ یہ واجب ہے۔ الخ۔ یعنی زیارت روضۂ منورہ کی مستحب مؤکد ہی نہیں بلکہ یہ واجب ہے عاشقان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بلکہ اس سے بھی زیادہ جو لوگ کہ عاشق صادق و شیفتۂ جمال باکمال سید عالم فخر آدم حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہیں انکے نزدیک تو فرض عین ہے کیونکہ بغیر اس کے عشق نبوی کا دم بھرنا دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ جو شخص کہ زیارت بابرکت کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور پھر وہ زیارت نہ کرے تو اس کے واسطے وعید وارد ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من حج ولم یزرنی فقد جفانی یعنے جس نے حج کیا اور میری زیارت کو حاضر نہ ہوا اس نے مجھ پر ظلم کیا فتاملوا ایھا المنکرون۔ منہ ۵۴ اور بھی ہیں۔ الخ۔ یعنی اسی زیارت روضۂ منورہ کے بارے میں اور بھی حدیثیں موجود ہیں کہ جن سے زائر کے لئے کمال عنایت و مہربانی ثابت ہوتی ہے دیکھ اس بشارت کو کہ فرمایا ہے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے من زار قبری وجبت لہ شفاعتی جس مومن نے زیارت کی میری قبر کی پس اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہو گئی۔ منہ ۵۵ پس بذوق و شوق۔ الخ۔ یعنی جبکہ زیارت روضۂ نبوی کے یہ فضائل و مراتب ہیں تو اے زائر تو اس کو زیارت نہایت ذوق و شوق و خلوص کے ساتھ طے کرنا کہ جذبۂ دل کی کشش و محبت دیار حبیب کی طرف تجھ کو کھینچتی ہوئی لیجائے۔ بقول کسے شوق کھینچے لئے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں۔ منہ ۵۶ راستہ بھر پڑھیو۔ الخ۔ یعنی مدینہ منورہ کے تمام راستہ میں درود شریف کی کثرت ہر وقت رکھنا کیونکہ من احب شیئا اکثر ذکرہ۔ یعنی جو کوئی کسی سے محبت رکھتا ہے تو اسکی یاد بہت کرتا ہے کیا معنی کہ کثرت ذکر کسی شے کا علامت ہو اسکی دوستی اور محبت کی پس کثرت درود شریف دلیل ہے اس بات کی کہ درود خواں محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جب یہ بات یوں ہے تو یہ بھی ضرور ہے کہ رسول کریم کی بھی اسکی طرف توجہ خاص ہو گی کس واسطے کہ محبت صادق میں یہ اثر ہے کہ محبوب بھی محب کیجانب مائل و متوجہ کر دیتی ہے ۱۲ منہ (بقیہ نمبر ۵۷ ضمیمہ صفحہ دیکھو)

اور اگر ممکن ہو تجھ سے عاشقا ‌‌ غسل کر کپڑے بدل خوشبو لگا

پاس جالی کے کھڑے ہو کر تمام ‌‌ دست بستہ اسطرح پڑھنا سلام

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلَیکَ یا ‌‌ اَشرَفَ المَخلُوق فَخرَ الاَنبِیا

اَلسَّلامُ عَلَیکَ یا بَدرَ الدُّجیٰ ‌‌ وَالسَّلامُ عَلَیکَ یا شَمسَ الضُّحیٰ

اَلسَّلامُ عَلَیکَ یا خَیرَ الوَریٰ ‌‌ وَالسَّلامُ عَلَیکَ یا بَحرَ العَطا

اَلسَّلامُ عَلَیکَ یا رَدَّ المِحَن ‌‌ وَالسَّلامُ عَلَیکَ یا جَدَّ الحَسَن

اَلسَّلامُ عَلَیکَ یا بَدرَ البُدُور ‌‌ وَالسَّلامُ عَلَیکَ یا صَدرَ الصُّدُور

اَلسَّلامُ عَلَیکَ یا وَجہَ السُّرُور ‌‌ وَالسَّلامُ عَلَیکَ یا نُورَ الصُّدُور

اَلسَّلامُ عَلَیکَ اے بحرِ کرم ‌‌ وَالسَّلامُ عَلَیکَ اے شاہِ حرم

اَلسَّلامُ عَلَیکَ اے سُلطانِ دیں ‌‌ وَالسَّلامُ عَلَیکَ ختمِ المرسلین

اَلسَّلامُ عَلَیکَ اے اُمی لقب ‌‌ وَالسَّلامُ عَلَیکَ اے عالی نسب

| | |
|---|---|
| اَلسَّلام اے قرنگ نیرِ ازہرون | والسلام اے جامعِ علم و فنون |
| اَلسَّلام ای خُلقکَ خُلقِ عظیم | وَالسَّلامُ عَلَیکَ اسے دُرِّ یتیم |
| اَلسَّلام اے منبعِ فیضِ ہدے | وَالسَّلام اے مظہرِ نورِ خدا |
| اَلسَّلام اے معدنِ انوارِ حق | والسَّلام اے مخزنِ اسرارِ حق |
| اَلسَّلام اے خسروِ بابُ السّلام | والسَّلام اے والیِ بیتُ الحرام |
| اَلسَّلام اے سیّدِ عالی جناب | وَالسَّلام اے شافعِ یوم الحساب |
| اَلسَّلام اے رحمۃٌ للعالمین | وَالسَّلام اے قبلۂ دُنیا و دین |
| اَلسَّلام عَلیکَ ای روحی فداک | یا مَلاذی لیس لی مَاوا سِوَاکَ |
| اَلسَّلام اے جانِ من بر تو فدا | وَالسَّلام اے خاکِ پایت این گدا |
| اَلسَّلام عَلیکَ مِنّی اے فرید | آپ کے روضہ پہ حاضر ہے حمید[۵۱] |
| بار اس کے سر ہے عصیاں کا بڑا | ہے شفاعت آپکی کا آسرا |

۵۱ حمید۔ الخ۔ حمید مؤلف رسالہ ہٰذا کا تخلص ہے اور نام عبدالحمید ہے لہٰذا جو زائر کہ روضۂ مقدسہ پر حاضر ہو کر یہ صلوٰۃ و سلام پڑھے اور نام دوسرا ہو تو وہ اس اپنے نام کو اس جگہ قافیہ میں لاکر پڑھے اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کرے اور اگر اس کا نام اس قافیہ پر نہ ہو تو اسکو چاہیئے کہ اپنے نام سے قافیہ کا دوسرا قافیہ مطلع میں بھی بدل دے اور یہ اپنا نام لاکر مصرعہ ثانی میں پڑھے۔ جس طرح اگر کسی کا نام علی یا ولی یا صفی یا تقی وغیرہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ مصرعہ اولیٰ میں بجائے اسے قرنگے اسے نبی پڑھے اور مصرعہ ثانی میں جو نام اس کا ہو وہ پڑھے وعلیٰ ہٰذا۔ اور اگر کسی کا نام ایسا ہو کہ وہ کسی طرح شعر میں نہ آسکتا ہو یا اس کا قافیہ مصرع ثانی میں ٹھیک ٹھیک نہ آسکتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہ مؤلف رسالہ کے نام کو ہی جو شعر میں موجود ہے بعینہٖ پڑھے اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کرے کہ انما الاعمال بالنیات پس اس وقت یہ سلام یقینی پڑھنے والے کی ہی جانب سے متصور ہوگا اور اس کے ذیل میں مؤلف ناچیز کو بھی کچھ نفع ہو جائیگا کہ اس کا نام گمنام دربارِ خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام میں بطور خادم پیش ہو جائیگا اور اس میں اس زائر مہرباں کا کچھ ہرج نہ ہوگا بلکہ مؤلف ناچیز پر تا قیامت اس کا احسان رہے گا وعلیہ السلام الی یوم القیام۔

| | |
|---|---|
| آپ پر ہوں سو درود اور سو سلام | آپ کی آل اور یاروں پر تمام |
| اور سلام ان دونوں یاروں[۵۱] پہ بھی ہو | آپ کے پہلو میں خوابیدہ ہیں جو |
| رحمت و برکات حق شام و سحر | یہ جناب و بر ابوبکر و عمر |
| بعد اسکے[۵۲] فاتحہ پڑھ کر وہاں | مسجد نبوی میں جانا بیگماں |
| جا کے مسجد[۵۳] میں باخلاص و حضور | نفل دو فوراً ادا کرنا ضرور |
| آٹھ دن[۵۴] تک اسمیں پھر ای پاکباز | باجماعت پنجگانہ پڑھ نماز |
| بعد اسکے[۵۵] پھر تجھے ہی اختیار | اور رہنا یا چلے آنا دیار |
| تو رہے[۵۶] طیبہ میں جبتک ای دوست | پڑھتے رہنا باوضو اکثر درود |
| ورد[۵۷] رکھنا رات دن اسکا وہاں | کثرت صلوات کی برکت سے ہاں |
| کیا عجب[۵۸] ہی گر زیارت ہو نصیب | پائے تو رویا میں دیدار حبیب |
| من رآنی[۵۹] قد رأی الحق کا خطاب | تجھکو حاصل ہو تو اٹھجائیں حجاب |

۵۱ ان دونوں یاروں پر۔ الخ ان دونوں یاروں کا اشارہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے جو کہ دونوں اسی روضۂ مقدس و منور کے اندر پہلوئے مزار پر انوار سید ابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مدفون ہیں سبحان اللہ کیا شرف ہے ان دونوں صاحبوں کا کہ دنیا تو دنیا آخرت میں بھی انہوں نے اپنے آقائے نامدار کا ساتھ نہ چھوڑا یاری اسی کا نام ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین ط ۱۲ منہ

۵۲ بعد اس کے فاتحہ۔ الخ۔ فاتحہ سورہ الحمد کا نام ہے۔ چونکہ مزارعات و مقابر پر جا کر سب سے پہلے اس سورہ پاک کو معہ دیگر سورتوں کے پڑھ کر موتی کو بخشتے ہیں لہذا اب اس مجموعہ کا نام فاتحہ مشہور ہو گیا پس مطلب یہ ہے کہ بعد ختم کرنے صلوٰۃ و سلام مذکور کے فاتحہ پڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نذر کرے۔ اور فاتحہ میں بعد اعوذ و بسم اللہ کے اوّل سورۂ الحمد اور اس کے بعد سورہ یٰسین و سورۂ کوثر ایک ایک بار۔ اور سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب روح پر فتوح سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ تمام آل و اصحاب کے نذر کرے کیونکہ از دست فقیر بینوا ناید ہیچ۔ جز آنکہ بصدق دل دعاے کند اگر کسی صاحب کو سورہ یٰسین شریف یاد نہ ہو یا اگر وقت میں اتنی گنجائش نہ ہو تو وہ نہ پڑھے اور باقی پر اکتفا کرے اس کے بعد مسجد نبوی میں جو کہ وہیں ہے داخل ہو ۱۲ منہ

۵۳ جاکے مسجد میں الخ۔ یعنی مسجد نبوی میں داخل ہو کر فوراً دو رکعت نفل تحیۃ المسجد ادا کرے اور اگر جماعت نماز فرض ہو رہی ہو تو اس میں شریک ہو کر نماز پڑھے اور تحیۃ المسجد کو اس وقت ترک کرے کہ اسی میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ۱۲ منہ

۵۴ آٹھ دن تک۔ الخ۔ کیا معنی کہ کم از کم آٹھ دن تک مدینہ منورہ میں قیام کرکے پانچوں وقت نماز فرض مسجد نبوی میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا کرے اس میں کسی طرح فرق نہ پڑے کیونکہ مسجد نبوی میں ایک نماز فرض کا ثواب پچاس ہزار نماز فرض کی برابر ہے۔ پس اے زائر تجھ کو مناسب ہے کہ کم از کم آٹھ دن تک چالیس فرضی نمازیں باجماعت مسجد نبوی میں پڑھ لے تاکہ بیس لاکھ فرضی نماز کا ثواب تجھکو بہ آسانی حاصل ہو جائے اور اس کی برکت سے نامہ اعمال تیرا روشن و منور ہو جائے ۱۲ منہ

۵۵ بعد اسکے پھر تجھے ہے اختیار۔ الخ یعنی آٹھ دن کے قیام کے بعد پھر تجھے اختیار ہے کہ چاہے تو اور زیادہ رہ کہ موجب زیادتی ثواب و برکت کا ہے یا اپنے دیس اور دیار کو واپس چلا جا ۱۲ منہ

۵۶ تو رہے طیبہ میں جبتک الخ۔ طیبہ نام مدینہ طیبہ کا ہے یعنی اے زائر مدینہ طیبہ میں جبتک تو رہے تو وہاں درود اور سلام کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت کثرت رکھنا اور رات دن درود کا ورد رکھنا اور باوضو درود خوانی کرنا کیا معنی کہ جس وقت حدث لاحق ہو اور وضو ٹوٹ جائے فوراً پھر وضو کر لے اور درود شریف کا مشغلہ جاری رہے ۱۲ منہ

۵۷ ورد رکھنا الخ۔ یعنی شب و روز طہارت کے ساتھ درود خوانی جاری رکھنا کہ کثرت درود شریف کی برکت سے ۱۲ منہ

۵۸ کیا عجب ہے۔ الخ یعنی اے زائر اگر تو اس طریق پر طہارت کامل کے ساتھ درود شریف کی کثرت رکھے گا تو کیا عجب ہے کہ تجھ کو رویائے صالحہ میں یعنی عالم خواب میں دیدار پر انوار حبیب خدا اشرف انبیا سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب ہو جائے۔ منہ ۱۲

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ یہ سکینہ ہے الخ یعنی اے شخص زیارت با برکت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم خواب میں یہ ایک عجیب سکینہ راحت بخش سعید اور عجیب غریب نعمت غیر مترقبہ ہے کہ جس کو حاصل ہو جائے خوشا اس کے نصیب اور زہے اس کی قسمت ورنہ یہ دولت کس کو میسر آتی ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء منہ ۵۲ جو کہا میں نے الخ یعنی جو بات کہ میں نے تجھ کو بتائی ہے وہ ایک راز سربستہ ہے اس پر تجھ کو ضرور عمل کرنا چاہیے۔ اگر تو اس میرے کہنے پر عمل کریگا تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ شرف زیارت جمال جہان آرا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مزید بالعزو تجھ کو حاصل ہوگا کہ من طلب شیئا جد وجد طلب ہر چیز کی شرط ہے اور وہ راز سربستہ وہی ہے جو تجھ کو پیشتر ہی بتا دیا کہ جبتک مدینہ منورہ میں تو مقیم رہے تو طہارت کے ساتھ خلوص دل سے ہر وقت درود شریف کی کثرت رکھنا اور صلوٰۃ وسلام مزار پر انوار پر پڑھتے رہنا اور منہیات لغویات سے اجتناب کرنا۔ منہ ۵۳ یہ شرف الخ۔ اگر اے زائر تجھ کو یہ شرف زیارت دیدار محبوب خدا کا عالم خواب میں عطا ہو تو اس وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تو دعا سے خیر کرے میرے واسطے بھی دعائے مغفرت کرنا اور نبی کریم سے بھی طلب دعائے خیر میرے لئے کرنا علیہ السلام الی یوم القیام۔ منہ ۵۴ ہے وہاں الخ یعنی مدینہ طیبہ میں ایک گورستان موسوم بہ بقیع غرقد ہے اور اس میں اکثر اہل بیت نبوت وکبار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدفون ہیں پس اے زائر وہاں جا کر بھی تو ایک رات یا ایک دن ان کی زیارت کرنا اور ان پر فاتحہ پڑھنا مسنون ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر راتوں کو وہاں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ منہ ۵۵ یعنی بقیع میں جا کر یہ کہے۔ السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر وفی روایۃ السلام علیکم یا اہل دار قوم مومنین اللہم اغفر لاہل البقیع الغرقد۔ الی آخرہ منہ۔

یہ سکینہ ہے یہ نعمت ہی عجیب
جس کو حاصل ہو خوشا اسکے نصیب

جو کہا میں نے یہ ہے سربستہ راز
کر عمل اس پر ضرور اے پاکباز

کر عمل اس پر کرے گا با حضور
یہ شرف حاصل تجھے ہوگا ضرور

یہ شرف تجھکو اگر بخشیں نبی
یاد کر لینا دعا میں مجھکو بھی

ہے وہاں اک مدفن پاک بقیع
واں بھی جا کر ایک دن ہونا شفیع

یعنی وہ ہے اک مزار دل فروز
اس کی بھی کرنا زیارت ایک روز

اس میں اکثر اہل بیت پاک ہیں
بعض اصحاب شہ لولاک ہیں

کر زیارت انکی جا کر ایک رات
اور ثنا طلب ہو کے آنسی کر یہ بات

السلام علیکم اے اہل القبور
یغفر اللہ لکم و ہو الغفور

السلام اے دار قوم مومنین
رحمۃ اللہ علیکم اجمعین

اللہم اغفر لاصحاب البقیع
وارفع الدرجات عندک یا رفیع

۵۱ فاتحہ پھر اُن پہ پڑھنا با ادب | اور دعا اپنے لئے کرنا طلب

پھر چلے آنا مکاں پر نے درود | پڑھتے رہنا ایسے ہی ختم درود

جب۵۲ چلے گھر کو وہاں سے اپنے تو | مسجد نبوی میں جاکر با وضو

اک دوگانہ کیجیو دل سے ادا | ہاتھ اٹھا کر حق سے پھر کرنا دعا

بعد۵۳ ازاں روضہ پہ پھر جاکر شتاب | با دلِ پُر درد و با چشمِ پُر آب

مثل۵۴ سابق عرض پھر کرنا سلام | دست بستہ اور با آداب تمام

لیک۵۵ مقطع اس طرح پڑھنا جدید | واسطے رخصت کے حاضر ہے حمید

پڑھ۵۶ چکے جب تو سلام اے خستہ جاں | بعد اسکے فاتحہ پڑھنا وہاں

بعد۵۷ اسکے اذنِ رخصت لیجیو | پھر سلامِ رخصتی یوں کیجیو

از من۵۸ مسکین حمید بینوا | باد بر تو اے محمد مصطفیٰ

صد تحیت صد درود و صد سلام | صد ہزاراں رحمتِ حق تا قیام

---

۵۱ فاتحہ۔الخ۔ یعنی بقیع غرقد میں بعد سلام اہل بقیع کے فاتحہ حسب دستور پڑھنا اور اس کا ثواب ان کو ہبہ کرکے اپنے قیام گاہ کو واپس چلے آنا اور اسی طرح برابر فاتحہ و درود کا ہمیشہ سلسلہ جاری رکھنا مدینہ طیبہ میں ۱۲ منہ ۵۲ جب چلے گھر کو۔الخ۔ یعنی جب ان تمام باتوں سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ سے اپنے گھر کو واپس آنے کا ارادہ کرے تب چلتے وقت وضو کرکے پیشتر مسجد نبوی میں جانا اگر نماز فرض کا وقت ہو تو وہ با جماعت ادا کرنا اور اگر فرض کا وقت نہ ہو تو ایک دوگانہ تحیۃ المسجد کا پڑھنا اور خلوص کے ساتھ بعد ادائے نماز خداوند سبحانہ سے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا کہ وہ پھر امید اس در انور نبوی میں حاضر ہونے کی اور اس مسجد نبوی میں ادائے نماز اور ذکر کی توفیق بخشے اور نیز امن و امان اور عافیت دارین کی دعا کرے کہ اللہ اس کو مع الخیر گھر پہنچا دیوے ۱۲ منہ ۵۳ بعد ازاں روضہ پہ۔الخ۔ یعنی اس نماز رخصت اور دعا کے بعد پھر فی الفور روضۂ منورہ نبوی پر حاضر ہو در آں حالیکہ صدمۂ فرقت سے دل میں سوز و گداز اور آنکھوں میں آنسو بھرے اور ڈبڈبا رہے ہوں۔منہ ۵۴ مثل سابق الخ یعنی اس صورت سے روضۂ مطہر پر حاضر ہو کر پہلے کی طرح پھر صلوٰۃ و سلام پڑھنا یعنی جیسے آتے وقت نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ خلوص دل سے صلوٰۃ و سلام پڑھا تھا اسی طرح اب جاتے وقت سوز و گداز اور حسرت و یاس سے دست بستہ نہایت مؤدب ہو کر وہی صلوٰۃ و سلام دوبارہ عرض کرے اور آنکھوں میں آنسو جاری ہوں۔منہ ۵۵ لیک مقطع اس طرح۔الخ یعنی صلوٰۃ و سلام کے اشعار کا مقطع جو پہلے آتے وقت پڑھا تھا کہ حاضر درگاہ عالی ہے حمید ہیں اس مقطع کو اب یہاں رخصت کے وقت اس طرح بدل کر پڑھنا واسطے رخصت کے حاضر ہے حمید ۱۲ منہ ۵۶ پڑھ چکے۔الخ۔ یعنی جب کہ تو صلوٰۃ و سلام مذکور پڑھ چکے تب اس کے بعد فاتحہ بطریق سابق روضۂ منورہ پر پڑھ کر دم کرنا ۱۲ منہ ۵۷ بعد اس کے الخ۔ یعنی فاتحہ خوانی کے بعد پھر اے زائر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر کو جانے کے واسطے رخصت طلب کرنا یعنی زبان حال و قال سے کہنا کہ الوداع الوداع یا رسول اللہ الوداع الوداع یا نبی اللہ الوداع الوداع یا حبیب اللہ الوداع الوداع یا سید المرسلین الوداع الوداع یا شفیع المذنبین الوداع الوداع یا رحمۃ للعالمین۔ اس کے بعد پھر سلام رخصت میں نیچے کے دو اشعار نہایت سوز و گداز اور رقت قلبی سے آنکھیں بند کرکے اور ہمہ تن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر پڑھے اور روتا ہوا وہاں سے گھر کو چلا جاوے۔منہ ۵۸ حمید الخ یہ مولف کتاب کا نام ہے جو سلام پڑھنے والا اس جگہ اپنا نام موزوں کرکے پڑھے اور اس موقع پر بہت سے نام موزوں ہو جائیں گے کہ جہاں قافیہ نہیں ہے جو کچھ دقت ہووے اور ہم قافیہ نام جیسے مثل مجید یا سعید وغیرہ کے موزوں ہو سکے بلکہ دیگر کثیر نام ہی یہاں موزوں ہو جاتے ہیں مثل اسیر، کبیر یا حنیف، حبیب، یا لبیب وغیرہ ہم سے بہتیرے ایسے نام ہی آ سکتے ہیں از من احمد علی بینوا۔ و۔ از من عبد الغفور بینوا۔ وغیر ذالک کے ہو تو اس وقت پڑھنے والا لفظ فقیر اپنی طرف منسوب کرکے یہاں موزوں کرکے پڑھے یعنی اس طرح۔ از من مسکین فقیر بینوا۔ اور یہ کیا عمدہ لطیفہ اس موقع کے واسطے فللہ الحمد۔ (بقیہ نوٹ ضمیمہ میں دیکھیں)

ہوکے رخصت شہ سے ای خستہ جگر — پچھلے[51] پاؤں لوٹنا باچشم تر
وقت رحلت کیجو زاری تمام — کیونکہ آپ آقا سے چھٹتا ہے غلام
صدمۂ فرقت سے رونا زار زار — آنکھیں ہوں خون جگر سے اشکبار
گھر تک آنا ایسے ہی با اضطراب — دیدہ گریاں سینہ بریاں دل کباب
سچ ہیں یہ دو وقت ہیں نازک کمال — حق بجانب ہی جو ہو ان پر ملال
جب چلے محبوب تیرے دار سے — یا چلے تو کوچہ دلدار سے
الغرض محبوب ہو جس دم جدا — اس پہ دل کرتا ہی سخت آہ و بکا
ناتوانی پاست اندر فراق — ابغض الاشیاء عندی الطلاق[52]

# نکاح کا بیان

سنت[53] مشہور ہے کرنا نکاح — مرد کو ہیں چار عورت تک مباح

[51] پچھلے پاؤں الخ۔ یعنی اے شخص جب کہ مزار پر انوار سے رخصت ہو کر تو گھر کو واپس چلے تو روضۂ منورہ سے پچھلے پاؤں لوٹنا کیا معنی کہ اُلٹے پاؤں لوٹنا اور روضہ کی طرف پشت کر کے نہ لوٹنا کہ اس میں نہایت بے ادبی ہے اور واپسی میں نہایت مبالغہ کے ساتھ زاری و اشکباری کرتا ہوا اپنی سواری کی جگہ آکر اور سوار ہو کر چلدینا۔ جیسا کہ اگلے شعروں میں مذکور ہے ۱۲ منہ

[52] طلاق الخ۔ طلاق بمعنی مفارقت زن و شو چونکہ اس لفظ کے بعد فوراً نکاح کا بیان شروع ہوا ہے لہٰذا یہ مناسب لفظی و رعایت معنوی بہت موزوں و خوب ہے ۱۲ منہ

[53] سنت مشہور ہے۔ الخ۔ یعنی مرد و عورت کا باہم نکاح کرنا اُن قواعد کے ساتھ جو شریعت میں اس کیواسطے رکھے گئے ہیں سنت ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ترجمہ۔ یعنی نکاح کرنا میری سنت ہے پس جو شخص میری سنت سے منہ پھیرے پس وہ میرے طریق پر نہیں اور مباح کے لفظ سے یہاں حلال مراد ہے یعنی مرد کو چار عورتوں تک سے ایک وقت میں نکاح کرنا حلال ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلث و ربٰع۔ یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے۔ پس نکاح کرو اے مسلمانوں جسقدر کہ پسند ہو تم کو عورتوں میں سے دو تک خواہ تین تک خواہ چار تک۔ منہ ۱۲

[۵۱] غلبۂ شہوت یعنی نکاح کرنا حالت اعتدال میں ابتدا تو سنت ہے جیسا کہ گذرا اور جب کہ اس کو شہوت کا غلبہ اور جوش زائد ہو تو اس وقت نکاح کرنا واجب ہے اور پھر اگر اس غلبہ شہوت کی وجہ سے زنا کرنے کا اندیشہ و خوف طاری ہو سکے تو اس حالت میں صاحب استطاعت کو نکاح کا کرنا فرض ہو جاتا ہے تاکہ حرام کا ارتکاب نہ ہو۔ منہ [۵۲] ہے شہادت۔ الخ یعنی نکاح میں یہ دو باتیں فرض ہیں ایک تو شہادت کہ شرط ہے دوم ایجاب و قبول جو کہ رکن ہیں اور مرد و عورت میں ایک کی طرف سے ایجاب اور دوسرے کی طرف سے قبول ہو اس کا نام ایجاب و قبول ہے۔ مثلاً عورت کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اپنا۔ در جواب اس کے مرد کہے کہ قبول کیا میں نے یا بالعکس اس کے مثلاً مرد کسی عورت سے کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اور عورت جواب میں کہے کہ میں نے تجھ سے قبول کیا پس اسی کا نام نکاح ہے مگر شرط یہ ہے کہ یہ نکاح گواہوں کے سامنے منعقد ہو اور اعلان کی تصریح آگے مذکور ہے ۱۲۔ منہ [۵۳] دو مسلمان مرد ہوں۔ الخ۔ اگر ایجاب و قبول کے وقت کم از کم دو مسلمان مرد عاقل و بالغ و آزاد موجود ہوں یا کہ ایک مسلمان مرد اور دو عورتیں مسلمہ عاقلہ بالغہ حرہ شہادت نکاح میں موجود ہوں اور معاً ایک جلسہ میں ایجاب و قبول کو سنیں اور یہ سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے تو نکاح صحیح و درست ہوگا اگر شاہد ایک ہی مرد ہوگا یا ساری عورتیں ہی عورتیں ہونگی تو اعلان نکاح نہ ہوگا اور اعلان نکاح شرط ہے اور بہت ضروری ہے کیونکہ فرمایا حضرت نے اعلنوا هذا النکاح واجعلوه فی المساجد واضربوا علیه بالدفوف۔ ترجمہ یعنی اعلان کیا کرو اس نکاح میں (جو کہ کم از کم دو گواہوں سے ثابت ہوتا ہے) اور کیا کرو اس کو مسجدوں میں (اس لئے کہ وہاں اکثر نمازی لوگ ہوتے ہیں اور ان سے اعلان خوب ہو جاتا ہے) اور بجایا کرو وقت نکاح کے دفوں کو (کیونکہ دفوں کے بجنے سے نکاح میں اعلان و شہرت خوب ہوتی ہے) دوسری جگہ فرمایا ہے کہ فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح۔ ترجمہ۔ یعنی فرق درمیان حلال اور حرام کے یہ ہے کہ آوازیں بلند کی جائیں واسطے اعلان نکاح کے اور دف بجایا جائے واسطے نکاح کے اس سے معلوم ہوا کہ اعلان کا کرنا نکاح میں شرط ہے کہ بغیر اسکے نکاح جائز نہیں کہ ہر طریق سے اعلان کے کرنے کی آپ نے تاکید فرمائی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دف بجانا نکاح کے لئے مستحب ہے اور اعلان سے مراد یہی کم از کم دو مسلمان گواہوں کا ہونا ہے۔ اگر مسلمہ عورت سے نکاح ہو تو اس کے نکاح میں مسلمان گواہوں کا ہونا شرط ہے اور اگر کسی کتابیہ عورت سے نکاح کرے تو اس کے لئے کافروں کی گواہی بھی ہو سکتی ہے۔ ۱۲۔ منہ [۵۴] ناکح و منکوحہ۔ الخ۔ یعنی اگر دولہا دلہن آس پاس ہوں کہ جو خود اصالتاً ایجاب و قبول کریں اور الگ الگ ہوں جیسا کہ فی زمانہ رواج و دستور ہے تو اس حالت میں دونوں کی طرف سے قبول کرے یا کرے اور اگر وکیل ولی عورت کا ہو تو بہت اچھا ہے۔ مثلاً باپ دادا یا بھائی کہ وہی ایجاب و قبول بعد استیذان عورت کے کرائیں۔ (نوٹ نمبر ۴ کا بقیہ و نمبر ۵ و ۶ و ۷ و ۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

غلبۂ شہوت میں[۵۱] واجب جان اُسے — فرض قطعی ہے زنا کے خوف سے
سُن قواعد اُسکے اب اے متقی — ہیں شرائط اسمیں کچھ اور رکن بھی
ہے[۵۲] شہادت شرط از حکم رسول — رکن اُسکے دونوں ایجاب قبول
دو[۵۳] مسلمان مرد ہوں شاہد اگر — عاقل و بالغ ہوں اور آزاد پر
یا کہ ہو اک مرد اور دو عورتیں — ہوگا جب اعلان ثابت عقد میں
جب سُنا سمجھا ہو دونوں کا کلام — ایک جلسہ میں تو ہو پورا یہ کام
ناکح[۵۴] و منکوحہ غائب ہوں اگر — پس وکالت بھی ہے شرط اسوقت پر
عقد[۵۵] کے ہونیکے وقت اے نیک پے — خطبہ پڑھنا پیشتر مسنون ہے
مہر[۵۶] سنت ہے بوقت انعقاد — دس درم سے کم نہیں اے خوش نہاد
جب[۵۷] نہ لیگا نام کوئی مہر کا — مہر مثل اسوقت لازم آئیگا
عاقل[۵۸] و بالغ ہوں دونوں عاقدین — گر نہوں ایسے تو پھر اے نور عین

| | |
|---|---|
| جو ولی ہوں اُن کے[۵۱] بالغ اور عقول | انکی جانب سے ہو ایجاب و قبول |
| بالغہ[۵۲] خود عقد کی مختار ہے | کفو میں کیا اسکو ولی درکار ہے |
| غیر کفو[۵۳] میں ہاں اگر چاہے نکاح | اور ولی رکھتی نہ ہو جب ہی مباح |
| اور ولی[۵۴] ہو تو یہ اس میں شرط کر | وہ رضا دے غیر کفو کو جان کر |
| اسکے بعد اُس سے یہ کرسکتی ہے عقد | ورنہ بالکل باطل و منفی ہے عقد |
| بعد[۵۵] اُسکے بھی رضا بے سود ہے | کیا بنے جو اصل سے مردود ہے |
| ہیں[۵۶] ولی عصبات کی ترتیب پر | جو کہ ہیں عصبہ بنفسہ اے پسر |
| لیک[۵۷] انمیں باپ اور دادا تمام | سب ابیوں میں ہیں اقوی لاکلام |
| غیر کفو[۵۸] سے اور فاحش غبن سے | عقد نابالغ روا اُس کے لئے |
| جب[۵۹] نہ ہو عصبات میں کوئی ولی | تب ولی ماں اُسکی ہوگی یا ولی |
| اصل[۶۰] سے اور فرع سے اپنی تمام | فرع سی ماں باپ کی بھی لاکلام |

۵۱ جو ولی ہوں اُن کے۔ الخ۔ یعنی نابالغ یا بے عقل عاقدین کے ولی جو کہ عاقل بالغ ہوں وہ اُس نابالغ کی طرف سے ایجاب و قبول کرسکتے ہیں یا اجازت دے سکتے ہیں اگر ولی خود ہی نابالغ یا مجنوں ہوگا تو اُس کا ایجاب و قبول خود کرنا یا اجازت دے کر اُسی سے قبول کرانا دونوں نامعتبر و ناجائز ہیں ۱۲۔ منہ ۵۲ بالغہ خود الخ۔ یعنی عورت اگر عاقلہ بالغہ ہے خواہ وہ باکرہ ہو خواہ بیوہ یا مطلقہ ہو اب اگر وہ کفو میں کسی سے نکاح کرنا چاہے تو اپنے نفس کا اُسے اختیار ہے اس میں ولی کی اجازت درکار نہیں ہے کفو سے یہ مراد ہے کہ نسب یا حسب یا چال چلن یا پیشہ میں اُس عورت کے ولی سے کم ہو ایسا کہ اُس کے ساتھ اس عورت کا نکاح ہونا اس صورت سے ولی کے لئے عرف میں باعث ننگ و بدنامی نہ ہو اگر وہ ایسا نہیں ہے تو ولی کی عدم رضامندی بالغہ کے نکاح کے لئے کچھ باعث ضرر نہیں ہے اور اگر وہ شخص نسب یا حسب میں یا پیشہ میں کمتر ہے یا بدچلنی کی وجہ سے عوام میں وہ نہایت ذلیل و خوار ہے یا کفو تو برابر ہے ولیکن اُس عورت نے مہر میں اسقدر کمی فاحش منظور کرلی کہ جو شخص کے مہر مثل سے بہت زیادہ کم ہے مثلاً مہر مثل ایک ہزار ہے اور اُس نے نصف سے بھی کم یعنی پانسو یا چار سو پر مہر منظور کرکے مقرر کرلیا تو ایسی صورت میں ولی کو اختیار ہے کہ اُس کے نکاح میں اعتراض کرکے نکاح کو فسخ کرادے۔ پس اگر شوہر کفو میں برابر ہے اور مہر بھی پورا ہے تو عاقلہ بالغہ عورت ولی کی رائے پر مجبور نہیں ہوسکتی اور نہ اُس کی اجازت کی وہ پابندی بایں ہمہ اولیٰ و افضل یہی ہے کہ ولی کی رضامندی سے نکاح کرے تو سنت بھی ہے ۱۲۔ منہ

۵۳ غیر کفو میں۔ الخ۔ یعنی ہاں اگر عورت عاقلہ بالغہ غیر کفو میں نکاح کرے اور اسکا ولی کوئی نہ ہو تو وہ نکاح بالکل مباح ہے اور اُس کو اب بجز ولی کے اور کوئی فسخ نہیں کرسکتا ۱۲۔ منہ ۵۴ اور ولی ہو۔ الخ یعنی اگر عاقلہ بالغہ عورت کے ولی موجود ہو خواہ وہ قریب کا ہو خواہ دور کا ہو تو غیر کفو میں نکاح کرنے میں یہ شرط ہے کہ ولی اُسے غیر کفو جان کر صراحۃً رضامندی دے تو وہ نکاح منعقد ہوجائے گا اور پھر فسخ نہ ہوسکے گا۔ اور اگر اسنے اجازت تو دی مگر یہ نہ جانتا تھا کہ وہ غیر کفو ہے یا صراحۃً اجازت نہ دی بلکہ دریافت کے وقت وہ چپ ہو رہا اگرچہ وہ جلسہ نکاح میں بھی موجود ہو تو ان صورتوں میں وہ نکاح قائم نہیں رہے گا بلکہ ولی کے اعتراض کے وقت فسخ کردیا جائے گا اور باطل ٹھہریگا۔ ۱۲۔ منہ ۵۵ بعد اسکے بھی۔ الخ۔ یعنی اگر غیر کفو میں نکاح کرلینے کے بعد وہ عورت ولی سے اجازت لے اور ولی اجازت دیدے تو بھی وہ نکاح اصلا نہ ہوگا اور نہ کام آسکے گا۔ بعد ازاں رضامندی بے سود ہے کیونکہ وہ اصل سے ہی ناجائز و مردود ہے تو اب اس وقت کی رضا سے کیا ہوسکتا ہے ... اور سبب فساد زمانہ کے اسی پر فتویٰ ہے۔ ۱۲۔ منہ ۵۶ ہیں ولی عصبات۔ الخ یعنی نکاح کے ولی عصبات بترتیب ہوتے ہیں جیسے ورائض میں قوی عصبہ کے ہوتے ضعیف عصبہ حق سے محروم ہوجاتا ہے اسی طرح پر یہاں قوی عصبہ بنفسہ کی موجودگی میں ضعیف عصبہ بنفسہ ولی نہیں سمجھا جاتا (بقیہ نوٹ نمبر ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ ضمیمہ میں دیکھیں)

جملہ[۱] منکوحات اصول و فرع کی ۔ اصل و فرع زوجہ اور خالہ پھپی
خالہ[۲] اور پھپی بہن اور بھانجی ۔ اُسکے منکوحہ کی اُسکے جتنے جی
دودھ[۳] کے رشتے بھی ایسے ہی تمام ۔ ہو نکاح ان سب کا ناکح پر حرام
زوج[۴] وزوجہ میں نہو گر اتفاق ۔ مرد کو جائز ہے دیدینا طلاق
ایک[۵] یا دو ہوں اگر رجعی طلاق ۔ ہے روا عدت میں رجعت بے فراق
اور[۶] اگر بائن ہو یا عدت گئی ۔ از سر نو عقد ہو عورت کئی
اور[۷] طلاقیں تین دی ہیں اُسکو گر ۔ اب نہیں جائز کسی صورت مگر
بعد[۸] عدت عقد زن ہو غیر سے ۔ اور وہ صحبت بھی کری پھر چھوڑ دے
یا مرے اور اُسکی عدت ہو تمام ۔ عقد اب پہلے سے ہو ورنہ حرام
ہوش[۹] میں دے یا نشے میں دی تمام ۔ دے ہنسی میں یا کہ غصے میں امام
ہو زبردستی وہ یا بالاتفاق ۔ سب طرح ہو جاتی ہے واقع طلاق

[۱] جملہ منکوحات الخ - یعنی تمام وہ عورتیں جن سے کہ زفاف ہوا ہو خواہ وہ اپنے اصول کی ہوں خواہ فروع کی ہوں اور اپنی مدخولہ بیوی کی وہ رشتہ دار عورتیں جن کی اولاد میں کہ بی بی ہو یا اس طرح کہ بی بی کی اولاد ہوں اور خالائیں ' پھپیاں اس شخص کی یعنی ماں کی بہنیں اور اسی کے حکم میں ہیں نانا - نانی وغیرہم کی بہنیں اور باپ کی بہنیں اور اسی کے حکم میں ہیں دادا دادی وغیرہم کی بہنیں یہ سب کی سب ہمیشہ ہمیشہ حرام ہیں - ۱۲- منہ [۲] خالہ پھپی - الخ - یعنی خالہ پھپی بہن بھانجی اور اسی کے ذیل میں ہے بھتیجی یہ سب اس شخص کی مدخولہ بی بی کی جبتک وہ عورت نکاح میں ہے یا بعد طلاق عدت میں سب حرام ہیں ہاں اگر عورت مر گئی یا اُسے طلاق دی اور طلاق کی عدت گذر گئی تو ان سے نکاح جائز ہے ۱۲- منہ [۳] دودھ کے رشتے بھی ایسے ہی تمام - الخ یعنی اسی طریق پر دودھ کے رشتہ دار بھی ' مثلاً دودھ پلائی اور اس کے ماں ' دادیاں وغیرہم اور اس کی اولاد میں بیٹیاں پوتیاں نواسیاں وغیرہ یہ سب عورتیں نکاح کرنے والے پر حرام ہیں کیا معنی کہ ان عورتوں سے نکاح صحیح نہیں ہے اور جو عورتیں کہ ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں وہ محرم کہلاتی ہیں ۱۲ منہ [۴] زوج وزوجہ میں - الخ - یعنی اگر میاں بی بی میں باہم میل جول نہ ہو کیا معنی کہ نا اتفاقی ہو تو عورت کو طلاق دیدینا درست ہے - ۱۲ منہ [۵] ایک یا دو - الخ - یعنی اگر طلاق صرف ایک مرتبہ دی ہے رجعی تو تا یہ مدت عدت یعنی بعد طلاق تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جانے تک اس طلاق سے رجوع کر لینا اور مطلقہ کو پھر بی بی بنا لینا درست ہے اور اسی طرح اگر دو رجعی طلاقیں دی ہیں - مثلاً یوں کہا کہ میں نے تجھکو طلاق دی پیشتر تجھ کو طلاق دی - یا یہ کہا کہ میں نے تجھ کو دو طلاقیں دیں تاہم مدت مذکور کے اندر رجعت درست ہے مثلاً زبان سے یوں کہا کہ میں نے اسے اپنے نکاح میں پھر لیا تو پھر وہ عورت نکاح سے باہر نہ ہو گی بدستور اس کی زوجہ بنی رہے گی - ۱۲- منہ [۶] اور اگر بائن ہو یا عدت - الخ یعنی اگر طلاق بائن دی ہے یا یہ کہ بعد طلاق رجعی کے عورت مطلقہ کی عدت گذر گئی ہے تو اب وہ عورت بھی اس کے نکاح سے جاتی رہی اور رجعت کے قابل نہیں رہی مگر ہاں اس صورت میں اس مطلقہ سے از سر نو عقد نکاح پھر کر سکتا ہے کیا معنی کہ اب بغیر نکاح کے رجعت نہیں کر سکتا از سر نو نکاح کر سکتا ہے واضح ہو کہ طلاق بائن وہ طلاق ہے جس کے کہتے ہی عورت نکاح سے باہر ہو جاتی ہے طلاق بائن و رجعی کے لئے الفاظ مقرر ہیں کہ انسے طلاق بائن پڑتی ہے اور ان سے رجعی بائن کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ میں نے تجھے بائن یا بڑی طلاق دی یا عورت سے بہ نیت طلاق کہا کہ تجھ پر نکل جا یا چلی جا یا میرے سامنے سے دور ہو یا منہ کالا کر کے چھپالے یا پردہ میں مجھ سے ہو جا یا اور خصم کر لے یا اب تو میرے کام کی نہیں رہی یا مجھے تجھ سے کچھ تعلق نہیں یا تو میرے نکاح سے باہر ہے وغیرہ وغیرہ - فتاوی رضویہ میں ان دونوں طلاقوں کے دو سو سے زیادہ الفاظ جمع کئے ہیں کہ شاید کسی اور میں مجتمع نہ ہوں گے - (بقیہ نوٹ نمبر ۶ و ۷ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

| | |
|---|---|
| بے سبب اچھا نہیں دینا طلاق | سخت ہے مکروہ شارع کو فراق |
| سب حلالوں میں ہے یہ بدتر حلال | خوش نہیں ہوتا ہے اس سے ذوالجلال |
| ہے[۵۲] بہت مبغوض رب فعلِ طلاق | ہے بہت محبوب رب فعلِ عتاق |
| ہو[۵۳] اگر عورت کسی کی زانیہ | یا ہو عورت پھینسی اور دوسیہ |
| بدزباں[۵۴] ہو یا نہ پڑھتی ہو نماز | اور وہ سمجھانے سے ہی آئے نہ باز |
| یا[۵۵] خلافِ شرع کچھ کرتی ہو کام | بانجھ رہوے یا کوئی عورت مدام |
| مستحب[۵۶] ہے اس کو دیدینا طلاق | ہر طرح پر اس سے بہتر ہے فراق |
| حیض[۵۷] والی کی ہے عدت تین حیض | غیر کی ہے تین ماہ اے اہلِ فیض |
| لیک جب شوہر کسی زن کا مرے | چار مہ دس دن تک عدت تب کرے |
| حاملہ[۵۸] عورت کی عدت ہاں مگر | ختم ہو جاتی ہے وضع حمل پر |

۵۱ بے سبب اچھا نہیں دینا طلاق - الخ - یعنی بلا وجہ طلاق دینا اچھا نہیں ہے بلکہ بری بات ہے اور بے وجہ طلاق دینے سے حق سبحانہ خوش نہیں ہوتا اگرچہ طلاق درست و حلال ہے لیکن جملہ حلال چیزوں میں بدتر و مبغوض تر حلال طلاق ہے - منہ ۵۲ ہے - الخ یعنی طلاق دینا حق سبحانہ کو بہت ناپسند ہے اور بہت محبوب اس کو لونڈی غلام آزاد کرنا ہے - ۱۲ - منہ ۵۳ ہو اگر عورت الخ - اب یہاں سے وہ وجوہات بیان کیے جاتے ہیں کہ جن وجوہ سے عورت کو طلاق دینا درست ہے یعنی اگر کسی شخص کی جورو زنا کار ہو یا وہ کسی عورت سے ہی فحش کرتی ہو گیا معنی کہ چپٹی لڑاتی ہو - ۱۲ - منہ ۵۴ بدزباں ہو - یعنی یا کہ کسی کی جورو بدزبان ہو گیا معنی کہ فحش گالیاں بکتی ہو خواہ وہ شوہر کے ساتھ بدزبانی کرتی ہو خواہ محلہ والوں کے ساتھ ناحق گالیاں بکتی ہو یا کہ عورت نماز بالکل نہ پڑھتی ہو اور یہی حکم ہے روزے کے نہ رکھنے کا اور یہ باتیں سمجھانے سے اور نصیحت کرنے سے ہی نہ مانتی ہو گیا معنی کہ چاہے جس قدر خاوند اس کو نماز روزہ کی بابت ہدایت کرتا ہو یا کہ بدزبانی اور بدکاری سے باز رہنے کی ممانعت کرتا ہو مگر وہ شوخ عورت ان اپنے بیہودہ باتوں کو نہ چھوڑتی ہو تو ایسی صورت میں منہ ۵۵ یا خلاف شرع - الخ یعنی یا کہ کسی کی عورت کوئی کام ایسا کرتی ہو جس کا کرنا شرعاً حرام ہو مثلاً ناچتی گاتی ہو یا شراب پیتی ہو یا بلا اجازت خاوند کے گھر کے باہر نکلتی ہو یا بے پردہ باہر نکلتی ہو یا نامحرموں سے پردہ نہ کرتی ہو یا کوئی عورت بانجھ ہو اور اس کا بانجھ ہونا قواعد حکمت سے معلوم ہو گیا ہو یا معذور ہو کر مباشرت کے قابل نہ رہی ہو تب ۱۲ منہ ۵۶ مستحب ہے - الخ یعنی ان صورتوں میں جو بیان کی گئیں عورت کو طلاق دیدینا بہتر ہے بلکہ زانیہ و فاحشہ و بے نماز عورت جو سمجھانے سے ہی اپنی حرکات سے باز نہ آتی ہو اس کو طلاق دینا اگرچہ فرض و واجب نہیں مگر نہایت موکد مستحب ہے اور اگر زانیہ کو زنا پر بھی طلاق نہ دیگا تو وہ دیوث ہوگا ۱۲ - منہ ۵۷ حیض والی کی ہے عدت - الخ - یعنی وہ عورت جس کو طلاق دی گئی ہے اگر وہ ایسی ہے کہ جس کو حیض آیا کرتا ہو گیا معنی نہ تو وہ نابالغہ ہو جسے اب تک حیض نہ آیا ہو اور نہ وہ سن ایاس پر پہنچی ہو کہ جس سے آگے کو حیض کی امید ہی نہ رہی ہو تو اس حائضہ عورت کی عدت تین حیض ہیں اور اگر وہ نابالغہ ہے یا سن ایاس کو پہنچی ہوئی ہے تو اس کی عدت تین مہینے تک ہوتی ہے اور بیوہ عورت کی عدت چار مہینے دس دن تک ہے اور لونڈی کی عدت دو مہینے پانچ دن کی ہے اور شوہر کی موت کے بعد یا طلاق کے بعد اسی جگہ بیٹھے رہنے کو عدت کہتے ہیں - ۱۲ - منہ ۵۸ حاملہ - الخ - یعنی جو عورت حاملہ ہو - اس کو اگر خاوند نے طلاق دی ہو یا اس کا خاوند مر گیا ہو تو ہر صورت میں اس حاملہ عورت کی عدت بچہ پیدا ہونے کے وقت تک سمجھی جائے گی خواہ بچہ جلد پیدا ہو یا دیر میں ہو ۱۲ - منہ

# عقیقہ کا بیان

بچہ جب پیدا ہو نہلا کر اُسے
اُسکے کانوں میں اذان فوراً کہے
ساتویں دن ہے عقیقہ مستحب
یعنی سر کا مونڈنا اسے با ادب
اُسکے سر سے بال اُتریں جسقدر
تول کر چاندی کو اتنا صدقہ کر
بال اُسکے سر سے اتریں جسگھڑی
ذبح کرنا چاہئے قربانی بھی
بالعوض لڑکے کے ہیں دو بکریاں
ایک ہی لڑکی کے بدلے بیگماں
نام بھی اُسکا رکھیں اُسوقت پر
نام رکھنا نیک اور اچھا مگر

---

ف بچہ جب پیدا ہو - الخ یعنی جب کبھی کسی مسلمان کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اُس کے دونوں کانوں میں بانگ دیں یعنی داہنے میں کان میں چار بار اذان کہے اور اُلٹے کان میں تین بار تکبیر دی جائے اور بعد اس کے کوئی کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اور لعاب دہن سے تر کرکے بچہ کو چٹا دیں ۱۲ منہ ف ساتویں دن ہے الخ یعنی بچہ کی پیدایش سے ساتویں دن عقیقہ کرنا مسنون مستحب ہے اور وہ یہ ہے کہ بچہ کے سر کے بال مونڈے جائیں اور اسی وقت قربانی بھی کی جائے اگر بچہ لڑکا ہو تو دو بکری اور لڑکی ہو تو ایک بکری ذبح کیجیے اور اُس کے گوشت و کھال کے وہی احکام ہیں جو قربانی کے ہیں ۱۲ منہ ف یعنی جس وقت عقیقہ کیا جاوے اُسی وقت بچہ کا نام بھی رکھا جائے یعنی بروقت ذبح کرنے قربانی کے کہے اللهم هذه عقيقة ابني فلان (فلان کی جگہ نام تجویز کیا ہوا لیا جائے) دمها بدمه ولحمها بلحمه وشحمها بشحمه وعظمها بعظمه وجلدها بجلده وشعرها بشعره اللهم اجعلها فداء لابني من النار وتقبلها منه كما تقبلتها من نبيك المصطفى وحبيبك احمد المجتبى صلى الله عليه وسلم اني صلوتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك امرت وانا من المسلمين بسم الله الله اكبر - اگر بچہ مادہ ہو تو بجائے ابنی کے بنتی کہے اور بجائے بدمہ و بلحمہ وغیرہ کے بدمہا و بلحمہا کہے اسی طرح سب جگہ ضمیر ہا کی بولے اور جب شروع سے آخر تک پڑھ چکے اور بسم اللہ اللہ اکبر پہ پہنچے اسیوقت ذبح کر دے - اور ذبح کے ساتھ بچہ کے سر پر استرہ چلے جب بال اُتر آویں تو اُن کے برابر چاندی تول کر صدقہ کر دے - اور سر پر زعفران ملدینا چاہئے - منہ -

# کسب حلال و تجارت و زراعت اور ٹھیکہ اور سود وغیرہ کا بیان

اس طرح فرماتے ہیں خیرالوریٰ[۵۱] — وہ زمانہ بعد میرے آئے گا
کچھ نہ پروا ہوگی اسمیں تھا یہ مال — جو لیا ہم نے محرم یا حلال
پرورش پائی ہو جسکے گوشت نے[۵۲] — مال ناقص یا محرم مال سے
ہاں نہ ہوگا جنتی وہ بدنصیب — نار دوزخ اسکے بس ہوگی قریب
مومنوں کو چاہئے اسکا خیال — قوت[۵۳] وہ حاصل کریں اکل حلال
کسب[۵۴] بجا نز ہاتھ سے اپنے کریں — سب سے بہتر ہے حصول مال میں
بعد[۵۵] اسکے پھر تجارت خوب ہے — پھر زراعت شرع میں محبوب ہیں

۵۱ فرماتے ہیں۔ الخ۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرء ما اخذ منہ امن الحلال ام من الحرام ۱۲ یعنی روایت ہے ابوہریرہ سے یہ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آوے گا ایک زمانہ ایسا کہ نہیں پروا کریگا آدمی اس مال کی کہ حاصل کریگا کہ آیا حلال ہے یا حرام۔ ۱۲۔ منہ ۵۲ پرورش پائی الخ۔ یعنی جس کا گوشت حرام مال سے بڑھا ہے وہ جنت میں نہ جائے گا اور جہنم کی آگ اس سے قریب ہوگی۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحت وکل لحم نبت من السحت کانت النار اولیٰ بہ۔ ترجمہ۔ یعنی فرمایا رسول خدا نے نہیں داخل ہوگا بہشت میں وہ گوشت کہ اگا ہے حرام کھانے سے اور جو گوشت کہ حرام کے کھانے سے پیدا ہوا ہے قریب ہوگی آگ دوزخ کی اس کے ۱۲ منہ ۵۳ قوت الخ۔ یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قوت اکل حلال حاصل کریں کیونکہ طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ۔ ۱۲۔ منہ ۵۴ حدیث میں آیا ہے قیل یا رسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور۔ ترجمہ حدیث۔ یعنی صحابہ نے پوچھا کہ یا حضرت کون کسب سب سے زیادہ پاکیزہ ہے فرمایا ہاتھ کا عمل اور بیع بے خلل کہ منافی شریعت سے پاک ہو۔ ۲۔ منہ ۵۵ بعد اس کے پھر تجارت خوب ہے۔ الخ یعنی ہاتھ کے کسب کے بعد تجارت خوب چیز ہے کہ اس کا نفع سب حلال میں داخل ہے بشرطیکہ تجارت مبرور ہو جیسا کہ اوپر حدیث میں وارد ہے اور تجارت مبرور یہ ہے کہ اس میں امانت داری اور دیانت داری پوری ہو اور دغابازی کسی قسم کی نہ ہو اور خرید و فروخت اس کی موافق شریعت کے ہو جیسا کہ تجارت کے باب میں آگے چل کر بیان ہوگا۔ پس ایسے تاجر کے واسطے حدیث میں آیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء ۱ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سوداگر سچا قول و فعل میں اور امانت دار لینے اور دینے میں قیامت کے دن نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے تاجر صادق و امین کا اور فی زمانا ایسے سوداگر نایاب ہیں اور تجارت کے بعد زراعت کا درجہ ہے کہ اس سے بھی رزق حلال حاصل ہوتا ہے اور اگر زراعت اپنے ہاتھ سے کی جائے تو میرے نزدیک وہ بھی کسب دستی میں داخل ہے ۱۲۔ منہ۔

۵۱ بعد اس کے اور پیشے ہیں - الخ - یعنی تجارت و زراعت کے بعد پھر اور پیشے مثل ملازمت و ٹھیکہ و کرایہ وغیرہ کے ہیں لیکن کوئی بھی پیشہ کیوں نہ ہو اول نیت آدمی کی اُنمیں بخیر ہونا چاہیے کہ انما الاعمال بالنیات اُس کے بعد اداے فرض منصبی میں امانت اور دیانت ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے یہ نہ ہو کہ کسی کو دہوکا یا فریب دیکر کچھ نفع حاصل کیا جائے اگر ایسا ہوگا تو پھر وہ کسب حراب اور ناجائز ہوجائے گا جیسا کہ بعض مختار و وکیل اور اکثر ملازمت پیشہ کرتے ہیں اور بندگان خدا کو دہوکا اور فریب دیکر رشوت لیتے ہیں چونکہ وہ لوگ کار منصبی میں دغل کرتے ہیں اللہ اوہ مشاہرہ کہ جو اُن کو اُن کی خدمت مفوضہ کے معاوضہ میں اُن کے آقا سے ملتا ہے وہ بھی اُنکے پر حرام ہوجاتا ہے کذا قال استادی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ منہ

| | |
|---|---|
| بعد اُسکے اور پیشے ہیں تمام [۵۱] | چاہیے نیت بخیر ان میں مدام |
| دھوکا دینا یا خیانت یا دغا [۵۲] | یہ طریقہ ہی نہیں اسلام کا |
| جو دکھا کر خشک گیلا اناج دے [۵۳] | ایسا خائن دین کو تاراج دے |
| بیع کی تفصیل سُن اجمال سے [۵۴] | وہ بدلنا مال کا ہے مال سے |
| بیع جائز سود ہے بالکل حرام [۵۵] | بیع فاسد بھی ہے سود ای نیکنام |
| ہے محرم سود کا سب کاروبار [۵۶] | دشمن دین خدا ہے سود خوار |
| لعن کرتے ہیں رسول اللہ اُسے | سود کو جو شخص لے یا اسکو دے |
| لینے والا دینے والا سود کا | اور تمسک لکھنے والا سود کا |
| شاہد و دلال و میانی لوگ سب | جرم و لعنت میں برابر ہیں وہ اب |
| ان سبھوں پر لعن کی ہے آپنے | یہ ہی فرمایا ہے اُس کے واسطے |
| ایک درم دانستہ کھانا سود کا | ہے زنا چھتیس دفعہ سی سوا |

۵۲ دہوکا دینا - الخ - یعنی یہ باتیں قول نمبر ۱ ہیں طریقہ اسلام کے خلاف ہیں مگر تجارت و ملازمت میں بہت زیادہ معیوب اور بدتر ہیں کہ جن سے ان کا کسب حلال وقت ہوجاتا ہے منہ

۵۳ خشک - الخ - یعنی جو چیز کہ خشک بیچنے کی ہو (جیسے کسی قسم کا غلہ وغیرہ) اُس کا نمونہ خشک دکھلا کر باقی چیز نم دار بیچے گا تو وہ خائنوں میں شمار ہوگا اور اپنی دیانت برباد کریگا بسبب فریب اور دغا بازی کے - حضرت نے فرمایا ہے من غشنا فلیس منا ترجمہ - یعنی جو کوئی فریب دے وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں ہے ۱۲ منہ

۵۴ بیع کی - الخ - یعنی کسب میں فریب و دغا کا حال تو معلوم ہو گیا اب بیع کی حقیقت معلوم کر وہ کیا چیز ہے - بیع ایک مال کو دوسرے مال سے بدلنے کو کہتے ہیں ۱۲ منہ

۵۵ بیع جائز - الخ - یعنی بیع جس کی حقیقت معلوم ہو گئی وہ جائز ہے لیکن سود اور بیاج اس میں قطعی حرام ہے اور جو بیع کہ فاسد ہو وہ بھی سود کا حکم رکھتی ہے ۱۲ منہ

۵۶ ہے محرم - الخ - یعنی سود کا جو بیوپار بالکل حرام ہے اور سود خوار خدا اور رسول کا دشمن ہے کہ اس کے نہ چھوڑنے پر قرآن عظیم میں فرمایا - فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ترجمہ - اگر وہ سود لینا نہ چھوڑیں تو جان لو کہ تم اللہ جل جلالہ و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہو - العیاذ باللہ اور بھی اس کے بارہ میں نہایت سخت وعیدیں ہیں چنانچہ کہ نیچے کے اشعار میں اُسکا بیان موجود ہے ۱۲ منہ

۵۱ پس مسلمانوں پر الخ۔ یعنی جبکہ سود لینے دینے کا اسقدر جرم ہے تو ہر مسلمان مرد و عورت پر یہ بات فرض ہے کہ سود کے معنی سمجھے کہ سود کس کو کہتے ہیں اور بیع جو کہ جائز ہے اور سود جو ناجائز ہے اُن میں تمیز کرے کہ دونوں میں کیا فرق ہے ۱۲ منہ ۵۲ بیچنا اک جنس کا ہمجنس سے۔ الخ اب یہ بیان سود کا شروع ہوا کہ سود اُس کو کہتے ہیں کہ ایک چیز کو اُس کی ہمجنس سے بیچنا کمی زیادتی پر سود ہے۔ اصل یہ ہے بشرطیکہ اتحاد جنس کے ساتھ اتحاد قدر یعنی اتحاد ناپ یا تول بھی پایا جائے واضح ہو کہ علت ربوا دو چیزیں ہیں کہ جن میں سود جاری ہوتا ہے ایک تو جنس یعنی شئی کی ذات جیسے روپیہ اور چاندی کہ دونوں ایک ذات ہیں اگرچہ ایک مسکوک ہے اور دوسرا غیر مسکوک۔ دوسرے قدر یعنی تول یا ناپ جیسے چاول یا چاندی کو تول کر بیچتے ہیں۔ یا گیہوں اور جو کہ عرب میں ناپ کر پیمانہ سے بیچے جاتے ہیں۔ پس جنس سے تو کوئی شے خالی نہیں ہو سکتی کہ جو چیز بیچی جائے گی آخر کچھ نہ کچھ جنس و حقیقت رکھتی ہوگی۔ اور ناپ یا تول کا ہر شے میں ہونا ضرور نہیں بکثرت ایسی چیزیں ہیں کہ نہ ناپ سے نہ تول سے بیچی جاتی ہیں بلکہ گنتی سے بکتی ہیں یا بے اندازے۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ شرع مطہر نے یہ دو چیزیں وزنی مقرر فرمادی ہیں۔ یعنی سونا اور چاندی عام ازینکہ تھیر ہو یا سکہ یا مصنوع ہو یا گہنا اور یہ چار چیزیں کیلی مقرر فرمائی ہیں یعنی ناپ کر پیمانہ سے بکنے کی۔ گیہوں اور جو۔ چھوارے اور نمک۔ پس ان چھوں چیزوں کی قدر تو ہمیشہ یہی رہے گی اگرچہ عرف و رواج بدل جائے جیسے روپیہ کہ اب کہیں تول کر نہیں لیا دیا جاتا ہمارے ملک میں پر اس کا کچھ اعتبار نہیں یا جیسے کہ گیہوں و جو وغیرہ بھی کیلی چیزیں وزن سے بکتی ہیں مگر ان چھوں چیزوں میں عرف کا لحاظ بالکل نہ ہوگا البتہ ان کے سوا باقی چیزیں یا وزن سے بکتی یعنی ان کے سوا جو چیز کہ جہاں کہیں تول کر بکتی ہے وہ وزنی ہوگی اور جو ناپ کر بکتی ہوگی وہ کیلی رہے گی اور جس میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں وہ قدر سے خالی سمجھی جائے گی۔ اس کے بعد سمجھنا چاہیے کہ جو مال دوسرے مال سے بدلا جائے گا وہ چار حال سے خالی نہ ہوگا یا تو اُن میں قدر و جنس دونوں متحد ہوں گی جیسے روپیہ سے چاندی لینا کہ دونوں ایک ہی جنس کے ہیں اور وہ دونوں وزنی بھی ہیں یا یہ کہ اُن میں قدر متحد ہوگی اور جنس مختلف ہوگی جس طرح پیسوں کے بدلے جو لینا یا یہ کہ اُن میں جنس متحد ہوگی اور قدر مختلف جیسے پیسوں کے بدلے تانبے کی ڈبیا خریدنا یا وہ چیزیں خریدنا کہ جو گنتی سے بیچی جاتی ہوں نہ تول نہ ناپ سے تو یہاں جنس ایک ہی ہوئی اور قدر یعنی تول ناپ ایک نہیں ہے اس لئے کہ جانب دوسرے سے قدر ہی نہیں۔ قدر متحد نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اُن میں ایک یا دونوں قدر سے بالکل خالی ہوں جیسے کہ کپڑے کے عوض میں گھوڑا لینا۔ دوم یہ کہ ایک چیز کیلی اور دوسری وزنی ہو۔ جیسے روپے کے بدلے گیہوں یا جو کہ ان میں قدر شرعی متحد نہیں۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ قدر و جنس دونوں مختلف ہوں جیسے روپیہ اور نوٹ یا اشرفی اور گھوڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان میں جنس متحد ہے نہ قدر (بقیہ نوٹ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

پس مسلمانوں پہ ہے فرض اے عزیز
بیع میں اور سود میں کرنا تمیز

۵۲ بیچنا اک جنس کا ہمجنس سے
کم زیادہ پر سمجھنا سود ہے

۵۳ متحد جب ہوں وہ قدر و جنس میں
سود ہے گر ان کو کم یا بیش دیں

۵۴ خواہ بیچیں نقد یا وہ دیں ادھار
دونوں صورت میں ہے سود اے ہوشیار

۵۵ جنس ہو گر مختلف اور قدر ایک
قرض میں تو سود ہے اور نقد نیک

۵۶ جنس ہو یا ایک اور ہوں قدر دو
یہ بھی صورت قرض میں ممنوع ہو

۵۷ جنس کی ہمجنس پر دینا ادھار
ہے برابر بھی حرام اے دیں شعار

۵۸ مختلف ہو جنس گر اور قدر بھی
بیع یہ دونوں طرح جائز ہوئی

۵۹ شرط ہے صحت بیع کی لازم ضرور
فاسد و باطل سے بچ اے ذی شعور

۶۰ یاد رکھنا بیع کی قسمیں ہیں تین
جائز و موقوف و فاسد بالیقین

۶۱ ہیں شرائط اس میں کچھ اور رکن بھی
غور کر ان سب پہ خوب اے متقی

| | |
|---|---|
| ہی عقدم شرط صحت بیع کی | عاقل و بالغ ہوں بائع و مشتری |
| شرط دیگر مال قیمت دار ہو | قابل تسلیم ہے دیندار ہو |
| رکن میں پھر اسکے ایجاب قبول | ایک مجلس میں ہوں جب دونوں قبول |
| شرط فاسد کرے فاسد عقد کو | جو خلاف مقتضائے عقد ہو |
| ہو کسی عاقد کو اسمیں منفعت | یا مبیع مستحق کی مصلحت |
| جیسے بیچے بائع کوئی آم کا | سو روپے کے بالعوض اور یا صاف |
| اور کرے شرط اسمیں فاسد اختیار | آم بھی دینا مجھے تو دو ہزار |
| بیع پس فاسد ہوئی یہ سود ہے | نفع بائع کے سبب مردود ہے |
| ہاں اگر کچھ پیڑ استثنا کرے | تو روا ہے اتنے مستثنیٰ رہے |
| اور جو کوئی شرط لغو اسمیں کرے | منفعت جسمیں نہو جیسے کہے |
| بیچا تو ہوں میں یہ گھوڑا تجھے | پر بشرطیکہ نہ بیچے تو اسے |

ہی عقدم شرط الخ - یعنی بیع کے صحیح منعقد ہونے کے واسطے یہی شرط ہے کہ خریدار و فروشندہ دونوں ذی عقل ہوں مجنوں نہ ہوں اور بالغ ہوں نابالغ نہ ہوں اگر کوئی نابالغ لڑکا معاملات میں خوب ماہر و ہوشیار ہو اور نفع ضرر کو بخوبی سمجھتا ہو تو اس کی بیع بشرط ماذون ہونے کے صحیح سمجھی جاوے گی اور اگر وہ ایسا نہ ہوگا تو اُس کی بیع باطل ہو جاوے گی کیا معنی کہ بیع منعقد ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ عاقدین ذی عقل ہوں اور بالغ ہوں اگر مجنون یا ناسمجھ بچے نے کوئی چیز بیچی یا خریدی تو بیع باطل ہے وہ سرے سے منعقد ہی نہوگی عاقدین کا ذی عقل و بالغ ہونا یا اُن کے ولی کا نابالغ سمجھدار کو ماذون کردینا عموماً خواہ کسی خاص چیز میں یہ شرط انعقاد عقد ہے یعنی عاقدین میں اگر کوئی عاقل نابالغ غیر ماذون ہے تو بیع منعقد و صحیح تو ضرور ہو جاوے گی مگر نافذ نہ ہوگی بلکہ اجازت ولی پر موقوف رہیگی جیسا اوپر کے حاشیہ پر بیان ہوا ۱۲ منہ ۵۲ شرط دیگر - الخ - یعنی بیع کے صحیح ہونے کی دوسری شرط یہ بھی ہے کہ مال متقوم یعنی قیمت دار دیا ہو پس صحت بیع کے واسطے مال کا ہونا بھی شرط ہے اور اس مال کا قیمت دار ہونا بھی شرط ہے اگر کوئی چیز ایسی ہوگی کہ وہ مال ہی نہ ہو مثلاً خون جاری یا مردار یا آزاد آدمی پس بیع اس کی باطل ہوگی کیونکہ جب مبیع مال ہی نہیں ہے تو قیمت کس چیز کی دیجاوے گی اور یہ چیزیں شریعت میں مال ہی نہیں کہی گئی ہیں اور اسی طرح جو چیز کہ مال تو ہو مگر قیمت دار نہ ہو جیسے مسلمانوں کے لئے شراب یا سور پس بیع اس کی بھی باطل ہے غرضکہ صحت بیع کے واسطے مال کا ہونا اور اس کا قیمت دار ہونا شرط ہے اور نیز یہ بھی شرط ہے کہ وہ مال متقوم قابل تفویض ہو کیا معنی کہ جس کو بائع مشتری کے قبضہ میں سپرد کر سکے - منہ ۵۳ رکن میں الخ - یعنی بعد متحقق ہونے شرائط صحت بیع کے جانبین میں ایجاب و قبول کا ہونا اسکے ارکان میں داخل ہے کیا معنی کہ بعد طے ہو جانے قیمت مال کے بائع کہے کہ میں نے اتنے میں اس کو بیچا اور مشتری کہے کہ میں نے خرید لیا یا قبول کیا اس کا نام ایجاب و قبول ہے اور یہ بیع میں رکن ہے جس طرح کہ نکاح بالوکالت و بالولایت ہوتا ہے اسی طرح بیع بھی بالوکالت و بالولایت ہوسکتی ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ ایجاب و قبول دونوں ایک جلسہ میں ہوں - اگر زید نے کہا کہ میں نے عمرو کے ہاتھ یہ چیز اتنے میں بیچی اور عمرو نے اس وقت قبول نہ کیا بلکہ دوسرے جلسہ میں کہا کہ میں نے قبول کیا تو اب وہ بیع زید کی اجازت ثانی پر موقوف رہیگی ورنہ وہ منعقد نہ ہوگی کہ جلسہ بدل گیا و قس علی ہذا - ۱۲ - منہ ۵۴ شرط فاسد - الخ - بیع صحیح کے بتا دینے کے بعد اب بیع فاسد کا بیان شروع ہوتا ہے وہ کیا چیز ہے یعنی - بیع فاسد کی ایک صورت یہ ہے کہ جس میں کوئی شرط فاسد لگی ہو اور شرط فاسد وہ ہے کہ جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو اور اسمیں کسی ایک عاقد یا مشتری کو نفع ہو - یا مبیع کو مستحق نفع ہو اور مثال اس کی ایک تو آگے اشعار میں موجود ہے اسکے علاوہ دوسری یہ کہ کوئی مکان بیچے اور اسمیں یہ شرط کرے کہ بیچنے کے بعد (بقیہ نوٹ نمبر ۴ و نمبر ۵ و ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

مقتضائے عقد گو کہنا نہیں — نفع بھی پاسیں دونوں کا نہیں
اور نہ گھوڑا اہلِ استحقاق ہے — نفع اسکو بھی نہیں ای نیک پے
پس صحیح یہ بیع ہوگی ہر کہیں — لغو ہے یہ شرط پر فاسد نہیں
مول لینا بیچنا۔ مُردار کا — یا سوٗر کا یا سگِ بازار کا
خون جاری حملِ آزاد و تراب — اور بہتی ہوئی مسکر۔ شراب
مچھلیاں ہوں تال کے اندر اگر — یا کہ اُڑتے ہوں ہوا میں جانور
یا شکاری نیچے جنگل کا شکار — جو نہو قبضہ میں اُسکے زینہار
ہیں یہ سب باطل ہو بیع ای اہلِ دیں — یہ سرے سے منعقد ہوتی نہیں
پاس بائع کے نہو جو ایک شے — بیچنا اس شی کا بھی ممنوع ہے
بیع ہو جو نقد اور۔ اور قرض اور — وہ بھی ہی مکروہ رکھنا اسپہ غور
بعد اذانِ جمعہ کے جو بیع ہو — وہ بھی ہی مکروہ تحریمی سنو

سله مول لینا۔ الخ۔ یعنی بیع فاسد کا بیان ہوچکا اب بیع باطل کا شروع ہوا۔ یعنی مردار چیز جو ذبح نہ کی گئی ہو مری ہوئی ہو یا سوٗر جس کو خنزیر کہتے ہیں یا بازاری کتا کیا معنی کہ وہ کتا جو کہ شکاری نہ ہو یا خون جاری یا شراب انگوری یا کوئی نشہ لانے والی بہتی ہوئی چیز یا دیگر نشی چیزوں یا آزاد آدمی جو بردہ شرعی نہ ہو یا پیٹ کے اندر بچہ جنیں خریدنا یا بیچنا یا تالاب کے اندر مچھلیاں یا اُڑتے ہوئے جانور یا جنگل کا شکار جس کو کہ مار کر ہنوز اپنے قبضہ میں نہ کیا ہو یہ سب تمام و کمال بیع باطل ہیں اور حرام ہیں کیونکہ اس میں سے کوئی چیز یا تو مال ہی نہیں یا بیچنے والے کی ملک نہیں جو انعقاد بیع کے واسطے لازمی ہے ۱۲ منہ سله پاس بائع کے۔ الخ۔ یعنی جو چیز کہ بائع کی ملک قبضہ میں نہ ہو اس کا بھی بیچنا ناجائز ہے۔ جس طرح پالا ہوا کبوتر کہ اڑ گیا اور پھر واپس نہیں آیا اس کی بیع بھی جائز نہیں ہے مگر اس شخص کے ہاتھ جائز ہے کہ جو اقرار کرتا ہو کہ وہ میرے پاس موجود ہے یا یہ کہ جیسا شہر و قصبہ کے بقال اکثر کرتے ہیں کہ نہ دام دیتے ہیں نہ مال لیتے ہیں مال والے سے نرخ مقرر کرکے دوسرے وقت یا دس بیس دن کے بعد اس روز کے نرخ کے حساب سے نفع و نقصان سمجھ لیتے ہیں یہ بیع باطل اور حرام ہے اور وہ لفظ سوٗد میں داخل ہے اور یہ صورت جو آجکل واقع ہورہی ہے کہ بعض سوداگر یا عطائی لوگ اپنی طلب منفعت کے لئے خواہ مخواہ غلط اشتہار دیدیتے ہیں کہ ہماری دکان پر فلاں فلاں چیز موجود ہے جو صاحب ہم سے منگوائیں گے تو ہم ان کو کفایت کے ساتھ دیں گے اور حالانکہ وہ چیز اُن کے پاس نہیں ہوتی جب کوئی مشتری روپیہ بھیجکر اس چیز کو منگواتا ہے تو وہ مشتہر صاحب دوسری جگہ سے لیکر بھیجدیتے ہیں تو یہ صورت اگرچہ دکانداً جائز ہوسکتی ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں اور وہ اس غلط اشتہار دینے اور فریب کرنے سے آپ ہی گنہگار ہوگا۔ مشتری طلب کنندہ کے ذمہ کچھ الزام نہیں ہے۔ ۱۲ منہ سله بیع ہو جو نقد اور۔ الخ۔ یعنی جس چیز کی قیمت کہ نقد اور دست بدست بیچنے میں تو کم ہو اور قرض میں زائد قیمت پڑے اور یہ سبب قرض دینے کے یہ مزید نفع اور حاصل کرے تو یہ اگرچہ بکراہت جائز ہے مگر کسی طرح مناسب نہیں نہ ادھار دینے کے سبب سے قیمت بڑھادے ۱۲ منہ

| | |
|---|---|
| [۵۱] نر کو مادہ پر کودانا بالعوض | یہ بھی ہے مکروہ تحریمی غرض |
| [۵۲] لید گوبر مینگنی کا بیچنا | جائز۔ اور پاخانے کا باطل ہوا |
| [۵۳] ہاں اگر مٹی سے وہ مخلوط ہو | بیع اسکی یوں نہ کچھ محبوط ہو |
| [۵۴] کھاد کی جائز ہے پس بیع وشرا | ہے ضرورت مقتضی اسکی سدا |
| [۵۵] گھاس ہو ور بن کی لکڑی حق عام | کاٹ کر بیچے روا ورنہ حرام |
| [۵۶] بالیں اور پھل جب نہ قابل انتفاع | ہی بشرط دفع۔ جائز ابتیاع |
| [۵۷] اور چکوتہ اُس کا غلہ کے عوض | یہ کبھی جائز نہیں ہے الغرض |
| [۵۸] بیع جو مجہول ہو ممنوع سب ہے | بیع جو معروف ہو مشروع ہے |
| [۵۹] بالیقین جائز ہے بیع من یزید | ہے وہ نیلام ایک شی کا ای حمید |
| [۶۰] کنٹی جائز ہے مگر اس شرط سے | جنس وہ بازار میں دائم بکے |
| [۶۱] یعنی وقت عقد سے وعدہ جو | تا بوعدہ منقطع ہوتی نہ ہو |

۵۱ نر کو مادہ پر کودانا الخ۔ یعنی کوئی شخص فلس یا قیمت لیکر اپنے نر کو کسی مادہ پر چھوڑے خواہ گھوڑا ہو خواہ گدھا خواہ بیل وغیرہ کچھ ہو وہ معاوضہ جو اس کے عوض لیا جائے وہ مکروہ تحریمی ہے یعنی قریب۔ بہ حرام کے ہے ۱۲ منہ ۵۲ لید گوبر۔ الخ۔ یعنی لید گوبر مینگنی وغیرہ فضلہ مویشی کا بیچنا تو جائز ہے اگرچہ وہ بھی کراہت تنزیہی سے خالی نہیں لیکن انسانی پاخانہ کی بیع محض باطل ہے ۱۲ منہ ۵۳ لید کو اگر مٹی سے۔ الخ۔ یعنی اگر پاخانے میں کچھ مٹی ملی ہو تو اُس کی بیع بھی خراب نہ ہوگی یعنی کہ اُس وقت جائز ہو جائے گی اور کراہت تنزیہی سے یہ بھی خالی نہیں جانا۔ سے مٹی ملی ہونے میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ مٹی غالب ہو اور پاخانہ مغلوب ہو تو بیع جائز ہوگی اور یہی ہے ظاہر الروایۃ لیکن بحر الرائق میں ہے کہ پاخانے کے ساتھ مٹی کا ملا ہوا ہونا کافی ہے خواہ غالب ہو خواہ مغلوب ہو ہر طرح جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے بسبب ضرورت کے کیونکہ اس بات کا اندازہ کوئی نہیں کرتا کہ اس میں پاخانہ غالب ہے یا مٹی۔ محبوط بمعنی معدوم وضائع ہونے کے ہے یعنی کہ پاخانہ کے ساتھ مٹی مخلوط ہونے کی صورت میں بیع ناجائز ہو کر معدوم وضائع نہ ہوگی بلکہ اُس صورت میں بیع جائز و قائم رہیگی ۱۲ منہ ۵۴ کھاد کی جائز ہے۔ الخ۔ یعنی جبکہ پاخانہ کے ساتھ مٹی مخلوط ہونے کی صورت میں بیع جائز ہوئی تو کھاد کی بیع بھی جائز ہے کہ اُس میں بھی انسانی وحیوانی فضلات کے ساتھ مٹی وغیرہ مخلوط ہوتی ہے اور اُس کی ضرورت اکثر رہتی ہے ۱۲ منہ ۵۵ گھاس ہو الخ۔ یعنی گھاس اگرچہ اپنی زمین میں ہو اور بن کی لکڑی اسی طرح نہر یا تالاب یا اپنے مملوک کوئیں کا پانی ان کی بیع ناجائز ہے کہ یہ چیزیں کسی کی ملک نہیں ہوتیں ان میں عام آدمیوں کا حق ہے کہ لیں اور اپنے کام میں لائیں جو بھی کوئی گھاس کو چھیل لیگا یا لکڑی کو بن سے کاٹ لیگا یا اُس پانی کو بھر لائیگا وہی اُس کا مالک ہو جائیگا اس کے بعد اُس کی بیع جائز ہو جائے گی ورنہ باطل و حرام ہوگی۔ منہ ۵۶ بالیں اور پھل۔ الخ۔ یعنی کھیت کی بالیں خواہ ان میں دانہ پڑا ہو یا نہ پڑا ہو اور اسی طرح درختوں کے پھل خواہ کھانے کے قابل ہوئے ہوں یا نہوں جبکہ وہ کسی طرح کام میں آسکیں اگرچہ وہ مویشی کے چارہ میں ہی کام آئیں تو کاٹ لینے کی شرط پر ان کا ابتیاع یعنی خرید و فروخت جائز ہے اور اگر اس شرط پر بیچیں کہ جب یہ پھل پک جائیں اور کھانے کے قابل ہو جائیں تب کاٹیں تو یہ بھی ناجائز ہے کہ اس میں مشتری کا نفع ہے ہاں اگر بائع اُس نفع کو مشتری کے حق میں ہبہ کر دے تو اب وہ بھی امام محمدؒ کے قول کے مطابق جائز ہو جائیگا وعلیہ عمل الناس ۱۲ ۵۷ اور چکوتہ الخ۔ یعنی کھڑے کھیت کے غلہ کا تخمینہ کر کے غلہ کے عوض میں اُس کو بیچ دینا جس کو یہاں چکوتہ کہتے ہیں وہ کبھی درست نہیں ہے کیونکہ یہ بیع مجہول ہے اور غلہ کی بیع غلہ کے عوض ہے جس میں کمی وبیشی قطعی و یقینی ہے اور جو کھلا سود کا بیوپار ہے منہ ۵۸ بیع جو مجہول۔ الخ۔ بیع فاسد و باطل و مشروع کے بیان کے بعد اب ایک کلیہ بیع جائز و ناجائز کا بتایا گیا ہے کہ جو بیع مجہول ہو یعنی کہ جس کی کیفیت اور کمیت نہ معلوم ہو یا جو بیع آخر میں (بقیہ نوٹ نمبر ۸ کا اور ۹ و ۱۰ و ۱۱ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ جنس و نوع سے - الخ - یعنی جس چیز کی کٹنی کرے اس کی جنس اور اس کا نام مقرر ہونا چاہئے - مثلاً تنخواہ میں گیہوں دیے جائیں گے یا چنے وغیرہ یہ نہیں کہ بغیر نام مقرر کئے جنس کے مطلق غلہ کی بدنی کر لی جائے سو بالآخر نزاع کی باعث ہو اگر جنس کا نام بتایا جائیگا تو بدنی یا کٹنی درست رہے گی اور اگر وہ جنس کئی قسم کی ہوتی ہو جیسے چاول میں باس متی اور بنسراج وغیرہ وغیرہ تو نوع کی تعین بھی ضرور ہے اسی طرح جس چیز کی کٹنی کی جائے اس کا نرخ اور ناپ یا تول بھی اسی وقت ظاہر کر دیا جائے مثلاً روپیہ یا فی اشرفی کتنے پیمانے گیہوں یا جو وغیرہ کے دیے جائیں گے - اور اگر تول سے ٹھہرتا ہے تو یہ کہ کس قدر سیر یا من وہ غلہ لیا جائیگا - اور نیز سیر اور من کی بھی تشریح کہ انگریزی تول سے یا فرخ آبادی تول سے یا بدایوں و بریلی کی تول سے لیا جائے گا غرضکہ ان سب باتوں کی پوری پوری تشریح ہونی کریت شرط ہے تاکہ آخر میں نزاع باقی نہ رہے - منہ ۵۲ ہو صفت بھی الخ یعنی کٹنی کی چیز کی صفت بھی سب بیان کر دی جائے کہ کیسی چیز لی جائے گی آیا بہت عمدہ اول و اعلیٰ قسم کی یا اوسط درجہ کی یا ادنےٰ درجہ کی چیز لی جائے گی ان صفات کا بیان کر دینا بھی کٹنی کے واسطے مشروط ہے - منہ ۵۳ فرق - الخ - یعنی سلم اگر ایسی چیز میں ہے کہ جس کا تعلق پیداوار آراضی سے ہو مثل غلہ و مالگزاری وغیرہ کے تو اس میں اس بات کا قرارداد ہو جانا بھی ضرور ہے کہ آیا وہ جنس مزروعہ چاہی ہوگی یا بارانی اور بارانی سے مراد وہ کہ سبب کیونکہ بارش کے اوپر اُسی چیز کا دارومدار ہوتا ہے کہ جس کے لئے کوئی اور سلسلہ آبپاشی کا نہ ہو اگرچہ خاکی کا لفظ بھی یہاں آ سکتا تھا - مگر چونکہ پیداوار کے واسطے بارانی ہونا زیادہ تر موزون و مناسب ہے اور اس میں لطف شعر زیادہ ہے لہٰذا بارانی لکھا گیا اور چاہی و خاکی کی قرارداد اس لئے ضروری ہے کہ چاہی چیز عمدہ و بہتر ہوتی ہے خاکی سے بدیں وجہ یہ بھی مشروط ہے منہ

| | |
|---|---|
| جنس[۵۱] و نوع شئے کا ہو جائے قرار | ناپ - تول اور نرخ کر دیں آشکار |
| ہو[۵۲] صفت بھی سکی سب یکسر بیاں | یعنی جید یا ردی یا درمیاں |
| فرق[۵۳] بارانی و چاہی بول دیں | الغرض تعیین کما ہی کھول دیں |
| پھر[۵۴] تقرر جائے کا بھی شرط ہے | کسجگہ پر کون لائے گا وہ شئے |
| بار برداری کی بھی جو چیز ہو | اسکو بھی ظاہر کریں پہنچائے جو |
| پھر[۵۵] ہے مدت کا بھی طے ہونا ضرور | تاکہ آخر میں نہ واقع ہو فتور |
| یاد رکھ یہ بات بھی اے خیر خواہ | کم سے کم مدت ہے اسکی ایک ماہ[۵۶] |
| پھر[۵۷] تعیین ثمن ظاہر کرے | اور اسی جلسہ میں سب گن دے اسے |
| شرط ہو کوئی اگر اس کے خلاف | بیع ہو جائیگی فاسد پھر تو صاف |
| جالب[۵۸] ہے محمود - ممنوع احتکار | محتکر ملعون ہے - جالب رزق دار |
| رہن کا رکھنا بھی جائز ہے و لے | جبکہ وہ کچھ نفع اس شئے سے نہ لے |

۵۴ پھر تقرر جائے - الخ - یعنی بدنی میں جگہ مخصوص کا مقرر کرنا بھی ضروری ہے کہ کٹنی کی چیز کہاں پر لیجائے گی کھیت میں لیجائے گی یا مکان پر لیجائے گی اور بار برداری کسکی ہوگی مشتری کی ہوگی یا بائع کی ہوگی جبکہ وہ چیز بار برداری کی ہو جس کے پہنچانے میں مصارف پڑتے ہوں کیونکہ جگہ کے قرب و بعد سے مصارف مختلف ہوتے ہیں تو بدنی میں ان سب باتوں کا طے ہونا لازمی ہے - منہ ۵۵ پھر ہے مدت کا الخ - یعنی ایک شرط بیع سلم یعنی کٹنی کی اجل معلوم کا طے ہونا ہے کہ کتنے دنوں میں مسلم فیہ مشتری کو بائع دیگا کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اسلف فی شیٔ فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم - ترجمہ یعنی فرمایا حضرت نے جو شخص کہ بدنی کرے کسی چیز میں پس چاہئے کہ بدنی کرے ناپ اور پیمانہ معلومہ میں اور وزن اور تول معلوم میں مدت معلوم تک کیا معنی کہ بدنی میں پیمانہ شئے اور وزن شئے اور مدت ادائے شئے ان سب باتوں کا معلوم ہونا لازمی اور واجبی ہے اور مجہول ہونا کافی نہیں ہے اور وہ بیع کو ناجائز کرتا ہے - منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۶، ۵۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵ بیع شرطیہ الخ۔ یعنی بیع شرطیہ جس کو کہ بیع الوفا کہتے ہیں اور بعض جگہ بیع الامانت بھی بولتے ہیں وہ اکثر فقہا کے نزدیک جائز ہے اور اس سے فائدہ اٹھانا درست ہے بہ سبب ضرورت وحاجت لوگوں کے سود سے بچنے کے واسطے۔ اور اس بیع کی صورت یہ ہے کہ بائع کوئی چیز مثلاً ہزار روپیہ میں اس شرط پر بیچے کہ جب بائع مشتری کو قیمت پھیر دے تو وہ مشتری بالوفا وہ مبیع پھیر دے اور اسی کا نام وفاداری اور امانت ہے کہ جس سے ایفاء وعدہ لازمی ہے۔ حتیٰ کہ بیع الوفا کے بائع نے پھر اس کو کسی دوسرے کے ہاتھ بطور بیع لازم بیچا تو وہ بیع بغیر اجازت مشتری اول کو صحیح نہ ہوگی اور اسی طرح اگر مشتری بالوفا نے اس کو فروخت کیا تو وہ بھی صحیح نہ ہوگی اور بائع وفا کو اور اس کے وارثوں کو حق استرداد ثابت ہوگا۔ در مختار میں ہے کہ قیل بیع یفید الانتفاع بہ وفی اقالۃ شرح المجمع عن النہایۃ وعلیہ الفتوٰی یعنی بعض فقیہوں نے کہا کہ بیع الوفا درحقیقت بیع ہے کہ شی مبیع سے فائدہ لینے کی مفید ہے اور شرح مجمع کے باب الاقالہ میں نہایہ سے منقول ہے کہ اسی پر فتوی ہے وقیل ان بلفظ البیع لم یکن رہنا اسی در مختار میں ہے کہ بعض فقیہوں نے کہا کہ جب بیع الوفا۔ بیع کے نام سے موسوم ہے تو پھر وہ رہن کیونکر ہو سکتی ہے وفیہ وفی الدرر صح بیع الوفاء فی العقار استحساناً واختلف فی المنقول ہے اور اسی در مختار میں ہے کہ درر میں کہا کہ بیع الوفا غیر منقولہ چیزوں میں بیشک صحیح ہے استحسان کی رو سے اور منقول میں اختلاف ہے کیا معنی کہ زمین میں تو اس کا جائز اور صحیح ہونا بالاتفاق ہے لیکن منقولہ چیزوں میں اختلاف فقہا ضرور ہے کہ بعض کے نزدیک ان میں بھی جائز ہے اور بعض کے نزدیک ان میں جائز نہیں وفیہ من الاشباہ والبزازیۃ انہ صحیح لحاجۃ الناس فراراً من الربوا وقالوا ما ضاق علی الناس امر الا اتسع حکمہ اور اسی در مختار میں اشباہ اور بزازیہ کے حوالہ سے یہ بھی ہے کہ بیع الوفا صحیح ہے بہ سبب حاجت آدمیوں کے سود سے بچنے کے واسطے اور فقہا نے کہا ہے کہ کوئی امر لوگوں پر تنگ نہیں ہوا مگر یہ کہ اسکا حکم وسیع ہو جاتا ہے وفی فتوٰے ابن الحلبی ان صدرت الاجارۃ بعد قبض المشتری المبیع وفاءً ولوالیہا وعدہ فہی صحیحۃ والاجرۃ لازمۃ للبائع اور اسی مختار میں ہے کہ میں کہتا ہوں یعنی امام علاء الدین حصکفی صاحب در مختار فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اور ابن حلبی کے فتاوے میں ہے کہ اگر اجارہ کیا مبیع بالوفا کا مشتری بالوفا نے بعد قابض ہونے اس کے تو وہ اجارہ بھی صحیح ہے زر اجارہ واجیر کے ذمہ واجب الادا ہے اجارہ دینے والے کے واسطے انتہی۔ اسی طرح اس کی صحت میں اور اور اقوال بھی فقہا کے منقول ہیں اور بحر الرائق وغیرہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ ۱۲ منہ

۶ بعض کہتے ہیں۔ الخ۔ یعنی بعض فقہا کا قول یہ ہے۔ کہ بیع الوفا درحقیقت رہن ہے بیع نہیں ہے اس لئے کہ بیع میں مشتری بطور لزوم مبیع کا مالک ہو جاتا ہے اور بیع الوفا کی شی مبیع ملک میں کسی طرح قائز نہیں ہوتی تو پھر وہ بیع کیونکر قرار پا سکتی ہے بیع میں واپسی بیع پر جبر کیونکر اور کیسے ہو سکتا ہے کہ جب بائع قیمت لائے تو مشتری اس کو واپس دے کہ شرع نے بیع میں ایسے دو پہلو کبھی روا نہیں رکھے۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۲ ضمیمہ میں دیکھیں)

اور جو مرہونہ سے حاصل ہو مفاد … پس وہی ہے سُود رکھنا اسکو یاد

۵ بیع شرطیہ جو ہے بیع الوفا … بعض اس کی بیع کہتے ہیں روا

یعنی جب قیمت کو بائع پھیر دے … مشتری اس چیز کو واپس کرے

بیع کی صورت میں جائز نفع ہی … خاصکر جب غیر منقولہ ہو شے

اس پہ فتوے ہی نہایہ نے دیا … شرح مجمع نے پسند اسکو کیا

ہے دُرر میں بھی یہی بیع صحیح … اور بزازیہ میں بھی اے فصیح

ہیں اسی پر صاحب اشباہ بھی … اور علاء الدین امام حصکفی

۶ بعض کہتے ہیں کہ یہ بیع الوفا … درحقیقت رہن ہی ہے اے فتا

نفع اس صورت میں پس جائز نہیں … کیونکہ وہ شی ملک میں فائز نہیں

ملک اگر ہوتی تو ہوتا جبر کیوں … بیع کب ہوتی ہی پہلو داریوں

بس وثوقِ زر یہاں مقصود ہی … رہن ہے تو نفع لینا سود ہی

آٹھ قول آئے ہیں اسمیں باسند ‏ ‏ ‏ ان میں احوط ہی یہی لے معتمد

ٹھیکے کا دینا بھی جائز ہے مگر ‏ ‏ ‏ شرط فاسد[51] ہو نہ اسمیں کچھ اگر

ہو[52] مکانوں کا سکونت کیلئے ‏ ‏ ‏ یا دکانوں کا تجارت کے لئے

یا سواری کا سفر کے واسطے ‏ ‏ ‏ جبکہ مدت اور کرایہ طے کرے

نوکر[53] اور مزدور کی سب نوکری ‏ ‏ ‏ اجرت معلوم پر جائز ہوئی

ناچنے[54] گانے کی اجرت ہی حرام ‏ ‏ ‏ اور دلالی و خرچی بھی تمام

اور[55] زمینوں کا زراعت کیلئے ‏ ‏ ‏ نقد پر ٹھیکے کا دینا چاہیے

شرح اجرت کھولدینا شرط ہے ‏ ‏ ‏ ٹھیکہ کی مدت بھی سب ہیج جائے طے

ہر[56] زراعت کا بھی دے وہ اختیار ‏ ‏ ‏ یعنی جو چاہے سو بوئے کاشتکار

اور جو دے مخصوص شے کا اختیار ‏ ‏ ‏ تو وہی شے ہوگی جائز بالقرار

ہو زمین قابل زراعت بھی سب ‏ ‏ ‏ ان شرائط پر ہے ٹھیکہ مستحب

---

۵۱ شرط فاسد۔ الخ۔ یعنی وہ فاسد شرط جس کا بیان بیع کے احکامات میں گزر اگر وہ ٹھیکہ میں بھی کیجائے تو اس شرط فاسد سے ٹھیکہ بھی ناجائز اور فاسد ہو جائیگا ۱۲۔ منہ

۵۲ ہو مکانوں کا الخ۔ یعنی ٹھیکہ لینا یا دینا مکانوں کا رہنے کے لئے اور دکانوں کا سوداگری یا کسی اور کام کے واسطے اور سواری کی چیز کا مثل گاڑی۔ رتھ۔ گھوڑا۔ گدھا۔ وغیرہ کے سفر کرنے یا بوجھ لادنے کے واسطے جبکہ ان چیزوں کی اجرت اور مدت بخوبی طے کرلی جائے اور اس میں کوئی شرط فاسد نہ لگائی جائے تو یہ سب درست ہے ۱۲ منہ

۵۳ نوکر اور مزدور الخ۔ یعنی کسی آدمی کو دوامی نوکر رکھے خواہ کسی مزدور کو ایک دن یا چند دنوں کے واسطے ملازم کرے اور اس کی اجرت اور نوکری ظاہر کردے اور اس پر ایجاب و قبول ہو جائے تو یہ بھی سب درست ہے اور بلا اظہار اجرت کسی کو نوکر کر لینا یا کسی مزدور کو کسی کام پر مقرر کردینا درست نہیں ہے ۱۲ منہ

۵۴ ناچنے گانے کی الخ۔ یعنی یہ جو طوائفیں یا ڈومنیں یا گویے ناچتے اور گاتے اور بجاتے ہیں ان کی اجرت لینا دینا اور دلالی خواہ کسی خرید فروخت کی بابت ہو خواہ حرام کاری کرانے کی بابت ہو۔ یا کہ حرامکاری کی خرچی خواہ مرد عورت کو دے خواہ عورت مرد کو دے یہ سب اجرتیں حرام در حرام ہیں ۱۲ منہ

۵۵ اور زمینوں کا الخ۔ یعنی زمین کا ٹھیکہ یا پٹہ دینا درست ہے جبکہ اس کی مدت بتائی جائے اور اس کی شرح اجرت کھول دی جائے کہ اتنے بیگہ کی اراضی اتنے روپیوں یا اشرفیوں میں اتنے دنوں کے لئے ہے۔ منہ

۵۶ ہر زراعت کا۔ الخ۔ یعنی وہ مالک زمین اپنی زمین ٹھیکے والے کو ہر زراعت کرنے کا اختیار بھی دے اور وہ زمین قابل زراعت بھی ہو شور اور ادسر نہو تو اس صورت میں ٹھیکہ دینا جائز بلکہ مستحب و افضل ہے۔ منہ ۱۲

| | |
|---|---|
| اور بٹائی پر اُٹھانا کھیت کا[۵۱] | بوحنیفہ نے تو ناجائز کہا |
| کیونکہ ہی اخبار میں وارد یہی | منع کرتے تھے بٹائی سی نبی |
| لیکن انکے دونوں شاگرد رشید[۵۲] | صاحبین اسکو بتاتے ہیں سعید |
| یعنی وہ جائز بتاتے ہیں مدام | جبکہ شرطیں اسکی ثابت ہوں تمام |
| ہی تطیر انکی بھی اک اچھی اثر[۵۳] | یعنی نخلستان خیبر کی خبر |
| ہی انہیں کے قول پر فتویٰ ضرور[۵۴] | تا بٹائی میں نہ آجائے فتور |
| مفتیوں کا ہی اسی پر اتفاق | تاکہ یہ مخلوق پر گذرے نہ شاق |
| اس پہ ہی اجماع جملہ مسلمین[۵۵] | پس بمجبوری یہ جائز کر لقین |
| چار ارکان اسکے ہیں اے مومنین | محنت اور ہل بیل اور تخم و زمین |
| ہو زمیں[۵۶] اور تخم مالک کا اگر | محنت اور ہل بیل عامل کے مگر |
| یا کہ مالک[۵۷] کیطرف سے ہو زمیں | اور ہوں عامل کی وہ باقی چیزیں |

۵۱ اور بٹائی پر۔ الخ۔ یعنی بجائے نقد پر ٹھیکہ دینے کے اگر زمین کو بٹائی پر اٹھائے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بٹائی ناجائز ہے کیونکہ حدیث شریف میں روایت ہے عبداللہ بن مغفل سے کہ پایا اُس نے زعم ثابت ابن ضحاک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہی عن المزارعۃ وامر بالمواجرۃ۔ ترجمہ یعنی بیان کیا ثابت بن ضحاک صحابی نے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بٹائی کرنے سے زمین کے اور جائز کیا ہے ٹھیکہ پر دینے زمین کا بالعوض انہ کے اور دوسری حدیث حضرت جابر سے روایت ہے کہ۔ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ عن المخابرۃ الی آخر۔ ترجمہ یعنی منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹائی کے کرنے سے آخر حدیث تک یہ دونوں حدیثیں صحیح مسلم کی ہیں پس امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے ان حدیثوں سے استدلال کر کے بٹائی کو ناجائز بتایا ہے ۱۲ منہ ۵۲ لیکن اُن کے دونوں شاگرد۔ الخ۔ یعنی بٹائی پر دینا امام صاحب موصوف کے نزدیک تو ناجائز ہے جیساکہ اوپر مذکور ہوا مگر اُن کے دونوں شاگرد رشید جن کو کہ درجہ اجتہاد قریب قریب ایسے استاد امام اعظم رحمۃ اللہ کے حاصل ہے اور جن کو کہ صاحبین کہتے ہیں دونوں صاحب اس بٹائی کے کرنے کو جائز بتاتے ہیں لیکن چند شرائط کے ساتھ مشروط کر کے جائز بتاتے ہیں اور وہ شرطیں آگے بیان کی جائیں گی اگر وہ ثابت ہونگی تو اُن کے نزدیک یہی بٹائی درست نہ ہوگی اور واضح ہو کہ امام ابو حنیفہ کو امام اعظم اس لیے کہتے ہیں کہ اُن کا علم اور فضل اور بجز تمام مجتہدین و محدثین سے جو اُن کے وقت میں تھے یا اُن کے بعد ہوئے بہت بڑھا ہوا ہے بلکہ اُن کے یہ دونوں شاگرد ابو یوسف اور امام محمد جن کو کہ صاحبین کہتے ہیں یہ بھی علم و فضل میں یکتائے زمانہ تھے اور امام اعظم کا تو کہنا ہی کیا ہے اور کیوں نہ ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ و حماد رحمۃ اللہ کے شاگرد ہیں اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا جو کچھ علم و فضل ہے وہ اظہر من الشمس ہے پس ایسے کامل کمل کا جو شاگرد ہوگا وہ ظاہر ہے کہ سب میں اعظم و افضل ہوگا مدنیہ جیرات ان کو امام اعظم کہتے ہیں اور انہیں کے مقلد حنفی کہلاتے ہیں منہ ۵۳ ہے تطیر۔ الخ۔ یعنی صاحبین رحمہما اللہ جس دلیل سے کہ بٹائی کرنے کو جائز بتاتے ہیں وہ نخلستان خیبر کی خبر ہے اور یہ تطیر بٹائی کے جواز کی اچھا اثر کرتی ہے اثر اور خبر یہ دونوں حدیث کی قسمیں ہیں اشعار میں اور قافیہ میں ان الفاظ کی بندش اور رعایت جو خوبی پیدا کر لی ہے اس کو فقیہ خوب سمجھ سکتے ہیں شرح اس کی نہیں ہو سکتی اور تطیر جواز کی یہ ہے وعن ابن عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفع الی یہود خیبر نخل خیبر وارضہا علی ان یعملوہا من اموالہم ولرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شطر ثمرہا ترجمہ یعنی روایت ہے ابن عمر سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے یہود خیبر کو درخت خیبر کے اور زمین اس کی اس شرط پر کہ محنت کریں وہ درختوں پر اور کھیتی کریں وہ زمین کی اور خرچ کریں اس میں وہ اپنا مال اور پیداوار میں سے آدھا رسول خدا کو ادا کریں اور آدھا خود لیں منہ ۵۴ ہے انہیں کے الخ۔ یعنی صاحبین کے قول پر جنہوں نے کہ دلیل مذکورہ کی رو سے بٹائی کو جائز و درست رکھا ہے فتویٰ جاری ہے اور مفتیوں کا دستور العمل بھی یہی ہے کہ اس کے جواز پر فتویٰ دیتے ہیں۔ بہ سبب ضرورت کے کہ ہر ایک آدمی کو جس کی بابت پیش آتی ہے۔ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ و ۵۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ یاکہ عامل کا الخ - یعنی اگر صورت مذکورہ بھی نہ ہو تو یہ ہو کہ عامل یعنی کاشتکار کا فقط کام اور محنت کھیتی کرنے اور کمانے کی اور مالک کی زمین اور تخم اور ہل بیل یہ سب ہوں تو ان سب صورتوں میں بٹائی درست ہے اور اس عقد مزارعت کے صحت کے واسطے آگے کی باتوں کا ہونا اور مشروط ہے منہ ۵۲ اُن کے حصہ کا - الخ - یعنی بٹائی کے صحیح منعقد ہونے کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ کاشتکار و زمیندار کے حصہ کا بھی پیشتر ہی قرارداد ہو جائے کہ دونوں میں سے کس کو تہائی پیداوار یا چوتھائی دیا جائیگا یا دونوں کا آدھا آدھا ہوگا ۵۳ نام لے لیں - یعنی قرارداد حصہ فریقین کے وقت یہ بات بھی نامزد ہو ناضرور ہے کہ جنس کونسی بوئی جائے گی آیا گیہوں بوئے جائیں گے یا چنی کی کاشت کیجائے گی یا دیگر چیز منہ - ۱۲
۵۴ دونوں عاقل - الخ - یعنی صحت عقد مزارعت کے واسطے یہ بھی لازم ہے کہ زمیندار و کاشتکار دونوں عاقل ہوں انجان نہوں اگر انجان ہونگے تو اُن کا عقد معتبر نہ ہوگا جیسا کہ اوپر بیع کے بیان میں چند جگہ جتلا دیا گیا ہے چونکہ نابالغ ماذون سمجھدار و تجربہ کار کا معاملہ بیع و اجارہ وغیرہ میں ضرورتاً جائز رکھا گیا ہے اس لئے مؤلف نے شعر ہذا میں صرف عاقل پر اکتفا کی اور بلوغ کا ذکر نہ کیا - منہ ۵۵ اور نہ ہوں عاقل - الخ - یعنی اگر وہ دونوں یا کہ ایک دونوں میں سے عاقل نہوں بہ سبب صغیر سنی کے خواہ بہ سبب دیوانگی کے تو اُس وقت اُن دونوں کے ولی مجاز یا ایک کا ولی مجاز اور دوسرا خود اگر عاقل ہو عقد مزارعت کرے اور جملہ معاملات بیع شرا میں اور نیز دیگر معاملات نکاح وغیرہ میں اسی طرح پر سمجھنا چاہئے کہ اگر عاقدین عاقل و بالغ نہوں تو اُن کے بجائے اُن کے ولی مجاز معاملہ داری کریں اور ایسی حالت میں ولی کی معاملہ داری صحیح و درست سمجھی جائے گی اور مصرع اولیٰ میں ولی بمعنی سرپرست شرعی کے ہے اور مصرع ثانی میں ولی بمعنی بزرگ کے ہے جو کہ قاری کتاب کی جانب خطاب ہے لہٰذا قافیہ درست ہے اور اگر ولی کو ردیف مانا جائے تب بھی قافیہ اُن کے - اور اسے کا درست رہے گا - منہ ۵۶ اس میں اگر کچھ اور ہو - الخ یعنی اگر شرائط مذکورہ میں کچھ تغیر و تبدل ہوگا تو بٹائی میں خلل پڑ جائے گا کیا معنی کہ بٹائی

| | |
|---|---|
| یاکہ عامل[۵۱] کا فقط ہو اک عمل | بیج ہو مالک کا اور ہوں بیل ہل |
| اُنکے[۵۲] حصہ کا بھی ہو جائے قرار | کس کا آدھا یا تہائی اے نگار |
| نام[۵۳] لیلیں جنس مزروعہ کا بھی | یعنی گیہوں بوئیں گے وہ یا چنی |
| دونوں[۵۴] عاقل بھی ہوں پھر عاقدین | تب بٹائی ہو درست اے نورعین |
| اور[۵۵] نہوں عاقل تو ہوں اُنکے ولی | سب جگہ یونہیں سمجھنا اے ولی |
| اسمیں[۵۶] گر کچھ اور ہو ردّ و بدل | پھر تو آئے گا بٹائی میں خلل |
| قطعہ[۵۷] قطعہ بانٹ لینا کھیت کا | تاج ادھر کا میرا اس رُخ کا ترا |
| یہ کبھی جائز نہیں اے نیک خو | سب سے بہتر ہے کہ ٹھیکہ نقد ہو |
| اور[۵۸] ٹھیکہ گاؤں کی توفیر کا | جسطرح لوگوں میں اب رائج ہوا |
| یعنی ترد کاشتکاران ہی زمیں | وہ اجارہ میں ہی اُنکے بالیقیں |
| اور گاؤں پاس ٹھیکہ دار کے | وہ محاصل لیکر اُسکو دام دے |

جائز نہ رہے گی منہ ۵۷ قطعہ قطعہ - الخ - یعنی کھیت کے دو یا تین ٹکڑے کر کے یہ قرارداد کرنا کہ ان ٹکڑوں کا پیداوار کاشتکار کا ہوگا یا یہ کہ نشیبی زمین کا پیداوار ایک کا اور بلند زمین کا پیداوار دوسرے کا یا کہ کول یا نالی کے قریب کا پیداوار ایک کا اور اُن سے دور کا پیداوار دوسرے کا یہ قرارداد ناجائز ہے اس سے عقد مزارعت فاسد ہے عقد اسی وقت صحیح ہوگا کہ کل کھیت کے پیداوار میں سے ہر ایک کا حصہ معین کر کے نامزد کر لیا جائے کہ نصف نصف یا ثلث یا ربع وغیرہ وغیرہ اور چونکہ بٹائی میں ان سب باتوں کی نگہداشت دشوار ہے اور اس کے برخلاف خلل پڑنے کا اندیشہ ہے اور نیز اس کے ادا نہ ہونے میں بھی شبہ نہیں ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ کھیت کو نقد پٹہ پر ہی طے کر کے دیا کرے کہ اس میں کچھ کھٹکا نہیں ہے - منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

٥١ یہ نہیں جائز۔ الخ۔ یعنی یہ پیشگی ٹھیہ باغوں کا لینا دینا جائز نہیں ہے موجب فرمانے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کیونکہ مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع السنین ترجمہ منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچنے باغوں کے سے چند سالوں کے واسطے پیشگی اور دوسری جگہ ہے کہ نہی رسول اللہ عن المحاقلة والمزابنة والمخابرة والمعاومة وعن الثنیا ورخص فی العرایا۔ یعنی روایت کی مسلم نے جابر سے کہ۔ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے کھیتی کے سے جبتک کرے اور بیچنے کھجوروں کے سے درختوں پر بدلے سو فرق پیمانہ کھجور کے کہ بیچے ہوں اور بٹائی کرنے کھیت کے اور بیچنے پھلوں کے سے قبل نمودار ہونے ان کے کے ایک سال یا دو سال یا زیادہ کے واسطے اور مستثنیٰ کر لینے پھلوں کے سے باغ میں اور اجازت دی عرایا میں اور ایک اور جگہ فرمایا ہے حضرت نے اَرَأَیْتَ اِذَا مَنَعَ اللہُ الثَّمَرَۃَ بِمَ یَاْخُذُ اَحَدُکُمْ مَالَ اَخِیْہِ ترجمہ یعنی کیا نہیں غور کرتا تو کہ اگر باز رکھے اللہ تعالےٰ میوہ کو درخت پر نمودار ہونے سے یا پکنے سے تو پھر کس سبب سے لے ایک تمہارا مال بھائی اپنے کا مفت۔ کیا معنی کہ جب ایک تمہارا باغ کو پھل لانے سے پیشتر بیچڈالے گا اور اس میں کسی وجہ سے خدا کی قدرت سے اس سال پھل نہ آوے گا تو پھر وہ قیمت اس کی مفت کیونکر لیگا اور چونکہ یہ بیع مجہول ہے لہذا ناجائز ہے۔ منہ

٥٢ باغ میں جبتک کہ پھل آوے نہیں۔ یعنی جبتک کہ سب باغ میں پھلت نہ ہو۔ پھل نہ آوے گا تو پھر وہ قیمت اس کی مفت کیونکر لیگا پس چونکہ یہ بیع مجہول ہے جائز نہیں ہے

٥٣ بعض کے نزدیک۔ الخ یعنی بعض فقہا کے نزدیک جبتک کہ پھل کچے رہیں اس وقت تک باغ کا بیچنا جائز نہیں ہے بلکہ ممانعت وحلت۔ منہ

٥٤ باغ میں پھل آکے۔ الخ۔ یعنی جبکہ باغ میں پھل نمودار ہونے کے بعد پکنا بھی شروع ہو جاوے اس وقت باغوں کا بیچنا جائز ہے ان کے نزدیک قبل پکنے پھلوں کے باغ بیچنا جائز نہیں ہے کیا معنی کہ کچھ پھلوں کے نمودار ہونے پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ پھلوں کے نمودار ہونے کے بعد ان کا پختہ ہونے لگنا ہی خرید و فروخت باغ کے واسطے شرط ہے۔ منہ

| | |
|---|---|
| کم ملے یا بیش اس سے کام کیا | ہر طرح دے اسکو جو ٹھیرا لیا |
| چاروں مذہب میں ہی یہ باطل حرام | آجکل غافل ہیں اس سے خاص و عام |
| ایسا ٹھیکہ ہے شنیعہ شرعیہ | دیکھ خیریہ عقود الدریہ |
| باغ کا ٹھیکہ یہ دینا صاحبو | سال یا دو سال یا سہ سال کو |
| یہ نہیں جائز بقول مصطفےٰ [٥١] | مفت کیوں لیتی ہو مال انسان کا |
| باغ میں جبتک کہ پھل آئے نہیں [٥٢] | بیچنا ناجائز اسکا کر لیں |
| بعض کے نزدیک پھل جبتک ہو خام [٥٣] | بیچنا تب تک ہے ناجائز مدام |
| باغ میں پھل آکے جب پکنے لگیں [٥٤] | تب اجازت بیع کی یہ بعض دیں |
| پر ائمہ اپنے کہتے ہیں تمام [٥٥] | مطلقاً جائز ہی کہتے ہیں کہ خام |
| کہتے ہیں جائز وہ بیع ہر ثمر | خام ہونے پر بھی بالائے شجر |
| شرط کرتے ہیں مگر وہ بھی تمام | اسطرح کہتے ہیں وہ تینوں امام |

٥٥ پر ائمہ اپنے الخ۔ یعنی ولیکن ہمارے سب امام کیا معنی کہ تینوں امام تمام کچے پھلوں کی بیع بھی درختوں کے اوپر جائز بتاتے ہیں۔ اور وہ امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ ہیں مگر ان کے نزدیک بھی ان کچے پھلوں کی بیع جائز ہونے کے واسطے یہ شرط ہے کہ ایسے پھلوں کے باغ بیچنے کے بعد مشتری ان پھلوں کو ایک ساتھ کچا ہی توڑ لے اور بائع اپنے باغ کو پھلوں سے خالی کر لے تب تو یہ بیع کچے پھلوں کی جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے کیا معنی کہ اگر پھلوں کے پکنے سے پہلے باغ کو بیچا اور اسمیں یہ شرط لگائی کہ پھلوں کے پکنے کے بعد رفتہ رفتہ پھل توڑے جائیں گے اور بتدریج باغ خالی کیا جائیگا تو ایسی صورت میں ان کے نزدیک بھی بیع ناجائز ہوگی کیونکہ پکنے سے پیشتر پھلوں کی بیع انکے نزدیک بھی اسیوقت جائز ہوگی جبکہ ان پھلوں کو پکنے سے پیشتر ہی کچا توڑ لیا جائے۔ منہ

ل۱ اور جو سب پھل - الخ - یعنی پھلوں کو نمودار ہو جانے پر تھا کچھ منحصر نہیں - ہے بلکہ اگر تمام پھل یا نہیں پورے [illegible]
اور اپنی نہایت کو پہنچ جائیں کہ بعد ان کے [illegible] کی گنجائش باقی نہ رہے تو اس صورت میں بھی [illegible] پر چھوڑ لینا [illegible]
ل۲ قول یہ منقول ہے - الخ - یعنی یہ قول کہ بعد پورے بھر جانے اور بڑھ جانے پھلوں کے بھی ان کا درختوں پر [illegible]
امام ابو یوسف جن کو کہ شیخین بھی کہتے ہیں ان کا قول ہے ولیکن امام محمد کا اس میں یہ اختلاف ہے کہ [illegible]
نہایت کو پہنچ جائیں تو پکنے تک کی شرط پر پھلوں کا درختوں پر چھوڑ دینا جائز ہے اور بعض فقہا نے [illegible]
تا کہ لوگوں کا نقصان نہ ہو کیونکہ اس کے عکس میں بڑا حرج آ کر واقع ہوتا ہے ۱۲ منہ ل۳ پھل کے آنے [illegible]
پھلوں کے آنے سے پہلے ان کو بیچنا اور ایک سال یا دو سال یا تین سال یا اس سے زیادہ مدت پہلے ان کا [illegible] پھول نکلنے سے

پھل اگر کچے خریدے مشتری
پس کہے مشتری یا بائع اُس گھڑی

یہ کہ وہ سب توڑ لے کچے ہی پھل
تب تو جائز ہی وگرنہ ہے خلل

اور اگر وہ شرط آپس میں کریں
یہ کہ پھل پیڑوں پہ پکنے تک رہیں

بیع پس فاسد ہی یہ اے نیکنام
ایسی صورت میں ہی ناجائز مدام

اور جو[ل۱] سب پھل آ کے پوری بھر گئے
جب بھی شرط ترک ناجائز رہے

قول[ل۲] یہ منقول ہے شیخین کا
پر خلاف اسکے محمد نے کہا

یعنی اس صورت میں وہ اس شرط کو
کہتے ہیں جائز کہ تا نقصان نہ ہو

بعض نے فتوٰی بھی ہے اس پر دیا
کیونکہ برعکس اسکے نقصان ہی بڑا

پھل[ل۳] کے آنے سے ولیکن پیشتر
بیچنا باغ کا اور مور پر

شرط پھل آنے کی ہو یا خام میں
شرط انکے پختہ ہونے کی کریں

یہ تو ہے بالکل حرام اے مومنیں
اختلاف اسمیں کسی کا بھی نہیں

وقت جس کو کہ مور کہتے ہیں ان کا بیچنا یا پھل نمودار ہونے کے بعد جلد یہ شرط کر کے بیچنا کہ پھلوں کو ان کے پکنے تک درختوں پر رہنے دیا جائے جیسا کہ اوپر بخوبی جتا دیا گیا ہے تو یہ بالکل حرام ہے اور اس میں کسی امام کا اختلاف نہیں ہے کیا معنے کہ جیسا اختلاف کہ پھلوں کے نمودار ہونے پر ان کو فوراً توڑ لینے کی شرط پر بیچنا یا نمودار ہونے کے بعد ان کے بھر کر پورے ہو جانے کے وقت بیچنے کے جواز و عدم جواز میں فقہا اور ائمہ کے درمیان ہے ایسا اختلاف پھل آنے سے پہلے بیچنے میں کسی کا نہیں ہے کہ یہ بالاتفاق سب کے نزدیک حرام ہے اور سود میں داخل ہے - واضح ہو کہ ہمارا باغات کے بیچنے میں آج کل بالعموم یہ رواج ہو رہا ہے کہ اکثر لوگ ہمارا باغ کو پھل نمودار ہونے سے پہلے مور نکلنے پر اور بعض پھل نمودار ہونے کے بعد فوراً پک جانے تک درختوں پر قائم رکھنے کی شرط پر اور بعض صاحب تو دو دو تین تین سال پیشتر بیع ڈالتے ہیں اور شرع شریف کی ممانعت و حلت و حرمت کا کچھ خیال نہیں کرتے یہ حرکت نہایت مذموم ہے اور بہت بیجا ہے کہ جس کا وبال آخرت میں بہت زیادہ ہے جب مالکان باغ سے اس کی ممانعت کیجاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم پھل نمودار ہونے پر بھی اور باغات کو بیچیں اور ان کے پختہ ہو جانے تک انتظار کریں تو ایک پھل بھی جانوران وغیرہ ان سے باقی نہ بچے اور سب مال ہمارا ضائع جائے اور ہم مالکان سے اپنے متعدد باغوں کی حفاظت ہو نہیں سکتی - پھر کیا ہو - پس ایسی صورت میں اس کے جواز کی مستحسن شکل یہ ہے کہ ہر باغ میں کچھ نہ کچھ زمین خالی ضرور ہوتی ہے اور یہ نہیں تو دو درختوں کے بیچ کے فاصلہ کی زمین تو ضرور ہی خالی ہوگی پس وہ زمین جو کہ درختوں کی جڑوں سے علیحدہ ہے اس زمین کا ٹھیکہ یا پٹہ ہر انتفاع جائز کے واسطے جتنی بھی مدت کے لئے طرفین کی خوشی ہو جتنے ہی روپیہ کے بالعوض عاقدین چاہیں لین دین سب درست ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اس میں مستاجر ہی کو اختیار ہو کہ وہ مدت معینہ کے اندر خواہ کتنی ہی مدت دراز کے واسطے کیوں نہ ہو (بقیہ نوٹ نمبر ۲ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ مع پہل۔ الخ۔ یعنی ہاں باغ کا پھلوں کے پختہ ہو جانے کے بعد بیچنا یہ بہت خوب ہے کہ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے اور سب اماموں کو یہ پسند ہے گویا معنی کہ بالاتفاق سب کے نزدیک چاروں مذہب میں یہ حلال و طیب ہے۔ منہ ۱۲ ۵۲ اور بٹائی۔ الخ۔ یعنی باغ کو آدھی پر دینا نقد پر یہ بیچنا اس کا حکم کھیت کی بٹائی کے مانند یا قریب قریب اس کے ہے اور وہ حکم گذر ہی چکا مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ۱۲ منہ۔

۵۳ یعنی ذی مقدور کو اسقدر کپڑا پہننا کہ جس سے سردی و گرمی مہلک دور ہو وے اور ستر عورت بھی چھپ سکے یہ فرض ہے اور اس پر زیادہ کرنا مباح ہے۔ منہ ۱۲۔

۵۴ زیور نقدین۔ الخ۔ یعنی سونے اور چاندی کا زیور اور ان کا بنا ہوا کپڑا اور ریشم نرا یہ سب چیزیں مردوں کو حرام اور عورتوں کو جائز ہیں کیونکہ حضرت مولا علی سے مروی ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرا فجعله فی یمینه و اخذ ذهبا فجعله فی شماله ثم قال ان هذین حرام علی ذکور امتی منہ۔

| | |
|---|---|
| ۵۱ مع پہل پکنے پہ ازبس خوب ہے | سب اماموں کو یہ تو محبوب ہے |
| ۵۲ اور بٹائی باغ کی اے بوالہوس | ہو بٹائی کھیت کی مانند بس |
| تول میں یا ناپ میں کرنا کمی | یا کہ قیمت میں چرائے مشتری |
| دیر کرنا اجرتِ مزدور کو | ظلم ہے۔ اور ہو حرام اے نیکخو |

## لباس کا بیان

| | |
|---|---|
| ۵۳ اوڑھنا کپڑے کا ذی مقدور کو | جس سے مہلک سردی گرمی دور ہو |
| ستر عورت بھی بخوبی چھپ سکے | مرد و زن دونوں پہ واجب جان اسے |
| ہو مباح اس سے زیادہ اوڑھنا | پر نہیں اسراف و تکبر نا روا |
| ۵۴ زیور نقدین اور ریشم تمام | ہو پہننا مردوں کو ان کا حرام |
| چار انگل تک ولیکن ریشمی | گوٹ ہو انگور وا یوہیں زری |

جس کا تانا ریشمی بانا ہو اور ۔۔۔ مرد و زن دونوں کو جائز ہی یہ طور

ہو[۵۱] جو بالعکس اسکے وہ بھی منع ہو ۔۔۔ چار انگل سے زیادہ مرد کو

مرد[۵۲] کو رنگ کسم بھی ہی حرام ۔۔۔ زعفرانی[۵۳] بھی ہی ایسا ہی مدام

ٹخنوں[۵۴] سے نیچا ہو پاجامہ اگر ۔۔۔ ہی تکبر سے محرم سر بسر

ہیں[۵۵] وعیدیں سخت اُسکے واسطے ۔۔۔ نار دوزخ سے وہ پاجامہ جلے

بے[۵۶] تکبر کے کراہت کر یقین ۔۔۔ دیکھ عالمگیریہ لے پاک دیں

منع[۵۷] یہ مردوں کو ہیں ای معتبر ۔۔۔ عورتوں کو تینوں جائز ہیں مگر

بلکہ ٹخنوں کا چھپانا فرض انھیں ۔۔۔ دامن اپنے ٹخنوں سے نیچے رکھیں

جامۂ[۵۸] مسنونہ ہی سبز و سفید ۔۔۔ ہیں لباس جنتی اے با امید

اور[۵۹] عمامہ باندھنا سنت سگنے ۔۔۔ جس کا شملہ ہاتھ بھر اونچے لبے

کم سے کم ہو پاؤ گز۔ اور بیٹھ کر ۔۔۔ تا زمیں جائز ہی۔ اور زائد میں شر

---

۵۱ ہو جو بالعکس اس کے۔ الخ۔ یعنی جس کا تانا ریشمی اور بانا اور چیز کا ہو مثلاً سوت کا یا اون کا تو ایسا کپڑا مردوں کو پہننا جائز ہے کہ وہ ریشم کا حکم نہیں رکھتا ہے اور اس کے بالعکس یعنی جس کا تانا سوت اور اون وغیرہ کا ہو اور بانا ریشم کا ہو تو بھی مردوں کو ریشم کی مانند ممنوع ہے کہ ریشم کا حکم رکھتا ہے مگر چار انگشت کی چوڑی گوٹ منع نہیں ہے جس طرح پر کہ اسقدر ریشم یا زری کے کپڑے کی گوٹ منع نہیں ہے کیا معنی کیا اگر کپڑا چار انگل سے زائد ہے اور اس پر چار انگل کی گوٹ یا حاشیہ یا بیل یا بوٹے ریشم یا زری کے ہیں تو حلال ہے اور اگر خود کپڑا ہی چار انگل یا اس سے کم ہو تو ریشم یا زری مرد کو حرام ہے جیسے تعویذ سونے یا چاندی کا یا کمر بند ریشم وغیرہ کا ۱۲۔ منہ

۵۲ مرد کو رنگ کسم بھی ہے حرام۔ الخ۔ یعنی کسم سے رنگا ہوا کپڑا بھی مردوں کو حرام ہے کیونکہ روایت ہے حضرت مولا علی سے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لبس القسی والمعصفر ترجمہ۔ یعنی منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے پہننے سے اور کسم کی رنگ کے کپڑے پہننے سے۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ

۵۳ زعفرانی بھی ہے۔ الخ۔ یعنی جس طرح پر کسم کا کپڑا مردوں کو حرام ہے اسی طرح پر زعفران سے رنگا ہوا کپڑا بھی مردوں کو حرام ہے اس سے بھی نہی وارد ہے۔ منہ

۵۴ ٹخنوں سے نیچا ہو پاجامہ اگر۔ الخ۔ یعنی اگر مردوں کا پاجامہ اس قدر نیچا ہو کہ جس سے ٹخنے چھپ جائیں تو وہ بھی مطلقاً حرام ہے اگر بہ نیت تکبر و تجبر ہے ورنہ مکروہ ہے ۱۲ منہ

۵۵ ہیں وعیدیں۔ الخ۔ یعنی جس کا پاجامہ کہ ٹخنے سے نیچے لٹکتا ہو اس کے پاجامہ کے لئے احادیث نبوی میں سخت و سخت وعیدیں وارد ہیں چنانچہ ایک حدیث صحیح میں وارد ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسفل من الکعبین من الازار ففی النار۔ رواہ البخاری۔ ترجمہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسقدر پاجامہ کہ ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہوگا وہ آتش دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ روایت کی یہ حدیث بخاری نے ۱۲ منہ

۵۶ بے تکبر کے۔ الخ۔ یعنی ٹخنوں سے نیچا پاجامہ اگر بغیر تکبر و تجبر کے کوئی اور وجہ سے پہنے تو وہ حرام نہیں ہے اور نہ اس کے واسطے وہ وعید ناطق ہے کیونکہ صحیح بخاری میں حدیث مروی ہے کہ یہ حدیث سنکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ اب میں کیا کروں کہ میرا تہبند تو خود بخود لٹک کر نیچے آجاتا ہے جبتک کہ میں اس کا خاص خیال نہ رکھوں اور ادھر متوجہ ہو کر پھر اس کو سخت نہ باندھوں فرمایا انت لست ممن یصنعہ خیلاء۔ یعنی اے صدیق تم ان میں سے نہیں ہو جو تکبر اور اترانے کی راہ سے ایسا کرتے ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ تکبر کی راہ سے لٹکانا حرام ہے ورنہ مکروہ تنزیہی رہے گا۔ و صدیق اکبر کے لئے کچھ مکروہ نہیں کہ وہ اس سے مستثنیٰ فرما دیئے گئے کہ وہ اپنی عادت سے مجبور تھے کہ ان کا پاجامہ خود بخود لٹک کر ٹخنوں کے نیچے آجایا کرتا تھا کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔ ۱۲ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ جو عامہ سے پڑھے وقتی جناب ‌ ‌ ‌ اُسکو ستر حصے زائد ہو ثواب

# کھانوں کا اور ذبیحہ کا اور حلال و حرام جانوروں کا اور شکار کا بیان

۵۲ فرض ہے کھانا ہر اک کو اسقدر ‌ ‌ ‌ زندگی جتنے سے قائم ہو۔ مگر

ہو تہائی پیٹ تک تو خوب ہی ‌ ‌ ‌ یہ حدیث و سنت محبوب ہے

آدھے پیٹ اور پون تک بھی مستحب ‌ ‌ ‌ پرشکم ہونا مباح اسے باادب

اس سے زائد ہی حرام اسے دیں شعار ‌ ‌ ‌ جس سے بدہضمی ہو اور کھٹی ڈکار

۵۱ جو عامہ الخ- یعنی حدیث ضعیف میں آیا ہے کہ جو کوئی نمازی عامہ باندھ کر اپنی نماز فرض ادا کرے تو اس نمازی کو بجائے ایک نماز کے ستر نمازوں کا ثواب ہوتا ہے۔ منہ

۵۲ فرض ہے کھانا- الخ- اب یہاں سے کھانوں کا بیان شروع ہوا یعنی ہر آدمی کو اسقدر کھانا فرض ہے کہ جسقدر کھانے سے حیات انسانی قائم رہے اور اس سے زیادہ کھانا پون پیٹ تک مستحب ہے تاکہ اداے فرائض و واجبات و سنن کی قوت بنی رہے اور پرشکم ہو کر کھانا مباح ہے اور روزہ رکھنے کے واسطے وہ بھی افضل ہے اور اس سے بھی زیادہ کھانا کہ جس سے بدہضمی ہو کر کھٹی ڈکاریں آنے لگیں حرام ہے اور اس سے سوائے اسراف مالی اور نقصان جان کے اور کچھ حاصل نہیں ہے اور کھانے کے واسطے کون کون سی چیزیں حلال و درست ہیں اور کون سی درست نہیں ہیں اس کا بیان آگے ہے۔ منہ ۱۲

۵۱ جنس غلہ الخ۔ یعنی ہر قسم کا غلہ مثل گندم جو چنا جوار باجرہ مکا ئی دال ماش مونگ موٹھ مٹر تل مسور لوبیا کودوں وغیرہ کے اور تمام قسم کی ترکاریاں مثل آلو کدو کھیرا لوکی ساگ پات وغیرہ کے اور جملہ پھل خربوزہ تربوز آم انار انگور سیب بہی امرود بیر وغیرہ کے اور سب میوہ جات مثل بادام کشمش پستہ وغیرہ کے ان کا کیا حکم ہے۔ اس کا حکم آگے ذکر ہوتا ہے ۵۲ پاک پانی اور عرق ہیں طیبات۔ الخ۔ یعنی پاک پانی خواہ بارانی ہو یا زمینی ہو جیسا کہ اس کا بیان باب الوضو میں گذر چکا ہے اور عرق ہائے طیبات۔ طیبات پاک چیزوں کو کہتے ہیں مثل گلاب اور سونف اور گاؤزبان اور دیگر نباتات خشک کے اور ... اور جیسا انگور ... ہوتا ہے کہ جو تھوڑا ابال لیا جاتا ہے اور جس میں قدرے جوش پیدا ہو جاتا ہے لیکن نشہ مطلق نہیں ہوتا اور نقیع خیساندہ انگور کو کہتے ہیں کہ انگور کو گرم پانی میں تر کرکے اس کا آب نکال لیا جاتا ہے اور یہاں مراد تمام فواکہات کے خیساندہ و افشردہ سے ہے بشرطیکہ اس میں کچھ نشہ پیدا ہونے پائے ۱۲۔ منہ ۵۳ سب جڑی بوٹی یعنی تمام اقسام نباتات کہ جو زمین اور پہاڑوں پر پیدا ہوتی ہیں مثل گاؤزبان اور سونف اور منڈی اور کاسنی وغیرہم کے اور تمام ادویات کہ جو مختلف مقامات سے حاصل ہوتی ہیں مثل مشک عنبر و لعل یاقوت و جواہر اور گندھک اور رانگ اور موم اور مومیائی وغیرہ کے بشرطیکہ ان میں سے کوئی چیز ہلاک کنندہ مثل سنکھیا اور دیگر سمیات وغیرہ کے اور کوئی چیز نشہ لانے والی مثل افیون اور بھنگ اور چرس اور گانجہ وغیرہ کے ذرہ برابر نہ ہو۔ منہ ۱۲ ۵۴ شہد و شکر نیشکر۔ الخ۔ یعنی شہد جو کہ لعاب مگس انگبیں ہے اور شکر یا مصری و قند وغیرہ جو کہ جوہر نیشکر و دیگر فواکہات و نباتات وغیرہ کا ہے اور نیشکر جو کہ ایک رسدار شیریں چیز از قسم نباتات ہے یہ سب چیزیں جن کا ذکر یہاں تک ہوا حلال ہیں یعنی کہ تمام اجناس غلہ و ترکاری و جملہ اقسام پھل و میوہ ہا و جمیع آب ہا و نبیذ و نقیع شربت ہا و تمام نباتات و ادویات غیر مہلک و غیر مسکر و شہد و شکر و نیشکر جن کے صفات بخوبی بیان کر دیئے گئے ہیں وہ سب بغرض حصول حیات انسانی و قوت و صحت بدنی غذا و دوا کے حلال ہیں اور اسی طرح پر تمام قسم کے دہنیات مثل روغن سرسوں و روغن کنجد و روغن زیتون و روغن بلسان وغیرہا کے اور ہر قسم کے نمک مثل سانبھر اور نوسادر لاہوری اور کھاری وغیرہ کے اور تمام سرکہ جات مثل انگوری و عرق نیشکری وغیرہ کے حلال و پاکیزہ و قابل استعمال کے ہیں فافہم۔ منہ ۱۲ ۵۵ بیضہ ہا و۔ الخ۔ مذبوحات ان جانوروں سے مراد ہے کہ جو ذبح کئے جاتے ہیں اور جن کا گوشت حلال ہے اور ان کا ذکر آگے چل کر ہوگا پس مطلب یہ ہے کہ انڈے اور گوشت اور دودھ ان سب جانوروں کے کہ جو ذبح کئے جاتے ہیں حلال اور پاک ہیں انڈے پرند جانوروں کے ہوتے ہیں اور دودھ چرند یعنی چوپایوں کے ہوتا ہے اور ان چیزوں کے جائز و حلال ہونے کے واسطے ان جانوروں کا ماکول ہونا شرط ہے۔ یہاں تک کہ ان سب چیزوں کا بیان کیا گیا کہ جنکا استعمال غذا و دوا مسلمان کیواسطے درست ہے اور جن چیزوں کا استعمال درست و جائز نہیں ہے انکا ذکر آگے مذکور ہوتا ہے منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۵، ۵۶ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ جنس غلہ اور ترکاری تمام
۵۲ پاک پانی اور عرق ہیں طیبات
۵۳ سب جڑی بوٹی تمامی ادویہ
۵۴ شہد و شکر نیشکر سب ہیں حلال
۵۵ بیضہ ہا و لحم مذبوحات و شیر
۵۶ قی ہو یا پاخانہ یا پیشاب ہو
۵۷ کل نشے کی چیزیں اور مردار تمام
۵۸ جانور سب جتنے کہ ہیں مردار خوار
۵۹ سب شکاری جانور مردار ہیں
۶۰ بندر اور لنگور اور حشرات الارض
۶۱ ہے سور قطعی حرام ای خوش خصال

جملہ پھل اور میوہ جات اے نیکنام
اور نبیذیں اور نقیع میوہ جات
ہوں نہ مہلک اور نہ مسکر جو ذرہ
روغن و سرکہ نمک پاکیزہ مال
ہیں حلال و پاک و طیب ای بصیر
یا منی یا خون یا زرداب ہو
اور جو اشیا نجس ہیں سب حرام
پنجہ کش ہوں یا کہ ہوں وہ نشیدار
خچر اور ہاتھی گدھے بیکار ہیں
جن و انسان۔ ترک ان سب کا ہے فرض
گائے، بکری، اونٹ، چوپائے حلال

مگر وہ دودھی و چھاچھ و مٹھا وغیرہ کے منہ

سب پکھیرو سیدھی چونچوں کے حلال[۵۱] — ہیں مگر کوا حرام اے خوش خصال

اور پکھیرو ٹیڑھی چونچوں کے تمام[۵۲] — ایک طوطے کے سوا سب ہیں حرام

ہو نجاست کھانے پر جن کی گذر[۵۳] — یا ہوام اور رینگنے والے جانور

مکھی اور بھڑ اور بھمیری سب حرام[۵۴] — انمیں ٹڈی ہی حلال و خوش طعام

جتنے ہیں پانی کے اندر جانور[۵۵] — اُن میں ہے مچھلی حلال و معتبر

کھانے کو پس مچھلی ٹڈی کے سوا[۵۶] — ذبح اُنکا فرض ہے ذی روح کا

ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہیں[۵۷] — ساتھ ہی واللہ اکبر بھی پڑھیں

ہو مدد پر ذبح میں گر دوسرا — شرط ہے اُسکو بھی پڑھنا ذکر کا

چھوڑ دے قصداً جو کوئی تسمیہ[۵۸] — ہوگا پس مردار حیواں اے ثقہ

معتبر ہے ذبح از اہلِ کتاب[۵۹] — دوسروں کا ذبح مردار و خراب

قبلہ رخ کو ذبح کرنا خوب ہے[۶۰] — برخلاف اسکے بہت معیوب ہے

۵۱ سب پکھیرو۔ الخ - یہ پرند جانوروں میں کے حلت و حرمت کا کلیہ ہے کہ پرندوں میں جسقدر جانور کہ سیدھی چونچ کے ہوتے ہیں مثل مرغی وطاؤس و تیتر و کبوتر و فاختہ و مینا و لوا و بٹیر و جمیع اقسام کنجشک ہائے سے کے و قاز و کلنگ و مرغابی و بجا و بگلہ وغیرہم سے کے وہ سب حلال ہیں الا ایک کوا اس میں حرام ہے بسبب اس کے کہ وہ مردارخوار و نجاست خوار ہے۔ منہ ۵۲ اور پکھیرو۔ الخ - یعنی سب پرند جو کہ ٹیڑھی و نوکدار چونچ رکھتے ہیں مثل باز و جرہ و شکرہ وغیرہم کے وہ سب مردار ہیں کیونکہ اکثر ایسے جانور درندے و شکاری ہوتے ہیں مگر ان سب ٹیڑھی چونچ کے جانوروں میں ایک طوطا حلال ہے کہ وہ نہ درندہ ہے نہ مردارخوار ہے فقدبر۔ منہ ۱۲ ۵۳ ہو نجاست کھانے پر۔ الخ - یعنی یا وہ جانور کہ جو نجاست کھاتے ہوں خواہ وہ پرند ہوں مثل کوے وغیرہ کے خواہ وہ چرند ہوں مثل سؤر اور گلہری وغیرہ کے وہ بھی مردار و حرام ہیں واضح ہو کہ نجاست خوار جانور دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو کہ بالکل نجاست پر ہی گذران کرتے ہیں یا اکثر خوراک ان کی نجاست ہو وہ تو بالکل مردار ہیں اور ایک قسم وہ جو کہ نجاست کم کھاتے ہوں اور اتفاقیہ نجاست سامنے آجانے پر کھا لیتے ہوں جیسے کہ مرغی و بطخ وغیرہ وہ مردار نہیں ہیں لیکن کراہت ایک گونہ ان میں بھی ہے بسبب نجاست خوار ہونے کے لہذا مناسب ہے کہ ایسے جانور کو تین دن تک بند کرکے اور ان کو دانہ و چارہ وغیرہ دیکر چوتھے روز ذبح کیا جائے تو اس صورت میں کراہت ان میں باقی نہ رہے گی چمگادڑ جو کہ خلاف قواعد قدرت باوجود پرند ہونے کے انڈا نہیں دیتا بچہ جنتا ہے وہ بھی مردار ہے یا ہوام مثل چھپکلی کرکینٹا سانپ بچھو کانتر وغیرہ کے جو کہ پیٹ کے بل زمین پر چلتے ہیں یا رینگنے والے جانور مثل چیونٹی کان سلائی سونڈی۔ کیڑے مکوڑوں کے وہ سب ہی مردار ہیں اور یہ بھی ایک قسم حشرات الارض کی ہیں فقدبر منہ ۵۴ مکھی اور بھڑ اور بھمیری۔ الخ - یعنی مکھی ہر قسم کی خواہ شہد کی ہو خواہ دوسری ہو اور جملہ اقسام بھڑ کا جو گوشت کھاتے ہیں اور تمام قسم کی بھمیریاں اور مچھر یہ سب ہی حرام اور مردار ہیں الا ان سب چیزوں میں ایک ٹڈی جس کو ملخ کہتے ہیں وہ حلال و ماکول ہے۔ منہ ۵۵ جتنے ہیں الخ - یعنی جسقدر جانور کہ پانی میں بود و باش رکھتے ہیں مثل کچھوے ناکہ گھڑیال - کیچوہ مینڈک وغیرہم کے ان سب جانوروں میں فقط ایک مچھلی ہر قسم کی حلال و ماکول اور باقی سب غیر ماکول ہیں فقدبر منہ ۵۶ کھانے کو پس ٹڈی مچھلی کے سوا الخ - یعنی مسلمان آدمی کو خورش کے واسطے سوائے ٹڈی اور مچھلی کے باقی تمام جانوران ماکول کا ذبح کرنا فرض ہے کہ بغیر ذبح کے ان کا کھانا حرام ہے۔ کیا معنی کہ ٹڈی اور مچھلی بغیر ذبح کرنے کے کھائی جاتی ہیں کیونکہ ان میں بہتا ہوا خون نہیں ہے جس کے واسطے ذبح کرنے کی ضرورت ہو علاوہ ازیں بغیر ذبح ان کے حلال ہونے میں نص وارد ہے کہ فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ احلت لنا میتتان السمک والجراد یعنی حلال کردیے گئے قدرت سے ہمارے واسطے دو مردے ایک مچھلی [illegible] ایک ٹڈی [illegible] بقیہ نمبر ۵۶ کا نوٹ [illegible] کا ضمیمہ میں دیکھو

ذبح کا آلہ ہو تیز اے نیکبخت — کند ہونا اسکا ہی مکروہ سخت
ذبح ہی مکروہ اتنے زور سے — جس سے گردن کٹکے باہر جا پڑے
ذبح کی جا ہے گلا اے ذابحین — دوسری جا ذبح جائز ہی نہیں
ہر گلے میں چار ہوتی ہیں رگیں — کاٹنا چاروں کا سُنت ہی تمہیں
تین کٹجائیں بھی ہوگا حلال — اس سے کم میں ہوگا مردار و وبال
اختیاری ذبح میں یہ شرط ہے — اضطراری میں نہیں اے نیک پے
ہو معلّم باز یا کتا اگر — چھوڑے اسکو تسمیہ پڑھ کر مگر
کرکے زخمی مار ڈالے وہ شکار — ہوگیا وہ ذبح ذبح اضطرار
اسکا کھانا ہے درست اے باکمال — تیر پراں کا بھی مارا ہی حلال
جا کے تو زندہ اگر پائے اُسے — ذبح کرنا بھی ہی فرض اسکے لئے
ذبح بن پھر وہ نہیں ہوگا ذبیح — ذبح کرکے زندہ کرنا اے مسیح

سلہ ذبح کا آلہ۔ الخ۔ یعنی وہ ہتیار کہ جس سے جانور کو ذبح کرے خوب تیز ہونا چاہئے کہ ایک دفعہ میں پار کر دیوے اگر آلہ ذبح تیز نہ ہو کند ہو بہتر ہو کر یہ بہت مکروہ ہے کیا معنی کہ مکروہ تحریمہ ہے کہ ایسے آلہ سے علاوہ جو جانور کو اذیت و تکلیف پہنچتی ہے۔ منہ ۵۲ ذبح ہے مکروہ۔ الخ یعنی ایسا سخت ذبح کرنا کہ جس سے گردن کٹکر بالکل علیحدہ ہو جاوے یا آنکہ چھری وغیرہ حرام مغز تک پہنچ جاوے یہ بھی مکروہ ہے۔ منہ ۵۳ ذبح کی جا گلا۔ الخ۔ یعنی جانور مذبوح کے ذبح کرنے کا مقام گلا ہے گلے کے سوا دوسری جگہ ذبح کرنا جائز نہیں ہے اگر گلے کو چھوڑ کر کسی اور مقام پر ذبح کیا جائے گا تو ذبیحہ مردار ہو جائے گا۔ اور گلا سر اور گردن کے جوڑ اور گردن اور سینہ کے جوڑ کے درمیانی مقام کو کہتے ہیں لہذا ذابح کو واجب ہے کہ اس درمیان میں ہمیشہ ذبح کیا کرے۔ منہ ۱۲ ۵۴ ہر گلے میں چار الخ۔ یعنی ہر حیوان کے گلے میں چار رگیں ہوتی ہیں ان میں سے ایک رگ حلقوم ہے جس کو نرخرا بولتے ہیں اور جس میں ہو کر دم آتا جاتا ہے اور دوسری رگ مری ہے جس میں ہو کر دانہ پانی پیٹ میں پہنچتا ہے دو شہ رگیں ہوتی ہیں جن میں خون پھرتا رہتا ہے اور ذبح اختیاری کے وقت ان میں تین رگوں کا کاٹنا لازمی و ضروری ہے اور چاروں کا کاٹنا سُنت ہے۔ منہ ۵۵ تین کٹ جانے میں بھی۔ الخ۔ یعنی منجملہ چار رگوں کے اگر تین رگیں بھی ذبح میں کٹ جائیں گی۔ تو جانور ذبح ہو جائے گا اور اس کا کھانا حلال ہوگا اور اگر تین رگوں سے کم کٹیں گی تو ذبیحہ مردار ہو جائے گا۔ منہ ۵۶ اختیاری ذبح میں۔ الخ۔ ذبح اختیاری اس کو کہتے ہیں کہ جانور کو اپنے قبضہ میں لاکر بطریق معمول ذبح کرے پس جبکہ جانور کو باختیار خود ذبح کرے اس وقت اس طرح پر ذبح کرنا کہ جس میں کم از کم تین رگیں اس کے گلے کی کٹجائیں۔ شرط ہے مگر اضطراری ذبح میں جبکہ جانور پر قبضہ نہ پہنچے اس وقت یہ حکم نہیں ہے اس کے واسطے دوسرا حکم ہے اور وہ بالتفصیل آگے بیان ہوتا ہے۔ منہ ۵۷ ہو معلّم باز یا کتا۔ الخ۔ یہ بیان ذبح اضطراری کا ہے۔ اور ذبح اضطراری اس کو کہتے ہیں کہ جب جانور وحشی ہو اور اس پر قبضہ نہ ہو تو اس پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر کسی تیز جراح چیز سے حربہ کیا جائے اور وہ جانور اس حربہ سے مر جائے یا کسی تعلیم یافتہ شکاری جانور کو تکبیر کہہ کر چھوڑا جائے اور وہ درندہ اس کو زخمی کرکے مار ڈالے تو وہ زخم اس شکار کے کہیں کیوں نہ لگے وہ ذبیحہ قرار پائے گا۔ اس کا نام ذبح اضطراری ہے۔ پس مقصود یہ ہے کہ اگر باز یا کتا جو تعلیم یافتہ ہو ان دونوں میں سے کسی کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا جائے اور وہ شکار کو زخمی کرکے مار ڈالے تو وہ شکار ذبح ہو جائیگا۔ بطریق ذبح اضطرار کے جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا کیونکہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما علمت من کلب او باز ثم ارسلته وذکرت اسم اللہ فکل مما امسک علیک۔ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھوڑے تو اسے کتے یا باز تعلیم یافتہ کو شکار پر بسم اللہ و اللہ اکبر پڑھ کر، پس کھا تو اس شکار کو جس کو کہ اس نے تیرے واسطے پکڑ رکھا ہے (بقیہ نوٹ نمبر ۵۷ کا دنمبر ۱۰۰ و ۱۰۱ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

[۵۱] جس جگہ پکڑا ہو۔ الخ یعنی کتّے معلم نے شکار کو جس جگہ اُس کے بدن میں سے پکڑ کر مارا ہو بس اُس جگہ سے تھوڑا سا گوشت کاٹ کر پھینکدے یا اُسی کتّے کو کھلا دیوے باقی سب آپ کھالے کیونکہ کتّہ کا لعاب نجس ناپاک ہے پس شکار میں جہاں جہاں اُس کا لعاب لگا ہو وہاں سے کاٹ کر پھینکدے منہ [۵۲] ہے معلم۔ الخ یعنی باز اور شکرہ وغیرہ تعلیم یافتہ جب ہوتا ہے کہ اگر اُس کو سیر کر کے اڑا دیں اور بلاوے تو اُس کے بلانے سے وہ چلا آئے اور کتّا تعلیم یافتہ جب ہوتا ہے کہ شکار زندہ اُس میں سے چیر پھاڑ کر کے نہ کھانے لگے کیا معنی کہ اگرچہ شکار کو پکڑ کر اُس کو مار ڈالے ولیکن اُس میں سے خود بخود کھانے نہ لگے ہیں اور اگر کتّا شکار کو مار کر اُس میں سے خود بخود کھانے لگے تو تعلیم یافتہ نہ رہے گا اور اُس کا مارا ہوا شکار مردار ہوجائے گا کتّے کی عادت یہ ہے کہ اگر اُس کو تعلیم دیجاوے تو وہ شکار کو پکڑ کر لے آتا ہے اور اگر شکار بڑا اور وزنی ہو تو اُس کو پکڑ کر روک رکھتا ہے ولیکن کھاتا نہیں ہے اور جب تعلیم یافتہ نہیں ہوتا اکثر شکار کو چیر پھاڑ کر کھانا شروع کر دیتا ہے اور باز وبہری وجرہ وشکرہ وغیرہ تعلیم یافتہ تب ہوتا ہے کہ وہ آدمی سے خوگر ہوجائے اور بلانے سے آنے لگے ان میں شکار کو مار کر کھانے نہ کھانے کی شرط نہیں ہے کیونکہ شکار کو مار کر ان درندوں کا نہ کھانا غیر ممکن ہے منہ [۵۳] جو کوئی آلہ کہ ایسا تیز ہو۔ الخ۔ اب یہاں سے شکار کے مارنے کا کلیہ بتایا جاتا ہے کہ جو ہتیار ایسا تیز و دھار دار ہو کہ جو شکار میں لگ کر اُس کے بدن کو چیرے اور پھاڑے اور خون اُس شکار میں سے تھوڑا سا نکال کر بہادے۔ منہ [۵۴] تسمیہ پڑھ کر الخ۔ یعنی اگر ایسے ہتیار سے بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر کہہ کر حربہ کرے اور شکار اُس حربہ کی ضرب سے فوراً مرجائے کیا معنی اس شکاری کے شکار تک پہنچے سے پہلے وہ جانور مرجائے تو وہ مرا ہوا جانور یقینی ذبیحہ و حلال ہوگا اور اس میں جائے گفتگو ہرگز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص ایسے مرے ہوئے جانور کو ذبیحہ و حلال نہ سمجھے گا تو وہ مرتد ہوجائے گا اور دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا کیونکہ اس بارے میں نص قطعی وارد ہے پس ایسے شخص کو حلال نہ سمجھنا یا شک کرنا نص صریح کی مخالفت کرنا ہے جو کہ یقینی کفر ہے۔ منہ ۱۲

| | |
|---|---|
| جس[۵۱] جگہ پکڑا ہو کتّے نے اُسے | اُس جگہ سے کاٹ کر کچھ پھینکدے |
| ہی[۵۲] معلم باز۔ جب آنے سے لگے | اور ہی کتا جب نہ کھائے اُسمیں سے |
| جو[۵۳] کوئی آلہ کہ ایسا تیز ہو | چیرے پھاڑے اور بہاتا خون کو |
| تسمیہ[۵۴] پڑھ کر اگر حربہ کرے | اور شکار اُسکی جراحت سے مرے |
| بالیقیں وہ ہو ذبیحہ اور حلال | کچھ نہیں ہے اُسمیں جا قیل و قال |
| فی[۵۵] زمانہ مردمانِ ہر دیار | کرتے ہیں بندوق سے اکثر شکار |
| اُسکے بارہ میں بہت ہی اختلاف | کچھ نہیں ہے اُسکا فتوی صاف صاف |
| کہتے[۵۶] ہیں ناجائز اکثر عالمین | بعض جائز اُسکو کرتے ہیں یقین |
| مولوی[۵۷] بلہورے خرم علی | شاہ اہل اللہ صاحب دہلوی |
| دونوں[۵۸] نے لکھا ہی ناجائز است | اپنے اپنے ترجمہ میں فقہ کے |
| اور میرے[۵۹] اُستاد مولانا حسن | عالم و فاضل فقیہہ سہسون |

[۵۵] فی زمانہ مردمانِ ہر دیار۔ الخ۔ یعنی اس زمانہ میں ہر ملک و دیار و جملہ ولایتوں میں لوگ بندوق سے اکثر شکار کھیلا کرتے ہیں لیکن اس بندوق کے بارہ میں علمار کا اختلاف بہت زیادہ ہے اور اُس کے شکار کے جواز و عدم جواز میں اب تک کوئی اجماع علمائے اُمّت کا ایسا نہیں ہوا جس سے اُس شکار کے جائز یا ناجائز ہونے کا صاف صاف فتوی شائع ہو اور اُس کے حلت یا حرمت کی دلیل قطعی قائم ہو کر ایک امر حق قرار پاجاتا تاکہ باسانی لوگ اُس پر عمل کریں اور تردد باقی نہ رہے منہ [۵۶] کہتے ہیں ناجائز اکثر۔ الخ۔ یعنی بندوق کے مارے ہوئے شکار پر جو اختلاف کثیر ہے وہ یہی ہے کہ اکثر علمار متبحر تو اُس کو ناجائز و مردار قرار دیتے ہیں اور بعض علمار اُسکو جائز و حلال فرماتے ہیں کیا معنی کہ اگر بسم اللہ واللہ اکبر کہکے بندوق چلائی جائے اور اُس سے شکار مرجائے تو بعض علمار کے نزدیک وہ شکار مثل تیر و تلوار کے مارے ہوئے شکار کے حلال ہے اور اکثر کے نزدیک مثل پتھر اور لاٹھی وغیرہ کے مارے ہوئے شکار کے موقوذہ ہے یعنی مردار ہے۔ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

حافظ و قاری قرآن مجید — در فرائض نیز بے مثل و عدید
وہ بھی فرماتے کہ ناجائز یہ ہے — رحمۃ اللہ علیہ پے بہ پے
مولوی و مفتی لطف اللہ[51] — قاضی شہر علیگڈھ دین پناہ
فاضل و نامی و یکتائے زمن — مفتی آں حیدرآباد دکن
اوستادان جہاں را اوستاد — اہل دیں راہست بروے اعتماد
وہ بھی فرماتے ہیں ناجائز اسے — شامی و قاضی کے استدلال سے
مولوی احمد رضا خان فقیہ[52] — نیست مثلش دیگرے لاریب فیہ
پایۂ اش در فقہ باشد بس بلند — پرتو بو یوسف است آں ارجمند
پیشوا و مقتدائے اہل دین — وارث علم پیمبر در زمین
واقف اسرار قرآن و حدیث — قامع بدعات و شر ہر خبیث
آں محی سنت خیر الانام — اہل سنت و الجماعت را امام

[51] مولوی و مفتی لطف اللہ - الخ - یعنی مولینا مولوی لطف اللہ صاحب مدظلہٗ علیگڈھی جو علیگڈھ خاص کے قاضی ہیں اور حیدرآباد میں ایک عرصہ تک مفتی رہے ہیں اور وہ بہت بڑے فقیہ کامل و فاضل جید ہیں اور جن کی مثل اس میدان دوآب میں دوسرا کوئی ایسا ہمہ داں نہیں ہے اور جو اُستاد الاساتذہ کے نام سے مشہور ہیں اور جن کے صدہا شاگرد مثل مولوی محمد علی صاحب کانپوری و مولوی عبدالغنی صاحب مؤ قائم گنج کے بڑے بڑے فاضل موجود ہیں۔ وہ بھی اس شکار کو ناجائز فرماتے ہیں اور اس کے عدم جواز میں قاضی خاں کی یہ عبارت تحریر فرمائی ہے - ولایحل صید البندقۃ والمعراض والعصا وما اشبہ ذالک وان جرح ذالک انتہے - قاضی خاں - اور شامی کی عبارت ردالمحتار سے یہ تحریر کی ہے - ولا یخفی ان الجرح بالرصاص انما ہو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہٗ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم - انتہی ان کے جوابات بھی آگے مذکور ہوں گے منہ ۱۲

[52] مولوی احمد رضا خان فقیہ - الخ مولینا مولوی مفتی احمد رضا خان صاحب مدظلہٗ فاضل بریلوی جو بہت بڑے فقیہ و محدث و جامع جمیع علوم و یکتائے روزگار ہیں اور عصر میں جن کا ثانی نہیں ہے اور جو فی زماننا مجتہد مقید کا درجہ رکھتے ہیں اور فی الحقیقت اہل سنت وجماعت کی کشتی کے ناخدا ہیں اور جو دجالان کذابین زمانہ کے لئے بمنزلہ مسیح کے ہیں وہ بھی اس شکار کی ممانعت فرماتے ہیں اور اس بارہ میں وہ دیگر اساتذۂ متاخرین کے پیرو ہیں وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ بندوق میں توڑ ہے کاٹ نہیں ہے لہٰذا اس کا شکار درست وجائز نہیں ہے - انتہی قولہٗ - اس کی تحقیق بھی آگے چلکر ہوگی کہ آیا بندوق میں کاٹ ہے یا نہیں جن فقہاء گذشتہ و حال کے نزدیک یہ شکار ناجائز و مردار ہے وہ مذکور ہوچکے اب وہ فقہا ذکر کئے جاتے ہیں جو اس کو جائز و حلال بتاتے ہیں - منہ

فاضل کامل بریلی مسکنش ... نیست جائز این شکار از گفتنش
لیک[51] پیرو مرشد ہر شیخ و شاب ... شاہ عبدالقادر عالی جناب
نقش پائے نقشبندان سلف ... ہیں باعزّ و جد خلف ابن خلف
یعنی صاحبزادۂ عالی حضور ... خواجۂ دنیا و دین عبدالغفور
وہ فقیہ[52] و عالم و فاضل بھی ہیں ... اور طبیب حاذق و کامل بھی ہیں
ہیں محدث[53] بھی بڑے با اقتدار ... کہتے ہیں بندوق کا جائز شکار
یعنی پڑھ کر تسمیہ کو ایک بار ... جو کوئی بندوق سے مارے شکار
اس سے مر جائے اگر وہ جانور ... ہو گیا پس وہ حلال و معتبر
اور اگر وہ جانور زندہ ملے ... شرط ہی جب ذبح بھی کرنا اسے
ذبح[54] بن پھر وہ نہیں ہوگا حلال ... ہے یہ دستور شریعت لازوال
شیخ[55] عبداللہ ذی علم و فخیم ... مفتی بھوپال در عہد قدیم

[51] لیک پیرو مرشد۔ الخ جو فتوا کہ گولی کے شکار کو جائز فرماتے ہیں اُن میں ایک پیر مرشد مولینا شاہ عبدالقادر خاں صاحب مدظلہٗ ساکن شہر شاہجہانپور ہیں اور جو مولینا وہ شاہ حضرت خواجہ عبدالغفور صاحب نقشبندی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ خلف الصدق ہیں اور خواجہ صاحب مرحوم و مغفور خلیفہ و سجادہ نشین اپنے نانا مولینا حضرت عبدالرحمٰن صاحب مرحوم شاہجہانپوری کے تھے اور وہ حضرت مولینا شاہ غلام علی صاحب مرحوم دہلی کے خلیفہ تھے جو آفتاب عالمتاب کی طرح شہرۂ آفاق ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ واضح ہو کہ خواجہ عبدالغفور صاحب نقشبندی رضی اللہ عنہم نہایت درجہ پابند شریعت، متبع سنت و صاحب نسبت بزرگ تھے اور جن کی صد ہا کرامتیں و خرق عادات ان آنکھوں سے دیکھی گئی ہیں یہ مؤلف ناچیز بھی انہیں کے دست مبارک پر بوسہ زن ہو کر حلقہ مریدوں میں شامل ہوا ہے حالانکہ خواجہ صاحب مرحوم و مغفور مجھ سے ہمیشہ یہی فرماتے تھے کہ تم تو ہمارے بڑے درطریقت ہو وہ تم مرید بڑے حضرت مولینا شاہ عبدالرحمٰن صاحب قدس اللہ سرہٗ کے ہو اور وہ اس معنی کر کہ جب میری والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ بڑی حضرت شاہ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور سے اول بیعت ہوئی ہیں تو اس وقت میں شکم مادر میں موجود تھا اور چونکہ جنین اپنی ماں کے تابع شریعت میں قرار دیا گیا ہے لہٰذا خواجہ صاحب مرحوم باصرار یہ فرماتے تھے کہ تم درحقیقت باتباع اپنی والدہ کے بڑے حضرت سے بیعت ہو چکے ہو اور ہم سے صرف تجدید بیعت تم نے کی ہے جب اس بارہ میں مجھکو کچھ شک ہوا کہ میں تو درحقیقت ان حضرت سے مرید ہوا ہوں پھر یہ حضرت کیسے فرماتے ہیں کہ تم بڑے حضرت سے بیعت ہو چکے ہو اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ماں کے مرید ہونے کے وقت اس کے پیٹ کا بچہ بھی بیعت میں داخل ہو جائے جبکہ وہ ایک مضغۂ گوشت سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور جنین جو شریعت میں اپنی ماں کے تابع رکھا گیا ہے وہ ماں کے اسلام قبول کرنے میں ہے نہ کہ بیعت میں جب یہ خدشہ گذرا تو واللہ باللہ ثم باللہ وکفی باللہ شہیدا کہ میں نے ایک روز شب کو خواب میں دیکھا کہ میں اپنے پلنگ پر بیٹھا ہوا ہوں اور میرے کمرے کے برآمدے میں سے خواجہ عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ اور ایک بزرگ اُن کے ساتھ آگے آگے آئے اور میری چارپائی کے سامنے مونڈوں پر بیٹھ گئے میں اپنے حضرت کو دیکھ کر تعظیم بجا لایا مجھ سے متبسم ہو کر فرمانے لگے کہ تمہارے پاس بڑے حضرت یعنی مولینا شاہ عبدالرحمٰن صاحب شاہجہانپوری تشریف لائے ہیں میں بہت خوش ہوا پھر خواجہ صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ اس کو توجہ دیدیں چنانچہ حضرت ممدوح نے مجھ کو توجہ دی اور اس کا اثر اس وقت جو کچھ ہوا وہ زبان قلم سے نہیں نکل سکتا۔ بیدار ہونے کے بعد میں سمجھا کہ یہ وہ بات ہے کہ جو خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ تو بڑے حضرت کا مرید ہے۔ ۱۲ منہ

[52] وہ فقیہہ۔ الخ۔ یعنی مولینا مولوی عبدالقادر خاں صاحب مدظلہٗ بہت بڑے فقیہ کامل و فاضل اجل ہیں اور نیز طبیب حاذق ہیں کہ حکیم محمود خاں صاحب و حکیم عبدالمجید خاں صاحب دہلوی کے شاگرد رشید ہیں۔ ۱۲ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۳ و ۴ و ۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

**۵۱** وہ بھی فرماتے تھے۔ الخ یعنی مفتی صاحب مرحوم بھی بندوق کے مارے ہوئے شکار کو جائز و ماکول بتاتے تھے اور یہ روایت مولوی علاؤالدین صاحب ساکن جلال آباد ضلع مظفر نگر نے مجھ سے بیان فرمائی ہے کہ مفتی صاحب مرحوم نے چند مرتبہ مولوی صاحب موصوف سے اس کے جائز و ماکول ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور یہ کہ مفتی صاحب مرحوم نہایت شدومد سے اس کے جواز کے قائل تھے۔ اور مولوی علاؤالدین صاحب نہایت ثقہ و مقدس و دیندار و پرہیزگار بزرگ ہیں اور ولیعہد بہادر ریاست بھوپال کے استاد ہیں مدظلہ العالی۔ منہ

**۵۲** نیز قطب الدین خان دہلوی۔ الخ۔ یعنی مولوی نواب قطب الدین خاں صاحب مرحوم دہلوی اپنے مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کے کتاب الصید والذبائح میں عدی بن حاتم کی روایت کے فائدہ میں لکھتے ہیں کہ اگر بندقہ ہلکا اور تیز ہو تو وہ شکار کو حرام نہیں کرتا بسبب تحقیق موت کے ساتھ زخم کے واضح ہو کہ بندقہ لغت میں مٹی کے غلہ کو کہتے ہیں جو غلیل سے پھینکا جاتا ہے لیکن اب مجازاً بندوق کی گولی کو بھی کہنے لگے ہیں۔ پس نواب صاحب مرحوم نے یہاں بندقہ سے بندوق کی گولی مراد لی ہے نواب صاحب کی اس تقریر سے ثابت ہے کہ ان کے نزدیک اگر چھوٹی گولی نوکدار سے شکار مارا جائے تو وہ حلال ہے بسبب اس کے کہ اس میں جرح و طعن ہوتا ہے واضح ہو کہ بعض فقہا کے نزدیک خرد و لانبی گولی نوکدار سے اور نیز چھرہ و کراب سے مارا ہوا شکار حلال ہے بسبب اس کے کہ ان کے نزدیک چھوٹی و نوکدار گولی کا چھرہ کا مارا ہوا شکار جرح و طعن سے مرتا ہے اور مدور و کلاں گولی سے مارا ہوا شکار حلال نہیں ہے اندفاع عنیف سے مرتا ہے جرح و طعن سے نہیں مرتا چنانچہ یہی مذہب مولینا نواب قطب الدین خاں صاحب مرحوم کا بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اسی حدیث کے فائدہ میں بندقہ ثقیلہ یعنی بڑی مدور گولی کے شکار کو حرام اور چھوٹی اور نوکدار گولی کے مارے ہوئے شکار کو حلال لکھا ہے اور یہ بات نواب صاحب اور ان کے ہمخیال فقہا کی غلطی ہے گولی خواہ بڑی ہو خواہ چھوٹی ہو نوکدار ہو خواہ مدور ہر ایک یکساں کام کرتی ہے ۱۲ منہ

| | |
|---|---|
| عالم جید فقیہہ معتمد | در حدیث و فقہ بود مستند |
| وہ[۵۱] بھی فرماتے تھے بس بار بار اسے | یہ روایت ہے علاء الدین سے |
| نیز[۵۲] قطب الدین خان دہلوی | وہ بھی لکھتے ہیں مظاہر میں یہی |
| بندقہ ہو جبکہ ہلکا اور تیز | زانکہ ہو جراح و خونریز الغزیز |
| پس نہیں مارا ہوا اسکا حرام | زخم سے ثابت ہے موت اسکی مدام |
| عالمان[۵۳] مصر نے بھی جابجا | اس کا فتویٰ دیدیا ہے برملا |

-----(٭)-----

| | |
|---|---|
| صید[۵۴] گولی کا جو کہتے ہیں حلال | انکا مانعین سے ہے یہی سوال |
| جبکہ شرط[۵۵] ذبح قائم ہے سدا | زخم کرنا اور بہانا خون کا |
| اور[۵۶] ہیں یہ بندوق میں ثابت تمام | پھر ہی کیوں اس ضرب کا مارا حرام |
| کیا[۵۷] یہی انصاف ہے اے صاحبو | غور اپنے دل میں تم کچھ تو کرو |

**۵۳** عالمان مصر نے بھی جابجا الخ۔ یعنی علماء مصر نے بھی بندوق کے شکار کے جواز کا فتویٰ شائع کر دیا ہے اور وہ ایک رسالہ کی صورت میں ہے اور شاہ صاحب ممدوح کے پاس موجود ہے پس مطلب ان کا یہ ہے کہ جبکہ ایک ملک کے علماء نے اس کے جواز پر اتفاق کر لیا ہے تو پھر اب یہاں کے علماء کو اس کے ساتھ متفق نہ ہونے کی کیا وجہ ہے علماء مصر کا اس کے جواز پر اجماع کرنا ان کے نزدیک حلت بندقہ کے واسطے کافی دلیل ہے ۱۲ منہ

**۵۴** صید۔ الخ۔ یہاں تک جو مذکور ہوا وہ ہر دو قسم کے علماء کا اختلاف تھا کیا معنی کہ جن کے نزدیک بندوق کا شکار ناجائز ہے وہ لکھ دیے گئے اور جن کے نزدیک جائز ہے وہ بتا دیے گئے اب مؤلف علماء مجوزین کے دلائل و براہین پیش کر کے بغرض دفع اعتراض مانعین ایک الزامی سوال کو علماء مجوزین کی طرف سے پیش کر کے اس کے جواب کا مطالبہ اُن سے کرتا ہے اور مجوزین کے دعوی کو ثابت کرتا ہے منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ و ۵۶ وغیرہ

٥١ رائے اس میں - الخ - یعنی بندوق کے شکار کے عدم جواز میں اب سب فقہا کی رائے جو کہ منع فرماتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے اور یہ خطائے اجتہادی ہے جیسا کہ ہم نے عقلاً و نقلاً ثابت کر دکھایا ہے اور جن باتوں میں کہ کتاب ، سنت و اجماع امت و قیاس مجتہد مطلق سے ثبوت نہیں ہوتا تو اس میں فقہائے مابعد کی رائے کا صائب نہ ہونا یا کسی نئی بات کے اجتہاد میں علما کا بچ جانا کچھ مضائقہ نہیں - کہتا اور ایسی حالت میں اختلاف کا ہونا لازمی ہے جو کہ باعث رحمت ہے - منہ ٥٢ غلہ سے پتھر سے لاٹھی سے - الخ - یعنی علاوہ پتھر اور لاٹھی وغیرہ سے مارا ہوا جائز نہیں ہے کیا معنی کہ غلہ جو کہ مٹی سے بنا کر غلیل سے پھینکتے ہیں یا پتھر وغیرہ سے کھینچ مارے سے یا لاٹھی اور گرز وغیرہ کے دھر ٹیکنے سے جانور ذبح نہیں ہوتا اگرچہ یہ چیزیں کاٹ ہے زخم بھی کر دیں کیونکہ ان چیزوں کے صدمہ دبا و اور اندفاع عنیف سے شکار مرتا ہے نہ کہ جراحت و خوں ریزی سے اور اگر اتفاقیہ ان میں جراحت ہو بھی جائے تو وہ ساقط الاعتبار ہے کیونکہ اکثر فعل ان کا یہ نہیں ہے جیسا کہ اس سے پہلے حاشیہ پر ہم نے بخوبی جتا دیا ہے اور ایسے ہی مرے ہوئے شکار کو وقیذ و موقوذ کہتے ہیں - منہ ٥٣ بوجہ سے جس کے - الخ یہ کلیہ شکار کے مردار ہونے کا بتایا جاتا ہے جیسا کہ شروع میں شکار کے حلال ہونے کا کلیہ بتایا گیا تھا - یعنی جو چیز کہ ایسی ہو کہ جس کے صدمہ سے شکار دب کر مر جائے اور محض اندفاع عنیف سے اس شکار کی ہلاکت واقع ہو اور زخم خونریزی اس میں نہ ہوتی ہو اس کا مارا ہوا شکار ہرگز اور کبھی جائز نہیں ہے اگرچہ بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر اس سے مارا جائے کیونکہ یہ شکار وقیذ و موقوذ ہے - منہ ٥٤ لیک یہ بندوق کی حالت نہیں - الخ - یعنی یہ حالت جو کہ غلیل اور پتھر اور لاٹھی وغیرہ کے مارے ہوئے شکار کی ہے یہ بندوق کی نہیں ہے کہ اس کا مارا ہوا شکار وقیذ و موقوذ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بالیقین آلۂ جارحہ ہے جس کو ہم نے ثابت کر دیا اور جس کا کہ جراحت و خوں ریزی لازمی و دائمی کام ہے فتنبہ - ٥٥ اس کے رد میں - الخ یعنی یہ جو دلائل مجوزین صید البندوق کے بیان کئے گئے ان کے درجواب مانعین شکار مذکور یہ کہتے ہیں کہ یہ دلائل جواز و حلت شکار بندوق میں کچھ

| | |
|---|---|
| یہ کہ کتے کا تو پکڑا ہو ذبیح | اور نہ ہو بندوق کا مارا صحیح |
| رائے[٥١] اسمیں آپکی صائب نہیں | ہی خطائے اجتہادی بالیقیں |
| غلہ[٥٢] سے ، پتھر سے ، لاٹھی سے ولے | ہی نہیں جائز سمجھ موقوذ اسے |
| بوجہ[٥٣] سے جسکے مرے دبکر شکار | وہ کبھی جائز نہیں اے دیں شعار |
| لیک[٥٤] یہ بندوق کی حالت نہیں | ہے وہ آلہ جارحہ کر نا یقیں |

— — — — —*— — — — —

| | |
|---|---|
| اسکے[٥٥] رد میں کہتے ہیں یوں مانعین | کچھ نہیں ہیں یہ دلائل بہتریں |
| زخم خونریزی نری کافی نہیں | امر رالدم کے تو یہ معنی نہیں |
| ذبح میں ہی شرط حدت کی مدام | جو کہ کاٹے دھار کی تیزی سے چام |
| آپ کی گولی میں یہ حدت کہاں | توڑتی ہے وہ تو اک قوت سے ہاں |
| توڑ[٥٦] میں اور کاٹ میں ہی فرق تام | ایک نہ سمجھے جو سمجھ ہے اسکی خام |

نہ جو نہ سمجھے فقہ سے کیا اس کو کام

قوی و مضبوط نہیں ہیں اور نہ کسی فقیہ کے ذہن نشین و پسند ہو سکتے ہیں کیونکہ حلت وذکاۃ جانور ماکول کے واسطے محض اس کے زخم کر دینا اور خون بدن میں سے بہا دینا کافی نہیں ہے کہ اس طرح تو گو پھن کے پتھر سے بھی زخم ہوتا ہے خون بہتا ہے مگر پتھر کا مارا ہوا شکار بالاجماع حرام ہے کہ اس کا زخم و انہار دم بوجہ اندفاع عنیف ہے پس مجرد زخم و انہار دم بوجہ اندفاع عنیف کی نفی حکم شرعی سے محض ناواقفی ہے - ذبح کے لئے صرف زخم و انہار کافی نہیں بلکہ دھار دار آلہ کی تخصیص ہے - جیسا سرخسی اور بدائع اور کافی شرح وافی اور اجناس اور غایۃ البیان امام اتقانی اور در مختار طحاوی اور ینابیع اور جوہرہ نیرہ اور قتاوہ عالمگیری وغیرہا سے اس کی تحقیق آشکار ہے امام اتقانی شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں قال فی الاجناس یعتبر فی حصول الذکاۃ ادبع الی ان قال الثالث صفتہ الآلہ ماده تکون ما یقطع لها حدة - جوہرہ نیرہ میں ینابیع سے ہے ان الآلۃ یجب ان تکون لها حدة اکمل امام نسفی نے کافی میں فرمایا - (بقیہ نوٹ نمبر ٥٥ کا دنمبر ٦ ضمیمہ میں دیکھیں)

دہار[۵۱] ہونا کاٹنے میں شرط ہے ۔ بس اُسی سے ہے زکوٰۃ اے نیک پے

ہیں یہی اقوال فقہ حنفیہ ۔ دیکھ طحطاوی و عالمگیریہ

حلت[۵۲] و حرمت کے جو یہ قول ہیں ۔ اُن سے ہو کر اک طرف کہتا ہوں میں

صید یہ جائز ہو یا جائز نہ ہو ۔ ہے مگر انصاف شرط اے مومنو

شک ہو جسکی حلت و حرمت میں جب ۔ پس وہاں یہ حکم ہے اے حق طلب

ترک کرنا اسکا اولیٰ ہے مدام ۔ ہے یہی حکم شریعت لاکلام

ہو گئی ہے[۵۳] پس کہ جب یہ بات صاف ۔ اکثر اہل علم ہیں اُسکے خلاف

پس ہے اُسکا ترک کرنا لازمی ۔ بن سکے ذبح اُسکو مت کھانا کبھی

ایسے[۵۴] ہی جو صید پانی میں گرے ۔ اور وہ اُسمیں غرق ہو کر جان دے

وہ بھی ناجائز ہے بالکل بے ثقہ ۔ کیونکہ ہے مرگ اُسکی بیشک مشتبہ

جبکہ کھانا ہو حلال و معتبر ۔ ہو سکے بسم اللہ اُس کے پیشتر

---

[۵۱] دہار ہونا۔ الخ۔ یعنی یہ امر کتب معتمدۂ الائمۂ فقہ سے ثابت ہی ہو چکا ہے کہ زکوٰۃ شرعی کے لئے آلہ کا دہاردار ہونا ضرور مشروط ہے اور اُسی سے جانور ماکول کی زکوٰۃ واقع ہوتی ہے اور گولی۔ گراب۔ پتھر سے میں یقیناً دہار نہیں۔ پس مسئلہ ختم ہوا کہ بفضلہ تعالیٰ کتب معتمدہ سے جزئیہ نکل آیا۔ و للہ الحمد۔ کذا قال مولانا مولوی مفتی حاجی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی مدظلہ العالی۔ منہ ۱۲

[۵۲] حلت و حرمت۔ الخ اب مؤلف کہتا ہے کہ صید البندوق کی حلت و حرمت میں یہ جو اقوال علماء سابق و حال کے معہ دلائل و براہین نقل کئے گئے ان میں سے میں کسی کی تقویت یا تضعیف کرنے سے ایک طرف اور علیحدہ ہو کر بطریق قول فیصل اسقدر عرض کرتا ہوں کہ یہ شکار کسی قاعدہ کلیہ کی رو سے جائز ہو خواہ ناجائز ہو مگر انصاف شرط ہے کہ جب کسی چیز کی حلت و حرمت میں شک و شبہ واقع ہو تو اگرچہ اصل اشیاء میں اباحت ہے ولیکن شرع شریف کا حکم ایسی جگہ یہی ہے کہ اُس کا ترک کرنا ہر حال میں اولیٰ و افضل ہے اور بعض کے نزدیک واجب۔ ۱۲۔ منہ

[۵۳] ہو گئی ہے پس کہ جب یہ بات۔ الخ۔ یعنی جبکہ یہ بات ہماری تحقیقات و استفسار علماء سے بخوبی واضح ہو چکی ہے کہ اکثر اہل علم زمانہ سابق و حال مثل علامہ شامی و شاہ اہل اللہ صاحب دہلوی و استاد سہسوانی و فاضل بریلوی و مفتی حیدرآبادی وغیرہم اُس کے خلاف ہیں تو اس میں ضرور بالضرور ایک شک و شبہ پڑ گیا تا وقتیکہ پھر کبھی تمام علماء کا اجماع اس پر نہ ہو جائے پس ایسی حالت میں اُس شکار کا ترک کرنا اور نہ کھانا بہر حال اولےٰ و انسب ہے بلکہ واجب ہے اور اُس کی دوسری چیز مثلاً کھال اور خون اور سینگ وغیرہ سے منتفع ہونا بہتر و خوشتر ہے واللہ اعلم بالصواب۔ منہ

[۵۴] ایسے ہی الخ۔ یعنی شکار آلہ جارحہ سے زخمی ہو کر پانی میں جا پڑے اور اُس میں غوطے کھا کر مر جائے تو وہ بھی مردار و غیر ماکول ہے کیونکہ اُس کی موت میں یہ قوی شبہ ہے کہ آیا وہ زخم کے اثر سے مرا ہے یا پانی میں ڈوب جانے سے مرا ہے اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ زخم کے اثر سے مرا ہے پانی میں ڈوب کر نہیں مرا تو وہ پھر مردار نہ ہو گا فتنبہ۔ منہ

۵۱ یعنی نجس و حرام طعام پر بسم اللہ کہہ کر اس کو کھانا کفر و ضلالت ہے اور حلال و طیب کھانے پر اس کو پڑھ کے کھانا باعث رحمت و خیر و برکت ہے منہ
۵۲ قرض ہیں دو ۔ الخ ۔ یعنی میت کا مال پہلے اس کے قرض عین میں ادا کرو ۔ قرض عین اس قرض کو کہتے ہیں جس میں کوئی شے مرہون و مستغرق ہو یعنی اس قرض کا تعلق کسی معین شے سے ہو ۔ پس سب سے پہلے ایسی شے سے وہ قرضہ ادا کیا جائے ۔ مثلاً ایک شخص نے ایک زمین خریدی اور اس کو بالعوض اس کی نذر قیمت کے رہن کر دیا اب اس خریدار کے مرجانے کے بعد سوائے اس زمین مرہونہ کے اور کوئی چیز نقد و جنس میں سے نہیں ہے ۔ تو ایسی صورت میں وہ زمین مرہونہ بیچکر یہ قرض عین ادا کیا جائے تجہیز و تکفین میں پہلے نہ خرچ کیا جائے کیا معنی کہ قرض عین ۔ تجہیز و تکفین پر مقدم ہے اور تجہیز و تکفین مطابق طریق سنت کے کیجائے اس میں اس سے زائد خرچ نہ کیا جائے ۔ ۱۲ ۔ منہ ۵۳ بعد اس کے ۔ الخ یعنی قرض عین ادا کرنے کے بعد تجہیز تکفین کی جائے اور تجہیز تکفین کے بعد دوسرا قرض جو کہ قرض عین سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ ادا کیا جائے کیا معنی کہ اب وہ قرض ادا کیا جائے کیا معنی کہ اب چیز رہن نہ ہو جس قرض میں کوئی چیز مرہون نہیں ہوتی اس کو ہم نے قرض دیگر کہا ایسے قرضہ پر تجہیز و تکفین کا صرف مقدم ہے ۱۲ ۔ منہ ۵۴ بعد ازاں موصیٰ لہٗ کو ۔ الخ یعنی بعد ادائے قرض دیگر جو کچھ مال میت بچے اس میں سے موصیٰ لہٗ کو تہائی مال متروکہ تک دیا جائے ۔ موصیٰ لہٗ اس کو کہتے ہیں جسکے واسطے میت وصیت کر جائے کہ بعد میرے اس قدر مال فلاں آدمی کو دیا جائے پس بموجب وصیت میت کے تہائی مال تک موصیٰ لہٗ کو دیا جائے اگر میت کسی کو تہائی مال سے زائد کی وصیت کریگا تو وہ زیادتی بے اجازت ورثہ پوری نہ کی جائے گی کیونکہ تہائی مال سے زیادہ وصیت بے اجازت ورثہ درست نہیں ہے اور تہائی تک درست ہے خواہ کہ انتہائے وصیت بے اجازت ہے اور یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ وصیت حق داران شرعی کے حق میں بے اجازت دیگر ورثہ ثلث یا اس سے کم میں بھی جائز نہیں غیروں کے واسطے جائز ہے پس جو کوئی میت اپنے کسی وارث کے حق میں وصیت کرے گا کہ اسی ایک کو سب مال دیدیا جائے یا آنکہ اس کے حصہ شرعی سے اس کو کچھ زیادہ دیا جائے تو یہ وصیت اسکی جاری نہ ہوگی اور اس موصیٰ لہٗ کو اسی قدر ملیگا جسقدر کہ اس کا حق فرائض میں ہوگا جبتک دیگر ورثہ اجازت نہ دیں فقط ۱۲ ۔ منہ ۵۵ دیکھے یہ ۔ الخ ۔ یعنی موصیٰ لہٗ جو کہ حقدار شرعی نہ ہو اس کو تہائی مال تک دیکر باقی ترکہ بقیہ وارثان میت کو آپس میں تقسیم کرنا حلال ہے کیا معنی کہ اگر ورثہ بلا وجہ شرعی وصیت کو باطل کر کے سب مال آپس میں بانٹ لیں تو یہ حلال نہیں ہاں قدر وصیت چھوڑ کر باقی تقسیم کرلیں تو روا ہے اگرچہ ابھی موصیٰ لہٗ نے مال نہ پایا ہو ۔ منہ ۵۶ پہلے ہیں ذی فرض الخ ۔ یعنی وارثان میت میں سے جن کو ترکہ میت کا پہنچتا ہے ان میں سے اول ذی فرض یعنی ذوی الفروض اور عصبات نسبی ہیں اور اگر وہ نہوں تو ان کے بعد عصبات سببی حقدار ہیں ۔ ذی فرض یا ذوی الفروض ان کو کہتے ہیں کہ جن کا فرض یعنی حصہ شرعی کتاب سنت سے معین و ثابت ہو (بقیہ نوٹ نمبر ۵۶ کا دنمبر ۵۷ و نمبر ۵۸ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

| | |
|---|---|
| بعد ہیں الحمد للہ کہہ مدام | اور جو کھانا ہو نجس تو ہے حرام |
| فاقہ کرنے سے جو ہو مضطر کمال | ہو گیا کھانا حرام اس کو حلال |

# کتاب الفرائض یعنی فرض حصوں کا بیان

| | |
|---|---|
| اب فرائض کا میں کرتا ہوں بیان | مال میت پیشتر اے وارثان |
| قرض ہیں دو جو کہ قرض عین ہو | بعدہٗ تجہیز اور تکفین کرو |
| بعد اسکے قرض دیگر دیجیو | بعد ازاں موصیٰ لہٗ کو ثلث دو |
| دیکھے یہ موصیٰ لہٗ کو ثلث مال | ما بقی ترکہ ہے وارث پر حلال |
| پہلے ہیں ذی فرض و عصبات نسب | بعد اُنکے پھر ہیں عصبات سبب |
| ہوں نہ عصبات سبب موجود اگر | ہونگے وارث اُنکے تب عصبات نہ |
| ہوں وہ بھی پھر اگر اے نیک نام | رد ہو اصحاب فرائض پر تمام |

٥١ پھر ہو وہ تقسیم ۔ الخ ۔ یعنی اگر اصحاب رد بھی نہ ہوں تو مال متروکہ ذوی الارحام کو حسب حصص شرعی دیا جائے اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو مولی الموالاۃ کو دیا جائے اور مولی الموالاۃ نیکی و بدی کے قبول کرنے والے کو کہتے ہیں صورت عقد موالاۃ یہ ہے کہ ایک شخص مجہول النسب دوسرے شخص سے یہ کہے کہ تو میرا مولی ہے جب میں مروں تب میری میراث تو لینا اور اگر مجھ سے کوئی جرم قابل تاوان دیت یا قتلہ سرزد ہو تو وہ تاوان تو ادا کرنا اور وہ شخص دیگر اس بات کو منظور کرلے تو یہ دوسرا شخص مولی الموالاۃ کہلاتا ہے نیکی و بدی قبول کرنے سے یہی مطلب ہے کہ اس نے میراث مجہول النسب لینے اور اس کے بدلے جرمانہ یا تاوان دینے کو قبول کرلیا ہے ۱۲ ۔ منہ ٥٢ پر نسب کا ۔ الخ ۔ یعنی جبکہ میت کا کوئی مولی الموالاۃ بھی نہ ہو تو اس صورت میں اس کا ترکہ اس کو دیا جائے جس مجہول النسب شخص کا میت نے کسی اپنے عزیز سے نسب کا اقرار کیا ہو اور اس اقرار سے تا وقت وفات منحرف نہوا ہو غیر پر اقرار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ میت نے اس کو اپنا بیٹا یا بیٹی نہ بتایا ہو بلکہ مثلاً اپنے باپ کا یا بھائی کا یا بھتیجے کا بیٹا یا بیٹی بتایا ہو اور اپنے قول پر تادم حیات قائم رہا ہو تو اس حالت میں وہ ترکہ اس مجہول النسب کو دیا جائے گا اور اگر میت نے کسی کو مرتے وقت اپنا بیٹا تسلیم کیا ہو یا جس کو میت نے اپنے کسی بھائی یا بھتیجے کا بیٹا یا بیٹی بتایا ہو اور اسکے اس بھائی یا بھتیجے نے بھی اپنی زندگی میں اس مجہول النسب کے بیٹا یا بیٹی ہونے کا اقرار کرلیا ہو تو اس صورت میں وہ شخص مجہول النسب نہ رہے گا اور اول ہی مرتبہ میں عصبہ نسبی قرار پاکر میراث پائیگا ۔ منہ ٥٣ بعد ازاں موصی لہٗ کو ۔ الخ ۔ یعنی جبکہ وہ مجہول النسب شخص بھی جس کے لئے میت نے اپنے کسی عزیز پر اقرار نسب کیا ہو موجود نہ ہو تو اس صورت میں مال متروکہ سے جتنی وصیت ثلث سے زیادہ کی ہو نافذ کردیجائیگی یہانتک کہ اگر کل مال کی وصیت کی تھی تو وہ تمام و کمال مال موصی لہٗ کو دیدیا جائے گا ۔ اور ایسی حالت میں وصیت ثلث سے زیادہ کی ہو اور ثلث کی قید نہ رہے گی اور جب وہ موصی لہٗ بھی نہ پایا جائے یا اس کی وصیت دیکر بھی کچھ بچے مثلاً نصف کی وصیت کی تھی نصف بچ رہا تو اس وقت وہ مال متروکہ کل یا باقی لاوارث قرار پاکر بیت المال حکومت اسلام میں بغرض مصارف مسلمین داخل کیا جائیگا اور بیت المال اس خزانہ شاہی کو کہتے ہیں جس میں رفاہ عام و ضروریات اسلام کے لئے روپیہ جمع رہے ۔ منہ ٥٤ مانعات ارث ۔ الخ ۔ یعنی وہ چیزیں جن سے وارث مورث کے ترکہ سے ممنوع و محروم ہوجاتا ہے ۔ سب پانچ ہیں ۔ اول ان میں قتل ہے کیا معنی کہ جو وارث اپنے کسی مورث کو عمداً بلا وجہ مار ڈالے گا تو اس مورث کے ترکہ سے محروم ہو جائیگا اور پھر اس میں سے اس کو کچھ نہ ملے گا ۔ منہ

پھر ہو وہ تقسیم ذوالارحام میں ٥١ — بعد ہم مولی الموالاۃ اس کو لیں
پہ نسب کا جس کے میت نے کیا ٥٢ — غیر پر اقرار یوں رشتہ بنا
بعد ازاں موصی لہٗ کو دیں کمال ٥٣ — جو ثلث سے ہو فزوں پھر بیت مال

## دوسری فصل موانع ارث کے بیان میں

مانعات ارث ہیں کل پانچ چیز ٥٤ — قتل ناحق اس میں اول کر تمیز
ہے دوم ممنوع بیچارہ غلام ٥٥ — اختلاف دین سوم ہے لاکلام ٥٦
ہے چہارم اختلاف ملک و دار ٥٧ — جہل ترتیب اجل پنجم شمار ٥٨

جو کہ ہے ممنوع وہ مانع نہیں ٥٩
لیک ہے محجوب حاجب بالیقیں

— — — — — * — — — — —

(بقیہ نمبر ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩ ضمیمہ میں دیکھیں)

# فرض حصّوں کا بیان

| | |
|---|---|
| فرض کُل چھ ہیں کلام اللہ میں | انکی دو قسمیں ہیں بس اس را ہیں |
| قسم اوّل میں ہیں شامل یکساں | حصّہ نصف و چارم آٹھواں |
| قسم ثانی میں ہیں داخل بے خطا | دو تہائی اک تہائی اور چھٹا |
| مالک ان کے مرد و زن بارہ ہیں سب | وہ بھی گن لے اسجگہ ای با ادب |

# ذوی الفروض کا بیان

| | |
|---|---|
| پہلے باپ اور وہ نہو تو اُسکا باپ | ایسے ہی اوپر تک اسکو سمجھیں آپ |
| ہی چھٹا اُنکا جو ہو اولاد نر | ما بقی بھی لڑکیاں ہوں اُسکے گر |

۵۱ فرض کل چھ ہیں کلام اللہ میں۔ الخ۔ یعنی قرآن مجید و فرقان حمید میں ذوی الفروض کے واسطے مالک ارض و السموات نے جو حصص و سہام فرض کئے ہیں وہ تعداد و شمار میں کل چھ عدد ہیں اور ان چھوں فرض کی دو قسم مقرر ہیں فرائض ہیں ۱۲ منہ ۵۲ قسم اوّل میں ہیں الخ یعنی دو قسموں مقررہ میں سے قسم اول میں آدھا اور چوتھائی اور آٹھواں حصّہ ہے۔ منہ ۵۳ قسم ثانی میں ہے الخ یعنی دوسری قسم میں دو تہائی اور ایک تہائی اور چھٹا حصّہ داخل ہیں۔ یہ دونوں قسم کے ملکر چھوں حصّے ہو گئے ۱۲ واضح ہو کہ ان چھوں فرضوں کی جو دو قسمیں مقرر کی گئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم اول کے جو فرض ہیں وہ تینوں ایک شان کے ہیں مثلاً آدھی کا نصف چوتھائی ہوتا ہے اور چوتھائی کا نصف آٹھواں ہوتا ہے اور اگر اس کو بالعکس کیا جائے تب بھی وہی نتیجہ نکلے گا مثلاً آٹھویں کو دونا کیا جائے تو چوتھائی ہوگا اور اگر چوتھائی کو دونا کیا جائے تو نصف حصّہ نکلے گا۔ علی ہذا قسم دوم کے فرض ایک شان کے ہیں مثلاً دو تہائی کو نصف کیا جائے تو ایک تہائی نکلے گی اور ایک تہائی کو نصف کیا جائے تو چھٹا حصّہ پیدا ہوگا اسی طرح اسکے عکس بھی کے پس ان دونوں قسم کے متحد الشان فرضوں کی دو قسمیں علیحدہ علیحدہ مقرر کردیگئی ہیں۔ فتنبہ۔ منہ ۵۴ مالک ان کے۔ الخ۔ یعنی ان دونوں قسم کے چھوں فرض حصّوں کے مالک رشتہ دار بارہ مرد و عورت ہیں کیا معنے کہ جن ذوی الفروض کو یہ حصّے پہنچتے ہیں وہ سب بارہ کس ہیں جنکا بیان آگے موجود ہے منہ ۵۵ پہلے باپ اور وہ نہو تو اس کا باپ۔ الخ یعنی منجملہ بارہ تن اصحاب فرائض کے ایک باپ ہے اور اگر باپ نہ ہو کیا معنی کہ مر گیا ہو تو باپ کا باپ یعنی دادا جس کو فرائض میں جد صحیح بولتے ہیں اور وہ بھی نہ ہو تو دادا کا باپ یعنی پردادا فرض کرو اسی طرح اصول میں برابر اوپر تک یکے بعد دیگرے جو کوئی پایا جائے منہ ۵۶ ہے چھٹا ان کا الخ۔ یعنی باپ کا اور وہ نہو تو دادا اور پردادا وغیرہم کا جو کوئی بھی قریب تر پایا جائے ان میں سے ایک کو مال متروکہ کا چھٹا حصّہ دیا جائیگا جب کہ میت کے اولاد نرینہ بھی موجود ہو۔ اگر میت کے اولاد نرینہ نہ ہو بلکہ اولاد اناث ہو یعنی لڑکیاں یا پوتیاں یا پرپوتیاں ہوں تو اس صورت میں بعد دینے حصّہ بنات کے جو کچھ ترکہ باقی رہے گا وہ بھی سب اسی باپ یا دادا یا پردادا وغیرہم کو بطور عصوبت ملے گا۔ کیا معنی کہ ایسی حالت میں چھٹا فرض بھی اپنا وہ لیں گے۔ اور بقیہ ترکہ بھی اور میت کے بہن بھائیوں کو کچھ نہ لینے دیں گے اسی پر فتویٰ ہے اور جن علماء کے نزدیک دادا پردادا کی موجودگی میں بہن بھائی میت کے بھی میراث پاتے ہیں اس کا بیان ہم آخر کتاب میں بالتفصیل انشاء اللہ تعالیٰ مقاسمۃ الجد کے ذکر میں کریں گے۔ فتنبہ۔ منہ ۱۲

| | |
|---|---|
| جب نہ کچھ اولاد ہو تب یہ اصول | بنکے عصبہ باقی سب کرلیں وصول |
| ہوں جو اخیافی کلالہ کے لئے | ایک کو سدس اور کئی کو ثلث دے |
| نصف شوہر کو نہو اولاد اگر | ساتھ بچے کے چارم ہے مگر |
| یوں ہیں بی بی کو چارم بے ولد | ساتھ اُسکے آٹھواں بے ردّ و کد |
| لڑکیوں کو دو تہائی ہیں فقط | ایک لڑکی ہو تو آدھا بے نقط |
| لڑکیوں کے بعد ہیں پھر پوتیاں | پوتے پر پوتے کی یوں ہیں بیٹیاں |
| ساتھ لڑکوں کے وہ عصبہ ہیں مگر | مثل حَظِّ الانثیین للذّکر |
| ساتھ ایک اگلی کے گر ہوں پچھلیاں | تب چھٹا حصّہ ہے انکا بیگماں |
| ہوں یہ سب محجوب ہوں اگلی جو دو | اور جو پیدا ساتھ میں نر انکے ہو |
| یا کہ اپنے بھی ہو نیچے کوئی نر، | بانٹنا تب دو کو مثل یک ذکر |
| جبکہ نیچے تک نہوں یہ لڑکیاں | تب بجائے اُنکے بہنیں ہولیاں |

۵۱ جب نہ کچھ اولاد ہو - الخ - یعنی میت کے جب کوئی اولاد نر و مادہ لڑکا لڑکی یا پوتا پوتی یا پر پوتا پر پوتی نہ ہو تو یہ سب اصول یعنی باپ اور وہ نہو تو دادا اور وہ نہو تو پر دادا وغیرہم جو کہ میت سے قریب تر ہو سب کا سب ترکہ عصبہ بن کر وصول کرلیں گے مطلب یہ ہے کہ جب کچھ اولاد نہ ہو تو بعد دینے حق دیگر ذوی الفروض کے - اگر وہ ہوں - تو یہ اصول مذکورہ باقی سب ترکہ خود لے لیں گے بہن بھائیوں کو کچھ نہ لینے دیں گے جیسا اوپر مذکور ہوا ۱۲ منہ

۵۲ ہوں جو اخیافی کلالہ کے لئے - الخ - یعنی جبکہ میت کلالہ ہو اور اُس کے اخیافی بہن بھائی موجود ہوں تو اُس صورت میں اگر اخیافی ایک بھائی یا اخیافی ایک بہن ہو تو اُس کو بلا تفریق نر و مادہ چھٹا حصہ ملے گا اور اگر اخیافی کئی ایک ہوں یعنی دو بھائی بہن اخیانی ہوں یا زائد ہوں تو اُن کو دو سدس ملیں گے یعنی تہائی حصہ ملے گا اس سے زائد حصہ اُن کا کسی حالت میں نہیں اور اخیانی بہن بھائی حصہ لینے میں برابر ہیں یعنی ہر ایک نر و مادہ کو اُن میں سے مساوی حصہ تقسیم ہوگا کم زیادہ نہ ملے گا - اور اخیانی اُس کو کہتے ہیں کہ ماں ایک ہو اور باپ جدا اور کلالہ وہ میت ہے جس کے کچھ اولاد نر و مادہ نہ ہو اور نہ اصول میں باپ دادا پر دادا وغیرہ کوئی نر موجود ہو تو ایسے میت کے ترکہ میں اخیانی حصہ دار ہوتے ہیں - ۱۲ منہ

۵۳ نصف شوہر کو نہو - الخ - یعنی میت عورت کے اگر اولاد نر و مادہ کوئی نہ ہو تو اُس صورت میں شوہر کو آدھا ترکہ ملے گا اور شوہر اولاد متوفیہ کے ساتھ میں ہو تو اُس صورت میں اُسکو چوتھائی حصہ ملیگا اور یہی حجب نقصان ہے - ۱۲ منہ

۵۴ یوں ہیں بی بی کو - الخ - یعنی اسی طریق پر میت مرد کے اگر کوئی اولاد نر و مادہ نہ ہو اسکی بی بی یعنی جورو کو چوتھائی حصہ ترکہ کا ملے گا اور اگر صورت مذکورہ کے ساتھ شوہر متوفی کی اولاد بھی ہو تو اُس صورت میں جورو کو آٹھواں حصہ ترکہ ملے گا - منہ

۵۵ لڑکیوں کو - الخ - یعنی میت کے اولاد اناث کو جبکہ اُن کے ساتھ مثل اُنکے کوئی نر نہ ہو تو دو یا الفر یا اُس سے زائد لڑکیوں کو ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گی زائد نہ ملیں گی فقط کے لفظ سے یہی مراد ہے کہ لڑکیوں کا حصہ دو تہائی تک ہے اس سے زائد نہیں ہے اور ایک لڑکی ہو تو اُس کو صرف آدھا ترکہ ملیگا - ۱۲ منہ

۵۶ لڑکیوں کے بعد ہیں پھر پوتیاں - الخ - یعنی لڑکیاں اگر نہ ہوں اور پوتیاں ہوں تو وہ اُن کے بعد بجائے اُن کے قائم مقام ہیں کیا معنی کہ جس طرح دو یا زائد لڑکیوں کو در صورت نہ ہونے لڑکے کے دو تہائی ملتی ہیں اور ایک لڑکی کو آدھا ترکہ ملتا ہے اُسی طرح پوتیوں کو لڑکیوں کے بعد یعنی لڑکیوں کی عدم موجودگی میں دو یا زیادہ کو دو ثلث اور ایک کو نصف ترکہ ملیگا اور یہی بات نیچے تک قابل خیال رکھنے کے ہے یعنی پوتیوں کے بعد پر پوتیاں اور پر پوتیوں کے بعد نگر پوتیاں نیچے تک اسی طریق مذکورہ کے مطابق حصہ فرض پاتی چلی جائینگی کہ ایک ہوگی تو نصف اور زائد کو دو ثلث فقط منہ

۵۷ ساتھ لڑکوں کے - الخ - یعنی یہ سب لڑکیاں جن کا ذکر اوپر ہوا اگر تنہا نہ ہوں بلکہ لڑکوں کے ساتھ ہوں تو اُس صورت میں اُن کا حصہ وہ نہ رہے گا جو اوپر مذکور ہوا بلکہ اُن لڑکوں کے ساتھ وہ بھی عصبہ بنجائینگی مگر عصبہ بننے کی صورت میں اُن کو ہر ایک بھائی کے مقابلہ آدھا حصہ ملے گا کیا معنی کہ دو بہنوں کا حصہ ایک بھائی کا حصہ برابر ہوگا جیسا کہ آیت کریمہ میں اسکا حکم ہے (بقیہ نوٹ نمبر ۷ کا و نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ ضمیمہ میں دیکھیں)

ہے سگی ہمشیر[۵۱] لڑکی کی بجائے ‖ پھر ہے سوتیلی بھی پوتی کی بجائے

لڑکیوں[۵۲] کے ساتھ میں عصبہ ہیں وہ ‖ اصل و فرع نر سے محجوبہ ہیں وہ

جبکہ[۵۳] ہوں یہ ساتھ بھائی کے ولیک ‖ تب بھی دیں نر کو دو مادہ کو ایک

ماں[۵۴] کا حصہ ہے چھٹا ہمراہ فرع ‖ ہے یہی دو بھائی بہنوں کی شرع

ہو نہ[۵۵] گر نسل اور نہ دو بھائی بہن ‖ ثلث کل ہے ماں کا حصہ اے حسن

شوہر[۵۶] و زوجہ میں سے گر ہو کوئی ‖ باپ کے ہمرہ تو ثلث مابقی

ہو نہ[۵۷] گر مادر تو بعد اسکے مدام ‖ ہوتی ہے جدہ صحیحہ ذی سہام

ایک[۵۸] ہوں یا دو ہوں یا ہوں جسقدر ‖ سب کو ملتا ہے چھٹا حصہ مگر

سلسلہ[۵۹] میت سے ہو جسکا قریب ‖ اسکے آگے دور والی بےنصیب

ہوں[۶۰] برابر گر تو پھر وہ سب کو ہے ‖ رکھ خیال اس بات کا اے نیک پے

ایک[۶۱] جدہ سے جو ہوں دو سلسلے ‖ تب بھی اوروں کے برابر ہی وہ لے

---

[۵۱] ہے سگی ہمشیر۔ الخ۔ یعنی حقیقی بہن میت کی کہ ایک ماں ایک باپ سے ہو وہ میت کی لڑکی کی مثل ہے اور میت کی سوتیلی بہن کہ ایک باپ اور دوسری ماں سے ہو وہ میت کی پوتی کی مثل ہے حصہ پانے میں کیا معنی کہ جسقدر فرائض میں لڑکی کو پوتی کے اوپر فوقیت حاصل ہے اسیقدر فوقیت میت کی حقیقی بہن کو سوتیلی بہن پر حاصل ہے شرح اسکی یہ ہے کہ جسطرح ایک لڑکی کو نصف اور دو یا زائد لڑکیوں کو دو ثلث ملیں گے۔ اور پھر جس طرح اور جب وہ نہوں تو اسی طرح میت کی پوتیوں میں ایک پوتی کو نصف اور دو یا زائد کو دو ثلث دیئے جاتے ہیں اسی طریق پر میت کی ایک حقیقی بہن کو نصف اور دو یا زائد حقیقی بہنوں کو دو ثلث ملتے ہیں اور جب یہ نہوں تو اسی طرح ایک سوتیلی بہن کو نصف اور دو یا زائد کو دو ثلث ملیں گے اور پھر جس طرح ایک لڑکی کے ساتھ ایک پوتی خواہ زائد پوتیاں چھٹا حصہ پاتی ہیں اور دو یا زائد لڑکیوں سے وہ سب پوتیاں محجوب ہو جاتی ہیں اسی طرح ایک حقیقی بہن سے ایک سوتیلی بہن خواہ زائد چھٹا حصہ پائیں گی اور دو یا زائد حقیقی بہنوں سے وہ سب سوتیلیاں محجوب ہو جائیں گی اور پھر جسطرح محجوب پوتیاں بسبب ساتھ ہونے مذکر پوتے میت کے بقیہ ترکہ پانے میں عصبہ ہو جاتی ہیں اسی طرح یہ سوتیلی بہنیں محجوبہ اپنے مثل بھائی کے ساتھ ہونے سے باقی ترکہ پانے میں عصبہ بنجاتی ہیں۔ یہ ہے حقیقی بہن کی مماثلت صلبی لڑکی سے اور سوتیلی بہن کی مماثلت پوتی سے لیکن یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ پوتیاں محجوبہ اپنے نیچے کے درجے کے مذکر سے مثلاً بھتیجے وغیرہ سے بھی بقیہ ترکہ حاصل کرنے میں عصبہ بنجاتی ہیں مگر سوتیلی بہنیں سوا اپنی مثل بھائی کے اپنے نیچے کے مذکر بھتیجے وغیرہ سے عصبہ نہیں ہوتیں اور اس صورت میں وہ بدستور محجوب رہیں گی اور ان سے نیچے والا مذکر بھتیجا وغیرہ خود ہی سارا باقی ترکہ لے لیگا۔ فتنبہ۔ منہ ۱۲

[۵۲] لڑکیوں کے ساتھ میں عصبہ ہیں وہ الخ۔ یعنی وہ بہنیں خواہ حقیقی ہوں خواہ سوتیلی میت کی لڑکیوں کے ساتھ اگر فرائض میں پائی جائیں گی تو اس صورت میں عصبہ بن کر باقی ترکہ حاصل کریں گی کیا معنی کہ جس طرح لڑکیوں کی عدم موجودگی میں وہ لڑکیوں کا فرض نصف یا دو ثلث پاتی ہیں اسی طرح ان کی معیت میں ان کا فرض ان کو دیکر باقی ترکہ جو کچھ بچے گا وہ سب بطور عصوبت خود لے لیں گے اور یہاں لڑکیوں میں نیچے تک کی سب لڑکیاں یکے بعد دیگرے شامل ہیں اس موقع پر اگر حقیقی بہن عصبہ بنے گی تو اسکا سوتیلا بھائی بھی اگر ہوگا تو وہ بھی محجوب و محروم ہو جائے گا لیکن یہ سب بہنیں خواہ تنہا ہوں۔ خواہ لڑکیوں کے ساتھ ہوں سا اصول زینی باپ اور دادا اور پردادا وغیرہم سے اور فروع مذکر یعنی لڑکے یا پوتے یا پرپوتے وغیرہم سے بالکل محجوب و بے بہرہ ہوتی ہیں اور ان کیساتھ ان کو کچھ حصہ نہیں ملتا ہے۔ واضح ہو کہ اصول میں سوا باپ کے دادا اور پردادا وغیرہ سے ان کا محجوب ہونا مختلف فیہ ہے لیکن فتویٰ اسی پر ہے کہ وہ محجوب ہیں اور اسکا اختلاف مقاسمۃ الجد میں انشاء اللہ تعالےٰ مذکور ہوگا۔ ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

جانئے جدّۂ صحیحہ اُسکو آپ ۔ جس کی نسبت میں نہ آئے نانا کا باپ
باپ دادا سے ہیں محروم انکی ماں ۔ اور ماں سے ہے ساری جدّہ بیگماں
دیکھئے حق ان سبکا پھر جو کچھ بچے ۔ پس وہ باقی ترکہ عصبہ کو ملے

## عصبات کا بیان

فرض سے باقی ہے عصبہ پر حلال ۔ ہوگا جب تنہا تو لیگا جملہ مال
عصبۂ نسبی ہیں چار اے ذی شعور ۔ قسم اوّل نسل میّت کے ذکور
یعنی لڑکے بعد ہم اُنکے پسر ۔ ایسے ہی نیچے تک اُن پر کھ نظر
قسم ثانی ہیں اصول نر ہیں تمام ۔ پہلے باپ اور پھر ہے دادا بالتزام
ہو نہ گر جدِّ صحیح اے شادکام ۔ جسکی نسبت میں نہ آئے ماں کا نام
قسم ثالث باپ کی اولاد نر ۔ پہلے بھائی پھر بھتیجے یاد کر

۵۱ جانئے جدّۂ صحیحہ - الخ - یعنی جدہ صحیحہ کہ ذوالفرض ہوتی ہے جملہ اہل فرائض کے نزدیک وہ عورت ہے جس کے سلسلۂ نسب میں کوئی نانا شامل ہو کیا معنی کہ وہ عورت کسی نانا کی ماں نہ ہو نہ اپنے نانا کی ماں ہو نہ باپ کے نہ دادا پردادا کے نانا کی ماں ہو اور اسی طرح دوسری جانب نہ ماں کے نانا نہ نانی کے نانا کی ماں ہو نہ دادی نہ پردادی وغیرہا کے نانا کی ماں ہو اس کا نام جدہ صحیحہ ہے اور اگر کسی نانا کی ماں ہوگی مثلاً اپنے نانا کی ماں یا باپ اور دادا وغیرہ کی نانا کی ماں ہو یا دوسری جانب میں - اپنی ماں یا نانی یا دادی پردادی وغیرہا کے نانا کی ماں ہوگی وہ تو جدہ فاسدہ کہلائے گی - اور وہ ذوی الارحام میں شمار ہوگی دادی اور نانی اور ان کی مائیں اور دادا اور پردادا کی مائیں یہ سب جدات صحیحہ ہیں کہ ان کے نسب میں نانا کہیں نہیں ہے - منہ ۵۲ باپ دادا سے ہے - الخ - یعنی میّت کے باپ دادا سے جو عورتیں ان کی اولاد میں ہوں تو وہ عورتیں ان کی موجودگی میں محروم و بے بہرہ رہتی ہیں مثلاً اگر کسی میّت کے باپ موجود ہو اور دادی اور نانی بھی ہوں تو ایسی صورت میں دادی چونکہ باپ کی ماں ہے باپ کے سبب سے بالکل محروم رہیں گی اور نانی کو حصہ ملے گا کیونکہ نانی سے باپ کا کچھ واسطہ نہیں ہے اگرچہ اس میں بہت اختلاف ہے کہ اس صورت میں نانی کو چھٹا حصہ ملے گا یا آدھا - اسی طرح دادا کی ماں یا دادا کی دادی نانی کا حال دادا کی موجودگی میں سمجھنا چاہیئے کہ دادا سے وہ سب محروم و محجوب ہیں - واضح ہو کہ میّت کے باپ دادا سے انہیں کی مائیں محروم ہوجاتی ہیں - میّت کے ماں کی طرف کی مائیں اس سے محروم نہیں ہوتی ہیں جیسا کہ جتایا گیا ہے لیکن میّت کی ماں سے دونوں طرف کی مائیں قطعی محروم ہیں - منہ ۵۳ دیکھئے حق ان سب کا - الخ - یعنی ان سب ذوی الفروض کا فرض حق دیکر پھر جو کچھ ترکہ باقی رہ جائے وہ باقی ماندہ عصبات کی قسمت کا حصہ ہے منہ ۵۴ فرض سے باقی ہے عصبہ پر - الخ - یعنی عصبہ کی تعریف ہے کہ عصبہ اس کو کہتے ہیں جو ذوی الفروض کا فرض حصہ پیشتر دے کر جو کچھ باقی رہے وہ باقی ماندہ مال اس کو لینا حلال ہے - پس اگر کوئی شخص قابو یافتہ کسی ذوی الفروض کا حق نہ دے گا اور سب مال خود لے لیگا تو وہ مال اس کو حلال و درست نہ ہوگا بلکہ حرام ہو جائیگا اور قیامت کے روز اس سے سخت مواخذہ ہوگا اور اس حق تلفی پر عذاب شدید اس کو دیا جائیگا - کسی حق دار کا حق مارنا نہایت ظلم ہے اور موجب عتاب و غضب خدا و رسول کا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں اور جہاں تک قابو پاتے ہیں کسی کا حق مارنے میں مطلق در گذر نہیں کرتے العیاذ باللہ - اور اگر وہ عصبہ تنہا ہو کیا معنی کہ ذوی الفروض میں سے اس کے ساتھ کوئی نہ ہو تو ایسی حالت میں وہ عصبہ کل مال تمام و کمال خود لے لیگا اور اگر عصبہ دو تین نفر ایک درجہ کے پائے جائیں گے تو وہ سب بحصۂ مساوی آپس میں تقسیم کریں گے اور ایسے عصبات کو عصبہ بنفسہ کہتے ہیں ۱۲ منہ ۵۵ عصبۂ نسبی - الخ - یعنی عصبہ بنفسہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو عصبۂ نسبی - دوسرے عصبہ سببی - عصبۂ نسبی ان میں مقدم و راجح ہیں اور ان کی چار قسمیں ہیں کیا معنی کہ عصبات نسبی چار قسموں کے اندر محدود ہیں جنہیں ایک کو دوسرے پر ترجیح ہے اور ایک قسم والوں کے سامنے دوسری قسم والے وارث نہیں ہوتے ہیں پس سب سے پہلی قسم میں میّت کی اولاد عصبات میں شمار ہے ۱۲ منہ (بقیہ نوٹ

قسم چارم[۵۱]۔ نسلِ جد کا ہر فرد گر — ایسے ہی پھر نسلِ اجدادِ دگر

سلسلہ[۵۲] اُسکا یہی ہے اے نجیب — قسم اوّل سے ہے آخر بے نصیب

ایسے[۵۳] ہی ہر قسم میں اے نیک پے — پاس کے سے دُور کا محجوب ہے

پھر حقیقی[۵۴] سے ہیں بے بہرہ سدا — بھائی سوتیلے بھتیجے اور چچا

ساتھ میں[۵۵] لڑکوں کے ہوں گر لڑکیاں — یا کہ ہوں پوتوں کے ہمرہ پوتیاں

یا ہوں[۵۶] بھنیں بھائیوں کے ساتھ میں — تب یہ باہم ملکے سب عصبہ بنیں

پس[۵۷] ملیگا اُن کو باہم یکدگر — مثل حظ الانثیین للذکر

کچھ نہیں[۵۸] ملتا بھتیجی پھپھی کو — حکم اوپر تک یہی تم جان لو

کیونکہ[۵۹] یہ ذیفرض میں داخل نہیں — اسلئے عصبات میں شامل نہیں

ہیں[۶۰] ذوی الارحام میں یہ حصہ دار — دیکھہ لینا اُس جگہ اے دیں شعار

—(٭)—

[۵۱] قسم چارم الخ یعنی عصبات نسبی کی چوتھی قسم میں میت کے دادا کی اولاد نرینہ نیچے تک شامل ہے کیا معنی کہ اوّل چچا اور نہ ہوں تو چچازاد بھائی اور وہ نہ ہوں تو چچازاد بھائیوں کے لڑکے اسی طرح عصبہ نیچے تک ہوتے ہیں اور اگر یہ نیچے تک کچھ نہ ہوں تو اسی طرح میت کے پردادا کی نسل نرینہ اور اس کے بعد نگردادا کی نسل نرینہ نیچے تک عصبہ ہوگی غرضکہ اوپر تک جسقدر اجداد میت کے ہیں اُن سب کی نسل نرینہ یکے بعد دیگرے بلحاظ قرابت عصبہ ہوسکتی ہے بشرطیکہ سلسلۂ نسب اُن کا صحیح طریق پر ثابت ہوجائے اور ان سب اجداد کی نسل نرینہ چوتھی قسم میں شمار ہے ۱۲ منہ [۵۲] سلسلہ اُس کا۔ الخ۔ یعنی ان ہر چہار اقسام مذکورہ کا سلسلۂ انتظام یہی ہے کہ اوپر کی قسم والوں کے ہوتے ہوئے اس سے نیچے کی قسم والے محروم و بے نصیب عصوبت سے رہتے ہیں کیا معنی کہ قسم اول سے قسم دوم و سوم و چہارم والے سب اور قسم سوم سے قسم چارم والے سب نامراد و ناشاد رہتے ہیں اور اعلیٰ والے عصبہ ہوجاتے ہیں جیسا کہ اول ہی سمجھا دیا گیا ہے۔ منہ [۵۳] ایسے ہی ہر قسم میں۔ الخ یعنی جسطرح اوپر کی قسم والوں کے مقابلہ میں نیچے کی قسم والے محروم رہتے ہیں اسی طرح ایک قسم والوں کے اندر پاس والے سے دور والا شخص محجوب ہوتا ہے مثلاً لڑکے کے سامنے پوتے کو اور باپ کے سامنے دادا کو اور بھائی کے سامنے بھتیجے کو اور چچا کے سامنے چچازاد بھائی کو کچھ نہ ملے گا جیسا کہ ہر قسم کے بیان میں بھی واضح کردیا گیا ہے فقنہ۔ منہ ۱۲ [۵۴] پھر حقیقی سے ہیں الخ۔ یعنی جس طرح قریب کے مقابلہ میں بعید محجوب ہوجاتا ہے اسی طرح حقیقی بھائی سے جملہ سوتیلے بہن بھائی اور حقیقی بھتیجے سے جملہ سوتیلے بھتیجے اور حقیقی چچا سے جملہ سوتیلے چچا اوپر تک بے بہرہ و محروم رہتے ہیں منہ [۵۵] ساتھ میں لڑکوں کے الخ۔ یعنی اگر میت کے لڑکوں کے ساتھ لڑکیاں یا پوتوں کے ساتھ پوتیاں بھی اسی طرح نیچے تک ہوں۔ منہ [۵۶] یا ہوں بہنیں۔ الخ یعنی یا میت کی بہنیں میت کے بھائی کے ساتھ موجود ہوں تو اُس وقت یہ سب نر و مادہ یعنی لڑکے لڑکیاں پوتے پوتیاں وغیرہ کے نیچے تک اور بہن بھائی آپس میں ایک دوسرے سے ملکر عصبہ بنجائیں گے کیا معنی کہ یہ نر بسبب قوت عصوبت اپنی کے اپنے ساتھ کی مادائوں کو بھی عصبہ بنا لیتے ہیں واضح ہو کہ ایسے موقع پر ان مادہ عورتوں کو عصبہ بالغیر بولتے ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ میت کے حقیقی بھائی حقیقی بہنوں کو اور سوتیلے بھائی سوتیلی بہنوں کو عصبہ بالغیر بناتے ہیں لیکن حقیقی بھائی سوتیلی بہنوں کو عصبہ نہ بنائیں گے کہ ایک حقیقی بھائی سے سب سوتیلے بہن بھائی ساقط و محروم ہوجاتے ہیں جیسا کہ اوپر جتا دیا گیا ہے۔ منہ [۵۷] پس ملے گا اُن کو باہم یکدگر۔ الخ۔ یعنی صورت مذکورہ میں جبکہ نر و مادہ مل کر عصبہ بنیں گے تو ان سب کو باہم ایکدوسرے کے ساتھ کیا معنی کہ لڑکیوں کو لڑکوں کے ساتھ یا پوتیوں کو پوتوں کے ساتھ نیچے تک یا حقیقی بہنوں کو حقیقی بھائیوں کے ساتھ یا سوتیلی بہنوں کو سوتیلے بھائیوں کے ساتھ بحساب للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا۔ یعنی نر کو دو ہرا حصہ اور مادہ کو اکہرا ملیگا جیسا کہ آیۂ کریمہ میں ارشاد ہوا ہے۔ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۸ و ۶۰ ضمیمہ میں دیکھیں

## عصبات سببی کا بیان

| | |
|---|---|
| بعد نسبی[۵۱] کے ہی عصبہ بالسبب | کہتے ہیں مولی العتاقہ جسکو سب |
| اور نہو مولی العتاقہ خود اگر[۵۲] | ہونگے عصبہ اُسکے سب عصبات پر |

## فرض حصّوں کے مخارج کا بیان

| | |
|---|---|
| کہتے ہیں مخرج[۵۳] اسے ای نیکنام | جس سے نکلیں فرض کے پوری سہام |
| نصف کا مخرج[۵۴] ہی دو چارم کا چار | آٹھویں کا آٹھ ہے ای ہوشیار |
| قسم اوّل[۵۵] کے یہ مخرج ہیں تمام | قسم ثانی کے بھی سُن ای نیکنام |
| ثلث کا[۵۶] اور دو ثلث کا مخرج ہی تین | اور چھٹے حصّہ کا چھہ ہی کہ یقین |
| پھر اگر اک قسم کے دو یا کہ سب | جمع ہوں چھوٹے کا ہو ہمنام تب |

۵۱ بعد نسبی کے ہی۔ الخ۔ یعنی عصبات نفسہ کی جو دو قسم ہیں ایک نسبی اور دوسرا سببی اُن میں سے عصبات نسبی کا بیان ہوچکا۔ عصبات سببی کا بیان یہ ہے کہ جب فرائض میں عصبہ نسبی کوئی نہ پایا جائے تو اُس وقت پائے اُن کے عصبہ سببی مقرر ہوکر باقیماندہ مال لے لیگا اور اگر ذی فرض کوئی نہ ہو تو وہ سب مال لیگا جس طرح عصبہ نسبی لیتا ہے اور عصبہ سببی وہ ہے جس کو اہل الفرائض مولی العتاقہ یعنی آزاد کنندہ عصبہ سببی مقرر ہوگا۔ ۵۲ اور نہو مولی العتاقہ خود اگر۔ الخ یعنی اگر مولی العتاقہ خود بذات خاص موجود نہو تب اُس مولی العتاقہ کے جسقدر عصبات نرینہ ہوں گے اُن کو وہ مال دیا جائیگا کیا معنی کہ سببی میں مولی العتاقہ کے عصبات نرینہ عصبہ بنفسہ مقرر ہوتے ہیں اُن کے ساتھ اُن کی ذوائیں عصبہ نہیں بنتیں پس اگر کسی میت کے مولی العتاقہ کے ایک لڑکی اور ایک لڑکا یا ایک بہن اور ایک بھائی پائے جائیں تو اُس صورت میں لڑکے یا بھائی کو سب حصّہ ملے گا اور لڑکی اور بہن کو کچھ نہیں ملیگا کیونکہ عصبات سببی میں مادائیں عصبہ بالغیر نہیں بنتیں ۱۲ منہ ۵۳ کہتے ہیں مخرج اُسے۔ الخ۔ اب یہاں سے ذوی الفروض کے حصّوں کے مخرجوں کا بیان شروع ہوا اور فرائض میں مخرج اُس عدد کو کہتے ہیں جس عدد سے ذوی الفروض کے سہام صحیح تقسیم ہوجائیں کیا معنی کہ ذی فرض کا حصہ جس کو اہل فرائض کسر بولتے ہیں جسطرح کہ آدھا اور چوتھائی اور آٹھواں یا تہائی اور دو تہائی اور چھٹا۔ صحیح اُس سے نکل آئے اور اُس سے کم ہو تو بغیر ٹوٹ کے نہ نکلے ہیں پس ایسے تقسیم کنندہ عدد کو مخرج بولیں گے اور وا صح ہو کہ درستی مخرج پر تقسیم فرائض کی صحت کا سارا دارمدار ہے۔ منہ ۵۴ نصف کا مخرج ہے دو۔ الخ۔ اب ہر فرض کے مخرج کا بیان کیا جاتا ہے تیسری فصل میراث میں جو چھیوں فرض حصّوں کی دو قسمیں مقرر کی ہیں اُن دونوں میں نصف قسم اوّل کا جو پہلا فرض ہے اس کے مخرج کا بیان کیا جاتا ہے کہ ایسا عدد جس میں سے نصف حصّہ پورا نکل آئے وہ دو ہے کہ اُس سے آدھے کا ایک ایک عدد پورا بلا کسر صحیح برآمد ہوتا ہے پس جہاں کہیں فرائض میں فقط ایک فرض نصف ہو اور اُس کے ساتھ دوسرا فرض نہو وہاں کم ازکم دو کے عدد سے مخرج مقرر کریں گے جس میں سے آدھے کا ایک عدد پورا نکل آئے اور ٹوٹے نہیں اور اسی طرح چوتھائی فرض کا مخرج چار ہے جس میں سے چہارم کا ایک عدد صحیح ہوکر نکلتا ہے اور آٹھویں فرض کا مخرج آٹھ ہے جسمیں سے آٹھویں کا ایک عدد پورا ملتا ہے یہ جب ہے کہ فرائض میں یہ سب حصّے تنہا علیحدہ علیحدہ آئیں دوسرے فرض حصص ان کے ساتھ نہ ہوں ۱۲ منہ ۵۵ قسم اوّل کے الخ۔ یعنی یہ مخارج جو اوپر بیان کئے گئے وہ قسم اوّل کے تینوں فرضوں کے ہیں اور قسم دوم کے تینوں فرضوں کے مخارج اگلے شعر میں مذکور ہوتے ہیں اُن کو بھی بغور تمام سُننا چاہیئے ۱۲ ۵۶ ثلث اور دو ثلث کا۔ الخ۔ یعنی قسم دوم کے فرض تینوں ہیں جو ثلث اور دو ثلث دو فرض ہیں پس اُن دونوں کا مخرج تین ہی کیا معنی کہ ایسا عدد جس میں سے ایک ثلث اور دو ثلث صحیح نکل آئیں وہ تین کا عدد ہے کہ اُس میں سے ایک ثلث کا ایک عدد۔ اور دو ثلث کے دو عدد صحیح نکل آتے ہیں اور اسی طرح چھٹے فرض کا مخرج چھہ ہی جسمیں سے چھٹے حصّے کا ایک عدد پورا حاصل ہوتا ہی۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۶ کا و نمبر

ف٥١ جمع ہوں گر - الخ - یعنی یہ بیان جو اوپر کے شعر میں ہوا وہ ہر دو قسم کے علیحدہ علیحدہ تینوں فرضوں کے ایک جگہ جمع ہونے کا تھا اب کہتا ہے کہ اگر دونوں قسم کے فرض باہم ایک جگہ جمع ہوں تو اُس وقت کیا ہو - یعنی اُس صورت میں جبکہ قسم اوّل کا آدھا - فرض قسم دوم کے کسی ایک فرض سے خواہ سب فرضوں سے مثلاً ایک ثلث سے خواہ چھٹے سے خواہ اِن تینوں سے آکر ملے - منہ ف٥٢ مسئلہ تب چھ سے ہوگا - الخ - واضح ہو کہ مسئلہ اور مخرج ایک بات ہے جبکہ فرائض میں تمام حصہ داروں اور ورثا کو ایک جگہ جمع کرتے ہیں تو اُس وقت مسئلہ قائم کر کے مخرج بناتے ہیں اُس سے ہر ایک کو سہام تقسیم کرتے ہیں بدیں وجہ مسئلہ و مخرج کا اطلاق ایک معنی میں ہوتا ہے لہٰذا صورت مذکورہ میں مسئلہ کا مخرج چھ ہوگا مثلاً اگر کہیں فرائض میں ایک شوہر اور ایک مادر اور ایک خواہر اخیافی پائے جائیں تو چونکہ یہاں شوہر کا فرض نصف ہے جو قسم اول کا فرض ہے اور ماں کا ایک ثلث اور خواہر اخیافی کا ایک سدس ہے جو قسم دوم کے فرض ہیں لہٰذا بسبب مجتمع ہونے فرض نصف قسم اول کے ساتھ ثلث و سدس فرضوں قسم دوم کے مخرج مسئلہ ۶ ہوا اُس میں سے نصف کے تین سہام شوہر کو دیے گئے اور ثلث کے دو سہام ماں کو دیئے گئے اور چھٹے کا ایک سہام خواہر اخیافی کو دیا گیا جیسا کہ ذیل میں مدبیت سے ظاہر و روشن ہے وہو ہٰذا۔

مسئلہ ۶ میت ہندہ

| شوہر | مادر | خواہر اخیافی ایک |
|---|---|---|
| ۳ سہام | ۲ سہام | ۱ سہم |

بس اسی کا نام مخرج ہے جس سے ہر ذوی فرض کا فرض صحیح برآمد ہو جائے جیسا مثال مذکورہ میں موجود ہے - پھر جبکہ یہ یہ کا مخرج بسبب زیادہ ہو جانے فرض حصوں کے تنگ ہو جاتا اور اس میں گنجائش پورے سہام دینے کی باقی نہ رہے تو اس حالت میں طاق و جفت دونوں طرح پر دس تک اس کا عول لیا جاتا ہے تاکہ سہام پورے تقسیم ہو جائیں - عول مخرج کے بڑھانے کو کہتے ہیں اور جہاں کہیں عول ہوتا ہے وہاں سب حصہ داروں کے حصے کچھ کچھ کم ہو جاتے ہیں اور عول کی پوری تشریح

جمع ہوں[٥١] گر اوّل و ثانی کہیں ‌ ‌ ‌ جبکہ ثانی سے ملے نصف اے حسیں

مسئلہ[٥٢] تب چھ سے ہوگا بے عجب ‌ ‌ ‌ دس تک اُسکا عول طاق و جفت سب

اور[٥٣] چہارم قسم ثانی سے ملے ‌ ‌ ‌ مخرج اُسکا ہوگا اُسدم بارہ سے

سترہ تک عول اُسکا طاق ہو ‌ ‌ ‌ آٹھواں[٥٤] پھر قسم ثانی میں ہو جو

مسئلہ[٥٥] چوبیس سے ہوگا وفا ‌ ‌ ‌ عول ستائیس ہے اُس کا نزا

عول[٥٦] ہے مخرج بڑھا لینے کا نام ‌ ‌ ‌ تنگ جب ہونے لگیں اُس پر سہام

# فصل در بیان نسبت ہائے تماثل و تداخل و توافق و تباین

دو عدد[٥٧] ہم شکل ہوتے ہیں جہاں ‌ ‌ ‌ اُن کی نسبت ہے تماثل بیگماں

فصل ہٰذا کے آخر شعر میں بیان کیجائے گی - فلینہ - منہ ف٥٣ اور چہارم قسم ثانی سے ملے - الخ - یعنی اگر چوتھائی فرض قسم اول کا قسم دوم کے کسی فرض سے ملے کیا معنی کہ وہ دونوں ایک جگہ فرائض میں جمع ہوں تو اس وقت اُنکا مخرج بارہ سے بنے گا اور عول اُس کا طاق سترہ تک ہوگا جیسا کہ اگلے مصرع میں موجود ہے یعنی اس مخرج کا عول جفت نہیں ہوتا ہمیشہ طاق آتا ہے خواہ تیرہ خواہ پندرہ خواہ سترہ غرض طاق ہی ہوگا جفت نہ ہوگا اور سترہ سے زائد بھی نہ ہوگا - منہ ف٥٤ آٹھواں پھر قسم ثانی میں جو ہو - الخ - یعنی پھر اگر اول قسم کا آٹھواں فرض قسم دوم کے کسی فرض کے ساتھ جمع ہو تو اُس وقت کیا ہو اُس کا بیان اگلے شعر میں ہے - منہ ف٥٥ مسئلہ چوبیس سے ہوگا وفا - الخ - یعنی اُس حالت میں مسئلہ کا مخرج چوبیس سے پورا ہوگا اور عول اُس کا صرف ستائیس آئیگا اس سے کم و بیش کبھی نہ ہوگا - منہ -

(بقیہ حاشیہ نمبر ٥٦ و ضمیمہ میں دیکھیں)

کم عدد زائد کو[51] گنتا ہو اگر | نام اُسکا ہے تداخل معتبر
ہے فرائض میں[52] تباین کا یہ طور | ایک ہی گنتا ہو دونوں کو نہ اور
اور عدد ثالث[53] جو دونوں کو گنے | ایسی نسبت کا توافق نام لے
دو اگر دونوں[54] عدد کا عد کرے | کہہ توافق بالیقین بالنصف اُسے
تین گن جائے تو وہ بالثلث ہے | ایسے ہی زائد بھی جان اے نیک پے

# تصحیح و تقسیم فرائض کا بیان

ایک فرقہ کے سہام[55] اسے با ہنر | ہوں جب تقسیم اُسکے راس پر
پس سہام و راس میں اُسکے بہ غور | نسبتِ مذکور کا کر خوب غور
اُن میں نسبت ہو[56] توافق کی اگر | وفق فرقہ مسئلہ میں ضرب کر
حاصلِ ضرب[57] اُس سے آئیں جبقدر | اُس سے کر تصحیح مخرج اے پسر

[51] کم عدد زائد کو۔ الخ۔ یعنی اگر دو عدد ہمشکل نہ ہوں بلکہ مختلف ہوں پس اگر ان میں ایک عدد دوسرے عدد میں داخل ہو اور اُس کو گنتا ہو یعنی بڑا عدد چھوٹے پر صحیح تقسیم ہو جاتا ہو مثلاً دو عدد اور چار عدد کہ دو کا عدد چار کو گنتا ہے اور اس میں داخل ہے پس ایسی نسبت کو تداخل کہتے ہیں ۱۲ منہ [52] ہے فرائض میں الخ۔ یعنی فرائض میں تباین اُس نسبت کا نام ہے کہ دو عددوں کو ایک کا عدد شمار کرتا ہو سوا ایک کے کوئی عدد شمار نہ کرے جس طرح کہ ۳ و ۴ یا ۵ و ۷ کہ ان کو سوا ایک کے اور عدد شمار نہیں کرتا پس ایسی نسبت کا تباین نام ہے ۱۲ منہ [53] اور عدد ثالث۔ الخ۔ یعنی اگر کہیں دو عدد ایسے ہوں کہ نہ تو ان دونوں میں ایک عدد دوسرے عدد میں داخل ہو اور نہ ہی اُن کو ایک نرا شمار کرتا ہو بلکہ ان دونوں باتوں کے سوا تیسرا عدد اور کوئی اُن کو شمار کرے تو ایسی نسبت کا توافق نام ہے مثلاً ۴ و ۶ کہ نہ تو چار چھ میں داخل ہے اور نہ فقط ایک کے ہی شمار پر اکتفا ہے بلکہ تیسرا عدد جو دو کا ہے وہ بھی اُن کو شمار کرتا ہے کہ دو اور چار ہوئے اور دو کو سہ گنا کیا تو چھ ہوئے پس اسیکو توافق بولتے ہیں۔ منہ [54] دو اگر دونوں الخ یعنی اگر ان دونوں اعداد مذکور کو دو کا عدد گنے جیسا ابھی اوپر مثال میں بتایا گیا تو اس کو توافق بالنصف کہیں گے اور اگر تین کا عدد اُن متوافقین اعداد کو شمار کرے تو اس کو توافق بالثلث بولینگے۔ جس طرح ۹ و ۱۲۔ کہ اُن دونوں کو تین کا عدد شمار کرتا ہے لہٰذا وہ توافق بالثلث کہا گیا اور اسی طرح اس سے زائد کا بھی حساب سمجھنا چاہیئے کہ اگر شمار کنندہ عدد ثالث بجائے دو اور تین کے چار ہوگا تو اس وقت وہ توافق بالربع اور اگر پانچ ہوگا توافق بالخمس کہلائے گا و علیٰ ہٰذا الی الآخرہ۔ یہی مطلب ہے اگلے شعر کا فافہم۔ منہ [55] ایک فرقہ کا سہام۔ الخ۔ اب یہاں سے تصحیح فرائض شروع ہوئی یعنی اگر فرائض میں وارثوں کے ایک گروہ پر حصہ صحیح نہ بٹے بلکہ ٹوٹے تو اس وقت عدد وارثان اور عدد سہام میں نسبت کا غور کریں کہ ان دونوں عددوں میں نسبتہائے مذکورہ میں سے کونسی نسبت پائی جاتی ہے جیسا اگلے شعر میں مذکور ہے۔ واضح ہو کہ وارثوں کے عدد کو عدد رؤس اور اُن کے حصوں کو سہام کہتے ہیں۔ اور یہ بھی خوب یاد رہے کہ تصحیح فرائض کا دارومدار سب انہی نسبتوں پر ہے جو مذکور ہوئیں پس نسبتوں کی یادداشت خوب ہونا چاہیئے فافہم۔ منہ ۱۲-

[56] اُن میں نسبت ہو۔ الخ۔ یعنی اگر عدد رؤس اور اُن کے سہام میں نسبت توافق نظر آئے تب عدد رؤس اور اُن کے سہام میں نسبت توافق نظر آئے تب عدد رؤس کے وفق کو مخرج میں ضرب دینا چاہیئے ۱۲ منہ [57] حاصل ضرب اس سے۔ الخ۔ یعنی وفق فرقہ اور مخرج کے ضرب کرنے سے جو عدد کہ حاصل آئے اسی حاصل ضرب سے اب مخرج بنانا چاہیئے پس اس جدید تیار شدہ مخرج سے سب سہام صحیح منقسم ہو جائیں گے جیسا کہ اگلے شعر کے مصرع اولےٰ میں اس کا بیان موجود ہے ۱۲۔ منہ

۵۱ منقسم ہوجائیں گے ۔ الخ ۔ یعنی اس ترکیب سے ہر وارث کے سہام پورے تقسیم ہوجائیں گے جیسا کہ اوپر جتا دیا گیا مثال اُس کی ذیل میں بیان کی جاتی ہے ۔

مسـئلہ ۶ ۱۸

| جدہ صحیحہ | دختران | چچا |
|---|---|---|
| یک ضعیفہ | ۶ نفر | یک نفر |
| ۳ | ۱۲ | ۳ |

مثلاً ایک شخص زید مرا اور اُس نے ایک جدہ صحیحہ اور چھ لڑکیاں اور ایک چچا وارث چھوڑے ۔ پس یہاں اوّل مسئلہ چھ سے ہوگا بسبب پائے جانے ایک سدس اور دو ثلث کے پس اُس میں سے چھٹا سدس کو اور دو ثلث کے چار سہام لڑکیوں کو اور باقی بطور تعصیب چچا کو ملیگا لیکن چھ لڑکیوں کو دو ثلث کے جو چار سہام ملے ہیں [illegible] سہم نہیں ہیں لہذا اُن کے عدد [illegible] پس [illegible] عدد سہام چار میں نسبت [illegible] توافق بالنصف پایا گیا پس بموجب قواعد [illegible] عدد رؤس کو کہ تین ہے مخرج مسئلہ میں کہ چھ ہے ضرب دیا تو حاصل ضرب اٹھارہ ہوئے اب بجائے چھ کے اٹھارہ مخرج رکھا گیا تو اُس سے ہر فریق کے ہر فرد کو حصہ ملتا ہے جدہ کو چھٹے کے تین سہام بطور تعصیب چچا کو پہنچے ہیں اور وہ اُن سب پر فرداً فرداً منقسم ہیں تین سہام تعصیب چچا کو پہنچے ہیں اور وہ اُن سب پر فرداً فرداً منقسم ہیں اور کہیں کسر نہیں ہے اسی کا نام تصحیح ہے ۔ ۱۲ ۔ منہ

۵۱ منقسم ہوجائیں گے اُس سے سہام
اور جو ہوائیں تباین لاکلام

ضرب کر پس جملہ اعداد رؤس
اصل مخرج میں بلا رنج وفسوس

حاصل ضرب انکی بھی ہو جسقدر
مخرج بالا اُسی سے جانے کر

۵۳ اور کئی فرقوں کے سہم ای باہنر
منکسر ہوں انکے راسوں پر اگر

۵۴ پیشتر ہر اک کے سہم وراس میں
غور نسبت ہائے بالا کا کریں

۵۵ آئے جو جو نسبت انکے راس کی
اصل فرقے فرض کرلے پس وہی

۵۶ اب یہاں فرقوں میں باہم غور کر
ہو تماثل ان میں جب بایکدگر

۵۷ ایک فرقے کے عدد کو بالیقیں
مسئلہ میں ضرب کر ای پاکدیں

۵۸ اور جو ہوائیں تداخل بالطریق
انمیں ہو سب سے زیادہ جو فریق

اسکے اعداد رؤس اے پرہنر
اصل مخرج میں اٹھا کر ضرب کر

۵۹ اور جو فرقوں میں توافق ہو بہم
وفق یک در دیگرے زن ای صنم

[illegible]

۵۲ اور جو ہوائیں تباین ۔ الخ ۔ یعنی اگر عدد رؤس اور عدد سہام میں توافق نہ ہو بلکہ تباین ہو تو اُس وقت کل اعداد رؤس کو اصل مخرج میں ضرب کرنا اور اس کے حاصل ضرب سے جدید مخرج بالا تیار کرلینا جیسا کہ اگلے دونوں شعروں میں بیان ہے پس اسی مخرج بالا سے ہر فریق کے ہر فرد کو صحیح سہام پہنچیں گے ۔ مثلاً مثال مذکورہ بالا میں اگر بجائے چھ نفر دختران کے پانچ نفر دختران ہوں تو اُن کے عدد رؤس اور عدد سہام میں نسبت تباین پیدا ہوگی پس اس حالت میں کل عدد رؤس کو کہ ۵ ہیں اصل مخرج چھ میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب تیس ہوں گے اب وہی مخرج بالا ٹھہرے گا اور اُس سے ہر فرد کا حصہ صحیح بٹ جائیگا ۔ مخرج بالا اُس کا نام ہے کہ جب اصل مخرج سے سہام تقسیم نہ ہوں تو اُس میں کسی [illegible] نسبت کی مناسبت سے ضرب دیں اور اُس کے حاصل ضرب کو اٹھا کر اصل مخرج پر ایک لکیر یا خط کھینچ کر اوپر رکھدیں جیسا مثال مذکور میں درج ہے اسی کا نام مخرج بالا ہے فقط ۱۲

۵۳ اور کئی فرقوں کے الخ ۔ اب تک جو بیان کیا گیا وہ صرف ایک فرقہ کے سہام منکسرہ کی تصحیح کا بیان تھا اب یہاں سے چند فرقوں موجودہ فرائض کے سہام منکسرہ کی تصحیح شروع ہوئی ہے (بقیہ نوٹ نمبر ۳ کا و نمبر ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ اور اگر ان میں تباین سے ہو الخ - یعنی اگر ان فرقوں کے باہم نسبت تباین پائی جائے تو ایک فریق کے کل عدد رؤس کو دوسرے فریق کے کل عدد رؤس میں ضرب کرنا چاہئے ۱۲-منہ ۵۲ ان کے الخ - یعنی ان دونوں فریق کے باہم حاصل ضرب سے تیسرے فریق نسبتیہ کی نسبت کو غور کرنا چاہئے کہ ان میں کیا نسبت پیدا ہوتی ہے کیا معنی کہ اگر ایک فرقہ کے وفق کو دوسرے سے ضرب کیا گیا ہو جیسا کہ اس سے اوپر تیسرے شعر میں بیان کیا گیا ہے یا بصورت تباین کل عدد رؤس کو دوسرے فرقہ کے کل عدد رؤس سے ضرب کیا گیا ہو جیسا کہ اس سے اوپر کے شعر میں موجود ہے تو ان دونوں نسبتوں کے ہر ایک کے حاصل ضرب سے تیسرے فرقہ کے نسبتیہ عدد رؤس میں نسبت دیکھنا چاہئے ۱۲-منہ ۵۳ ہو توافق وفق - الخ - یعنی اب اگر ان میں نسبت توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے میں اور اگر نسبت تباین ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل عدد رؤس کو ضرب دینا چاہئے کہ کیا معنی کہ حاصل ضرب فرقہ ہائے نسبتیہ بالا کو فریق سوم کی نسبت منظورہ سے پھر ضرب دینا چاہئے ۱۲-منہ -

| | |
|---|---|
| ۵۱ اور اگر انمیں تباین سے ہو حرب | ایک کو دی دوسرے کے کل میں ضرب |
| ۵۲ انکے حاصل ضرب سے پھر بے قصور | تیسرے میں غور کر جا کر ضرور |
| ۵۳ ہو توافق وفق اسکا ضرب کر | اور تباین ہو تو کل میں اے پسر |
| ۵۴ ایسے ہی چارم میں پنجم میں مدام | غور کر کے ضرب دینا تا تمام |
| ۵۵ بعد ہم آخر کے حاصل ضرب کو | اصل مخرج میں اٹھا کر ضرب دو |
| اس سے ہو تصحیح اسکی بالیقیں | ۵۶ پھر اگر ہو عول مخرج میں کہیں |
| ۵۷ ضرب ہوگی عول میں بس ہر جگہ | حاصل ضرب اسکا ہوگا مسئلہ |

## ذوی الفروض پر رد کرنے کا بیان

| | |
|---|---|
| ۵۸ جب نہ ہو عصبہ کوئی ذی الفرض میں | ما بقی بھی پھر انہیں کو پھیر دیں |
| اسکو رد کہتے ہیں سب اہل ہنر | ۵۹ رد و لے ہوتا نہیں زوجین پر |

۵۴ ایسے ہی چارم - الخ - یعنی اسی طریق مذکور کے موافق چوتھے اور پانچویں فریق میں بھی اگر وہ پائے جائیں نسبتوں کا ان میں غور کر کے ضرب کرتے رہنا چاہئے آخر تک کیا معنی کہ چاہے جس قدر فریق ہوں ان تمام فریقوں میں یہی طریق ضرب کا جاری رکھنا چاہئے منہ ۵۵ بعد ہم آخر کے حاصل ضرب کو - الخ - یعنی طریق مذکور کے موافق آخر فریق تک ضرب کر کے سب سے آخر تک کے حاصل ضرب کو اصل مخرج میں ضرب دینا اس سے تصحیح مسئلہ ہو جائے گی - منہ ۵۶ پھر اگر ہو عول مخرج میں الخ - یعنی پھر اگر کسی جگہ مخرج میں عول بھی ہو تو وہاں مخرج عائلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصل ضرب مخرج مالا قائم ہوگا ۱۲-منہ ۵۷ ضرب ہوگی عول میں - الخ - یعنی جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ۱۲-منہ ۵۸ جب نہ ہو عصبہ کوئی الخ یعنی جیسا وارثوں میں جملہ ذوی الفروض ہوں اور عصبہ آخذ بقیہ فرض نہ پایا جائے تو اسوقت ذوی الفروض کا فرض دیکر جو باقی بچے وہ بقیہ بھی پھر انہیں ذوی الفروض کو علیٰ قدر حصص لوٹا دیا جائے اسی کا نام اہل فرائض کے یہاں رد ہے ۱۲-منہ ۵۹ رد و لے ہوتا نہیں الخ یعنی ذوی الفروض کے فرقہ میں جورو اور خاوند - ان دونوں پر رد نہیں ہوتا کیا معنی کہ جو اصل فرض ان کا ہے وہی ملتا ہے اس کے سوا دوبارہ بطور رد انہیں کچھ نہیں دیا جاتا باقی اور تمام ذوی الفروض کو در صورت نہ ہونے عصبہ کے رد کیا جاتا ہے اور زوجین پر رد کا نہ ہونا متفق علیہ ہے لیکن جبکہ فرائض میں سوا جورو یا خاوند کے کوئی اور ذوی الفروض ہو اور ذوی الارحام میں سے بھی کوئی نہ ہو غرض سوائے بالزائد تک کوئی مستحق نہ ہو تو اس وقت فتویٰ یہ ہے کہ جورو یا خاوند میں سے جو کوئی ہو اسی پر سب رد کر دیا جائے کذا قال استاذی و مولائی حافظ قاری مولانا مولوی امیر حسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ - منہ -

۵۱ اہلِ رد میں جنس واحد ہو - الخ اہلِ رد سوا زوجین کے باقی ذوی الفروض کو کہتے ہیں یعنی جبکہ اہلِ رد ذوی الفروض میں سے فقط ایک جنس کے فریق ہوں مثلاً لڑکیاں نری یا نری بہنیں پائی جائیں تو اُس وقت جسقدر وہ لڑکیاں یا بہنیں ہوں ان کے عدد رُوس کے مطابق مخرج بنا لیا جائے۔ مثلاً فرض کرو کہ ایک لڑکی ہو تو ایک سے مخرج بنا کر اُس کو سب دیدیا جائے اور اگر دو لڑکیاں ہوں تو دو سے مخرج بنا کر آدھا آدھا اُن دونوں کو تقسیم کر دیا جائے یا تین بہنیں ہوں تو تین سے مخرج بنا کر اُن کو مساوی تقسیم کر دیا جائے یہی معنی ہیں اعداد رُوس سے مسئلہ یا مخرج قائم کرنے کے - منہ ۵۲ اور جو ہوں دو تین فرقے - الخ یعنی اور جو فرائض میں ذوی الفروض اہلِ رد میں سے دو یا تین قسم کے مختلف اجناس فریق بھی موجود ہوں تو اُس وقت مخرج مسئلہ اُن کے سہام کے عدد کے مطابق بنا کر قائم کریں یعنی کہ جسقدر سہام اُن کو اصل مخرج سے ملتے ہوں پس انہیں سہام کے شمار کے بموجب مخرج بنا کر اور اُس سے سب کو تقسیم کر دیں۔ مثلاً ایک شخص فوت ہوا اُس نے ایک ماں اور چار بہنیں چھوڑیں اس صورت میں اصل مخرج چھ سے ہے۔ چھٹے کا ایک ماں کو اور دو تہائی کے چار چار بہنوں کو دیئے گئے تو ایک باقی رہا لہٰذا قاعدہ رد جاری کیا گیا اور جسقدر سہام کہ اُن کو اصل مخرج سے پہنچتے ہیں یعنی پانچ ہیں پس اب انہیں پانچ عدد سے مخرج بنا کر ایک ماں کو اور چار بہنوں کو تقسیم کر دے اسی کا نام رد ہے جس طرح ذیل کی مثال سے ظاہر ہے منہ

مسئلہ ۵

| ماں | خواہران یعنی چار نفر |
|---|---|
| ۱ سہم | ۴ سہام |

اہلِ رد میں جنس واحد ہو اگر[51] — مسئلہ اعداد سے تب اُنکے کر
اور جو ہوں دو تین فرقے فرض میں[52] — مسئلہ اُن کے سہاموں سے کریں
پھر اگر زوجین میں سے ہو کوئی[53] — اہلِ رد کے ساتھ پس اے متقی
چھوٹے مخرج میں سے دیکر جنت کو[54] — مابقی سب اہلِ رد کو بانٹ دو
ساتھ اس کے جنس واحد ہو اگر[55] — مابقی کو بانٹنا اعداد پر
منقسم ہو جائیں گر اُن پر سہام[56] — سب سے بہتر ہے وگرنہ لاکلام
چھوڑ کر سب کلام کر نسبت کا غور[57] — اُنکے اعداد اور سہموں میں بغور
ان میں نسبت ہو توافق کی اگر[58] — ضرب کو وفقِ رُوس اب اخذ کر
ضرب اقل مخرج میں جنت شو کے ہو[59] — اور تداخل میں بھی لینا وفق کو
اور تباین انہیں ہو گر اے عروس[60] — کر اقل مخرج میں ضرب کل رُوس
اور اگر ہوں ساتھ اسکے دو فریق[61] — تب ہاں کرنا عمل یوں اے رفیق

۵۳ پھر اگر - الخ - یعنی پھر جو فریق اہلِ رد کے ساتھ میں زوج و زوجہ میں سے بھی کوئی موجود ہو پس اُس وقت - منہ ۵۴ چھوٹے مخرج میں سے دیکر - الخ - یعنی جبکہ فرائض میں فریق اہلِ رد کے ساتھ غیر اہلِ رد بھی پائی جائیں یعنی کہ زوج زوجہ میں سے بھی کوئی ایک شخص اُن کے ساتھ موجود ہو تو اُس جگہ اقل اُس کے چھوٹے مخرج میں سے اُس کا حصہ فرض نکال کر بقیہ مخرج مذکور کو فرقہ ہائے اہلِ رد پر تقسیم کر دینا چاہیئے اسی قاعدہ کے بموجب جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے کہ جنس واحد کو اُس کے عدد رُوس کے مطابق اور مختلف اجناس کو اُن کے سہام کے موافق دیا جائے کہ اس سے رد صحیح ہوتا ہے۔ جنت سے مراد جورو۔ خاوند ہیں کہ ہر ایک دوسرے کا جنت ہوتا ہے۔ چھوٹے مخرج سے یہ مراد ہے کہ میاں بی بی کا چھوٹے سے چھوٹا وہ مخرج جس میں سے اُنکا حصہ فرض وسہم شرعی برآمد ہوتا ہے یعنی دو چار۔ یا آٹھ۔ کہ کم از کم انہیں مخرجوں سے میاں بی بی اپنا حصہ فرض پاتے ہیں۔ پس یہاں چھوٹے مخرج میں سے اُس کو دینے کے یہ معنی ہیں کہ اگر کہیں فرائض میں بہ معیت شوہر یا بی بی رد کرنے کی ضرورت ہو تو وہاں اقل میاں بی بی کے مخرج خورد میں سے اُن کا فرض نکال کر۔ مثلاً بصورت نصف دو کے مخرج سے اور بصورت چہارم چار کے مخرج سے اور بصورت ہشتم آٹھ کے مخرج سے اُن میں سے ایک کا حصہ دیکر باقیماندہ (بقیہ نوٹ نمبر ۳ کا و نمبر ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ جو اُس مخرج - الخ - یعنی بعد دینے حصّہ فرض جنت یت کے اُس کے مخرج خورد سے مالبقی سہام مخرج مذکور پر مجموع حصص ہر دو فریق اہل رد کو جانچنا چاہیئے کہ آیا مجموعہ سہام اہل رد اور بقیہ سہام مخرج اقل ایک ہیں اور ان میں کچھ اختلاف تو نہیں ہے منہ ۵۲ راست ہو کر الخ - یعنی اگر وہ مجموعۂ سہام اور بقیہ سہام مخرج اقل راست ہو جائیں اور ان میں باہم استقامت ہو تو پھر یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا وہ سہام مستقیم فریقین اہل رد کے ہر فرد پر منقسم بھی ہیں یا نہیں پس اگر وہ اُن کے ہر فرد پر منقسم ہوں تو بہت بہتر ہے اور نہایت تحسین و آفرین کی جگہ ہے کہ کسی سر درد کی نوبت نہ آئی جیسا مثال ہذا میں ملاحظہ طلب ہے -

مسئلہ ۴

| زوجہ یک | جدہ یک | برادران اخیافی ۲ نفر |
|---|---|---|
| ۱ سہم | ۱ سہم | ۲ سہام |

صورت مسئلہ میں متوفی کے ایک زوجہ اور ایک جدہ اور دو برادران اخیافی وارث ہوئے چونکہ کوئی عصبہ نہیں ہے لہٰذا مسئلہ ردیہ ہے پس بموجب قواعد رد زوجہ کو اول اس کے اقل مخرج سے کہ چار ہیں ایک دیا تو تین باقی رہے وہ تینوں سہام معۂ رد کے جدہ صحیحہ و برادران اخیافی کے واسطے ہیں چونکہ جدّہ و برادران اخیافی کے مجموع سہام بھی تین ہیں لہٰذا وہ سہام مالبقی جنت کے مجموع سہام اہل رد کے مطابق ہیں اور ان پر مستقیم ہیں کہ ان میں سے ایک جدّہ کے حق کا ہے اور دو برادران اخیافی کے حق کے ہیں اور چونکہ جدّہ بھی ایک ہے اور برادران اخیافی بھی دو نفر ہیں لہٰذا وہ سہام ہر فریق کے ہر فرد پر صحیح منقسم بھی ہیں جیسا کہ دیر مثبت تحریر ہے پس یہاں اب کسی مزید کارروائی اور دوسری ضرورت نہیں اور واضح ہو کہ جدہ صحیحہ و برادران اخیافی کے مجموع سہام تین اس لئے ہیں کہ اگر

[illegible]

جو اقل مخرج سے دیگر جنت کو [51] / بچ رہا اُسمیں حصص کو جانچ لو
راست ہو کر وہ ہر اک کی راس پر [52] / ٹھیک بٹ جائے تو بہتر خوب تر
ورنہ پہلے غور نسبت کا کریں [53] / دونوں فرقوں کے سہام و راس میں
ٹھہرے جو جو قدر اُنکے راس کی [54] / دیکھ پھر اُن نسبتوں میں اے ذکی
گر توافق ہو تو وفق یک فریق [55] / اور تباین ہو تو کل کو باطریق
دوسرے میں ضرب دیکر کے حساب / اُن کے حاصل ضرب کو لیکر شتاب
جنت کی مخرج اقل میں ضرب دے [56] / اُسکی حاصل ضرب سے مخرج بنے
گر تماثل ہو تو اُنمیں کوئی سا [57] / اور تداخل میں جو فرقہ ہو بڑا
ضرب دینا مخرج مذکور میں / اُسکے حاصل ضرب سے تصحیح لیں
جب نہو باقی زوجین ای قسیم [58] / فرقہ ہائے اہلِ رد پر مستقیم
اُنکے حصے لیکے مخرج جنت میں [59] / ضرب دیکر راست کرلینا اُنھیں

ذوالفروض میں کسی جگہ صرف جدّہ اور برادران اخیافی ہوں تو وہاں مخرج مسئلہ بموجب قواعد تصحیح چھ ہوگا اس میں سے چھٹے حصہ کا ایک جدّہ کو اور تہائی کے دو برادران اخیافی کو پہنچیں گے - جب اُن دونوں اعداد کو ایک جگہ جمع کریں گے تو وہ تین عدد ہو جائیں گے پس یہی اعداد مجموع سہام یا مجموع حصص کہلائے جائیں گے اور چونکہ یہ بات پہلے ہی بتا دی گئی ہے کہ رد کے موقع پر فریقین اہل رد کو اُن کے سہام فرض کے مطابق دیا جائے گا لہٰذا یہاں اُن کے سہام فرض کو جمع کر کے مالبقی مخرج اقل احد الزوجین پر پھیلا کر ہر فرد کو تقسیم کر دیا گیا جیسا کہ ظاہر ہے فتفتہ - ۱۲ منہ ۵۳ ورنہ پہلے غور نسبت - الخ - یعنی اور اگر وہ سہام مستقیم فریقین اہل رد کے عدد رؤس پر فرداً فرداً تقسیم نہ ہوں تو اُس وقت پہلے اُن دونوں کے عدد رؤس و سہام حاصلہ میں نسبت کا غور کریں کہ اُن میں کیا نسبتیں ہیں ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ نمبر ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

پھر نہ وہ بھی۔ الخ۔ یعنی اگر وہ راست شدہ سہام فریقین اہل رد کے ہر فرد پر منقسم نہ ہوں کیا معنی کہ اگر وہ راست شدہ سہام راست ہو کر اہل رد کے ہر فریق پر منقسم بھی ہوں تو ظاہر ہے کہ پھر کسی اور بات کی ضرورت ہی نہیں جیسا کہ مثال مندرجہ حاشیہ شعر بالا میں موجود ہے کہ سہام راست شدہ فرقہ ہائے اہل رد کے ہر فرد پر منقسم بھی ہیں اور اگر وہ راست شدہ سہام ان پر فرداً فرداً منقسم نہ ہوں تو اس وقت حسب دستور قواعد تصحیح ان کو بھی درست کرنا چاہیئے جیسا کہ اسی فصل میں چند بار تصحیح مختلف طریق پر بیان ہو چکی ہے کہ مزید بیان کی مطلق ضرورت نہیں ہے لیکن پھر بھی بغرض اطمینان طالب ایک مثال اس کی بھی اور تحریر کیجاتی ہے۔ اس پر غور کرنا چاہئے۔ مثلاً اگر مثال مذکورہ بالا میں بجائے ۴ نفر لڑکیوں کے نو ۹ لڑکیاں ہوں اور بجائے ۱ نفر جدات کے ۶ نفر جدات ہوں تو اس حالت میں ۲۸ سہام لڑکیوں کے ۹ نفر لڑکیوں پر اور سات سہام جدات کے چھ نفر جدات پر منقسم نہ ہوں گی پس فریقین اہل رد کے سہام مقبوضہ اور عدد رؤس میں نسبت کا غور کیا جائیگا چونکہ بنات کے عدد رؤس ۹ میں اور سہام مقبوضہ اٹھائیس ۲۸ میں تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس ۹ عدد معتبر ہوئے اور اسی طرح جدات کے رؤس چھ ۶ و سہام مقبوضہ سات میں تباین ہے پس وہ عدد رؤس بھی چھیوں مقبول ہوئے اب ان ہر دو ۹ و ۶ تسبینی فریقوں میں مکرر نسبت کا غور کیا گیا تو توافق بالثلث ان میں معلوم ہوا لہٰذا ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دیا تو اٹھارہ ہوئے اب ان حاصل ضرب اٹھارہ کو مخرج مستقیم یعنی کہ چالیس میں پھر ضرب دیا تو حاصل ضرب ۷۲۰ ہو گئے اب ان ۷۲۰ کے مخرج مسئلہ سے ہر فریق کے ہر فرد کو ٹھیک تقسیم ہوتا ہے کیا معنی کہ اب ہر فریق کے سہام ان پر مستقیم بھی ہیں اور ان میں سے ہر ایک فرد پر منقسم بھی ہیں جیسا کہ مثال مندرجۂ ذیل سے بخوبی ظاہر و روشن ہے۔

نہ رد ہے منذ عول اسے صاحب کرم ✤ رد میں حصے دیں زیادہ اسمیں کم۔

| | |
|---|---|
| پھر نہ وہ بھی منقسم ہوں اُنپر گر | حسب دستور اُن کی بھی تصحیح کر |
| رد ہی منذ عول ای بانام و ننگ | رد میں حصے ہوں زیادہ اسمیں تنگ |

# ذوی الارحام کا بیان

| | |
|---|---|
| ہیں ذوی الارحام میت کے قریب | پر نہیں ذی فرض و عصبہ وہ غریب |
| جب نہ ہوں عصبات و ذی فرض اہلِ رد | تب انھیں ترکہ ملے بے ردّ و کد |
| مثل عصبہ چار قسم اُن سب کی گن | پہلے فرعِ بنت و فرعِ بنت ابن |
| تا باسفل ہیں یہ ہیں فرعِ بنات | دوسرے اجداد و جدّہ فاسدات |
| تیسرے اُسکی برادر زادیاں | نیز خواہر زادے خواہر زادیاں |
| چوتھے پھپی اور ماموں خالہ سب | اور چچا کی لڑکیاں بھی گنئے اب |
| بعد ہم ماں باپ کی ہیں پھپیاں | ماموں اور خالہ چچا کی لڑکیاں |

مسئلہ $\frac{۷۲۰}{\frac{۴۰}{۸}}$

میت

| زوجہ یک کس | دختران ۹ نفر | جدات ۶ نفر |
|---|---|---|
| ۹۰ سہام | ۵۰۴ سہام | ۱۲۶ سہام |

فرائض ہذا کی تصحیح ۷۲۰ کے مخرج سے ہوئی اسمیں سے آٹھویں حصہ کے زوجہ کو نوّے ۹۰ سہام پہونچے اور وہ اسپر مستقیم ہیں اب ما بقی زوجہ ۶۳۰ بچے ان میں سے پانچویں حصہ کے ۱۲۶ سہام جدات کو دیئے گئے (اسلئے کہ مجموعہ سہام جو پانچ ہیں ان میں سے جدات کا ایک ہی ہو کر مجموعہ سہام کا پانچواں حصہ ہے پس اسی حساب سے ۶۳۰ باقیماندہ زوجہ میں سے پانچویں حصہ کے ۱۲۶ چھ جدات کو دیئے گئے) اور وہ ان کی ہر ایک فرد پر منقسم ہیں کہ ان میں سے ہر ایک جدہ کو اکیس ۲۱ اکیس ملتے ہیں باقی ۵۰۴ سہام ۹ دختران کے رہے وہ ان کے ہر فرد پر منقسم ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو چھپن چھپن پہونچتے ہیں اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ۷۲۰ ہو جائیں گے لہٰذا تصحیح کامل ہے اگر ایسے موقع پر زوجات بھی متعدد ہوں تو ان کا حصہ بھی اسپر منقسم نہ ہوگا (بقیہ نوٹ نمبر ۱ کا نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ ضمیمہ میں دیکھیں)

ملک سلسلہ اس کا یہی ہے ۔الخ۔ یعنی ذوی الارحام کی توریث کا سلسلہ مثل عصبات کے ہے کہ قسم اول کے ہوتے ہوئے قسم ثانی والوں کو اور ان کے سامنے تیسری قسم والوں کو اور ان کے سامنے چوتھی قسم والوں کو کچھ نہیں ملتا ہے فتبصر ۱۲ منہ ملک ایسے ہی میت سے الخ۔ یعنی جس طرح قسم اول کے مقابلہ میں قسم دوم والے بے نصیب و بے بہرہ رہتے ہیں اسی طرح ایک قسم کے اندر قریب کے ہوتے ہوئے بعید کو نہیں ملتا مثلاً نواسہ کے ہوتے ہوئے نواسہ کے لڑکوں کو اور نانا کے ہوتے ہوئے نانا کے باپ کو کچھ نہ ملیگا ہکذا وہکذا۔ ۱۲ منہ ملک قسم یک میں ہوں جو دو ۔الخ۔ یعنی اگر ایک قسم کے اندر دو کس ذوی الارحام میں ایسے ہوں جن میں سے ایک کا مورث تو اس میت کا وارث ذوی الفروض میں خواہ عصبات میں بن سکتا ہو اور دوسرے کا مورث ایسا نہ ہو کیا معنی کہ وہ اس میت کے نہ ذوی الفروض میں ہو نہ عصبات میں ہو پس تو ان دونوں ذوی الارحام والوں میں بھی ان کے اصل کے بموجب عمل کر کیا معنی کہ جس کا مورث وارث میت ہو سکتا ہو اس کو ترکہ میت ہذا کا سب دیدے اور جس کا مورث وارث میت ہذا کا نہ ہوتا ہو اس کو کچھ نہ دے مثلاً اگر کہیں ذوی الارحام میں ایک تو پوتی کا لڑکا یا لڑکی ہو۔ اور دوسرا نواسی کا لڑکا یا لڑکی ہو تو اس صورت میں سب ترکہ پوتی یعنی دختر پسر کے لڑکے یا لڑکی کو ملیگا دوسرے کو جو کہ نواسی کا لڑکا یا لڑکی ہو کچھ نہ ملیگا۔ کیونکہ اگرچہ یہ دونوں ذوی الارحام میں ہیں اور دونوں سلسلہ میں بھی برابر ہیں کہ ایک پوتی کا زائیدہ ہے اور دوسرا نواسی کا زائیدہ ہے مگر چونکہ پوتی ذوی الفروض میں داخل ہے اور نواسی داخل نہیں ہے لہذا ان کی اصل کے بموجب ان کے ساتھ معاملہ کر کے ایک کو سب ترکہ ملیگا اور دوسرے کو کچھ نہ ملیگا فتبصر منہ ملک اور جو اصل ان کی یکساں الخ۔ یعنی اگر ان ہر ذوی الارحام کی اصل مساوی و یکساں ہو مثلاً دونوں پوتی کے ہوں یا دونوں نواسی کے ہوں یا ایک ماموں کا ہو اور ایک خالہ کا ہو یا ایک دختر عم کا ہو اور ایک دختر عمہ کا زائیدہ ہو غرض کہ سلسلہ قرابت اور اصل دونوں کی مساوی و برابر ایک دوسرے کے ہو تو اس وقت مرد اور عورت کو بطریق عصبہ للذکر مثل حظ الانثیین دیا جائیگا مساوات اصل میں اس بات کا بخوبی خیال رکھنا چاہئے کہ یا تو دونوں ذوی الفروض و عصبات کے زائیدہ ہوں یا دونوں ذوی الارحام کے زائیدہ ہوں اس وقت ان سب کو ملا کر ترکہ تقسیم کیا جائے اور اگر برخلاف ہوں تو ذوی الفروض و عصبات کے زائیدہ فایق و مقدم ہوں گے اور ذوی الارحام کے محروم رہیں گے اور اسی طرح قرب و قوت قرابت کا بھی مثل عصبات کے لحاظ رکھنا چاہئے کہ قریب کے ہوتے بعید کو نہ دیا جائے اور دو قرابت والوں کو ایک قرابت والے پر ترجیح دی جائے مثلاً عمہ عینی کے مقابلہ میں عمہ علاتی اور خالہ عینی کے مقابلہ میں خالہ علاتی کچھ نہ پائیں گے اسی طرح ان کی اولاد میں خیال رکھنا چاہئے کہ عینی کی اولاد علاتی کی اولاد پر مقدم ہے فتبصر ۔ منہ۔

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ ضمیمہ میں دیکھیں)

ملک سلسلہ اسکا یہی ہے اے حبیب — قسم اول سے ہے ثانی بے نصیب
ملک ایسے ہی میت سے جو ہوگا قریب — دور والا اس سے ہوگا بے نصیب
ملک قسم یک میں ہوں جو دو ایسے کہیں — ایک کا مورث ہو وارث بالیقیں
دوسرے کا ہو نہ وارث کچھ اگر — پس تو ان دونوں میں بھی دیا ہی کر
ملک اور جو ہو اصل انکی یکساں تب انہیں — ترکہ دو۔ اور جو ہو کم ایک میں
ملک اور جو ہوں سب عورتیں یا مرد سب — پس برابر بانٹنا ہر اک کو تب
ملک باپ کی قربت ذوی الارحام میں — ماں کی قربت سے قوی ہی کام میں
ملک باپ والوں کو ہیں دو۔ اور ماں کو ایک — ایسی ہی تقسیم کر بارائے نیک

## حمل کی وراثت کا بیاں

ملک وارثوں میں حمل بھی گر ہو کہیں — اسکا حصہ بھی اٹھا رکھیں وہیں

سلہ مرد و عورت ہیں - الخ - یعنی میت ہٰذا کے ذوی الفروض وعصبات مرد و عورتوں میں سے جس کو حصہ زیادہ ملتا ہو اس کے بقدر وہ حصہ میراث میں سے لیکر حمل کے واسطے انتظار کیا جائے - بعض صورت فرائض میں ایسی ہوتی ہے جسمیں بہ نسبت مرد کے عورت کو حصہ زیادہ ملتا ہے پس اس لئے مؤلف نے یہ کہا کہ مرد و عورت میں سے جس کا حصہ زیادہ ہوتا ہو وہ لیکر ایک ضامن مزید برآں اور کر لینا چاہیے تاکہ اگر اتفاقیہ بجائے ایک بچہ کے دو بچے یا زیادہ حمل میں پیدا ہوں تو جسقدر حصہ کہ ان کا اور ہوتا ہو وہ بھی وارثان سے واپس لیا جاوے اگر وارث بروقت تقسیم ترکہ ایسا ضامن پیش نہ کریں تو تقسیم ترکہ تا وضع حمل موقوف رکھی جائے مثال اس بات کی کہ بعض صورتوں میں عورت کو مرد سے زیادہ پہنچتا ہے یہ ہے کہ اس کو ملاحظہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶ عول ۸

| زوج | مادر | ہمشیرہ اخیافی یک | حمل از پدر متوفیہ |
|---|---|---|---|
| ۳ سہام | ۱ سہم | ۱ سہم | ۳ |

| | |
|---|---|
| مرد و عورت ہیں جسے زائد ملے | پس وہ حصہ لیکے اک ضامن بھی لے |
| حمل میت موت سے دو سال تک | گر ہو پیدا حصہ لے بے ریب و شک |
| دوسرے کا حمل ہو تو موت سے | چھ مہینے تک جنا تو حصہ لے |
| حمل جبتک نصف سے زائد جنے | اور ہو زندہ گو کہ بعد اسکے مرے |
| تب تو وارث ہی اور تو ورثہ ہی ہو | ورنہ حصہ اسکا تم اگلوں کو دو |

## خنثیٰ کی میراث کا بیان

| | |
|---|---|
| مرد و زن میں ہو علامت سے تمیز | جسمیں ہوں دونوں علامت اے عزیز |
| اسکو خنثیٰ کہتے ہیں سب بالیقین | پس اگر ہو وارثوں میں وہ کہیں |
| اس علامت سے ہو حصہ یاب وہ | جس علامت سے کرے پیشاب وہ |
| بول کرتا ہو وہ دونوں سے اگر | تو پہل جس سے کرے وہ معتبر |

یعنی اس علامت سے وہ حصہ پائے گا جس علامت سے کہ پیشاب آئے گا۔

صورت مسئولہ میں ایک عورت مری اور اُسنے خاوند اور ماں اور ایک اخیافی بہن اور ایک حمل اپنے باپ کا چھوڑا - تو اس صورت میں اگر حمل کو مرد فرض کریں تو وہ متوفیہ کا بھائی ہوگا اور عصبہ بن کر ترکہ پائیگا اور چونکہ بسبب جمع ہونے نصف کے ساتھ قسم دوم کے مخرج چھ سے ہے پس چھ میں سے نصف کے ۳ سہام خاوند کو پہنچیں گے اور چھٹے کا ایک ماں کو اور ایک اخیافی بہن کو ملے گا باقی رہا ایک سہم وہ بھائی کو بطور عصوبت پہنچیگا اب اگر حمل کو عورت فرض کریں تو وہ متوفیہ کی بہن حقیقی قرار پائے گی اور اس صورت میں بہن ذوی الفروض میں شمار ہو کر نصف ترکہ کی مستحق ہوگی پس چھ کا نصف ۳ سہام اس بہن کو ملیں گے اور مسئلہ میں عول ہو کر آٹھ سے مخرج بنے گا جمیں سے ۳ سہام زوج کو اور ایک ماں کو اور ایک اخیافی بہن کو اور تین حمل سے زائیدہ بہن کو پہنچیں گے اور یہ ۳ سہام اس بہن کے بھائی والے ایک سہم سے کہیں زائد ہیں لہٰذا اس موقع پر حمل کو عورت قرار دیکر تین سہام منجملہ ۸ سہام کے انتظار کیں گے جیسا کہ زیر مد میت تحریر ہے - فقہیہ - منہ -

(بقیہ فوٹ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

| | |
|---|---|
| اور معاً گر آئے دونوں راہ سے | پھر تو خنثیٰ مشکل اسکو جانئے |
| یا علامت کچھ نہ مطلع ہو صاف | ہو بال ایک چھید خالی مثل ناف |
| وہ بھی ہے خنثائے مشکل اے حضور | ہے فرائض اسکی بس مشکل ضرور |
| مرد و عورت میں سے[51] جسکو کم ملے | پس وہ حصہ مشکلِ خنثیٰ کو دے |

# مفقود الخبر کی میراث کا بیان

| | |
|---|---|
| ہو[52] جو کوئی شخص مفقود الخبر | مال اس کا رکھدیں نزد معتبر |
| کیونکہ[53] اپنے مال میں زندہ ہے وہ | لیک ترکہ غیر میں مُردہ ہے وہ |
| غیر کے[54] ترکہ سے جو حصہ ملے | وہ بھی مثلِ حمل امانت میں رہے |
| اسکی[55] پیدائش سے ستر سال تک | حصہ ہر مورث سے لینا یک بیک |
| پھر[56] جو آجائے وہ مفقود الخبر | دیدیں دونوں مال اسکو سر بسر |

[51] مرد و عورت میں سے کم جس کو ملے۔ الخ۔ یعنی میراث میں مرد و عورت میں سے جسکو کم حصہ ملتا ہوگا یا کچھ نہ ملتا ہوگا تو وہی حصہ خنثیٰ مشکل کا قرار پائے گا کیا معنی کہ اگر فرائض میں کسی جگہ مرد کو حصہ کم ملتا ہے تو وہاں اس کو مرد کا حصہ دیا جائیگا اور اگر عورت کو کسی موقع پر کم ملتا ہوگا تو وہاں اُس خنثیٰ مشکل کو عورت کا حصہ دیا جائیگا۔ اور یہ بات پیشتر ہی بتادی گئی ہے کہ بعض صورتوں میں بہ نسبت مردوں کے عورتوں کو کم ملتا ہے لہذا بعض صورتوں میں بہ نسبت عورتوں کے مردوں کو کم ملتا ہے لہذا جس صورت میں کہ جس کو کم حصہ ملتا ہو یا اگر کچھ نہ ملتا ہو پس اس صورت میں خنثیٰ مشکل کو وہی نقصان پہنچائیں گے۔ غرض کہ خنثیٰ مشکل کی میراث حمل کے برعکس ہے کہ جس طرح حمل کو مرد و عورت میں سے جس کا حصہ زیادہ ہوتا ہے وہ اس کے لئے اٹھا رکھ لیا جاتا ہے اسی طرح خنثیٰ مشکل کو برخلاف اس کے مرد اور عورت میں سے جس کو کمتر ملتا ہوتا ہے وہ دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی موقع پر میت کے ایک لڑکا ہو اور ایک خنثیٰ مشکل ہو تو وہاں پر خنثیٰ مشکل کو لڑکی قرار دے کر تین میں سے دو لڑکے کو اور ایک اس خنثیٰ مشکل کو دیا جائیگا جس طرح کہ مسئلہ ذیل سے ظاہر ہے منہ۔

[52] ہو جو کوئی شخص۔ الخ یعنی اگر فرائض میں کسی جگہ مفقود الخبر بھی وارث ہو (مفقود الخبر اس شخص کو کہتے ہیں جو باہر چلا گیا ہو اور اس کے مرنے جینے کی کچھ خبر معلوم نہ ہو) پس ایسے شخص کا ذاتی مال جو کچھ ہو از قسم منقولہ وہ کسی معتبر و متدین شخص کے پاس بطور امانت رکھدیا جائے اور از قسم غیر منقولہ میں جو محاصل اس کا ماہانہ یا سالانہ وصول ہوا کرے وہ بھی اس امین کے پاس جمع ہوا کرے اور اقسام مویشی و دیگر اشیا تلف شدنی کو فروخت کرکے اس کی قیمت جمع کردیجائے۔ اگر اس مفقود الخبر کے بی بی و بچے نابالغ یا ضعیف العمر و حاجتمند والدین موجود ہوں تو اس کے مال میں سے بقدر کفاف اُن کو دیا جایا کرے اور باقی بطور امانت جمع ہوا کرے کذا قال استاذی و مولائی حافظ و قاری مولانا مولوی امیر حسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۲ منہ

[53] کیونکہ اپنے مال میں زندہ ہے وہ۔ الخ۔ یعنی اس کا ذاتی مال اس لئے امانتہً جمع کیا جائے کہ وہ مفقود الخبر اپنے ذاتی مال میں زندہ ہونے کا حکم رکھتا ہے اور زندہ آدمی کا مال بلا اجازت اس کے کسی کو نہیں مل سکتا۔ لیکن غیر کے ترکہ میں اس مفقود کا حکم مردہ کا ہے کیا معنی کہ جو میراث کسی مورث کی اس کے پس غیبت اس کو پہنچے اس میراث میں اس کو مردہ کا حکم ہے جبکہ وہ میعاد مقررہ کے اندر واپس نہ آئے یا کہ بعد موت مورث اس کی زندگی ثابت نہ ہو اور اس مجمل کی تفصیل پانچویں شعر میں آنے گی قیبنہ منہ

[54] غیر کے ترکہ کا جو حصہ۔ الخ یعنی اس مفقود کو مورث کے ترکہ سے وارثۃً جو کچھ ملتا ہے وہ حصہ بھی امانتہً مثل حصہ حمل کے موقوف رکھا ہے اور جو مال کہ ذاتی اس کا رکھا ہوا ہے اس میں یہ ورثہ کا مال شامل نہ کیا جائے کیا معنی کہ وہ مال علیحدہ رہے اور یہ مال علیحدہ رہے کیونکہ ان دونوں کا حکم جداگانہ ہے ۱۲ منہ۔

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ و ۵۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ گرنہ آئے ۔ الخ ۔ یعنی اگر وہ مفقود الخبر شخص اس میعاد معین کے اندر نہ آئے اور اسکی موت وحیات کا حال بھی یقینی نہ معلوم ہونے پائے اور پیشتر سال تمام وکمال اسکی پیدایش کے حساب سے گذرجائیں تو اس وقت اس مفقود کی موت کا حکم دیدیا جائیگا کہ اب وہ زندہ نہیں ہے ۔ اور اگر یہ بات ثابت ہوجائے کہ وہ اب تک زندہ ہے تو پھر اس کی موت کا حکم نہیں دیا جائیگا اور اس کے اموال کی اسے اطلاع دی جائے کہ تیرا یہ مال امانت میں موجود ہے اُسکا کیا ہو لیں وہ جو چاہے سو کہے اور جیسا امر کرے اس کے مطابق عمل کیا جائے یا یہ ثابت ہوجائے کہ فلاں وقت مرگیا تو اس کی موت کے وقت سے پہلے جتنے مورث اس کے مرے تھے ان کے ترکہ سے اُن کے حصے جو اس کو ملے تھے وہ اور اس کا اپنا ذاتی مال ان وارثوں پر تقسیم کرائے جائیں جو مفقود کی موت کے وقت موجود تھے اور اس کے موت کے بعد جن وارثوں سے انتقال کیا ہے ان کا حصہ اُسے نہ ملے گا وہ اُن مورثوں کے دیگر ورثہ کو واپس دیا جائیگا ۔ منہ ۱۲ ۵۲ مال اس کا وارث ۔ الخ ۔ یعنی بعد گذرجانے مدت مذکور اور نافذ ہوجانے حکم موت کے اُسکا ذاتی مال جس کو وہ چھوڑ کر چلا گیا تھا مفقود کے وارثان موجود کو دیا جائے یہ کیا معنی کہ وہ وارث جو ستر سال گذرجانے کے وقت پائے جائیں ان کو مال مذکور بطور ترکہ تقسیم کیا جائے کیونکہ موت اسکو میت کا حکم ہوا ہے پس اسی وقت جو وارث ہوگا وہ ترکہ پائیگا اور وہ مال جو دیگر مورثان کے ترکہ سے مفقود کے پس غیبت اس کو ملتا رہا تھا وہ سب ترکہ مورثان سابق کے ان وارثوں کو کہ جو ان کے مرنے کے وقت موجود تھے پھیر دیا جائے اور مفقود کے وارثان کو یہ مال نہ دیا جائے کیونکہ اس مال میں اس مفقود کو حکم مردہ ہونے کا دیا گیا ہے اور وہ مردہ کو کسیکا ترکہ نہیں ملتا ہے ۔ ترکہ غیر میں مردہ ہونے کے یہی معنی ہیں جیسا کہ پانچ شعر اوپر مذکور ہوا تھا ۔ فقبنہ ۔ واضح ہو کہ اگر مفقود الخبر کی موت وحیات کی خبر میعاد مذکور سے پہلے ہی معتبر ذریعہ سے معلوم ہوجائے گی تو اسی وقت اس کے احکامات نافذ ہوجائیں گے اور میعاد مقرر کے گذرنے کا پھر انتظار نہیں کیا

| | |
|---|---|
| گرنہ آئے اور گذر جائیں ستر سال [۵۱] | حکم اسکی موت کا ثابت ہو بحال |
| مال اُس کا وارث موجود لے [۵۲] | غیر کے ترکہ کا حصہ پھیر دے |
| اُسکی منکوحہ بھی اب عدت کرے [۵۳] | بعد ازاں چاہے تو وہ سُنت کرے |
| حاجب اور محجوب بھی مفقود ہو [۵۴] | حجب حرماں حجب نقصاں اے نکو |

## قیدیوں کا بیان

| | |
|---|---|
| ہوں جو مسلم قید دار الحرب میں [۵۵] | حکم مفقود الخبر میں وہ رہیں |
| ہے یہ اُس صورت میں جب انکا پتا [۵۶] | کچھ نہ ملتا ہو حیات و موت کا |
| ورنہ وہ مسلم ہیں مسلم کی مثال [۵۷] | وارث و مورث ہیں بے تبدیل حال |
| ہاں جو بدلیں دین تو وہ مرتد ہوئے [۵۸] | حکم مرتد فصل آئندہ میں لے |

--- (۰) ---

جائیگا کیونکہ بعد حاصل ہونے علم یقینی اس کی موت وحیات کے پھر وہ مفقود نہیں سمجھا جائیگا جیسا کہ اوپر بیان کردیا گیا ۔ منہ ۔ ۱۲ ۵۳ اُسکی منکوحہ ۔ الخ ۔ یعنی بعد گذرجانے میعاد مذکور ستر سال کے مفقود کی عورت منکوحہ اب اس وقت عدت بھی کرے گی کہ وہ اس پر واجب ہے اور بعد فراغ عدت اگر اس کا جی چاہے تو وہ بطریق سنت نکاح ثانی بھی اب کرسکتی ہے ہمارے عرف میں نکاح کو سنت کرنا کہتے ہیں اسلئے قافیہ میں بجائے نکاح کے سُنت کرنا لایا گیا ہے ۔ فقبنہ ۔ منہ ۔ ۱۲ ۵۴ حاجب و محجوب بھی ۔ الخ ۔ یعنی مفقود الخبر دیگر ورثا کا حاجب بھی ہوتا ہے اور دیگر ورثا سے خود بھی محجوب ہوجاتا ہے ۔ حجب حرمان وحجب نقصان دونوں طریق پر حجب حرمان یہ ہے کہ کچھ نہ ملے جیسے بیٹے کے سامنے پوتا ۔ اور حجب نقصان یہ ہے کہ اصلی فرض سے کم ملے جیسے اولاد کے سامنے زوج وزوجہ کو ۔ ۱۲ ۔ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ عورت مرتدہ کا۔الخ۔ مرتد اس کو کہتے ہیں جو مسلمان دین اسلام سے پھر کر کافر ہو جائے العیاذ باللہ یعنی پس اگر کوئی عورت مرتدہ ہو اور وہ مر جائے تو اس کا سب ترکہ اس کے وارث مسلمانوں کو ملیگا غیر مسلمانوں کو نہ ملے گا کیا معنی کہ اگر مرتدہ متوفیہ کے چند ورثا مسلمان ہوں اور چند وارث مرتد ہوں یا کافر ہوں تو اس کا ترکہ مرتد یا کافروں کو کچھ نہ ملے گا مسلمان ورثا کو سب ملے گا اور اگر اس کا وارث مسلمان کوئی نہ ہو تو اس صورت میں بھی اس کے ترکہ کے مالک کافر یا مرتد ورثا ہرگز نہوں گے بلکہ وہ مال اس کا بیت المال میں عام مسلمانوں کا حق سمجھ کر رکھا جائیگا اور اسی طرح مرتد مرد کے وہ کسب جو اس نے اپنے مسلمانی زمانہ میں کیا ہے تھے وہ بھی اس کے مسلمان وارثوں کو ملیں گے کافر و مرتد وارث کچھ نہ پائیں گے لیکن وہ مال جو مرتد مرد نے اپنی زمانہ ردت میں یعنی مرتد ہونے کی حالت میں کمائے ہوں اس کے کسی وارث کو نہ ملیں گے نہ مسلمان کو نہ غیر مسلمان کو بلکہ یہ کسب تمام و کمال مسلمانوں کے بیت المال میں مال غنیمت کی مد میں رکھے جائیں گے بخلاف زن مرتدہ کہ اس کے سب مال زمانہ اسلام کے کسب کردہ ہوں خواہ زمانہ ردت کے وہ سب اس کے مسلمان وارثوں کو ہی ملیں گے کیا معنی کہ زن مرتدہ کے تمام و کمال کسب کو اور ردت حالت اسلام صرف مسلمان وارثوں کو ملتے ہیں اور اگر مسلمان ورثا ہوں تو وہ سب مال بیت المال میں جاکر لاوارث مال کے خانہ میں جمع ہوتے ہیں اور مرتد مرد کے کسب ہائے ردت اول ہی مرتبہ خواہ کوئی مسلمان وارث ہو یا نہو بیت المال میں بمد غنیمت شامل ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ ۵۲ لیک ترکہ مسلمین اموات کا۔الخ۔ یعنی مسلمان مورث کا ترکہ اسکے مرتد وارث کو کچھ نہیں مل سکتا کیا معنی کہ جس طرح مرتدہ میت کا ترکہ اس کے مسلمان وارثوں کو سب ملتا ہے اور مرتد مرد کا کسب اسلام اس طرح مسلمان میت کا ترکہ اس کے مرتد وارثوں کو نہیں ملے گا اور کیونکر مل سکتا ہے جبکہ مرتد مورث کا بھی ترکہ مرتد وارث کو نہیں ملتا ہے تو پھر مسلمان میت کا ترکہ اس کے مرتد وارث کو کس طرح مل جائیگا فقط۔منہ ۵۳ بعد مورث کے مرے وارث اگر۔الخ۔ یعنی اب یہاں سے

## مرتد کے ترکہ کا بیان

| | |
|---|---|
| عورت مرتدہ کا ترکہ تمام | ہے مسلمان وارثوں کا حق مدام |
| ایسے ہی مرتد کے کسب اسلام کے | کسب ردت اسکے بیت المال سے |
| لیک ترکہ مسلمین اموات کا | وارثان مرتدین کو ناروا |

## مناسخہ کا بیان

| | |
|---|---|
| بعد مورث کے مرے وارث اگر | یعنی ترکہ بانٹنے سے پیشتر |
| اسکے کل وارث انہیں میں سے ہوں گر | مورث اول کے تھے جو ای پسر |
| خواہ باقی کل ہوں وارث انکو | یا ہوں بعض اور فرق قسمت میں نہو |
| پس اسے تو چھوڑ کر تقسیم کر | کالعدم لکھدے تو اسکے نام پر |

مناسخہ کا بیان شروع ہوا مناسخہ اس کو کہتے ہیں کہ مورث اعلیٰ کے مرنے کے بعد ترکہ تقسیم نہ ہونے پائے کہ اور کوئی وارث مر جائے تو ایسی صورت میں الخ ۵۴ اسکے الخ۔ یعنی وارث کے مر جانے کے بعد اس کے وارث بھی انہیں لوگوں کے سوا اور لوگ وارث نہ ہوں جن کو مورث اول کا ترکہ پہنچتا تھا عام ازیں کہ اس وارث مردہ کے سوا باقی کل ورثا مورث اول اس کے وارث ہوں یا بعض لوگ اس کے وارث ہوں مگر ہر حال میں طرز تقسیم نہ بدلے مآل کار واحد ہو جس طرح کہ باپ کے مرنے کے بعد تین لڑکے اس کے ایک بیوی سے خواہ تین بیوی سے اس کے وارث ہوں اور ان کے باہم ترکہ تقسیم نہ ہونے پائے کہ ایک لڑکا منجملہ ان تین لڑکوں کے مر جائے اور وہ لڑکا سوائے ان دونوں بھائیوں اور کسی غیر کو وارث نہ چھوڑے تو چونکہ بھائیوں کی تقسیم بھی مثل بیٹوں کی تقسیم کے ہوتی ہے لہٰذا طرز تقسیم ایک رہا اور اس میں کچھ تبدل نہ آیا۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۴ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ - جو کچھ وارث - الخ - یعنی میت دوم کے ورثا بالکل یا بعض میت اوّل کے ورثار کے سوا اور لوگ ہوں مثلاً میت دوم کی بی بی اور اولاد کہ ان کا تعلق وارث میت اول سے نہ تھا - منہ ۵۲ یا پھرے تقسیم الخ - یعنی ورثار میت دوم پر تقسیم تقسیم اول سے متحد نہ ہو - بلکہ متغیر ہو مثلاً میت اوّل کے لڑکوں کے سات فرائض ہیں ایک زوجہ میت اول کی بھی شریک ہو تو وہ میت ثانی کی ماں ٹھہرے گی اور طریقہ تقسیم متغیر ہو جائیگا تو ان دونوں صورتوں میں جو کہ شعر ہٰذا کے دونوں مصرعوں میں بیان ہوئیں - منہ ۵۳ میت اول کی کر - الخ - یعنے اس صورت میں میت اوّل کی پیشتر تصحیح کرکے اس کے تمام ورثار کو مع میت دوم کے سہام تقسیم کرنا چاہیئے اسکے بعد - منہ ۵۴ میت ثانی کی - الخ - یعنی بعد اُس کے میت دوم کی تصحیح کرو اور پھر اُس تصحیح میں اور میت دوم کے سہام حاصلہ میں جو اُن کو میت اوّل سے ملے ہیں نظر و غور کرنا چاہیئے کہ آیا وہ دونوں ایک ہیں یا مختلفہ - منہ ۵۵ ہوں جو یکساں - الخ - یعنی اگر تصحیح مسئلہ میت دوم وسہام حاصلۂ

| | |
|---|---|
| اور جو کچھ[51] وارث ہوں اُسکی دوسرے | یا پھر[52] سے تقسیم اپنی راہ سے |
| میت[53] اوّل کی کر تصحیح تام | اُس سے کر پہلوں کو تقسیم سہام |
| میت[54] ثانی کی پھر تصحیح کر | اُسمیں اور حصہ میں اُسکے کر نظر |
| ہوں[55] جو یکساں اُسکی تصحیح وسہام | سب سے بہتر پھر نہیں کچھ اور کام |
| جس[56] طرح وارث کسی کے ہوں اگر | بی بی - اور ماں - اور چچا ای پُر ہنر |
| بارہ[57] سے یہ مسئلہ ہو بالیقین | چار ماں کو پانچ عم کو بی بی کو تین |
| بعد[58] ازاں مر جائے بی بی بھی اگر | پیشتر تقسیم ترکہ سے مگر |
| اور[59] ہوں وارث اُسکے اک بھائی بہن | تین سے ہو مسئلہ پس ای حسن |
| تین[60] ہیں سے نر کو دو مادہ کو ایک | ہے یہی تصحیح و مافی الید - و لیک |
| وارثوں[61] پر جب بٹتے ہوں تمام | میت ثانی کے مقبوضہ سہام |
| غور[62] کر نسبت کا پس ای مہرباں | مخرج ثانی و مافی الید میں ہاں |

میت دوم از میت اوّل جنکو مافی الید بھی کہتے ہیں ایک ہوں کیا معنی کہ وہ دونوں باہم متحد و مماثل ہوں مختلف نہوں تو سب سے بہتر بات ہے اور نہایت خوشی کی جگہ ہے کہ کسی اور تردد کی ضرورت نہ پڑی اور نہ اور کوئی کام مشقت کا کرنا پڑا کیونکہ انہیں سہام حاصلۂ میت دوم کو اُس کے مخرج مسئلہ پر بچا کر اُس کے ورثار کو اُس سے سہام تقسیم کر دینا چاہیئے مثال اس کی ذیل میں درج ہے - منہ ۵۶ جس طرح وارث - الخ تصحیح میت دوم و مافی الید میت دوم کے مماثل ہونے کی صورت میں مؤلف تمثیلاً عرض کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص مرے اور وارثوں میں ایک بی بی اور ایک ماں اور ایک چچا چھوڑے - الخ ۵۷ بارہ سے الخ یعنی صورت مذکورہ میں تصحیح مسئلہ بارہ سے ہوگی اس طریق پر کہ اس میں سے ایک ثلث کے چار سہام ماں کو اور چہارم کے تین سہام بی بی کو دیئے جائیں گے اور باقی کے پانچ سہام بطور عصوبت چچا کو ملیں گے - منہ ۵۸ بعد ازاں مر جائے الخ - یعنی اب اگر بی بی کہ تین سہام کی مالک ہے تقسیم ترکہ میت اوّل سے پہلے ہی مر جائے ۱۲ منہ ۵۹ اور ہوں وارث - الخ - یعنی بصورت مذکورہ زوجہ متوفیہ کے وارث ایک بھائی اور بہن عینی یا دونوں علاتی فرائض میں پائے جائیں تو اُس وقت ان دونوں بہن بھائی کی تقسیم تین کے مخرج سے ہوگی - منہ ۶۰ تین ہیں سے نر کو دو - الخ - یعنی میت ثانی کے ورثہ کی تصحیح تین کے مخرج سے ہوگی اس طرح کہ تین میں سے بھائی کو دو سہام اور بہن کو ایک سہم ملیگا اور چونکہ میت دوم کے سہام حاصلہ و مافی الیہ بھی یہی تین ہیں لہٰذا انہیں تین مافی الیہ میت دوم میں اُس کے ورثہ کو حسب طریق مذکور تقسیم کر دیا جائیگا اور پھر کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہ پڑے گی جیسا کہ ہر دو مدات اموات ذیل سے ظاہر ہے -

(بقیہ نوٹ نمبر ۱۰ کا و نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ ضمیمہ میں دیکھیں)

ا۵ گر توافق ہو۔ الخ۔ یعنی اگر ان دونوں میں نسبت توافق پائی جائے تو وفق مسئلہ ثانی کو اور اگر نسبت تباین ہو تو کل مخرج مسئلہ ثانی کو لیکر۔ منہ ۵۲ ضرب کر تصحیح اول۔ الخ۔ یعنی میت اول کی تصحیح میں اس کو ضرب دینا چاہیئے اور حاصل ضرب کو مخرج مسئلہ اولیٰ قرار دینا چاہیئے اور اسی طرح وفق مسئلہ ثانی یا کل مخرج مسئلہ ثانی کو جیسی صورت کہ ہو وارثان بالا یعنی اول کے جملہ ورثہ سوائے میت دوم کے سہام میں بھی ضرب دینا چاہیئے تاکہ سہام بھی تصحیح جدید کے مطابق ہو جائیں۔ منہ ۵۳ ضرب مافی الید۔ الخ۔ یعنی بصورت تباین کل مافی الید میت ثانی کو اور بصورت توافق وفق مافی الید میت ثانی کو اس کے وارثوں کے سہام میں بھی ضرب کرنا چاہیئے۔ منہ ۵۴ ٹھیک ہو جائیں گے۔ الخ۔ یعنی ترکیب مذکور عمل میں لانے سے میت اول و میت دوم دونوں کے وارثوں کے سہام صحیح و درست ہو جائیں گے اور اسی کا نام مناسخہ ہے مثلاً اگر مثال مذکور بالا میں میت دوم کے وارثوں میں بجائے ایک خواہر کے دو خواہر پائی جائیں تو اس صورت میں مافی الید میت دوم تصحیح کے خلاف ہوگا اور سہام مقبوضہ مافی الید میت دوم اس کے وارثان پر صحیح تقسیم نہوں گے کیونکہ اس صورت میں تصحیح مسئلہ ثانی چار سے ہوگی اور مافی الید صرف تین سہام ہیں لہٰذا اب تصحیح مسئلہ چار میں اور مافی الید تین میں نسبت کا غور کیا جائے گا تو ان میں تباین ثابت ہوگا تو ان میں تباین ہوگا پس بموجب قاعدۂ مذکورہ کل تصحیح مسئلہ دوم کو کہ چار ہیں کل اعداد تصحیح مسئلہ اولیٰ میں کہ بارہ ہیں ضرب دیا تو ۴۸ عدد ہو گئے وہی مخرج بالا تصحیح مسئلہ اولیٰ میں کہ بارہ میں ضرب دیا تو ۴۸ عدد ہو گئے وہی مخرج بالا تصحیح اول کا قرار دیا اور پھر انہیں چار عدد تصحیح مسئلہ دوم کو بطن اول کے وارثان ما سوائے میت دوم کے سہام میں بھی ضرب دیا تو ماں کے چار کے سولہ سہام اور چچا کے پانچ کی جگہ بیس سہام ہو گئے اور اسی طرح میت ثانی کے کل مافی الید تین سہام کو بوجہ تباین۔ اس کے ورثا کے سہام میں ضرب دیگئی تو دونوں بہنوں کی ایک ایک کے تین تین سہام اور بھائی کے دو کی جگہ چھ سہام ہو گئے اب ان سب کو جمع کیا تو مجموع سہام ۴۸ ہو گئے اور وہی تصحیح اول ہے لہٰذا مناسخہ صحیح ہے جیسا کہ تمثیلاً مدات اموات مندرجہ ذیل سے ثابت و روشن ہے

گر توافق ہو[۵۱] تو وفقِ مسئلہ — اور تباین ہو تو کل کو اس جگہ

ضرب[۵۲] کر تصحیح اول میں انہیں — وارثانِ فوق کے بھی سہم میں

ضرب[۵۳] مافی الید کے کل یا وفق کو — وارثانِ تحت کی حصوں میں دو

ٹھیک[۵۴] ہو جائینگے پس اب سب سہام — اول و ثانی وراثت کے تمام

اور مرے[۵۵] ہوں دو سے زائد وہ اگر — تین ہوں یا چار ہوں یا بیشتر

پس[۵۶] یہاں بھی مثل سابق پیشتر — اول و ثانی کی تو تصحیح کر

کرکے[۵۷] یہ تصحیح پس اے نیک خو — ایک میت کر شمار ان دونوں کو

پھر[۵۸] سوم کو مثل ثانی کر شمار — کر عمل اسمیں بھی وہی اختیار

جتنے[۵۹] میت ہوں یونہیں سب میں کریں — جدا جدا کھینچنا پھر بعد میں

مبلغ[۶۰] مخرج جو آخر میں بنے — اس سے ہر میت کا وارث سہم لے

\- - - - - - ❋ - - - - - -

| مسئلہ ۱۲/۴۸ | | زید | | مسئلہ ۴ | ہندہ تباین - مافی الید ۳ |
|---|---|---|---|---|---|
| زوجہ | مادر | عم | برادر | خواہر | خواہر |
| ہندہ | زبیدہ | عمرو | سلیم | سلمیٰ | سلیمہ |
| ۳ | ۴/۱۶ | ۵/۲۰ | ۲/۶ | ۱/۳ | ۱/۳ |

سلہ صلح وارث ایک شے الخ - یہ تخارج کا بیان ہے کہ اگر کوئی وارث ترکہ مورث میں سے کوئی شے معلوم لیکر علیحدہ ہوجائے خواہ وہ شے اُسکے مقدار حصہ سے زائد ہو یا اپنے حصہ سے کم ہو اُسکو لیکر باقی ترکہ کو دیگر ورثا کے حق میں چھوڑ دے اور وہ ورثہ بھی اس بات سے رضامند ہوکر اُسکو منظور کرلیں ت - منہ سلہ مسئلہ میں لے الخ - یعنی بصورت مذکورہ تصیح مسئلہ اس وارث صلح کنندہ کے بمعیت کریں لیکن وارث مذکور کے سہام اُسکو پھر ہرگز نہ دیں کیونکہ وہ اپنے حصہ کا عوض ایک شے خاص سے برضامندی باہمی پاچکا ہے پھر اب اُسکو یہ سہام کیونکر مل سکتے ہیں مگر ان سہاموں کو لیکر - منہ سلہ جتنے آتے ہوں الخ - یعنی وہ سہام جو کہ اُس کے حق کے تھے اُن کو مخرج مسئلہ سے لیکر اسی مسئلہ کی تصیح سے اُن کو طرح کردیں یعنی خارج کردیں اور بقیہ اعداد مخرج کو اصل تصیح قرار دیں اور باقی ماندہ وارثوں پر تقسیم کردیں مثال اُسکی یہ ہے۔

## تخارج یعنی کسی وارث کے صلح کا بیان

| | |
|---|---|
| صلح وارث ایک شے معلوم پر | ہی رو اسب کی رضا سے بیخطر |
| تو مسئلہ میں لے مصالح کو بھی ساتھ | پر سہام اُسکے نہ دینا اُسکے ہاتھ |
| جتنے آتے ہوں سہام اُس شخص کے | طرح کردینا انھیں تصیح سے |

## مقاسمۃ الجدّ مع الاخوۃ والاخوات یعنی دادا کی تقسیم بہن اور بھائیوں کیساتھ

| | |
|---|---|
| باپ اور جب وہ نہ ہو تو اُسکا باپ | باپ کی مانند ہے حقدار آپ |
| جب نہ ہو میت کے بیٹا اور پدر | تب وہ دادا بنکے عصبہ ذو و تر |

شرح اسکی مجملاً یہ ہے کہ فرائض مذکور میں ایک زوجہ اور ایک ہمشیرہ اور ایک برادر موجود ہیں ان میں سے زوجہ مثلاً ایک جوڑی کپڑے کی لیکر برضامندی باہمی تقسیم سے علیحدہ ہوگئی اور بقیہ ترکہ شوہر متوفی کے بہن بھائی کو چھوڑ دیا پس مسئلہ کی تصیح زوجہ بمعیت کیگئی تو وہ چار سے ہوئی چہارم کا ایک زوجہ کو ملتا ہے اور باقی تین دونوں بہن بھائی کو پہنچتے ہیں مگر چونکہ زوجہ مصالحت کپڑے لیکر علیحدہ ہوگئی ہے لہٰذا اُس کے حصہ کا ایک سہم چار کی تصیح میں سے خارج کردیا تو عدد رہ گئے پس اب انہیں تین سے تصیح کرکے دو بھائی کو اور ایک بہن کو تقسیم کردیا گیا - فقط - منہ

ده مطلب یہ ہے کہ فرائض میں اگر میت کے باپ نہ ہو تو میت کے باپ کا باپ بجائے اس کے قائم ہوتا ہی

سلہ جب نہ ہو میت کے الخ - یعنی فرائض میں میت کے باپ نہ ہو اور نہ اولاد نرینہ پائی جائے تو اس صورت میں میت کے باپ کا باپ جس کو دادا کہتے ہیں وہ مثل باپ کے عصبہ مقرر ہوگا اور بقیہ فرض مال متروکہ تمام وکمال حاصل کریگا اور اگر میت کے ذوی الفروض میں کوئی نہ ہوگا تو وہ تنہا سب مال خود لیگا لیکن میت کے بہن اور بھائیوں کو کسی حال میں کچھ نہ لینے دیگا اور اُن کو پامال و ساقط کردے گا جس طرح کہ وہ باپ سے ساقط ہوجاتے ہیں کیا معنی کہ میت کے بہن بھائی دادا سے بھی اسی طرح محجوب و محروم ہوتے ہیں جس طرح کہ باپ سے ہوئے ہیں یہی مضمون اگلے شعر کا ہے ۱۲ - منہ

جو بچے ذوی فرض سے لے سب مال | بھائی بہنیں اُس سے سب ہیں پائمال
ہے یہ قول ابن عباس و عمر[51] | اور اسی پر ہیں صحابہ بیشتر
ہے یہی صدیق کا بھی اجتہاد[52] | عائشہ کا بھی یہی ہے اعتقاد
بوحنیفہ کا بھی مذہب ہے یہی[53] | اور یہی مذہب ہیں ہے مفتیٰ بہ
اور یہی ہم کر چکے ہیں پہلے عرض[54] | در بیانِ عصبۂ اصحابِ فرض
ہیں خلاف اسکے ولے حضرت علی[55][56] | باپ شہرِ علم و اسرار نبیؐ
یعنی اُن کا ہے یہ ارشاد و سبق[57] | مختلف ہے باپ سے دادا کا حق
بھائی اور بہنیں بھی بہرہ ور ہیں[58] | اُن کو حصہ دینگے جد کیساتھ ہیں
ہوں بہن اور بھائی اور دادا جہاں[59] | مثل اک بھائی کے دادا ہیں یہاں
نر کو دو حصے دیں اور مادہ کو ایک[60] | جد کا حصہ سدس سے کم ہو نہ لیک
افضل الامرین میں ہے اسکا حق[61] | جسمیں زائد ہو وہی لے وہ طبق

۵۱ ہے یہ قول ابن عباس و عمر۔ الخ۔ یعنی یہ قول مفتیٰ بہ جو اوپر بیان کیا گیا کہ دادا سے میّت کے بہن بھائی محجوب رہتے ہیں۔ یہ حضرت ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مقولہ ہے اور اسی بات کے قائل اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں مثل حضرت عبداللہ ابن زبیر وحذیفہ بن یمان و ابی سعید الخدری و ابی بن کعب ومعاذ بن جبل و ابی موسی الاشعری وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین منہ ۵۲ ہے یہی صدیق کا بھی الخ۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ میت کے بہن بھائی دادا کے ساتھ وارث نہیں ہوتے منہ۔ ۵۳ بوحنیفہ کا بھی مذہب ہے الخ۔ یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب مختار بھی یہی ہے کہ دادا کے ساتھ بہن بھائی فرائض میں شریک نہیں ہوتے اور انہیں کی پیروی کی ہے حضرت شریح و عطا و عروہ بن زبیر و عمر بن عبدالعزیز و حسن بصری و ابن سیرین رضی اللہ عنہم اجمعین نے اور حنفیوں کے مذہب مفتیٰ بہ مسئلہ بھی یہی ہے کہ دادا کے ساتھ کسی بہن بھائی کو وارث نہیں بناتے۔ منہ ۵۴ اور یہی ہم کر چکے ہیں۔ الخ۔ یعنی اس سے پہلے ذوی الفروض وعصبات کے بیان میں بھی ہم نے یہی مسئلہ مفتیٰ بہ و مذہب مختار بیان کیا ہے کیا معنی کہ ذوی الفروض وعصبات کی فصل میں صاف صاف یہ بیان ہو چکا ہے کہ کسی اصول مذکر کی موجودگی میں فروع الاب یعنی بہن بھائی وارث نہیں ہوتے اقسام عصبات میں باپ یا دادا قسم دوم میں مذکور ہوئے ہیں اور فروع الاب یعنی بہن بھائی وغیرہ قسم سوم میں مذکور ہیں اس سے یہی مطلب ہے کہ قسم دوم میں سے کسی ایک کی موجودگی میں قسم سوم والے سب کے سب محروم رہتے ہیں مقصود یہ ہے کہ یہی مختار مذہب جبکہ پہلے ہی بیان ہو چکا ہے تو پھر اب یہاں مکرر اس کے ذکر کی کیا ضرورت ہے مگر چونکہ اس میں بعض عالی قدر اصحاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف ہے اس لئے بغرض بیان اختلاف مذہب یہاں مکرر لکھا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ ۵۵ ہیں خلاف اس کے۔ الخ۔ یعنی اب یہاں سے اختلاف اجتہاد کا ذکر شروع ہوا یعنی قول مذکور الصدر کے خلاف حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ ہیں۔ منہ ۵۶ یعنی انکا ہے۔ الخ۔ یعنی مولی علی کرم اللہ وجہہ کا یہ مقولہ ہے کہ فرائض میں جو فرض وحق کہ میّت کے باپ کا ہے وہ حق بعینہٖ اُس کے باپ یعنی دادا کا نہیں ہے کیا معنی کہ باپ اور دادا کے حق میں اُن کے نزدیک کچھ فرق ہے اور وہ فرق کیا ہے۔ منہ ۵۷ بھائی اور بہنیں بھی الخ۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک باپ اور دادا کے حق میں یہ تفاوت ہے کہ دادا کی موجودگی میں میّت کے بہن بھائی بھی وارث ہوتے ہیں اور مثل باپ دادا سے محروم نہیں ہوتے فقلنہ۔ منہ ۵۸ ہوں بہن بھائی اور دادا۔ الخ۔ یہ بیان ہے دادا کے ساتھ بہن بھائیوں کے وارث ہونے کا۔ یعنی جب کبھی فرائض میں بہن بھائی اور دادا میّت کے پائے جائیں تو اس وقت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک دادا ایک بھائی کے برابر حصہ دار شمار کیا جائے گا پس جس قدر بہن بھائی میّت کے موجود ہوں ان میں دادا کو بھی شامل کر کے منہ ۱۲ (بقیہ نوٹ نمبر ۹ و ۱۰ ضمیمہ میں دیکھیں)

مثل اخ[51] لیگا وہ بہتر ہو اگر — سدس لیگا سدس جب ہو بیشتر

پانچ[52] بھائی تک مساوی لے عطا — پانچ سے زاید ہوں تب وہ بحظا

سدس[53] لیکر خود الگ ہٹ جائیگا — مابقی اخوان پر بٹ جائیگا

ہوں[54] نری بہنیں اگر ہمراہ جد — وہ وہاں ذی فرض ہیں بے ردوکد

داخل[55] تقسیم علاتی بہنیں — مرتضیٰ کا ہے یہی قول مبیں

زید[56] ثابت کا ہے اس میں اختلاف — وہ بجائے سدس فرماتے ہیں صاف

ثلث[57] سے کمتر نہیں جد کا نصیب — دو سے زاید ہوں جو بھائی اے حبیب

ثلث[58] کل دادا کو دیکر مابقی — بھائی اور بہنوں کو دیدیں یہ تقی

ہوں[59] جو سوتیلے حقیقیوں کیساتھ — ہوگی پس تقسیم اُن دونوں کے ساتھ

داخل[60] تقسیم وہ ہونگے مدام — لیک وہ حصہ سے خارج ہیں تمام

وہ ملے[61] تھے جد کے صرف اضرار کو — جو ضرر دے کیوں ضرر اُسکو ہو

۵۱ مثل اخ لیگا وہ بہتر ہو اگر۔ الخ۔ یعنی بہن بھائی کے برابر حصہ لینے میں جب تک دادا کا فائدہ ہوگا تو وہ بھائی کے برابر حصہ لیگا اور اگر چھٹے حصہ میں اس کو نفع ہوتا ہوگا تو وہ چھٹا حصہ حاصل کریگا۔ یہ افضل الامرین کی تفصیل ہے کیا معنی کہ ان دونوں صورتوں میں سے جس صورت میں کہ اس کو فائدہ زائد ہوگا وہی صورت تقسیم کی وہ اختیار کریگا جیسا کہ ذیر جتلا دیا گیا ہے۔ کہ دادا کی تقسیم بھائیوں کے برابر اس حد تک ہوگی جہاں تک کہ اس کو چھٹے حصہ سے کم نہ ہونے پائے۔ ۱۲ منہ ۵۲ پانچ بھائی تک۔ الخ۔ اب بیان اس بات کا ہے کہ ان دونوں چیزوں میں سے کونسی چیز کس جگہ بہ نسبت دوسری کے بہتر و برتر ہے یعنی جب تک کہ میت کے پانچ بھائی فرائض میں پائے جائیں گے اس وقت تک دادا کو چھٹا بھائی قرار دے کر تقسیم مساوی کیجائے گی کہ اس صورت میں دادا کو بھائی کے برابر حصہ لینے میں فائدہ ہے کیونکہ اگر ایک بھائی ہوگا تو دادا کو اس کے برابر لینے میں نصف حصہ ملے گا اور اگر تین بھائی یا دو بھائی اور دو بہنیں پائی جائیں گی تو اس کو چوتھا حصہ ترکہ کا حاصل ہوگا اور اگر چار بھائی یا تین بھائی اور دو بہنیں یا دو بھائی چار بہنیں ہوں گی تو دادا کو پانچواں حصہ مال متروکہ کا ہاتھ آئیگا اور یہ سب حصے چھٹے حصے سے زائد و پر منفعت ہیں اور اگر پانچ بھائی ہوں گے تو اس کو ہر صورت سے چھٹا حصہ ملیگا بہرحال چھٹے سے کم حصہ اس کا کبھی نہ ہوگا اور جبکہ میت کے بھائی پانچ نفر سے بھی زیادہ ہوں مثلاً چھ یا سات بھائی یا چار بھائی اور چار بہنیں ہوں غرض کہ بہن بھائیوں کی تعداد جبکہ چھ بھائی یا زائد کے برابر ہو جائے تب۔ منہ ۵۳ سدس لیکر خود الگ۔ الخ۔ یعنی بصورت مذکورہ دادا کل ترکہ میں سے چھٹا حصہ لیکر علیحدہ ہو جائے گا اور مابقی ترکہ ان سب بہن بھائیوں کو بحساب للذکر مثل حظ الانثیین بانٹ دیا جائے گا کیونکہ اس موقع پر دادا کو چھٹا حصہ لینے میں فائدہ ہے۔ منہ ۵۴ ہوں نری بہنیں۔ الخ۔ یعنی اگر دادا کے ساتھ نری بہنیں میت کی پائی جائیں اور بھائی کوئی نہ ہو تو ایسی حالت میں وہ بہنیں مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ذوی الفروض مانی جائیں گی اور دادا عصبہ قرار پائے گا کہ ایک بہن کو نصف اور زائد کو دو ثلث دے کر باقی ترکہ بطور عصبیت دادا کو ملے گا یہ نہ ہوگا کہ دادا کو یہاں نری بہنوں کے ساتھ ملا کر نر کو دوہرا اور مادہ کو اکہرا دیا جائے جس طرح بھائیوں کے ساتھ مل کے ہونے کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ ۵۵ داخل تقسیم۔ الخ۔ یعنی جب کہ فرائض میں عینی اور علاتی دونوں قسم کے بھائی دادا کے ساتھ جمع ہوں تو علاتی بھائی تقسیم میں یہاں اضرار الجد داخل نہیں کئے جائیں گے جیسا کہ بعض کے نزدیک ہے اور آگے بیان کر ان کا حال معلوم ہوگا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی اجتہاد ہے جو مذکور ہوا۔ منہ ۵۶ زید ثابت کا ہے الخ۔ یعنی اس تقسیم میں جو مذکور ہوئی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا کچھ اختلاف ہے وہ یہ کہ ان کے نزدیک بجائے چھٹے حصہ کے ۱۲ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ اس نے تو پایا - الخ - یہ ایک شعری نکتہ ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ جو کوئی کسی کا نقصان تکتا ہے وہ آپ نقصان اٹھاتا ہے خصوصاً بڑوں کو ضرر دینا کہ اس کا پھل اور برا ہے - علاتیوں نے تقسیم میں داخل ہو کر دادا کو تو کچھ کمی ہی دی کہ کم از کم تہائی مال تک تو اس نے پا ہی لیا لیکن خود انہیں ایک رومال تک بھی ہاتھ منہہ پوچھنے کو ہاتھ نہ آیا یہ نصیحت ہے کہ آدمی کو چاہیے کسی مسلمان کا نقصان نہ چاہے خصوصاً اسے بڑے کا کہ اس کا نتیجہ اور بھی زائد برا ہے والعیاذ باللہ تعالےٰ ۱۲ منہ ۵۲ آئیگا تقسیم میں الخ یعنی دا- اسکے ساتھ شامل ہو کر جو مال علاتیوں کی تقسیم میں آئیگا وہ مال تمام وکمال عینی بھائی میت کے لیں گے اور علاتیوں کو پامال کر دیں گے کیونکہ علاتی عینیوں سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں اور یہاں پر ان کی ظاہری شرکت محض دادا کو نقصان دینے کی غرض سے رکھی گئی ہے ۱۲ منہ ۵۳ ہو ولیکن ایک - الخ یعنی جبکہ فرائض میں صرف ایک حقیقی بہن ہو اور دو یا تین یا زائد سوتیلی بہن بھائی ہوں تب ۱۲ - منہ ۵۴ نصف عینی - الخ - یعنی ایسی صورت میں حقیقی بہن کو بہ مقدار فرض آسکے کے کہ نصف ہوتا ہے دیکر اور دادا کو افضل الامرین میں سے حصہ دے کر جو کچھ باقی بچ رہے ۵۵ وہ بنی علات کا - الخ - یعنی وہ پسماندہ سوتیلی بہن بھائیوں کا حق ہے اور اگر کچھ باقی نہ بچے تو یہ ان علاتیوں کی قسمت کا پھیر ہے منہ - ۵۶ اور جو ذیفرض اور بھی - الخ یعنی اگر وہ بہن بھائیوں کے وارثوں میں دادا کے ساتھ دیگر ذوی الفروض مثل زوجہ یا مادر میت کے اور بھی موجود ہوں تب ۱۲ - منہ ۵۷ جد کا حصہ پس وہاں - الخ - یعنی دادا کا حصہ ایسے موقع پر بجائے افضل الامرین کے افضل الامور الثلٰثہ ہوگا افضل الامور الثلٰثہ کے یہ یہ معنی ہیں کہ تین چیزوں میں سے جو چیز افضل و بہتر ہوگی وہ دادا کو ملے گی کیا معنی کہ اس سے پہلے تو دو چیزوں میں سے جو چیز افضل ہوتی وہ ملتی تھی اب یہاں اس موقع پر تین چیزوں میں سے جو چیز افضل و برتر ہوگی وہ دادا میاں کو ملے گی جس کی تفصیل آگے مذکور ہے ۱۲ - منہ ۵۸ مثل اخ - الخ - یہ افضل الامور الثلٰثہ کی تفصیل ہے یعنی بھائی کے مثل حصہ لینے میں یا کل ترکہ کا چھٹا حصہ پانے میں یا ذوی الفروض کا حصہ دیکر مابقی ترکہ کے ایک ثلث حاصل کرنے میں ان تینوں حصوں میں سے جو حصہ دادا کے واسطے افضل و زیادہ ہوگا وہی اس کو دیا جائیگا مثلاً اگر کہیں ایک عورت مرے اور وارث اس کے ایک بھائی اور ایک دادا اور ایک خاوند پائے جائیں تو اس صورت میں مقاسمۃ دادا کے لئے بہتر ہوگی باقی دونوں باتوں سے اس طرح

پھل بزرگوں کے ضرر کا دیکھئے — آپ بالکل خائب و خاسر رہے

اس نے تو پایا[۵۱] تہائی مال تک — انکو ہاتھ آیا نہ اک رومال تک

آئیگا[۵۲] تقسیم میں جو انکے مال — وہ بھی سب لے لیں گے عینی بالکمال

ہو[۵۳] ولیکن ایک جب عینی بہن — اور بنی علات میں ہوں چند تن

نصف[۵۴] عینی اور نصیب جد تمام — دیکے دونوں کو بچے جو کچھ مدام

وہ[۵۵] بنی علات کا حق ہی ضرور — اور نہ بچنا انکی قسمت کا قصور

اور[۵۶] جو ذیفرض اور بھی پائیں یہاں — بھائیوں کے اور جد کے ساتھ ہاں

جد[۵۷] کا حصہ پس وہاں ای ذی‌شعور — تین امروں میں سے ہے خیر الامور

مثل[۵۸] اخ یا سدس کل یا ثلث باق — انمیں جو افضل ہو وہ لے بی‌شقاق

ہے[۵۹] اسی صورت سے یہ رد و بدل — شافعی کا بھی اسی پر ہے عمل

شافعی[۶۰] و مالک ابن انس — دونوں پیرو ہیں اسی مسلک کے بس

مسئلہ ۴

ہندہ

| جد صحیح | برادر | شوہر |
|---|---|---|
| ۱ | ۱ | ۲ |

(بقیہ نوٹ نمبر ۵ کا و ۹ و ۱۰ ضمیمہ میں دیکھیں)

ما ۵۰ اور یہاں - الخ - یعنی حنفیوں میں سے امام ابو یوسف اور امام محمد کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردان رشید ہیں اور یہ دونوں صاحب مجتہد فی المذہب ہیں اگرچہ مجتہد مطلق نہیں یہ اصول میں اپنے استاذ یگانۂ آفاق کے ہی متبع رہے ہیں اگرچہ فروعات میں اختلاف کیا ہے اور ان دونوں کو صاحبین کہتے ہیں - پس یہ دونوں صاحب بھی اس مسئلہ خاص میں امام شافعی کے مطابق ہیں اور زید بن ثابت رضہ کے مسلک کو اس بارہ میں پسند کرتے ہیں - منہ ۵۲ بھائیوں کو وہ بھی - الخ - یعنی صاحبین بھی دادا کی معیت میں میت کے بہن بھائیوں کو وارث بناتے ہیں اور بموجب اعتقاد زید بن ثابت کے ترکہ تقسیم کرتے ہیں جیسا کہ مذکور ہوا منہ - ۵۳ پس یہاں مفتی کو ہے - الخ - یعنی چونکہ مقاسمت کی سب کیفیت اور پوری پوری تشریح اور اس کے اختلاف ظاہر کر دیے گئے ہیں پس اب مفتی کو ایسے موقع پیش آنے پر اختیار ہے کہ جیسا مناسب و مصلحت وقت سمجھے اسی کے مطابق کام کرے منہ ۵۴ مذہب اعظم پہ فتوے دے یعنی - الخ - یعنی مفتی کو یہ اختیار ہے کہ چاہے تو حنفی مذہب کے مطابق بھائیوں کو محروم کر کے سب ترکہ دادا کو دے (اور یہی اصل و مفتیٰ بہ مذہب ہے) اور چاہے تو بموجب رائے صاحبین کے دادا کو بھائیوں میں شامل کر کے حسب تجویز زید بن ثابت رضہ کے تقسیم عمل میں لائے - یہاں پر مفتی کو ان دونوں باتوں کا اختیار ہے اور ان دونوں میں سے قاضی شرع جیسا فیصلہ دیگا وہی فیصلہ نافذ ہو جائیگا اور پھر اسمیں ہرگز تغیر و تبدل نہ ہوگا اور مفتی کو اس موقع پر مختار ہونا شریفیہ والے نے تحریر کیا ہے لیکن یہ تحریر نہیں کیا کہ کس موقع پر کونسی بات مفتی اختیار کرے جب میں نے اپنے استاذ مرحوم و مغفور سے اس کا موقعہ دریافت کیا تو فرمایا کہ اسکا کوئی خاص موقعہ کسی کتاب میں بتایا نہیں گیا ہے یہی ہے کہ جہاں جیسا مناسب ہو اس طرح عمل کرے میں نے عرض کیا کہ وہی مناسب موقع تو دریافت کیا جاتا ہے کہ کس موقع پر بھائیوں کو محروم کرے اور کہاں پردادا کے ساتھ تقسیم عمل میں لائے اور آپ نے اس موقع پر کہاں کہاں کیا کیا فتویٰ دیا ہے - فرمایا ہمارے سامنے ایسا موقع کوئی پیش نہ آیا اور اگر آتا تو ہم بھائیوں کو محروم کر دیتے اور دادا کو سب دلا دیتے میں نے عرض کی کہ پھر اس مقاسمت کے بیان سے اور مفتی کے اس بارہ میں مختار ہونے سے کیا نتیجہ ہے جبکہ آپ ایک ہی پہلو اختیار فرماتے ہیں - غرض کہ مجھ سے اور مولانا مرحوم سے اس بارہ میں بہت گفتگو ہوئی اور بالآخر میرے اصرار پر مولانا مرحوم نے یہ موقع تجویز کر کے بتایا کہ اگر دادا اور میت کی بہن بھائی فرائض میں موجود ہوں تو اس وقت مفتی کو چاہئے کہ اس امر کی تفتیش کرے کہ آیا دادا کے ورثا میں کون کون لوگ ایسے موجود ہیں جو دادا کے مرنے کے بعد دادا کے وارث ہو سکتے ہیں اگر ان ورثا میں ایسے قوی وارث پائے جائیں جن کی موجودگی میں میت کے یہ بہن بھائی دادا کے ترکہ میں وارث نہ ہو سکتے ہوں (مثلاً دادا کے بیٹے صلبی ہوں کہ ان سے یقیناً یہ پوتے محجوب ہیں) (بقیہ حاشیہ نمبر ۴ کا دو ضمیمہ میں دیکھیں)

| | |
|---|---|
| اور یہاں احناف سے ای نورعین | ہیں موافق شافعی کے صاحبین |
| ۵۲ بھائیوں کو وہ بھی دیتے ہیں شمر | ساتھ میں دادا کے پائی جائیں گر |
| ۵۳ پس یہاں مفتی کو ہے یہ اختیار | جیسا موقع ہو کرے ویسا ہی کار |
| ۵۴ مذہب اعظم پہ فتویٰ دے یعنی | یا کرے فتویٰ دے بقول صاحبین |
| ۵۵ پر محقق ہے وہی قولِ امام | ہے مثل اَلْقَوْلُ مَا قَالَتْ حَذَامِ |
| ای حمید اب تو نہ کر طولِ کتاب | ختم کر واللہ اعلم بالصواب |

یہ دعا راقم کی ہے با چشم تر
یا الٰہی خاتمہ بالخیر کر

بالخیر

لآ اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ

# ضمیمہ کنز الآخرۃ

مصنفہ جناب تقدس مآب چودھری محمد عبدالحمید خان صاحب

جس میں بقیہ حواشی جو صفحات کتاب سے بوجہ عدم گنجائش بچ رہے تھے صفحات اور نمبروں
کے حوالہ سے بہ ترتیب درج کر دیئے گئے ہیں اور

کارخانہ عزیزی پریس آگرہ میں چھاپا گیا

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ضمیمہ کتاب الاخیرۃ ۱۳۰۹ھ

---

**حاشیہ صفحہ ۹ نمبر ۸ کا بقیہ** اور دیگر جہات سے بے تعلق ہے وہ گمراہ ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے جسم سے آگے پیچھے
داہنے بائیں اوپر نیچے سب جگہ سکونت پذیر ہے وہ بھی گمراہ و بے دین ہے اس کا وجود با وجد
بیشک حق ہے اور اس کا احاطہ بھی حق ہے کہ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۔ و یا کہ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ما نص قطعی ہے ولیکن اس کی
کیفیت سے ہم ناواقف ہیں کہ وہ کیونکر ہے چنانچہ علامہ ہندی قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی مالابد منہ میں یہی فرمایا ہے کہ او تعالیٰ محیط اشیا است
و قرب و معیت باشیا دارد اما نہ آں احاطہ و قرب کہ در فہم قاصر ما است کہ آں شایاں جناب اقدس او نیست ۔ حق ہے کہ ۔ در میان بارگاہ الست
غیر از ہیبت نہ بردہ اند کہ ہست ۔ منہ ۱۵ جسم و جوہر سے الخ ۔ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ جسم و جوہر و عرض ان سب نقصان دہ چیزوں سے پاک و منزہ
ہے جسم کی ماہیت تو اوپر بیان کردی گئی اور عرض وہ چیز ہے کہ جو قائم بالغیر ہو ۔ اور جوہر وہ شے ہے کہ جو قائم بالذات سے ہو اور اللہ یہ تو اگرچہ
قائم بالذات ہے ولیکن وہ جوہر سے مبرا ہے کیونکہ جوہر بھی ایک مادہ مخلوق ہے اور حادث ہے جوہر کا قائم بالذات ہونا عارضی ہے اور حق
سبحانہ قائم بالذات حقیقی و قدیمی ہے لہذا وہ جوہر سے بھی منزہ ہے اور وہ مادے اور مرض سے بھی پاک ہے مادہ وہ شے ہے کہ جس سے
اجسام بنتے ہیں اور وہ بھی حادث و مخلوق ہے اور نیز کوئی علت و بیماری بھی اس کو لاحق نہیں ہوتی کہ یہ سب باتیں جسم فانی سے تعلق رکھتی
ہیں اور وہ اس سے منزہ ہے ۱۲ ۔ منہ ۱۵ ہاتھ پاؤں ۔ الخ یعنی حق سبحانہ کے واسطے ان باتوں کا ہونا ثابت ہے جس طرح پر فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا
فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ اور فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا اس کا ارشاد ہے لیکن یہ سب اس کی صفاتی باتیں ہیں جیسے کہ علم و قدرت
اس کی صفتیں ہیں اور ہاتھ پاؤں سے اعضا و جوارح مراد نہیں کہ وہ اجسام ہیں اور حق سبحانہ ہر تعلق جسم مثل طول و عرض و عمق و گوشت و پوست
وغیرہ سب سے پاک و منزہ ہے ۱۲ منہ۔

**حاشیہ صفحہ ۱۲ نمبر ۸ کا بقیہ** سطح دنیا پر قریب قیامت کے تشریف لائیں گے اور ہمارے حضرت تمام مخلوقات کے واسطے رحمت
ہیں کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ آپ کی ہی شان میں وارد ہے منہ ۱۵ علم اتنا
وہ کیا ۔ الخ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو وہ علم جامع عطا فرمایا ہے کہ جس کی تفسیر مایکون و ماکان ہے
مایکون یعنی جو کچھ روز قیامت تک ہونے والا ہے ۔ ماکان ۔ یعنی جو کچھ روز اول سے اب تک ہو گذرا اس سب پر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا علم محیط ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۔ ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان
کر دینے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رب عزوجل نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کی
ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بس جو کچھ تمام آسمانوں اور زمین میں ہے سب مجھے معلوم ہو گیا
دوسری روایت ہے فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ جو کچھ کہ مشرق سے مغرب تک ہے سب میں نے جان لیا ۔ تیسری روایت ہے فَتَجَلّٰى
لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَّعَرَفْتُ ہر شے مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی یہ حدیث جامع ترمذی شریف وغیرہ بہت کتب معتمدہ حدیث میں ہے امام بخاری
کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے امام ابن حجر مکی افضل القری لقراء ام القری میں فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَطْلَعَهٗ عَلَى الْعَالَمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَ
الْاٰخِرِيْنَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر اطلاع دی تو سب اگلوں پچھلوں کا علم حضور کو عطا
ہوا جو کچھ اب تک ہو چکا اور جو ہونے والا ہے وہ سب جان لیا امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ الشریف قصیدہ بردہ مقدسہ میں عرض کرتے ہیں ع
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا ۞ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۔ رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم

کا علم (جس میں تمام ماکان وما یکون ہی) حضور پرنور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے ملا علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں جعلہا اثنا یکون نشطرًا من
سطور علمہ وعلم اللوح والقلم کا تمام علم حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر ہے ۱۲ منہ

## حاشیہ صفحہ ۴۴ نمبر ۴ کا بقیہ

الی آخر الروایۃ۔ اور نیز روایت ہے حضرت ابوذر صحابی سے کہ پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا دیکھا ہے آپ نے اپنے رب کو چشم ظاہر سے تو جواب دیا حضرت نے کہ نورٌ انّی اراہ
یعنی وہ تبارک وتعالیٰ نور مطلق ہے کیونکر اس کو دیکھ سکتا ہوں میں چشم ظاہر سے اور اس کے معنی اور طرح بھی کہے گئے ہیں حاصل کلام یہ کہ رؤیت
میں ضرور اختلاف ہے حضرت عائشہ صدیقہ جو کہ بہت بڑی مجتہدہ واعلم الصحابہ بعد خلفاء اربعہ ومحرم راز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ہیں وہ رؤیت
ظاہری سے انکار کرتی ہیں اور عقائد نسفی میں بھی اسی قول پر اعتماد کرکے کہا ہے کہ ثم الصحیح انہ رأی ابہ بفؤادہ لا بعینہ یعنی ٹھیک
بات یہی ہے کہ دیکھا حضرت نے اپنے رب کو دل کی آنکھ سے نہ کہ سر کی آنکھ سے اور تطبیق ان دونوں قولوں میں اور تحقیق جامع یہ ہے
کہ قادر مطلق اپنی قدرت کاملہ سے لایا بصارت چشم اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے قلب پاک میں اور بصارت وبصیرت کو ایک کرکے
دکھلایا اپنے جمال باکمال کو ان کو ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۱۲ منہ **۵۵** ہیں صحیفے الخ۔ صحیفے اوراق منتشر کو کہتے ہیں جس کو یہاں
جز بھی کہنے ہیں اور اس سے مراد آسمانی سیپارے ہیں کیا معنی کہ جس طرح پر کتب سماوی توریت اور انجیل اور قرآن مجید حق ہیں اسی طرح
یہ صحائف آسمانی کہ جو اکثر انبیاء اور مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ وغیرہم کے نازل ہوئے ہیں وہ بھی حق ہیں کیا معنی کہ ان سب کتب سماوی وصحف
آسمانی کا کلام الٰہی ہونا حق ہے کلام الٰہی ہونے میں سب یکساں وبرابر ہیں اور اسی طرح پر فرشتے جن کو کہ ملائکہ کہتے ہیں ان کا وجود بھی برحق ہے

## حاشیہ صفحہ ۱۵ نمبر ۸ کا بقیہ

ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی ابوبکر سردار ہمارا ہے اور
بہتر ہم سب اصحاب سے افضل وبہتر ہیں اور ہم سب سے محبوب زیادہ ہیں طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے وعن محمد بن حنفیہ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر۔ ترجمہ اور روایت ہے محمد بن حنفیہ سے جو کہ سوتیلے
بھائی ہیں امام حسن وحسین کے کہ دریافت کیا میں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ بعد رسول خدا کے سب آدمیوں میں کون شخص
زیادہ افضل ہے جواب دیا کہ ابوبکر سب میں افضل ہے اور روایت ہے عمرو بن عاص سے کہ پوچھا میں نے حضرت سے کہ ای الناس احب الیک قال
عائشۃ قلت من الرجال قال ابوہا یعنی یا حضرت سب آدمیوں میں آپ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے فرمایا کہ عائشہ صدیقہ۔ میں نے عرض
کیا کہ مردوں میں کون زیادہ محبوب ہے فرمایا کہ عائشہ کا باپ۔ یعنی عائشہ کا باپ سب میں محبوب زیادہ ہے اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا
انہوں نے کہ رسول خدا کے زمانہ میں ہم سب اصحاب ابوبکر صدیق کے برابر کسی کو نہ جانتے تھے اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا نبی اللہ علیہ
وسلم نے ابوبکر سے کہ اے ابوبکر تو سب سے پہلے میری امت سے جنت میں داخل ہوگا اور روایت ہے کہ فرمایا ہے حضرت نے جنت کے آٹھ دروازے
ہیں اور وہ آٹھوں دروازے ابوبکر کو اپنی اپنی طرف بلائیں گے غرض کہ ایسے ہی بہت سی حدیثیں اور آثار اصحاب موجود ہیں کہ ابوبکر صدیق
تمام امت میں افضل ہیں اور تمام صحابہ وتابعین کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکر سب سے افضل ہیں اور سب سے محبوب ہیں رسول خدا کو بسبب کمال
اتباع سنت وکمال تقویٰ وطہارت اپنی کے فقط ۱۲ منہ **۵۹** جانشین مسند الخ۔ یعنی بعد وفات حضرت خیر الوریٰ کے مسند خلافت وامامت
وارشاد پر جو ما جامع امت جانشین ہوئے وہ یہی صدیق اکبر ہیں اور یہ حضرت کے خسر بھی ہیں اور یار وصحابہ بھی ہیں اور یہ دونوں حضرت
دامادیمیشہ اور ہر جگہ ساتھ ساتھ رہتے تھے اور شیر وشکر کی طرح ملے جلے تھے اور کبھی جدا نہ ہوتے تھے۔ منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۶ نمبر ۲ کا بقیہ

پیمبر بروں کرد آب دہن
چو تریاق لب راتی برفشاند
چو جستند بسیار وکم یافتند
بصبح چہارم بر آمد ز غار
بر آمد بران اشترے جبلہ دار

بمالید بر زخم وگفت این سخن
شفا یافت شد وز غم و درد وش نماند
شبا نگہ سوئے شاہ شیا عقد
دو جماز آورد وبہ جلہ داد
بہ ہمراہ او گشت عامر سوار

تو در خشم گرداں صدا وا بلند
بماندم رسیدند پس شہ کہاں
بغار اندروں تا سہ روز وسہ شب
نشست او بریک شتر شاہ دین
گرفتند پس سوئے یثرب شتاب

کہ از زخم افعی نیابی گزند
بہ تر دیکے غار با پے راں
پس بعد آں شہ بفرمان رب
ابوبکر را کرد با خود قرین
بہ ہمراہ بر ساحل رود آب

غرض کہ ان سب باتوں سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ صدیق اکبر کی مانند عاشق زار ویار غار وجاں نثار سید ابرار کا ہمراز

ایسا نہیں ہے کہ حکم پاتے ہی سب گھر بار چھوڑ کر تن تنہا اپنے خلیل کے ساتھ اس سفر جانکاہ میں ہو لیا اور جو جو خدمات کہ سرور کائنات کی اس خادم جان نثار نے انجام دی ہیں ان میں سے ایک خدمت غار تک لیجانے کی مشتے نمونہ از خروارے ہے اور اسی بنا پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ابوبکر سے کہ انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض (ترمذی) یعنی اے ابوبکر تو یار ہے میرا غار میں اور صاحب ہے میرا حوض کوثر پر اور یہ ایک ایسی خدمت ہے کہ جس پر عمر فاروق ہمیشہ دست افسوس ملتے رہے اور فرمایا کہ اے کاش تمام عمر کی میری سب عبادت صدیق اکبر کی ایک شب کی خدمت غار ثور کے برابر ہو جاتی ولیکن ہرگز برابر نہیں ہو سکتی سبحان اللہ کیا کیا مصنف لوگ ہو چکے ہیں۔ اور کافی ہے صدیق اکبر کی شرافت و افضلیت میں یہی اک بات کہ ؎

بدیناں رسانید شر را بعار ... زہے راکب و مرکب شاہوار

۵۳ لن تنالوا البر الخ۔ یعنی یہ بات بالکل سچ ہے کہ جب تک آدمی اپنا نام اور جان اور مال اور آبرو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے گا تب تک اللہ کے خاص بندوں میں شمار نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ یعنی ہرگز نہ پہنچو گے تم بھلائی کو جب تک کہ خرچ نہ کروگے اللہ کی راہ میں اس چیز میں سے جس کو عزیز و پیارا سمجھتے ہو تم۔ پس یہ شان درحقیقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی کہ جو چیز ان کے نزدیک بہت محبوب و مرغوب تھی مثل جان اور مال و آبرو و اہل و عیال وغیرہ کے وہ سب اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صرف کر دیا حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سب اصحاب کو کہ خیرات کریں اور صدقہ دیں اللہ کی راہ میں کچھ اور اس وقت اتفاقیہ میرے پاس مال حلال بہت زیادہ تھا پس بہت خوش ہوا میں اس حکم سے اس روز اس وجہ سے کہ میں سبب موجود ہونے مال کثیر کے اس قدر مال اللہ کی راہ میں خرچ کروں گا کہ ابوبکر اس قدر خرچ نہ کر سکیں گے اور شاید کہ اس وجہ سے آج میں ابوبکر پر اس کار خیر میں فوقیت لے جاؤں جو کہ میں اس سے پہلے کبھی نہیں لے جا سکا ہوں پس کہا عمر نے کہ لایا میں آدھا مال اللہ اور رسول کے واسطے پس فرمایا حضرت نے مجھے کہ اے عمر تم نے مال اپنے اہل و عیال کو باقی چھوڑ آیا ہے۔ عرض کیا میں نے کہ یا رسول اللہ آدھا مال اللہ کے واسطے لایا ہوں اور اسی قدر چھوڑ آیا ہوں اور اس کے بعد ابوبکر صدیق جس قدر کہ ان کے پاس مال تھا قسم نقدی و جنس وغیرہ سے وہ سب کا سب اللہ اور اس کے رسول کے واسطے لے آئے پس آنحضرت نے ان سے دریافت کیا کہ اے ابوبکر تم کس قدر مال اللہ کی راہ میں لائے ہو اور کس قدر بال بچوں کے لئے چھوڑ آئے ہو جواب دیا انہوں نے کہ جو کچھ میرے گھر میں نقد اور جنس اور دیگر مال متاع تھا وہ سب کو سب حضور انور پر قربان کرنے کے لئے لایا ہوں اور اپنے بال بچوں کے واسطے فقط اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں یعنی کہ اللہ اور رسول کا فضل ان کے واسطے کافی ہے مال و متاع فانی کی کیا حقیقت ہے وہ ہوا تو کیا اور نہ ہوا تو کیا۔ پس کہتے ہیں عمر کہ جان لیا میں نے اس روز سے کہ میں ہرگز ابوبکر پر سبقت کبھی نہیں لیجا سکوں گا اور اسی وجہ سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر ترجمہ یعنی نہیں نفع دیا ہے مجھ کو کسی کے مال نے کبھی اسقدر کہ جسقدر نفع دیا ہے مجھکو ابوبکر کے مال نے علاوہ ازیں ان کے فضائل اور حسنات اسقدر کثیر ہیں کہ جو حد شمار میں نہیں آسکتی ہے

۵۴ خلافت ان کی برحق الخ۔ یعنی ابوبکر صدیق کی خلافت برحق ہے جس بات پر ایک شک و شبہ کو دخل نہیں ہے اور جو کوئی اس میں شک کرے وہ باجماع امت دائرہ اہل سنت و مسلک اہل حق سے خارج ہے کیونکہ اول تو وہ بہترین امت رسول کے تھے دوم فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ یعنی نہیں مناسب ہے اس قوم کو کہ جس میں ابوبکر موجود ہو یہ کہ امام بنے ان کا سوائے ابوبکر کے اور کوئی کیا معنی کہ ابوبکر کے روبرو کسی دوسرے کو امامت کا حق حاصل نہیں ہے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مدینہ منورہ سے حج کا قافلہ روانہ فرمایا اور خود آنحضرت تشریف نہیں لے گئے تو ان پر ابوبکر صدیق کو اپنے امام حج بنا کر روانہ کیا کہ وہ دیگر صحابہ کو حج کرائیں علاوہ ازیں جبکہ مرض الموت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو اور نماز کے واسطے تشریف نہ لیجا سکے اور آپ سے لوگوں نے نماز پڑھانے کے واسطے اصرار کیا تو حضرت نے حکم دیا کہ بجائے میرے صدیق اکبر نماز پڑھائے پس جبکہ نماز اور حج کے واسطے جو کہ اہم ترین امورات دین سے ہیں حضرت نے ابوبکر کو امامت کے واسطے مخصوص طور پر مقرر فرمایا اور پھر وہ تمام امت کے امام ہوئے تو خلافت جو کہ اصلاح دین و دنیا کے واسطے مخصوص طور پر نہ فرمایا اور پھر وہ تمام نہ کئے جاتے اور اسی واسطے حضرت کے بعد ابوبکر صدیق کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا اور اس اجماع میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں کہ وفات نبوی کے سوم کے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے بطیب خاطر خود تشریف لاکر بدست صدیق

نے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے فیوض اور ارشادات سے مستفید ہوئے اور ہمیشہ نماز جماعت ابوبکر کے پیچھے ادا فرماتے رہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ پس صدیق اکبر کی خلافت راشدہ باجماع امت حق ہے ۱۲ منہ **۵** پھر عمر ہیں الخ۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق کے بعد خلیفہ برحق عمر فاروق ہیں چونکہ بعد صدیق اکبر کے بموجب حکم اُن کے کے اُن کے جانشین ہوئے اور اُن کی خلافت پر بھی تمام صحابہ کا مع حضرت علی مرتضیٰ کے اجماع ہو گیا آیا ہے کہ صدیق اکبر کو جب مرض الموت ہوا اور اس میں غشی طاری اکثر ہونے لگی تو انہوں نے اپنے کاتب دبیر منشی حضرت عثمان غنی کو بلا کر ایک نامہ اپنا مہری تحریر کرایا اور اس میں خلیفہ کو نامزد کر کے لوگوں کو دیدیا کہ اس کو بعد میرے کھول کر جو اس میں نامزد کیا گیا ہے اس کی بیعت کریں جب وہ نامہ تمام اصحاب کے روبرو لایا گیا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لَا نَرْضٰی اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ عُمَرُ یعنی ہم راضی نہ ہوں گے مگر یہ کہ ہوں عمرؓ۔ چنانچہ نامہ کھلنے پر عمر فاروق کا ہی نام نکلا اور پھر تمام صحابہ نے بے ردو کد بیعت فاروق کے ہاتھ پر کی اس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کھلی ہوئی کرامت ہے جو کہ انہوں نے فی الوقت اپنے نور ولایت سے عمر فاروق کی خلافت حقہ کو دیکھ کر نامہ کے کھولنے سے پیشتر بیعت کا اقرار فرمایا سچ ہے اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ اور پھر اس کے بعد سب کے ساتھ مرتضیٰ نے بطیب خاطر عمر کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ فاروق بھی بہت بڑے رفیق و مصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور امر حق کے جاری کرنے میں نہایت مستعد و سرگرم رہتے تھے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ یعنی البتہ اللہ تعالیٰ نے گردانا ہے امر حق کو اوپر زبان اور دل عمر کے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الخ۔ یعنی اگر ہوتا میرے بعد کوئی نبی تو البتہ عمر بن الخطاب ہوتا اور اُسکے ایمان لانے سے پہلے رسول خدا نے اُن کے ایمان لانے کی دعا مانگی ہے اور عرض کی کہ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ترجمہ یعنی الٰہی عزت اور بزرگی دے تو اسلام کو بسبب مسلمان کر دینے ابی جہل کے یا عمر خطاب کے۔ پس یہ دعا عمر خطاب کے حق میں قبول ہوئی اور عمر اس دعا کے صبح کو ہدایت حق سے بہلے گے ہوئے آئے اور در دولت بنوی پر حاضر ہو کر دستک دی **۵**

چو در باز کردند بر روے او — در آمد عمر با لب عذر گو
گرفتش بہ بر سرور انبیا — نشاندش بجائیکہ بودش سرا
بگفتند اصحاب ہم تہنیت — وزاں بیشتر یافت دیں تقویت
پس اصحاب دیں اشد ایں سما — کہ از حضرت سرور انبیا
ببوئے حرم آشکارا روند — نماز جماعت بجا آورند
رسید ایں سخن چوں ابر خیر الرسول — ز خیر البشر یافت عز قبول

پس عمر کے ایمان لانے کے بعد نماز فرض مسجد الحرام میں کھلم کھلا ہونے لگی جو کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی کیا معنی کہ باوجودیکہ امیر حمزہ عم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضیٰ شیر خدا اور صدیق اکبر با صفا جیسے بڑے لوگ ایک مدت سے ایمان لا چکے تھے مگر تاہم بسبب غلبہ کفار قریش کے کسی کو حرم محترم میں اکٹھا کھلا نماز ادا کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی کہ اے اللہ ابوجہل یا عمر ان دونوں میں سے کسی ایک کو تو مسلمان کر دے تاکہ اسلام کو تقویت و عزت حاصل ہو اور کفار کا زور کم ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دعا کے دوسرے ہی دن ہادی برحق نے عمر کو ہدایت بخشی اور وہ ایمان لائے جیسا کہ مذکور ہوا اور پھر اُن کے ایمان لانے کے بعد حرم محترم میں علی رؤس الاشہاد نماز پڑھی گئی اور قریش میں تہلکہ مچ گیا اور وہ کچھ نہ کر سکے اور پھر اس کے بعد دین حق روز بروز ترقی پکڑتا گیا۔ پس جو شخص کہ دعاء نبی کی برکت سے ایمان لایا ہو اور جس کے ایمان سے دین اسلام کو عزت حاصل ہوئی وہ شخص اسلام سے کیونکر برگشتہ ہو سکتا ہے اور حق سے باہر ہو کر کب وہ ناحق کو اختیار کر سکتا ہے ولیکن۔ حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست۔ اور کافی ہے عمر کی شرافت اور عزت کے واسطے یہی دعاء نبوی کہ جس کی برکت سے وہ اسلام لائے اور دوم یہ حدیث کہ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ **۵۶** پھر ہیں عثمان غنی۔ الخ۔ یعنی عمر فاروق کے بعد خلیفہ برحق عثمان رضی اللہ عنہ ذی النورین ہیں جو بموجب تجویز عمر فاروق اُن کی وفات کے بعد چھ جلیل القدر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خلافت دائر رکھی گئی تھی کہ ان چھ میں سے جسے مسلمان چاہیں اُسے خلیفہ بنالیں چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سب کے مشورے سے خلیفہ تسلیم کئے گئے اور اُن کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا اور یہ بھی بڑے رفیق اور مصاحب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور اُن کو دو صاحبزادیاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے منسوب ہوئی تھیں کیا معنی کہ اول حضرت رقیہ بنت رسول خدا عثمان کو منسوب ہوئیں جب اُن کا انتقال ہو گیا تو ان کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم دوسری صاحبزادی کا نکاح عثمان کے ساتھ کر دیا جب اُن کا بھی انتقال ہو گیا تو فرمایا کہ اگر ہوتی میرے پاس تیسری لڑکی بن بیاہی تو اُس کا نکاح بھی میں عثمان سے ہی کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میرے چالیس صاحبزادیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان ہی کو دیتا اور اسی وجہ

سے ان کو ذی النورین کہتے ہیں کہ اُن کو دو صاحبزادیاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بمنزلہ دو نور کے تھیں منسوب ہوئی تھیں اور اُن کے
بھی فضائل و مناقب بیشمار ہیں اور کافی ہے اُن کی شرافت و علو مرتبت کے واسطے یہ فرمانا رسول خدا کا کہ تیسری بیٹی حضرت کی اور ہوتی تو
وہ بھی آپ عثمان ذی النورین رض کو ہی منسوب فرماتے اور حضرت عمر فاروق رض اور حضرت عثمان ذی النورین رض صاحب شہید ہوئے ہیں اور
اُن کی شہادت کی خبر چند طریقوں سے چند مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدی تھی حضرت عمر نماز پڑھتے میں شہید ہوئے ہیں اور
حضرت عثمان رض قران مجید پڑھتے میں شہید ہوئے ہیں اور آیہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر آپ کا خون مبارک
ٹپکا ہے جو کہ اُن کی مظلومیت کی خاص دلیل ہے حرم محترم مدینہ میں وہ مصحف خون آلودہ ہنوز موجود ہے کیا کہیں گے قیامت کے روز وہ ظالم
جبکہ خون عثمان مظلوم اُن کی گردنیں پکڑ کر منتقم حقیقی کے روبرو مصحف مذکور کی آیت مسطور و خون آلودہ کو اپنی شہادت میں پیش کریگا۔ ~~۵~~
خون ناحق چوں مین ضائع کے است ✤ برمن ست امروز فردا بروے ست ✤ رضوان اللہ علیہ مائة الف الف مرة۔ منہ ۵ پھر امام مرتضیٰ
الخ۔ یعنی بعد عثمان شہید کے خلیفہ برحق حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں کہ بعد شہادت ذی النورین کے تمام صحابہ و تابعین موجودین
کا اجماع مرتضیٰ کی خلافت پر ہوگیا اور پھر اُس وقت وہی مستحق خلافت تھے اور جس نے اُن کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اُس نے
خطا کی حضرت علی مرتضیٰ برادر عم زاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور جناب سیدة النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا چھوٹی صاحبزادی
رسول خدا کی اُن کو منسوب تھیں اور انہوں نے صغرسن سے لیکر آخر تک حضرت رسول خدا کے پاس ہی پرورش پائی تھی فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے لعلی انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ترجمہ یعنی اے علی تو
میرے نزدیک بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ کے پاس مگر فرق یہ ہے کہ نہیں نبی میرے بعد کیا معنی کہ اخوت و محبت و اعانت حق میں جیسے
ہارون موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے ویسے ہی تو میرے نزدیک ہے مگر فرق یہ ہے کہ نہیں نبی میرے بعد کیا معنی کہ اخوت و
محبت و اعانت حق میں جیسے ہارون موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے ویسے ہی تو میرے نزدیک ہے مگر فرق یہ ہے کہ وہ نبی بھی تھے
اور تو نبی نہیں ہے کیونکہ نبوت مجھ پر ختم ہو چکی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ ترجمہ یعنی
جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی بھی مولا ہے اور فرمایا آپ نے کہ علی منی وانا من علی۔ یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں
کیا معنی کہ میرا اور علی کا خون ایک ہے اور اس لئے دونوں کا معاملہ بھی ایک ہے اور فرمایا حضرت نے انا مدینة العلم وعلی بابہا
یعنی میں شہر ہوں علم و حکمت کا اور علی دروازہ اُس کا ہے۔ علاوہ اس کے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں اسقدر احادیث
و آثار ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا اور کافی ہیں اُن کی عظمت و جلالت و شرافت کے واسطے یہ تین باتیں کہ اوّل انہوں نے پرورش
پائی ہے صغرسن سے جوانی تک کنار عاطفت نبوی و حجر تربیت مصطفوی میں۔ دوم یہ کہ شرف بخشے گئے وہ زوجیت جناب سیدة النساء
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے سوم یہ کہ وارد ہوئی اُن کی شان میں یہ حدیث من کنت مولاہ۔ پس اسپر بھی جو کوئی اُن سے
محبت نہ کرے اور اُن کی خلافت کا انکار کرے وہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مومن
یعنی دوست رکھتا علی کو منافق اور نہیں دشمن رکھتا اُن کو مومن رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ۔ منہ

## حاشیہ صفحہ ۷ نمبر ۳ کا بقیہ

یعنی فاطمہ سردار ہے جنت کے عورتوں کی اور جناب سیدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی
صاحبزادی ہیں جو مرتضیٰ علی کو منسوب تھیں اور اُن کے مراتب و درجات بہت عالی ہیں
اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ بے انتہا محبت تھی حضرت عائشہ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو کس سے محبت تھی جواب دیا کہ فاطمہ زہرا سے پھر پوچھا کہ مردوں میں کس سے زیادہ تھی جواب دیا کہ اُن کے شوہر سے اور
کافی ہے سیدہ کی شرافت و افضلیت میں یہی صرف ایک بات کہ وہ جگر پارہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں فرمایا حضرت نے کہ
فاطمة بضعة منی فمن اغضبہا اغضبنی۔ ترجمہ یعنی فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ پس جس کسی نے غضب میں ڈالا اُس کو گویا
کہ غضب میں ڈالا مجھ کو۔ بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسی رنج و غم و ہم میں چھ ماہ کے بعد سیدہ نے بھی سفر آخرت اختیار کیا انہیں
کی اولاد کو سادات کہتے ہیں۔ سیدہ کی شرافت و نجابت و جوہر و عصمت و عفت و صداقت و طہارت ظاہر و باطن و تقدس طینت کو عورتوں
میں سے کوئی نہیں پہنچتا۔ کما عائشہ صدیقہ نے ہرگز نہیں دیکھا میں نے کسی کو صادق زیادہ فاطمہ زہرا سے سوائے ان کے والد بزرگوار کے
صلی اللہ علی ابیہا الکریم وعلیہا مائة الف الف مرة منہ ۵ جنتی ہونا ہے حق سبطین کا۔ الخ۔ سبطین۔ امام حسن مجتبیٰ و امام حسین شہید کربلا

کو کہتے ہیں اور یہ دونوں صاحبزادے ہیں فاطمہ زہرا اور علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے اور نواسے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں صاحبزادوں کا جنتی ہونا بھی حق ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدا شباب اہل الجنۃ الحسن والحسین یعنی سردار جوانان اہل جنت کے حسن و حسین ہیں علاوہ ازیں فضائل و مناقب ان دونوں شہزادوں کے بھی مثل اپنی والدہ ماجدہ کے بیحد و شمار ہیں رسول خدا کو ان دونوں سے بھی محبت بہت زیادہ تھی۔ روایت ہے انس صحابی سے کہ پوچھا لوگوں نے حضرت سے کہ اہل بیت میں سے کس سے زیادہ محبت ہے آپ نے فرمایا الحسن والحسین یعنی حسن رضہ و حسین رضہ سے بہت زیادہ محبت ہے وکان یقول لفاطمۃ ادعی لی ابنی فیشمہما ویضمہما ترجمہ۔ اور کہا انس رضہ نے کہتے حضرت جب جاتے گھر میں کہتے فاطمہ رضہ سے کہ بلا میرے دونوں بیٹوں کو پس جب وہ آتے تو حضرت ان کو سونگھتے اور گلے سے لگاتے اور روایت ہے ابن عمر رضہ سے کہ فرمایا حضرت نے ان الحسن والحسین ھما ریحانای من الدنیا ترجمہ یعنی تحقیق حسن اور حسین وہ دونوں دو پھول ہیں میرے دنیا میں کیا معنی کہ ان کے دیکھنے سے تر و تازگی حاصل ہوتی ہے جس طرح پر کہ پھولوں کے دیکھنے سے ہوتی ہے۔ اور روایت ہے بریدہ سے کہ رسول خدا منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حسنین رضہ حاضر ہوئے اور وہ دونوں سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے اور ان میں لپٹ کر گر گر پڑتے تھے پس یہ دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور دونوں کو گود میں اٹھا لائے اور اپنے روبرو بٹھالیا اور پھر خطبہ پڑھنے لگے۔ آخر حدیث تک اور روایت ہے اسامہ بن زید سے کہ دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر مبارک سے اپنے کولوں پر کچھ لپیٹے ہوئے ہیں۔ عرض کیا میں نے کہ یا حضرت آپ یہ کیا چیز لپیٹے ہوئے ہیں پس حضرت نے کھولا اس کو تو دیکھا میں نے کہ حسن و حسین ہر دو کولوں پر حضرت کے بیٹھے ہوئے ہیں فرمایا کہ یہ دونوں بیٹے میرے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اور پھر فرمایا اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما ترجمہ یعنی اے اللہ میں بہت دوست رکھتا ہوں ان دونوں کو پس تو بھی دوست رکھ ان دونوں کو اور اسکو جو دوست رکھے ان دونوں کو اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل الحسن ابن علی علی عاتقہ فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونعم الراکب ھو ترجمہ یعنی تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اٹھائے ہوئے حسن بن علی رضہ کو اپنے دوش مبارک پر پس یہ دیکھ کر کہا ایک شخص نے کہ اچھی سواری پر سوار ہے تو اے لڑکے حضرت نے جواب میں فرمایا اور سوار بھی تو بہت اچھا ہے کیا معنی کہ سواری تو درحقیقت اچھی ہے ولیکن سوار بھی بہت اچھا ہے۔ اور روایت ہے براء بن عازب رضہ سے کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حسن بن علی کو اپنے دوش پر سوار کر لئے ہوئے تھے اور فرماتے تھے اللھم انی احبہ فاحبہ ترجمہ یعنی اے اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس تو بھی اس کو دوست رکھ اور روایت ہے یعلی بن مرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسینا یعنی حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں دوست رکھے اللہ اس کو جو دوست رکھے حسین رضہ کو۔ غرضکہ اسی طرح بے شمار احادیث و آثار ان دونوں کے فضایل و محبت میں وارد ہیں خداوند تعالیٰ ہم سب کو ان کی محبت و متابعت عطا فرمائے

ف خدایا بحق بنی فاطمہ ؏ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول ؏ من و دست و دامان آل رسول۔ منہ

فـ حق ہے حب اہل بیت۔ الخ۔ یعنی تمام اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا حق ہے کہ بغیر اس کے ایمان کامل نہیں ہوتا اور اسی طرح جسقدر اصحاب رسول کہ صاحب صدق و وفا ہیں ان کو ذکر خیر سے یاد کرنا اور ان سے بغض و عداوت کا نہ رکھنا حق ہے۔ منہ

فـ جنتی ہیں۔ الخ۔ یعنی رسول خدا کی جسقدر کہ بی بیاں ہیں ان سب کو ام المومنین سمجھنا حق ہے۔ منہ فـ نیز باقی۔ الخ۔ یعنی باقی جسقدر کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں وہ سب اچھے ہیں اور آپس میں متحد ہیں اگر ان میں سے کسی ایک پر بھی کوئی لعن یا طعن کرے گا تو وہ اہل حق سے خارج ہو جائے گا۔ منہ۔

## حاشیہ صفحہ ۱۸ نمبر ۴ کا بقیہ

وارد ہیں جیسے کہ فرمایا حضرت نے واللہ لینزلن ابن مریم حکما عدلا الی آخرہ یعنی قسم ہے اللہ برتر کی کہ البتہ اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے حاکم عادل ہو کر آخر حدیث تک پس جو شخص کہ دنیا میں اب پیدا ہو کر آپ عیسیٰ ہونے کا دعوی کرے یا اپنے کو مثل مسیح قرار دیوے اور آیات و حدیث کی تاویلات کرے کہ اترنے سے مراد پیدا ہونا ہے وکذا وکذا پس وہ شخص کاذب ہے اور دائرہ اہل حق سے خارج ہے اور اسی طرح پر دجال کذاب ایک چشم کا جو خروج کرے گا اور دعوی خدائی کرے گا اسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مارڈالنا اور اس نے فتنہ و فساد و شرو

تو سے زمین کو پاک کرنا حق ہے ۱۲ منہ ۵۳ ہے خروج دابۃ۔ الخ۔ یعنی قریب قیامت کے دابۃ الارض کا نکلنا بھی حق ہے دابۃ الارض ایک جانور عجیب الخلقت ہے کہ وہ بھی قرب قیامت کے برآمد ہوگا اور لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا۔ اور اسی طرح پر یاجوج ماجوج کا نکلنا بھی حق ہے اور یاجوج ماجوج ایک قوم شریر کفار کی ہے کہ وہ بھی قریب قیامت کے نکلے گی اور قریب قریب تمام بنی نوع انسان کو تباہ و برباد کر دے گی سوائے حضرت عیسیٰ اور اُن کے ہمراہیان کے پھر عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے وہ تمام قوم یکبارگی فنا ہوجائے گی۔ منہ ۵۶ حق ہے مغرب۔ الخ

۵۷ کا پھٹنا۔ الخ۔ یعنی قیامت کو زمین کا پھٹنا اور تاروں کا ٹوٹ کر بکھر جانا اور آسمانوں کا شق ہوجانا یہ سب حق ہے کہ فرمایا حق سبحانہ نے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور فرمایا ہے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا یعنی جب زمین لرزے انتہا کا لرزنا اور فرمایا ہے وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً یعنی زمین و پہاڑ اٹھا کر ایک دفعہ پاش پاش کر دیئے جائیں گے اور ایک جگہ ارشاد ہے اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ یعنی جس روز کہ آسمان شق ہوجائیں اور تارے بکھر جائیں کیا معنی کہ جب ایسا ہو تو وہی دن قیامت کا ہے۔ منہ

۵۸ سب کا مر۔ الخ۔ یعنی یہ سب باتیں حق ہیں کہ نص قرآنی سے ثابت ہے حق کا لفظ اس شعر میں ہے وہ تینوں باتوں سے متعلق ہے سب کے مرجانے سے اور قبروں کے اٹھنے سے اور ہر دو نفخہ صور سے کیا معنی کہ دنیا کے اختتام پر ایک دم سب کا فنا ہوجانا اور پھر اس کے بعد سب کا زندہ و موجود ہوجانا اور ان دونوں امروں کے واسطے نفخ صور کا ہونا حق ہے کہ فرمایا اللہ برتر نے ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ط یعنی پھر تم سب حیات و بقائے عارضی کے بعد ایک نہ ایک دن مرو گے اور پھر تم سب قیامت کو سزا و جزا کے لئے اٹھائے جاؤ گے اور نفخ صور کی بابت ارشاد ہے وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ اور صور پھونکا جائیگا یا کہ فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ۔ پس جس وقت کہ صور پھونکا جاوے گا اسرافیل علیہ السلام جو کہ ملائکہ مقربین سے ہیں صور پھونکیں گے جب کہ تمام مخلوقات و کائنات کے مٹا دینے کا حکم ہوگا تو اس وقت اسرافیلؑ صور پھونکیں گے اور اس کی آواز سے تمام زمین و آسمان و مافیہا ایک دم فنا ہوجائیں گے اور پھر اسرافیلؑ خود بھی فنا ہو جائیں گے اس وقت رب العالمین مالک الملک اپنی شان قہاری جتلا کر فرمائیگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنی آج کے روز تمام ملک کا مالک کون ہے چونکہ تمام عالم فنا ہوگا لہذا اس کا جواب کچھ کہیں سے نہ ہوگا تب وہ ملک حقیقی خود ہی جواباً ارشاد فرمائیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ط یعنی سب ملک و ملک حقیقی آج کے دن بلکہ ہمیشہ۔ اللہ یکتا و بے ہمتا و قہار ہی کے واسطے ہے پھر بعد اس کے وہ قادر مطلق بشیر اسرافیلؑ کو زندہ کریگا اور پھر اُن کو نفخ صور کا حکم دیگا اور وہ زندہ ہو کر دوبارہ نفخ صور کریں گے اور اس سے تمام مخلوقات فناشدہ از سر نو زندہ ہوجائے گی یعنی جو لوگ کہ قبروں میں مدفون ہوں گے وہ قبروں سے جو ڈوبے ہونگے وہ دریاؤں سے اور جو آگ میں جلے ہونگے وہ شعلوں سے اور جو درندوں نے پھاڑ کھائے ہوں گے وہ سب اُن کے پیٹوں سے غرضکہ جمیع فناشدہ اجرا اپنے اپنے مقامات سے نکل کر بقدرت قادر برحق زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ منہ

۵۹ حق ہے جنت۔ الخ۔ یعنی جنت و دوزخ حق ہے اور جنت و دوزخ کا عذاب و ثواب بھی حق ہے اور حساب و کتاب کا ہونا بھی حق ہے واضح ہو کہ جنت باغ بہشت کو کہتے ہیں جس میں کہ مومنین و صالحین داخل ہو کر طرح طرح کے عیش و آرام پائیں گے جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ نے وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط اور اسی طرح دوزخ مکان کا نام ہے جس میں کافر طرح طرح کے عذاب پائیں گے جیسا کہ فرمایا اللہ برتر نے جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا اور دوزخ نہیں جگہ ہے اور ایک دوسری جگہ ارشاد ہے سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ط اور اسی طرح حساب کے بارے میں وارد ہے فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ط ترجمہ آیۃ کریمہ اور جو شخص کہ دیا جائیگا نامۂ اعمال اُس کا سیدھے ہاتھ اُس کے میں پس وہ شخص حساب کیا جائیگا آسانی اور مہربانی کے ساتھ۔ منہ ۱۲

۶۰ حق ہے جوئے شہد الخ۔ یعنی جنت میں شہد کی اور دودھ کی اور سلسبیل کی نہروں کا ہونا حق ہے کہ جن سے سیراب و شیریں کام ہوں گے سلسبیل نہر رواں کا نام ہے کہ بہشتی کے ہمراہ ہر جگہ چلتی پھرتی رہے گی اور بوقت خواہش اُس کا پانی آسانی سے بہشتی کے حلق میں خود بخود داخل ہو کر جلد گوارا ہو جائیگا اور اسی طرح پیالہ ہائے شراب کافوری و زنجبیل کا ہونا حق ہے کہ جن میں پینے سے لذت زنجبیلی و کافوری حلق کو حاصل ہوگی اور بعض کا قول ہے کہ شراب کافوری و زنجبیلی کے چشمہ کا نام سلسبیل ہے اور شرابا طہورا بھی اسی قبیل سے ہے اور نیز جنت میں حوران عین و غلمان مہ جبیں کا اہل جنت کی خدمت کے واسطے موجود ہونا حق ہے۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۳ ۵**

ہو گے بالغ وہ دونوں۔ الخ یعنی جبکہ لڑکوں کو احتلام ہوسکے (احتلام خواب میں منی نکلنے کو کہتے ہیں) اور لڑکیوں کو ماہواری حیض جاری ہوسکے تب وہ دونوں نر و مادہ بالغ ہوجاتے ہیں اور احکام شرعی ان پر فرض ہوجاتے ہیں۔ اگر کسی نر و مادہ کو کسی وجہ سے یہ علامات ظاہر نہ ہوں تو پندرہ برس پورے ہونے پر اُن کو بالغ ہونے کا حکم دیا جاوے گا

اصل و فرع سے یہاں مرد و عورت مراد ہیں۔ مرد اصل ہے اور عورت فرع ہے کیونکہ پیشتر حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں جب وہ تنہائی سے گھبرائے تو ان کے پہلوئے چپ سے حضرت حوا علیہا السلام ظاہر ہوئیں بدیں وجہ مرد اصل ہے اور عورت فرع ہے اور وہی شعر میں مذکور ہے فتدبر ۱۲ منہ

## حاشیہ صفحہ ۳۸ نمبر ۴ کا بقیہ

بلکہ وہ بھی حیض کے ذیل میں شامل ہے کیونکہ ان دونوں کا ایک حکم ہے صرف مدت کا فرق ہے ۱۲ منہ

<sup></sup>

ہے اور بڑھ جاوے الخ۔ یعنی اگر عادت والی عورت کو جس کو پیشتر بھی چند بار حیض آچکا ہو اور اسی طرح نفاس والے کو جس کو دو ایک بار بعد ولادت خون نفاس جاری ہو چکا ہو اس کی عادت و معمول کے خلاف خون مذکور زنگ لائے اور مدت معینہ حیض و نفاس سے بھی آگے تجاوز کر جائے تو یہ فاضل دنوں کا خون اس کی عادت مقررہ کے بعد سے استحاضہ کا خون کہلائیگا۔ مثلاً اگر خون حیض دس دن یا خون نفاس چالیس دن سے ایک دن یا ایک گھڑی یا اس سے بھی کم بڑھ ہے تو اگر یہ حیض یا نفاس مبتدیہ عورت کو پہلی بار آیا ہے تو پورے دس دن تک حیض اور چالیس دن تک نفاس قرار پائے گا اور جو اس سے بڑھا وہ استحاضہ ہوگا۔ اور اگر وہ عورت عادت والی ہے جس کا ذکر ہے اور اس کو چند مرتبہ پیشتر حیض و نفاس آچکا ہے تو اب دیکھیں گے کہ پہلی اس کی عادت کتنے دنوں کی تھی جتنے دن اس کی عادت کے تھے وہی حیض و نفاس ٹھہریں گے باقی استحاضہ ہوگا مثلاً ہمیشہ اسے سات دن حیض آتا تھا اور اس بار بارہ دن خون آیا تو اس میں وہی سات دن حیض کے ہیں اور باقی پانچ استحاضہ کے یا یہ کہ خون نفاس پہلے اس کو تیس دن آتا تھا پھر اس دفعہ اکتالیس دن آیا تو نفاس تیس دن ہی رہیگا اور باقی گیارہ دن استحاضہ کے ہوں گے پس اس کو لازم ہے کہ نہا کر ان فاضل دنوں کی نمازیں قضا کرے اور یہی بیان اگلے شعروں میں بہ تفصیل موجود ہے۔ ان اشعار میں خاص حیض کا ذکر ہے۔ اور نفاس اس کے ذیل میں شامل ہے ۱۲ منہ

ف۵ اور اگر نو دن تک آئے۔ الخ۔ یعنی اگر وہ خون حیض یا نفاس اس عادت والی عورت کو جس کو کہ پیشتر سات دن حیض آیا کرتا تھا یا یہ کہ تیس دن نفاس آتا تھا اس مرتبہ اس کو بجائے سات دن خون حیض جاری ہونے کے نو دن یا کہ دس دن خون حیض آیا گیا اور پھر بند ہو گیا تو یہ باقی دو دن یا تین دن بھی انہیں سات دنوں میں شامل ہو جائیں گے اور وہ سب دن حیض کے شمار ہوں گے کیونکہ وہ دن معینہ حیض کے اندر ہیں لہٰذا حیض میں شامل ہیں اسی طرح اگر خون نفاس بجائے تیس دن کے اس مرتبہ اس کو پینتیس دن یا چالیس دن خون آئے تو یہ پانچ یا دس دن بھی نفاس میں شمار ہونگے کیونکہ اس کی مدت کے بھیتر ہیں ۱۲ منہ

## حاشیہ صفحہ ۳۹

ف۵ غسل جن پر فرض ہے۔ الخ۔ یعنی جن لوگوں پر غسل کرنا فرض ہے کہ وہ جنب حائض و نفساء ہیں ان کو قرآن مجید کی تلاوت کرنا یا مسجد میں داخل ہونا یا حرم محترم کا طواف کرنا حرام ہے اور اسی طرح حائض و نفساء کے ساتھ جماع کرنا بھی حرام ہے جبتک کہ وہ غسل فرض نہ کرلیں ۱۲ منہ

## حاشیہ صفحہ ۴۳ نمبر ۵ کا بقیہ

خواہ بسبب ضعف و کمزوری جسمانی کے تو اس وقت تیمم کرنا درست ہے اور اگر بعض جگہ پر بدن پانی نقصان پہنچاتا ہو اور اکثر جگہ پر نقصان نہ کرتا ہو مثلاً اگر کسی کے سر میں پھوڑا یا زخم ہو اور اس پر پانی ڈالنا مضر ہو اور باقی بدن پر پانی ڈالنا ضرر نہ کرتا ہو تو حنفیہ کے نزدیک سر پر مسح کرے اور باقی بدن کو غسل کے واسطے دھو ڈالے اور اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور اس کے کھولنے میں نقصان ہو تو پٹی پر مسح کرے اور اگر اکثر حصہ بدن پر پانی نقصان کرتا ہو اور جزو بدن میں ضرر نہ کرتا ہو تو اس وقت تیمم کرنا کافی ہوگا اور جزو بدن کا دھونا ساقط ہو جائیگا ۱۲ منہ ف۵ یا ہو وہ مفقود الخ۔ یعنی اگر پانی کسی جگہ جنگل میں نہ ملے اور نمازی کو اپنی جائے قیام سے چاروں طرف ایک ایک میل تک پاک پانی کے ملنے کی امید نہ ہو یا پانی موجود تو ہو مگر پاک پانی نہ ہو بلکہ نجس ہو یا آب مستعمل ہو یا کنواں تو پاس ہو مگر اس میں سے پانی کھینچنے کے واسطے ڈول نہ ہو یا رسی نہ ہو تو ان سب صورتوں میں تیمم کرنا درست ہے یا پاک پانی بھی موجود ہے مگر سب فرد کو یہ احتمال ہو کہ اگر اس سے وضو یا غسل کرلے گا تو اسے یا اس کے ساتھ والے یا اس کے جانور کے واسطے پانی پینے کو باقی نہ رہیگا تب بھی تیمم کرنا درست ہے۔ جیسا کہ اگلے اشعار میں بالتفصیل بیان موجود ہے ۱۲ منہ

## حاشیہ صفحہ ۴۶ نمبر ۳ کا بقیہ

کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ تک رہتا ہے اس سے کم و بیش نہیں ہوتا کہ اوپر بیان ہوا ہے لہٰذا اس میں بڑی احتیاط درکار ہے تاکہ فرض میں خلل نہ واقع ہو چونکہ ابتدائے طلوع فجر کی پہچان بہت دشوار ہے خاص کر جبکہ مطلع پر گرد و غبار یا ابر و باد ہو بلکہ چاندنی کے وقت بھی ابتدائے طلوع صبح صادق نہیں معلوم ہوتی ہے چاندنی کی روشنی میں اس کی چمک محسوس نہیں ہوتی لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ہمیشہ طلوع آفتاب کا خیال رہے کہ ہر روز کس وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے پس دوسرے دن اسی حساب سے وقت مقررہ مندرجہ بالا کے اندر اذان و نماز فجر ادا کرے تاکہ یہ دونوں ٹھیک وقت کے اندر ہوں ۱۲ منہ ف۲ ظہر آتا ہے۔ الخ۔ یعنی جس وقت سورج وسط آسمان سے مغرب کی جانب میل کرے کیا معنی کہ ڈھل جائے پس اسی

وقت ظہر کا وقت آجاتا ہے۔ ۱۲ منہ ۵۵ ختم ہو جاتا ہے ظہر ۔الخ ۔یعنی ظہر کا وقت جبکہ سایہ کسی شے کا اُس کے برابر ہو جائے ختم ہو جاتا ہے لیکن اس ایک مثل پر سایہ اصلی جس کو فی الزوال کہتے ہیں زیادہ کیا جاتا ہے کیا معنی کہ فی الزوال کو چھوڑ کر جس وقت سایہ شے ایک مثل ہو جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اُسوقت ظہر کا وقت آخر ہو جاتا ہے اور سایہ اصلی یا فی الزوال اُس کو کہتے ہیں جو استوار آفتاب کے وقت یعنی دوپہر ہر شے کا سایہ باقی رہتا ہے اور یہ دن کے گھٹنے بڑھنے سے بڑھتا گھٹتا رہتا ہے یعنی دن جتنا گھٹتا جاتا ہے سایہ بڑھتا جاتا ہے اور دن جتنا بڑھتا جاتا ہے سایہ گھٹتا جاتا ہے اور وہ مختلف ہوتا ہے باعتبار اختلاف ملکوں کے یعنی ایک ہی وقت میں ایک ملک میں سایہ اصلی زائد ہوتا ہے اور اسی وقت دوسرے ملک میں وہ سایہ کم ہوتا ہے چنانچہ موسم سرما میں ماہ دسمبر میں ہمارے ملک کے عرض البلد پر جو کہ ۲۸ درجہ کے قریب پر واقع ہے ساڑھے آٹھ قدم سے زاید یعنی سوائے کے قریب سایہ اصلی ہو جاتا ہے اور مکہ معظمہ میں جو ۲۱ درجہ پر واقع ہے انہیں روزوں میں ٹھیک ۷ قدم برابر سے کچھ ہی زائد رہتا ہے اس سے زائد پھر نہیں ہوتا اسی طرح موسم گرما میں مکہ معظمہ میں ۲۷ مئی سے ۳۰ مئی تک دوپہر کے وقت ہر شے کا سایہ بالکل مفقود ہوتا ہے اس کے بعد پھر وہ سایہ اُلٹا پیدا ہوتا ہے یعنی ٹھیک دوپہر کو ہر چیز کا سایہ جو شمال کی طرف پڑتا تھا اب کہ معظمہ میں جنوب کی جانب پڑے گا اور ۲۲ جون تک پاؤ قدم تک بڑھ کر پھر گھٹتا ہے یہاں تک کہ ۱۵ جولائی سے ۱۸ جولائی تک پھر وہ معدوم ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر وہ سید ہا شمال کیجانب پیدا ہوتا ہے ۔ اور ہمارے ملک میں نہ کبھی جنوبی سمت پڑتا ہے نہ کبھی مفقود ہوتا ہے بلکہ سب سے کم سایہ ۲۲ جون کو نصف قدم باقی رہتا ہے پس جس موسم میں اور جس ملک میں یہ سایہ جسقدر ہوگا اسیقدر سایہ مذکور کو چھوڑ کر ظہر کا وقت وہاں ایک مثل تک روایت صحیح باقی رہے گا اور اس کے بعد نماز ظہر قضا ہو جائے گی ۱۲۔ منہ ۵۶ دو روایت اس میں ہیں ۔ الخ ۔ یعنی یہ جو ظہر کا وقت ہمنے ایک مثل تک بتایا اس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں آئی ہیں ایک روایت تو یہی ایک مثل کی ہے جو مذکور ہوئی اور یہی روایت قوی ہے اور نیز یہی روایت مفتٰے بہا ہے کیا معنی کہ اسی روایت پر فتاوائے معتبر در مختار ۔ و عز سالاذکار ۔ و فیض و برہان وغیرہ میں فتویٰ دیا گیا ہے ۱۲ منہ ۵۷ دوسری دو مثل کی ہے ۔ الخ ۔ یعنی دوسری روایت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اسی ظہر کے بارے میں دو مثل کی آئی ہے ۔ ۱۲ منہ ۵۸ مثل کے راوی حسن ۔ الخ ۔ یعنی وہ جو ایک مثل کی روایت مفتٰے بہا ہے اُس کے راوی حسن بن زیاد رحمۃ اللہ ہیں جو کہ اجلہ شاگردان امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ وعن سائر اتباعہ سے ہیں اور اسی روایت کے مطابق امام زفر و امام ابو یوسف و امام محمد اکابر شاگردان امام اعظم رضی اللہ عنہم کا قول ہے کیا معنی کہ ان سب کے نزدیک یہی وقت ظہر ایک مثل تک رہتا ہے اور اس کے بعد عصر شروع ہو جاتا ہے جس پر جمہور کا اتفاق ہے سوائے ظاہر الروایہ کے ۱۲ منہ۔

## حاشیہ صفحہ ۷۴ نمبر ۳ کا بقیہ

جبتک کہ سایہ تمہارا تمہارے برابر ہو جائے اُس کو چھوڑ کر ۔ آخر حدیث تک روایت کی یہ حدیث امام مالک نے ان تمام حدیثوں سے بخوبی ثابت ہے کہ نماز ظہر کا وقت ایک مثل تک ہی ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت ہو جاتا ہے اور یہی تعامل صحابہ کرام کا یہی ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد و ہدایت سے ثابت ہوا اسی طرح اس بارے میں احادیث صحیحہ حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں کہ جن کے بعد ظہر کے ایک مثل تک موقت ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں رہتا ۔ ۱۲ منہ ۵۹ اس پر ہے اجماع ۔ الخ ۔ یعنی اسی قول متفق علیہ پر جو ایک مثل کا ہے بجا یا حرم محترم کہ معظمہ کے تمام علما و فقہاء عام و خاص کا اجماع ہے اور اسی پر عملدرآمد ہے بلکہ ظہر کی نماز کو ایک مثل کے اندر پڑھنے کا عملدرآمد تو تمام دنیائے اسلام میں ہے کہ کسی ملک میں کسی مسجد میں جہاں پر کہ جماعت پابندی کے ساتھ ہوتی ہو اور امام و مؤذن بھی اسکے واسطے مقرر ہوں کسی موسم میں ظہر کی نماز کو ایک مثل کے بعد تک تاخیر نہیں کرتے جیسا کہ عز سالاذکار و فیض کی عبارات مندرجہ بالا سے بھی تشریح ہے اور اسی کا نام تعامل ہی بلکہ سچ پوچھو تو حرم محترم میں تو ایک مثل سایہ گذر جانے کے بعد نماز عصر میں بھی تاخیر نہیں کرتے اور وہاں فی زماننا اسی پر اجماع اور اسی پر عمل ہے اور لاکھوں حجاج جو ہر سال ادائے فریضہ حج کے واسطے وہاں جاتے ہیں اسی کا اتباع کرتے ہیں کما لا یخفیٰ علیٰ زائرہ ۔ اور اسی روایت پر عمل کرنے کا حکم پایۂ تخت خلافت اسلامیہ سے بذریعہ محکمہ قضا صادر ہو چکا ہے جس کے بر بنا یہ تعامل حرم محترم میں جو کہ مرکز اسلام ہے جاری ہے اور اب تمام اُمت پر اس کا انقیاد واجب ہے اور یہ جو بعض اصحاب تاویل کرتے ہیں کہ یہ حکم خلافت اسلامیہ سے شوافع کی درخواست تاخیر نماز عصر پر صادر ہوا ہے بدیں وجہ کہ حکومت نے مصلائے حنفی کو موخر کہنا پسند نہیں کیا اس لئے حکم دیا کہ صاحبین رح کے قول پر حنفی

نماز عصر ایک مثل کے بعد فوراً ہو جایا کرے تاکہ شافعیوں کی عصر میں تاخیر ہونے نہ پائے۔ بدیں وجہ یہ سند قابل تسلیم نہیں ہے یہ تاویل بہت رکیک ہے ہم کہتے ہیں کہ جب ایک مثل کے بعد وقت عصر ہوتا ہی نہیں پھر شافعیوں کی تاخیر کی وجہ سے اپنی نماز قبل از وقت کیونکر روا رکھی گئی علاوہ ازیں اگر شافعیوں کو اول اس نماز کے پڑھنے کا حکم دیا جاتا اور دو مثل کے بعد حنفی نماز حسب دستور ہوا کرتی تو اسمیں کیا حرج تھا کہ جس کو حکومت نے کسی طرح پسند نہیں کیا[٥١] آخر فجر کی نماز بھی تو شافعی لوگ حنفیوں سے پہلے پڑھ لیتے ہیں باوجودیکہ حنفیوں کے نزدیک بھی غلس میں نماز فجر بالاتفاق بلا کراہت درست ہے۔ گو افضل نہیں لیکن جائز ہونے میں شک نہیں پھر اس کو خلافت اسلامیہ نے کیونکر پسند رکھا ہے کہ نماز فجر کو شافعی پہلے ادا کر سکتے ہیں اور حنفی بیٹھے دیکھتے رہتے ہیں جو کہ دوسری صورت میں نماز عصر کو قبل از وقت ہونے سے بھی تاخیر کرنا پسند نہ کیا گیا۔ فقہ کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگرد صاحبین رحمہا اللہ مختلف ہوں تو مفتی مجتہد کو اختیار ہے کہ دونوں کے دلائل پر غور کر کے جس کے دلائل اس کے نزدیک قوی ہوں اس کے موافق فتویٰ نافذ کرے چنانچہ اسی بنا پر کتب فقہ شرح وقایہ و درمختار وغیرہ میں بیسیوں مسائل نیز عبادات اور خصوصاً معاملات میں امام کے برخلاف صاحبین رحمہا اللہ کے قول پر فتوے موجود ہیں من شاء فلینظر الیہ پس جبکہ خود امام الائمہ سے ہی ایک مسئلہ میں دو روایتیں منقول ہوں اور ایک روایت کے مطابق صاحبین و نیز دیگر اجلہ شاگردان کا بھی قول ہو اور باقی تینوں ائمہ مجتہدین کا بھی مذہب وہی ہو اور نیز آثار صحابہ و تابعین بھی اسی کی رہنمائی کرتے ہوں اور احادیث صحیحہ کثیرہ بھی اسی روایت کی تقویت فرماتے ہوں اور فقہائے مذکورین امثال فیض و برہان و عزر و درمختار وغیرہ کے مؤلفین بھی (جن کے مفتی برحق ہونے میں مطلق شک و شبہ نہیں ہے) اسی روایت کے موجب فتویٰ دیتے ہوں اور محکمہ قضا خلافت اسلامیہ سے بھی اسی روایت مفتیٰ بہا کے مطابق فتویٰ صادر ہو کر مرکز اسلام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً میں معمول بہ قرار پا چکا ہو اور خاص و عام نے قبول کر لیا ہو تو اب جائے غور ہے اور انصاف بالائے طاعت شرط ہے کہ باایں ہمہ کیوں نہ اس روایت قوی پر عمل کیا جائے اور پھر کیونکر اس کے خلاف دوسری روایت کو جو اپنی نظیر آپ ہی ہو ضعیف و منسوخ و مطروح نہ خیال کیا جاوے پس ان تمام باتوں سے ہماری غرض یہ ہے کہ نماز ظہر کا وقت یقینی ایک مثل تک ہے لہذا اس کو کبھی اور کسی موسم میں ایک مثل کے بعد ہرگز ہرگز تاخیر نہ کیا جائے ورنہ وہ نماز ضرور قضا ہو جائے گی واللہ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب وتاملوا یا اولی الالباب۔ ۱۲ منہ [٥٥] مثل ثانی تک الخ۔ یعنی دوسری روایت میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے یہی ظہر کا وقت دو مثل تک ہے جس کو فقہا ظاہر الروایۃ کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ ظاہر روایت اسے کہتے ہیں کہ وہ روایت امام محمد بن حسن کی تصنیفات میں امام الائمہ سے مروی ہو مثل جامع صغیر و جامع کبیر و مبسوط وغیرہ کے اور اس کی نقل بہ تواتر اصحاب متون وقایہ یا ہدایہ یا کنز الدقائق یا قدوری وغیرہم کی ہو پس یہاں مثلین کی روایت کو امام محمد نے امام الائمہ سے مبسوط میں نقل کیا ہے اور وقایہ و نہایہ و ہدایہ وغیرہ میں اس کو نقل کر کے ظاہر الروایۃ قرار دیا ہے اور اس پر ان کا فتویٰ ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ شارح وقایہ و جامع درمختار وغیرہما نے ایک مثل کی روایت کو بھی امام الائمہ کی طرف منسوب کیا ہے اور گو کہ شارح وقایہ نے اس کے مفتیٰ بہ ہونے نہ ہونے سے سکوت کیا ہے لیکن جامع درمختار نے تو نہایت تاکیدی سلسلے و بہ یفتیٰ سے اس کا مفتیٰ بہ ہونا قرار دیا ہے اور اسی بنا پر طحاوی نے فرمایا ہے کہ وبہ نأخذ۔ یعنی اسی ایک مثل کے قول کو ہم بھی مستند جانتے ہیں اور اس پر کاربند ہیں۔ بایں ہمہ ظاہر الروایۃ کے برخلاف بھی اکثر فتویٰ فقہ میں موجود ہیں مثل شفق شرح[٥٢] کے مغرب کے وقت میں اور تکمیل سجدے کی ناک اور پیشانی دونوں کے ساتھ میں وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہاں دو مثل کی روایت کے برخلاف جسکو ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہے۔ یک مثل کی روایت پر جس کی اہمیت ہر طرح ثابت ہے عمل کرنے میں کیا حرج ہے وما علینا الا البلاغ ۱۲ منہ [٥٦] ماحصل اسکا۔ الخ۔ یعنی یہ جو ظہر کے وقت کا اختلاف بیان کیا گیا اور طرفین کے دلائل تحریر کیے گئے اور ایک مثل کی روایت کی تقویت بتائی گئی اس کا ماحصل اور لب لباب یہی ہے کہ نماز ظہر ہمیشہ ایک مثل کے اندر اندر پڑھ لی جائے اور بلا وجہ شرعی کبھی اسمیں ایک مثل کے بعد تاخیر نہ کی جائے کہ ایک مثل گذر جانے کے بعد درحقیقت نماز ظہر کا وقت پھر نہیں رہتا اور وہ نماز پھر قضا ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [٥٧] ہے اسی میں احتیاط۔ الخ۔ یعنی نماز ظہر کو ہمیشہ ایک مثل کے اندر پڑھنے میں اور مثل دوم

---

[٥١] اسپر یہ اعتراض بھی کیا گیا ہے (کہ حکومتوں کے حاکمانہ احکام کی اگر سند لیجائیگی تو ہزاروں جرائم حلال ہو جائینگے) ہدایتاً عرض ہے کہ خلافت اسلامیہ کے اس حکم کو جو مطابق حکم خدا و رسول کے ہے اور جسکو فقہائے اربعہ مذکورہ بالا نے مفتیٰ بہ قرار دیا ہو اور جو جملہ ائمہ مجتہدین نیز بروایت صحیح حسن بن زیاد خود امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ کا اور ان کے شاگردوں کا مذہب ہو اور جسکو بالاتفاق علماء و فقہاء حرمین شریفین نیز باجماع جمیع علماء دار الخلافت شیخ الاسلام نے امیر المومنین کے حضور سے منظوری لے کر نافذ کیا ہو اور جس کو تمام صلحاء و علماء مکہ و مدینہ نے قبول کر لیا ہو اس کو حاکمانہ احکام سے تعبیر کرنا اور صحت جرائم سے مشابہ بتانا کس حد تک قابل غور ہے اور اسکا انصاف ناظرین پر

تم اُس کا انتظار نہ کرے میں کمال احتیاط ہے کہ باتفاق جمیع امت نماز صحیح و درست ہوتی ہے اور اس میں پھر کسی کا اختلاف نہیں رہتا کیونکہ اوپر حاشیہ میں
بتا دیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے صحیح روایت ایک ہی مثل کی آئی ہے اور اسی روایت کے مطابق تمام مجتہدین و محدثین و اکثر صحابہ و تابعین کا مسلک
ہے اور نیز حدیث صحیح وقت الظہر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ۔ اسی کی تائید کرتی ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ اگرچہ امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت دو مثل تک بھی آئی ہے (جس روایت سے کہ بعض کے نزدیک اُن کا رجوع کرنا بھی ثابت ہے) مگر اُس مذہب پر جو روایت
مفتیٰ بہا کے موجب مثل ثانی میں نماز ظہر قضا ہو جائے گی تو نماز فرض کا ایسے وقت ادا کرنا کہ بالاتفاق سب کے نزدیک ادا ہو اختلافی وقت میں پڑھنے
سے اولیٰ ہے بلکہ واجب ہے۔ واضح ہو کہ کنز الآخرۃ اشاعت اول میں جو ہم نے ظہر کا وقت بموجب روایت مفتیٰ بہا جس پر حرمین شریفین میں بھی
عملدرآمد جاری ہے ایک مثل تک لکھا تھا اور اُس کے بعد عصر کا وقت بتایا تھا اُس پر بعض علماء کرام نے اعتراض فرمایا اور ہم کو مشورہ دیا کہ ہم اسکو
ترمیم کریں اور اب اُس کا وقت دو مثل تک اور اُس کے بعد عصر کا وقت قائم کریں لہٰذا عصر کے وقت کو تو ہم نے اُن کے مشورے کے بموجب
تسلیم کر لیا اور موجب ظاہر الروایۃ دو مثل کے بعد ہی اُس کا پڑھنا لازم و ضروری تحریر کیا کہ درحقیقت عصر کے وقت میں اسی میں احتیاط ہے کہ
وہ دو مثل کے بعد ہی پڑھی جائے لیکن ظہر کے وقت میں ہم نے وہی وقت ایک مثل تک کا موقت کیا کہ درحقیقت ظہر کا وقت باجماع امت
ایک ہی مثل تک ہے اور اس میں اسی بات میں پوری احتیاط بھی ہے۔ کہ وہ ایک مثل کے اندر ادا کیجائے اور اسی کے دلائل میں اشعار بھی زائد
ہوگئے اور مضمون حاشیہ بھی بہت دراز ہو گیا جسکا ہم کو افسوس ہے ناظرین معاف فرمائیں گے ۱۲ منہ ۵۸ ہو گیا جب ظہر کا وقت الخ۔ یعنی جب وقت
ظہر کا وقت ختم ہوا اسی وقت عصر کا وقت شروع ہو گیا کیا معنی کہ روایت قوی و مفتیٰ بہا کے بموجب ایک مثل کے بعد اور ظاہر الروایت کے مطابق
دو مثل کے بعد شروع ہوا۔ شرح وقایہ میں ہے فوقت العصر من آخر وقت الظہر علی القولین الی ان تغیب الشمس ۱۲ منہ ۵۹ احتیاط ایسا
بھی۔ الخ یعنی جس طرح کہ نماز ظہر میں یہ احتیاط کی گئی تھی کہ وہ ایک مثل کے بعد کسیطرح تاخیر نہ کیجائے کہ ایک مثل کے بعد نماز ظہر درحقیقت قضا
ہو جاتی ہے اور اُس کا صحیح وقت ایک مثل تک ہی ہے تو یہاں اب نماز عصر میں بھی اس بات کی احتیاط لازم ہے کہ یہ نماز دو مثل سے پہلے نہ
پڑھی جائے تاکہ دونوں روایت پر عمل ہو یعنی روایت مفتیٰ بہا پر ظہر میں اور ظاہر الروایۃ پر عصر میں ۱۲ منہ

## صفحہ ۴۸ کا حاشیہ نمبر ۵ کا بقیہ

آفتاب سے لیکر شفق سپید کے غائب ہونے تک ہر روز اتنا ہی وقت رہتا ہے جتنا
کہ اُس دن صبح کا وقت تھا جسکا حساب اوپر بیان کر دیا گیا ہے ۱۲ منہ ۵۶ یعنی مغرب
کی ہے الخ یہ شعر اپنے اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے یعنی مغرب کے وقت کی انتہا جس جگہ تک ہے بس ٹھیک اُسی جگہ سے عشا کی ابتدا ہے کیا معنی کہ جب
شفق تک مغرب ہے اور اُس کے بعد سے فوراً عشا ہے اور ان دونوں وقتوں کے درمیان میں بھی کوئی وقت مہمل یا بیکار نہیں ہے ۱۲ منہ ۵۷ صبح صادق تک عشا کا الخ۔
یعنی عشا کا وقت غروب شفق کے بعد سے صبح صادق کے ہونے تک رہتا ہے کیا معنی کہ جب صبح صادق کی ابتدائی جھلک پیدا ہوتی اسی وقت عشا کا وقت ختم ہو گیا لیکن
عشا کا وقت آدھی رات تک تو مختار و مستحب ہے اور آدھی رات کے بعد صبح تک مکروہ تحریمی ہے مصرعہ ثانی میں جو تنگ وقت لکھا گیا ہے اُس سے
کراہت مراد ہے کیونکہ تنگ وقت بمعنی تنگی وقت کے مستعمل ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ عشا کا وقت نصف شب گذر جانے کے بعد تنگ ہو جاتا ہے
اور وہ مکروہ تحریمی ہے ۱۲ منہ ۵۸ وتر کا وقت الخ۔ یعنی نماز وتر جو کہ واجب ہے اسی کا وقت اور عشا کا ایک ہے فرق صرف اسقدر ہے کہ وتر ہمیشہ عشا
کی نماز کے بعد واجب ہوتا ہے اگر اُس کو عشا سے پہلے پڑھ لے گا تو وہ وتر ہرگز ادا نہ ہوگا اور عشا کے بعد پھر اُس کو پڑھنا واجب رہے گا ہاں وتر کا وقت
آدھی رات کے بعد مکروہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اُس وقت مستحب ہے ۱۲ منہ ۵۹ روشنی میں۔ الخ۔ اب یہاں سے مستحب و مختار وقتوں کا بیان شروع
ہوا کہ کس کس نماز کا کس کس حصہ وقت میں پڑھنا افضل و اولیٰ ہے پس مضمون شعر یہ ہے کہ نماز فجر کو روشنی پیدا ہو جانے کے بعد پڑھنا مستحب ہے جس کو اسفار بولتے
ہیں کیونکہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر یعنی روشنی کے وقت نماز پڑھو تم فجر کی کہ اُس کا اُس وقت پڑھنا بہت بڑا ثواب
ہے۔ واضح ہو کہ نماز فجر کا وقت ابتداء طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ایک گھنٹہ ۱۰ منٹ سے لیکر ایک گھنٹہ ۴۵ منٹ تک رہتا ہے جیسا کہ
اوپر ہم مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں اس میں جتنی دیر روشنی صرف آسمان پر ہے اور زمین پر اُتر کر زمین کو روشن نہ کرے وہ وقت غلس یعنی اندھیرے
کا ہے اس میں اذان کا دینا تو کچھ حرج نہیں ہے مگر نماز فجر اسوقت پڑھنا خلاف مستحب ہے جب روشنی آسمان سے اُتر کر اور نیچے پھیل کر در و دیوار و زمین
کو روشن کرے اُس وقت سے طلوع سے کچھ پہلے تک نماز کا مستحب وقت ہے اور افضل یہ ہے کہ فجر کی جماعت ایسے وقت پڑھی جائے کہ بعد سلام
نماز اگر نماز میں کسی قسم کا فساد معلوم ہو تو پھر وضو کرنے کے بعد بطریق مسنون چالیس آیتوں سے ساٹھ آیتوں تک پڑھ کر نماز کا اعادہ وقت کے اندر کر سکے
اور یہی فقہا کا مختار و مفتیٰ بہ مذہب ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ نماز فجر کا سب وقت از اول تا آخر مختار ہے اس لیے جس وقت نماز پڑھے گا وہ نماز بلاکراہت

مختار وقت پر ادا ہوگی ولیکن روشنی کے وقت نماز فجر پڑھنا مستحب ہے اور موجب زیادتی ثواب و برکت و باعث کثرت جماعت کا ہے فتدبر۔ منہ۔

## حاشیہ صفحہ ۴۹ نمبر ۱ کا بقیہ

اور اکثر تین حصہ وقت نکل جانے پر بھی پڑھتے تھے جس سے بہت زیادہ تاخیر ثابت ہوتی ہے پس اس موسم میں اسی قدر تاخیر کرنا مستحب ہے اور علاوہ اس میں جلدی کرنا سنت کے خلاف ہے۔ واضح ہو کہ یہ بات تجربہ سے بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ موسم گرما میں شروع سے لیکر آخر تک جس کا زمانہ ۲۲ مارچ سے ۲۳ ماہ ستمبر تک ہوتا ہے ظہر کا وقت ایک مثل کے حساب سے دھوپ گھڑی میں ایک حالت و مقدار پر تقریباً برابر رہتا ہے کیا معنی کہ اس موسم میں دن کے گھٹنے بڑھنے سے ظہر کا وقت کچھ گھٹتا بڑھتا نہیں ہے۔ سایہ اصلی البتہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے ولیکن ظہر کا وقت سایہ اصلی کو چھوڑ کر بدستور اپنے مقدار معینہ پر قائم رہتا ہے دھوپ گھڑی کے حساب سے نصف النہار ٹھیک بارہ بجے ہوتا ہے جو زوال کا وقت ہے اور اس کے متصل ذرا سے وقفہ میں معاً ظہر کا وقت آجاتا ہے اس وقت سے ایک مثل پر سایہ گذرنے تک ہمارے ملک ہندوستان کے ۲۸ درجہ والے شہروں میں (جس کے قریب یہ ہمارا قصبہ واقع ہے) ۲۹ درجہ عرض تک جس کے قریب دہلی و میرٹھ واقع ہیں موسم گرما میں آخر مارچ سے ۲۳ ماہ ستمبر تک چھ ماہ برابر تین بجکر ۲۴ منٹ تک وقت ظہر باقی رہتا ہے کیا معنی کہ ایک مثل کے حساب سے سایہ اصلی کو چھوڑ کر دھوپ گھڑی کے چار منٹ اوپر ساڑھے تین کے تک وقت ظہر باقی رہتا ہے اور اس کے بعد مثل دوم شروع ہو جاتا ہے ہاں البتہ موسم سرما کے آٹھوں برج کی تحویلوں میں کہ ۲۴ ستمبر سے ۲۱ مارچ تک ہیں مثل اول کے حساب سے ظہر کا وقت برابر گھٹتا بڑھتا ہے حتی کہ آخر ماہ دسمبر میں جا کر قریب پون گھنٹہ وقت کم ہو جاتا ہے کیا معنی کہ اس وقت بحساب دھوپ گھڑی کے تین بجے سے بھی کچھ پہلے ظہر کا وقت بحساب ایک مثل ختم ہو جاتا ہے اس موسم میں سوائے دو ہفتہ آخر ماہ دسمبر و اول ماہ جنوری کے مثل اول میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ کم و بیش ہوتا رہتا ہے اور اول موسم گرما کی مانند موسم بھر ایک حالت و مقدار پر برابر قائم نہیں رہتا اور مثل اول کے بعد کا وقت تو دوازدہ ماہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وقت کی ناپ تول میں دھوپ گھڑی کا اعتبار ہے جو کہ قطب سے ملا کر صحیح پیمانہ پر نصب کی گئی ہو اور صحت اس کی یہ ہے کہ اس میں جب زوال کا وقت ہو تو اس وقت سے دن کی دونوں طرفیں یعنی طرف قبل از زوال اور طرف بعد از زوال تقریباً برابر ہوں ایک منٹ کم و بیش نہ ہوں کیونکہ زوال ٹھیک نقطہ نصف النہار پر واقع ہوتا ہے اور اس وقت دھوپ گھڑی میں ۱۲ بجے کا وقت رکھا جاتا ہے۔

پس اس حساب سے مثلاً اگر ۵ بجے صبح کے آفتاب طلوع ہو تو ٹھیک ۷ بجے شام کے غروب ہو جائے یا جس زمانہ میں ۶¾ بجے پر طلوع ہو تو سوا پانچ پر شام کے غروب ہو جائے۔ غرض کہ کوئی زمانہ کیوں نہ ہو طلوع آفتاب سے زوال تک اور زوال سے غروب تک کا عرصہ تقریباً برابر ہو کم و بیش بقدر ایک منٹ نہ ہو اس میں جسقدر کمی بیشی ہوگی اسی قدر زوال میں غلطی ہوگی۔ یہ ناپ تول کہ ہم نے بتائی اس میں ریلوے گھڑی کا مطلق اعتبار نہیں ہے کیونکہ اس کا وقت ہمیشہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے اور اسمیں زوال کے وقت سال بھر میں صرف دو دن کے سوا کبھی ٹھیک بارہ نہیں بجتے کسی زمانہ میں اس میں زوال کے وقت ۱۲½ بجتے ہیں اور کبھی (۱۱¾) بجنے لگتے ہیں اور گاہ گاہ ان دونوں کے درمیان زوال ہونے لگتا ہے اسلئے وہ وقت اس حساب لگانے کے لئے عام لوگوں کو بکار آمد نہیں ان کو اس سے زوال کا صحیح حال نہیں معلوم ہو سکتا جبتک کہ اسکو دھوپ گھڑی سے مطابق کرکے نہ دیکھا جائے ہاں جو تعدیل الایام کے دقایق اور فضل طول جانتا ہے وہ اس سے بھی صحیح حال لگا سکتا ہے ہم نے جو ریلوے ٹائم کا یہاں اپنے قصبہ کے عرض البلد پر تجربہ کیا ہے تو معلوم ہوا کہ یکم جنوری کو ریلوے گھڑی میں بارہ بجکر اٹھارہ منٹ پر نصف النہار یعنی زوال کا وقت ہوتا ہے پھر بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ پانچ فروری سے ۱۰ فروری تک ۱۲ بجکر ۲۹ منٹ پر ہوتا ہے پھر گھٹتا جاتا ہے یہانتک کہ چھٹی مئی سے تئیس مئی تک بارہ بجکر گیارہ منٹ پر ہونے لگتا ہے پھر بڑھتا ہے یہانتک کہ بیس جولائی کو بارہ بج کر اکیس منٹ پر ہوتا ہے اور وہی وقت دوسری اگست تک قائم رہتا ہے پھر گھٹتا ہے یہانتک کہ ۲ و ۱۰ اکتوبر کو ٹھیک بارہ بجے ہوتا ہے پھر دو منٹ ڈیڑھ منٹ کے فرق سے ۱۹ نومبر تک ۱۲ بجے سے پہلے ہوتا ہے ۲۰ نومبر سے پھر بڑھنا شروع ہوتا ہے یہانتک کہ ۳۱ دسمبر کو ۱۲ بج کر ۱۰ منٹ پر زوال نظر آتا ہے تقریباً یہی دورہ جبتک کہ مقلب اللیل و النہار چاہے اس کے متعلق ایک جدول لکھی جاتی ہے جس سے یہاں اور اس کے مساوی درجے والے قصبات و بلاد کا تاریخ وار فرق زوال معلوم ہو سکتا ہے وھو ہٰذا۔ ۱۲ منہ۔

# جدول وقت نصف النہار حقیقی بہ ساعت ریلوے برائے قصبہ سہاور ضلع ایٹہ

یہ جدول نصف نصف منٹ کے فاصلے سے دیگئی ہے جبتک تاریخ نہ بدلے وقت وہی رہیگا جو کسی تاریخ کے سامنے ہے

| تاریخ جنوری ۱ | بارہ بجکر ۱۸ | مارچ ۴ | بارہ بجکر ۰۲۶ | ۲۳ | بارہ بجکر ۱۳ |
|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | ۰۱۸ | ۶ | ۲۶ | ۲۵ | ۰۱۲ |
| ۳ | ۱۹ | ۹ | ۰۲۵ | ۲۸ | ۱۲ |
| ۴ | ۰۱۹ | ۱۱ | ۲۵ | مئی ۲ | ۰۱۱ |
| ۵ | ۲۰ | ۱۳ | ۰۲۴ | ۷ | ۱۱ |
| ۶ | ۰۲۰ | ۱۴ | ۲۴ | ۲۴ | ۰۱۱ |
| ۷ | ۲۱ | ۱۶ | ۰۲۳ | ۲۹ | ۱۲ |
| ۸ | ۰۲۱ | ۱۸ | ۲۳ | جون ۲ | ۰۱۲ |
| ۱۰ | ۲۲ | ۲۰ | ۰۲۲ | ۵ | ۱۳ |
| ۱۱ | ۰۲۲ | ۲۱ | ۲۲ | ۸ | ۰۱۳ |
| ۱۲ | ۲۳ | ۲۳ | ۰۲۱ | ۱۰ | ۱۴ |
| ۱۳ | ۰۲۳ | ۲۵ | ۲۱ | ۱۳ | ۰۱۴ |
| ۱۵ | ۲۴ | ۲۶ | ۰۲۰ | ۱۵ | ۱۵ |
| ۱۶ | ۰۲۴ | ۲۸ | ۲۰ | ۱۸ | ۰۱۵ |
| ۱۸ | ۲۵ | ۳۰ | ۰۱۹ | ۲۰ | ۱۶ |
| ۱۹ | ۰۲۵ | ۳۱ | ۱۹ | ۲۲ | ۰۱۶ |
| ۲۱ | ۲۶ | اپریل ۲ | ۰۱۸ | ۲۵ | ۱۷ |
| ۲۲ | ۰۲۶ | ۳ | ۱۸ | ۲۷ | ۰۱۷ |
| ۲۴ | ۲۷ | ۵ | ۰۱۷ | ۲۹ | ۱۸ |
| ۲۶ | ۰۲۷ | ۷ | ۱۷ | جولائی ۲ | ۰۱۸ |
| ۲۹ | ۲۸ | ۹ | ۰۱۶ | ۵ | ۱۹ |
| فروری ۱ | ۰۲۸ | ۱۰ | ۱۶ | ۸ | ۰۱۹ |
| ۵ | ۲۹ | ۱۲ | ۰۱۵ | ۱۱ | ۲۰ |
| ۱۹ | ۰۲۸ | ۱۴ | ۱۵ | ۱۵ | ۰۲۰ |
| ۲۴ | ۲۸ | ۱۶ | ۰۱۴ | ۲۰ | ۲۱ |
| ۲۶ | ۰۲۷ | ۱۸ | ۱۴ | اگست ۳ | ۰۲۰ |
| مارچ ۲ | ۲۷ | ۲۰ | ۰۱۳ | ۹ | ۲۰ |
| اگست ۱۲ | بارہ بجکر ۰۱۹ | ستمبر ۲۸ | ۰۵ | دسمبر ۳ | ۰۴ |
| ۱۵ | ۱۹ | ۲۹ | ۵ | ۴ | ۵ |
| ۱۷ | ۰۱۸ | اکتوبر ۱ | ۰۴ | ۵ | ۰۵ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۶ | ۷ | ۴ | ۳ | ۱۸ | ۲۰ |
| ۰۹ | ۸ | ۰۳ | ۴ | ۰۱۷ | ۲۲ |
| ۵ | ۹ | ۳ | ۶ | ۱۷ | ۲۴ |
| ۰۷ | ۱۰ | ۰۲ | ۸ | ۰۱۶ | ۲۶ |
| ۸ | ۱۱ | ۲ | ۹ | ۱۶ | ۲۷ |
| ۰۸ | ۱۲ | ۰۱ | ۱۱ | ۰۱۵ | ۲۹ |
| ۹ | ۱۳ | ۱ | ۱۲ | ۱۵ | ۳۱ |
| ۰۹ | ۱۴ | لغفت منٹ | ۱۵ | ۰۱۴ | ستمبر ۲ |
| ۱۰ | ۱۵ | صفر | ۱۸ | ۱۴ | ۳ |
| ۰۱۰ | ۱۶ | گیارہ بجبکر | | ۰۱۳ | ۵ |
| ۱۱ | ۱۷ | ۰۵۹ | ۲۰ | ۱۳ | ۶ |
| ۰۱۱ | ۱۸ | ۵۹ | ۲۳ | ۱۲ | ۸ |
| ۱۲ | ۱۹ | ۵۸ | ۲۸ | ۱۲ | ۹ |
| ۰۱۲ | ۲۰ | ۵۹ | نومبر ۱۱ | ۰۱۱ | ۱۱ |
| ۱۳ | ۲۱ | ۰۵۹ | ۱۵ | ۱۱ | ۱۲ |
| ۱۳ | ۲۲ | بارہ بجبکر | | ۰۱۰ | ۱۴ |
| ۱۴ | ۲۳ | صفر | ۱۸ | ۱۰ | ۱۵ |
| ۰۱۴ | ۲۴ | لغفت منٹ | ۲۰ | ۰۹ | ۱۶ |
| ۱۵ | ۲۵ | ۱ | ۲۲ | ۹ | ۱۸ |
| ۰۱۵ | ۲۶ | ۰۱ | ۲۴ | ۰۸ | ۱۹ |
| ۱۶ | ۲۷ | ۲ | ۲۶ | ۸ | ۲۱ |
| ۰۱۶ | ۲۸ | ۰۲ | ۲۷ | ۰۷ | ۲۲ |
| ۱۷ | ۲۹ | ۳ | ۲۹ | ۷ | ۲۴ |
| ۰۱۷ | ۳۰ | ۰۳ | ۳۰ | ۰۶ | ۲۵ |
| ۱۸ | ۳۱ | ۴ | دسمبر ۱ | ۶ | ۲۶ |

دھوپ گھڑی اگر صحیح نصب کی گئی ہو تو جس وقت ٹھیک اس میں بارہ بجیں جیبی گھڑی میں یہ منٹ سیکنڈ کر لینا چاہئے کہ ہر تاریخ کے مقابل لکھے ہیں گھڑی آدھ منٹ بھی غلط نہ ہوگی

---

ملک سرد موسم میں دے الخ۔ یعنی موسم سرما میں نماز ظہر کا اوّل وقت پڑھنا مستحب ہے کیا معنی کہ جس طرح پر موسم گرما میں نماز ظہر کو بہت دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے تاکہ گرمی کا جوش جاتا رہے اور نماز باطمینان تمام خاطر جمعی کے ساتھ ادا ہو اسی طرح پر موسم سرما میں نماز ظہر کو بعد از زوال بہت جلد پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اس اس موسم میں کوئی عذر گرمی کے باعث پریشان خاطری کا نہیں ہے لہٰذا اول وقت پڑھنا افضل و اولے ہے جیسا کہ حدیث انس رضہ کے دوسرے ٹکڑے وَاِذَا کَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ ۔ سے ثابت و روشن ہے۔ ترجمہ حدیث مذکور۔ یعنی کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت موسم سرد میں نماز ظہر جلد ادا فرمایا کرتے تھے اور اسی طرح حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دوسرے جملے سے ظاہر ہے حتی الشتاء خمسة اقدام الخ ترجمہ یعنی روایت کی ابن مسعود رضہ نے کہ جاڑوں میں آنحضرت کا پانچ قدم سے سات قدم تک نماز ظہر پڑھنے کا معمول تھا اس حدیث کے پہلے جملے کی تشریح اس سے اوپر کے حاشیہ میں ہو چکی ہے اور اب اس دوسرے جملے کی تفسیر بیان کی جاتی ہے یہ بات تو پہلے ہی بتلا دی گئی ہے کہ قدم ہر چیز کے طول

کے ساتویں حصہ سے مراد ہے اور یہ بھی اور بتلا دیا گیا ہے کہ اس حدیث میں راوی نے سایہ اصلی کو چھوڑ کر وقت کا بیان نہیں کیا ہے بلکہ سایہ اصلی کو شامل رکھ کر ادائے نماز ظہر کا وقت بتایا ہے جاڑوں کے موسم میں یعنی تحویل عقرب سے تحویل حوت کہ ۲۲- اکتوبر سے ۲۲ فروری تک ہے کہ معظمہ میں سایہ اصلی کچھ کم پانچ قدم سے شروع ہو کر کچھ اوپر سات قدم تک ہو جاتا ہے اور اسی طرح گھٹ کر سات قدم سے کچھ کم پانچ تک آخر موسم مذکور میں رہجاتا ہے پس راوی کا بیان ہے کہ اول یا آخر موسم سرما میں جبکہ سایہ اصلی بوقت زوال پانچ قدم پر ہوتا تھا یا وسط سرما میں جبکہ سایہ مذکور سات قدم تک پہنچ جاتا تھا - یا ان اوقات کے مابین جب کہ سایہ اصلی اسی زمانہ کے لحاظ سے ۵ یا ۶ یا ۶ قدم پر ہوتا تھا کیونکہ پانچ سے لیکر سات تک ان سب اعداد میں شامل ہے تب اس وقت سایہ اصلی کے قدرے تجاوز کر جانے پر جو کہ زوال کے ہو جانے کی علامت ہے اور جس کو راوی نے پانچ قدم اور سات قدم اور ان کے مابین پر ہی مبنی کیا ہے اور کسر متجاوز کو جو کہ زوال کی علامت ہے بسبب اختصار کے ذکر نہیں کیا بسبب اس کے کہ بیان اوقات پوری سمت کے بیان میں کسر زائد اکثر ذکر نہیں کیجاتی اور اس کا ذکر نہ کرنا خلاف نہیں سمجھا جاتا ہے - علاوہ ازیں نصف النہار کے وقت زوال ہو جانے پر جبکہ سایہ تجاوز کرجاتا ہے تو ابتداء میں اسقدر کم تجاوز کرتا ہے جو کسی طرح اس کا متجاوز ہونا معلوم نہیں ہوتا اور دیر کے بعد سایہ کا بڑھنا معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ پہلے ہی تجاوز کر جاتا ہے اور ظہر کا وقت معاً تجاوز کرتے ہی آجاتا ہے - اس کی حقیقت پر جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مطلع ہیں دوسرا کیونکر مطلع ہو سکتا ہے - اس بنا پر راوی نے سایہ اصلی کو منتہائے زوال قرار دے کر پانچ قدم سے سات قدم تک ادائے نماز ظہر کی تعیین فرمائی اور غرض و مقصود اس سے یہ ہے کہ زوال ہو جانے کے بعد فوراً آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نماز ظہر ادا فرمانے کا معمول تھا اس بیان سے موسم سرما میں نماز ظہر کی نہایت جلدی ثابت ہوتی ہے اور وہ وقت دھوپ گھڑی سے غالباً بارہ بجے کے کچھ منٹ ہی بعد ہوگا کیونکہ اگرچہ زوال کے ہوتے ہی معاً ظہر کا وقت ہو جاتا ہے لیکن آدمی یا کسی دوسرے طویل و باریک شے کا سایہ تجاوز کرنا چند منٹ تک محسوس نہیں ہوتا جس بنا پر راوی حدیث نے بھی سایہ اصلی ہی کو زوال کا ہو جانا قرار دیا ہے لیکن عام لوگوں کو مناسب ہے کہ زوال کے ۱۵ منٹ گذر جانے کے بعد نماز ظہر کو ادا کریں بلکہ ۱۵ منٹ کے بعد اذان دیں اور اذان کے ۱۵ منٹ بعد نماز پڑھیں تاکہ زوال کے قرب سے محفوظ رہیں ۱۲ منہ

**۵۳** جمعہ کا اور ظہر کا وقت الخ - یعنی جو وقت ظہر کا ہے وہی وقت جمعہ کا بھی ہے اور جس طرح کہ جس زمانہ میں جس وقت پر ظہر کا پڑھنا مستحب ہے اسی طرح اس زمانہ میں اسی وقت جمعہ کا پڑھنا بھی مستحب ہے اسی طرح اس زمانہ میں اسی وقت جمعہ کا پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن جمعہ میں عجلت بہ نسبت ظہر کے اور زیادہ مستحب ہے کیا معنی کہ اگرچہ جاڑوں میں نماز ظہر کی بھی جلدی مستحب ہے لیکن اگر کسی وجہ سے اس میں تاخیر بھی ہو جاتی تو ہوجاتا مگر جمعہ میں موسم سرما میں تاخیر کسی طرح نہ ہونا چاہیے کہ اس کے جلد ادا کرنے کے واسطے نہایت تاکید ہے کیونکہ روایت ہے حضرت انس سے کہ اذا اشتد البرد بکر بالصلٰوۃ واذا اشتد الحر ابرد بالصلٰوۃ یعنی الجمعۃ رواہ البخاری یعنی جب سردی زیادہ ہوتی تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت سویرے نماز جمعہ پڑھتے اور جب گرمی سخت ہوتی تو ٹھنڈے وقت نماز جمعہ ادا کرتے غرض کہ سرما میں نماز جمعہ بہت جلد اور اول وقت پڑھنا مستحب ہے اور موجب نہایت ثواب و برکت کا ہے ۱۲ منہ

**۵۴** عصر میں ہے دیر الخ - یعنی عصر کی نماز کا ایک حد مناسب تک دیر کرنا افضل واسطے ہے مگر نہ اتنی دیر کرنا کہ جس سے بلاوجہ و عذر شرعی آفتاب متغیر ہو کر قریب غروب کے ہو جائے اور اس پر نگاہ ٹھہرنے لگے کہ اسقدر دیر کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کا نفیس بیان واضح تبیان فتاویٰ رضویہ میں ہے اس کی عبارت کی تلخیص از بس مفید ہونے کے باعث کی جاتی ہے - قال فی الفتاویٰ الرضویہ - نماز عصر میں ابر کے دن تو جلدی چاہیے نہ اتنی کہ وقت سے پیشتر ہو جائے باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے اسی واسطے اسکا نام عصر رکھا گیا ۱؎ نماز عصر یعنی وہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے حاکم و دار قطنی نے زیاد بن عبد اللہ نخعی سے روایت کی ہم امیر المومنین علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کے ساتھ مسجد جامع میں بیٹھے تھے موذن نے آکر عرض کی یا امیر المومنین نماز - امیر المومنین نے فرمایا بیٹھو - وہ بیٹھ گیا - دیر کے بعد پھر حاضر ہوا اور نماز کے لئے عرض کی - امیر المومنین نے فرمایا بیٹھو ھٰذا الکلب یعلمنا السنۃ یہ کتا ہمیں سنت سکھاتا ہے پھر اٹھ کر ہمیں نماز عصر پڑھائی جب ہم نماز پڑھ کر وہاں آئے جہاں مسجد میں پہلے بیٹھے تھے فجثونا للرکب لنزول الشمس للغروب نتراءاھا - ہم زانوؤں پر کھڑے ہو کر سورج کو دیکھنے لگے کہ وہ غروب کے لئے اترتے نیچے اتر گیا تھا یعنی دیواریں اس زمانہ میں نیچی نیچی ہوتی تھیں آفتاب اتنا ڈھلک گیا تھا کہ بیٹھے سے نظر نہ آیا دیوار کے نیچے اتر چکا تھا گھٹنوں پر کھڑے ہونے سے نظر آیا - مگر ہرگز اتنی تاخیر جائز نہیں

۱؎ واضح ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ اس وقت صرف مسائل شرعی بیان فرماتے تھے کہ جن کا ادا ہونا چھوڑنا ان کے نزدیک اسوقت

کہ آفتاب کا قرص متغیر ہو جاسے اور اس پر بے تکلف نگاہ ٹھیرنے لگے یعنی جبکہ غبار کثیر یا ابر رقیق وغیرہ حائل ہو کہ ایسے حائل کے سبب تو ٹھیک دوپہر کے آفتاب پر نگاہ بے تکلف جمتی ہے اس کا اعتبار نہیں بلکہ صاف شفاف مطلع میں اس قدرتی و دائمی حیلولت کرۂ بخار کے سبب کہ افق کے قریب میں نگاہ کو اس کا کثیر حصہ طے کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے طلوع و غروب کے قریب آفتاب پر نگاہ بے تکلف جمتی ہے جب اس سے اونچا ہوتا اور کرہ بخار کا کم حصہ حائل رہجاتا ہے شعاعیں زیادہ ظاہر ہوتیں اور نگاہ جمنے سے مانع آتی ہیں اور یہ حالت مشرق و مغرب دونوں جانب میں یکساں ہی ہے کہ حال اس شکل سے عیاں ہے۔
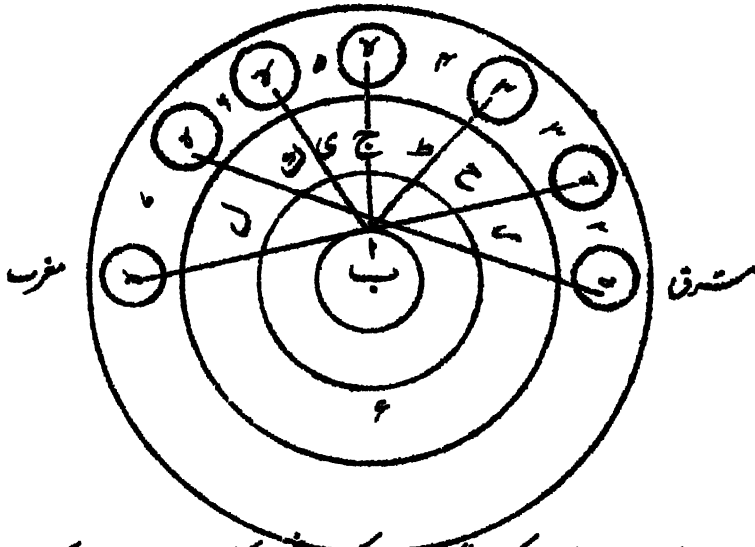
اب کرۂ زمین ہے ا موضع ناظر ہے یعنی سطح زمین کی وہ جگہ جہاں دیکھنے والا شخص کھڑا ہے ج ء ر س کی سب طرف کرۂ بخار ہے جسے عالم النسیم و عالم لیل و نہار بھی کہتے ہیں اور ہر طرف سطح زمین سے ۴۵ یا قول اوائل پر ۵۲ میل اونچا ہے اس کی ہوا اوپر کی ہوا سے کثیف تر ہے آفتاب اور نگاہ میں اس کا جتنا حصہ زائد حائل ہوگا اتنا ہی نور کم نظر آئیگا اور نگاہ زیادہ ٹھیرے گی ہ مرکز شمس ہے ۱ تا ۵ ہر طرف وہ خط ہے جو نگاہ ناظر سے شمس پر گذرتا ہے پہلے نمبر پر آفتاب افق شرقی سے طلوع میں ہے اور دوسرے تیسرے نمبر پر چڑھتا ہوا چوتھے نمبر پر ٹھیک نصف النہار پر آیا پھر پانچویں چھٹے نمبر پر ڈھلتا ہوا ساتویں پر افق غربی پر غروب کے پاس پہنچا ظاہر ہے کہ جب آفتاب پہلے نمبر پر ہے تو خط ا ہ کا حصہ ا ر کرۂ بخار میں گذرا اور دوسرے نمبر پر ا ح تیسرے پر ا ط چوتھے پر ا ج اور اقلیدس سے ثابت ہے کہ ان میں ا ر سب سے بڑا ہے اور آفتاب جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ا ح اور ا ط وغیرہ چھوٹے ہوتے جاتے ہیں یہانتک کہ نصف النہار پر خط ا ج سب سے چھوٹا رہجاتا ہے ہم نے اپنے مباحث ہندسیہ میں ثابت کیا ہے کہ خط ا ج یعنی دوپہر کے وقت کا خط اگر ۴۵ میل ہے جب بھی خط ا ر یعنی وقت طلوع کا خط چھ سو میل سے بھی زائد ہے جب آفتاب ڈھلتا ہے وہ خطوط اسی نسبت پر بڑے ہوتے جاتے ہیں ا ی برابر ا ط کے پڑتا ہے اور ا ک برابر ا ح کے اور ا ل برابر ا ر کے بیان سے واضح ہو گیا کہ قدرتی دائمی سبب ہے جس کے باعث آفتاب جب نصف النہار پر ہوتا ہے اپنی انتہائی تیزی پر ہوتا ہے اور اس سے پہلے اور بعد دونوں پہلوؤں پر جتنا افق سے قریب تر ہوتا ہے اس کی شعاع دھیمی ہوتی ہے یہاں تک کہ مشرق و مغرب میں ایک حد کے قریب پر اصلا نگاہ کو خیرہ نہیں کرتی مشرق میں جب تک اس حد سے آفتاب نکل کر اونچا نہ ہو جائے طلوع سے اس وقت تک نماز منع اور وقت کراہت کا ہے اور مغرب میں جب تک آفتاب اس حد کے اندر آجائے اس وقت سے غروب تک نماز منع اور وقت کراہت کا ہے تو اس بیان سے سبب بھی ظاہر ہو گیا اور یہ بھی کھل گیا کہ یہ وقت مشرق و مغرب دونوں جانب میں برابر ہے خیر یہ کہ مشرق کی طرف تو یہ وقت صرف پندرہ منٹ رہتا ہے جو تقریباً ایک نیزہ بلندی کی مقدار ہے اور مغرب میں ڈیڑھ دو گھنٹے ہو جاتا ہے کئی تیرے راندہ ہے تجربہ سے یہ وقت تقریباً بیس منٹ ثابت ہوا ہے تو جبسے آفتاب کی کرن طلوع میں ذرا چمکے اس وقت سے بیس منٹ گزرنے تک نماز ناجائز اور وقت کراہت ہے اور ادھر جب غروب کو بیس منٹ رہیں وقت کراہت تحریمی آجائے گا اور آج کی عصر کے سوا ہر نماز منع ہو جائے گی۔ انتہی ما فی الفتاوی الرضویہ اس بیان کو خوب سمجھ کر قبلہ کی حالت میں نماز عصر میں تاخیر کرے مگر وقت کراہت تک ہرگز ہرگز تاخیر نہ کرے کیونکہ یہ نماز وسطیٰ ہے جس کی قرآن مجید نے

سی سب سے زیادہ محافظت کی تاکید ہے اور آیہ وسطےٰ اس کی شان میں وارد ہے۔ آیہ کریمہ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطےٰ ترجمہ یعنی محافظت کرو تم فرض نمازوں کی اور خاص کر زیادہ محافظت کرو نماز عصر کی۔ کیا معنی کہ سب فرض نمازوں کی محافظت کرو مگر عصر کی محافظت بہت زیادہ کرو اور محافظت نماز میں سب سے زیادہ مقدم رعایت اوقات کی ہے کہ نماز فرض اپنے وقت مختار سے غیر مختار وقت میں نہونے پائے اور عصر کے وقت میں جب قرص آفتاب پر نگاہ بے تکلف ٹھہر جائے تو وہ وقت باتفاق جمیع فقہاء و محدثین کے مکروہ تحریمی ہے تو اس سے بچنا اجب ہے جیسا کہ بیان اس کا گزرا ہو السود علی الکنز طحطاوی علی الدرمیں میں ہے المراد ان یذھب الضوء فلا یحصل للبصر بہ حیرۃ بلا عبرۃ لتغیر الضوء لان تغیر الضوء یحصل بعد الزوال یعنی تغیر آفتاب سے مراد یہ ہے کہ اس کی روشنی جاتی رہے تو نگاہ کو اس سے خیرگی حاصل نہ ہو اور دھوپ کا تغیر کچھ معتبر نہیں کہ مطلق تغیر تو زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ کتاب الاسرار اور بحر الرائق وغیرہا کتب فقہا میں تاخیر کی تصریح یوں کی ہے .......... -- ..........کہ جس نماز میں تاخیر مستحب ہے (جیسے فجر یا ظہر گرما یا عصر و عشاء غیر ابر) وہاں تاخیر کے یہ معنی ہیں کہ وقت مختار کے دو حصہ برابر برابر کریں حصہ اول کو چھوڑ کر حصہ دوم میں نماز پڑھیں تو وہ نماز مستحب ہے اس پر ہمارے اساتذہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ فرمایا ہے کہ فجر و ظہر کا تو سب وقت از اول تا آخر مختار ہے اس کی ادا کے لئے تو کل وقت کی تنصیف ہوگی لیکن عصر و عشا کا آخر وقت یعنی حصہ دوم مکروہ ہے اس کو چھوڑ کر باقی کی تنصیف کی جائے گی پس عصر کے دو برابر حصوں میں جو حصہ دوم ہے اس میں شروع سے لیکر غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے تک کا جو وقت ہے وہ مکروہ تنزیہی ہے کہ اس وقت سے آفتاب میں تغیر زائد آجاتا ہے جو قابل لحاظ ہے اور اس میں نماز پڑھنا اگرچہ مباح ہے لیکن ثواب بہت کم ہوتا ہے اور ایسا آدمی خدا اور رسول کے نزدیک کاہل و سست قرار پاتا ہے مابقی بیس منٹ آخر کا وقت تو بہت ناقص اور قطعی مکروہ تحریمی ہے کہ اس میں تو آفتاب پر بے تکلف نگاہ ٹھہرنے لگتی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور ایسے وقت نماز عصر پڑھنا اگرچہ فرض کو سر سے اتار دیتا ہے ولیکن ثواب کچھ نہیں ملتا بلکہ اس قدر تاخیر کرنے سے سخت گنہگار ہوتا ہے اور اس میں صفت نفاق کی پیدا ہوتی ہے جس سے احتراز واجب ہے اور عصر کے حصہ اول کا وقت مختار ہے اور اسی کی تنصیف قابل اعتبار ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ۱۲ منہ ؀ زردی خور تک کرے الخ۔ یعنی جو شخص کہ آفتاب کے زرد ہو جانے تک تاخیر کرے وہ اس وعید شدید کا مصداق ٹھہرے گا کہ جس کی نسبت حدیث شریف میں ارشاد ہے تلک صلوٰۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا اصفرت وکانت بین قرنی الشیطان قام فنقرھا اربعا لا یذکر اللہ فیھا الا قلیلا۔ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ نماز عصر کی کہ جو بالکل اخیر وقت میں پڑھی جاتی ہے منافق کی نماز کے مشابہ ہے کہ وہ بیٹھا رہتا ہے اور انتظار کرتا ہے سورج کا یہاں تک کہ جب وہ ہو جاتا ہے زرد اور ہوتا ہے درمیان دونوں سینگوں شیطان کے (یعنی قریب غروب کے ہوتا ہے) تب کھڑا ہوتا ہے نماز عصر کے لئے پس ٹھونگیں لگاتا ہے مرغ کی مانند جلد جلد چار۔ نہیں یاد کرتا اللہ کو اس میں مگر تھوڑا۔ پس اس وعید شدید کا ہر مسلمان کو ڈر چاہئے اور اس قدر تاخیر ہرگز ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ جس میں آفتاب پر زردی آجائے اور اس وجہ سے اس میں مشابہت منافق کی پیدا ہو اللھم نحن نعوذ بک من النفاق وسوء الاخلاق ۱۲ منہ

**حاشیہ صفحہ ۵۰ نمبر ۱ کا بقیہ** پھر ۲۳ و ۲۴۔ اگست تحویل سنبلہ کو ایک گھنٹہ پچاس منٹ پیشتر یہ وقت رہجاتا ہے پھر اس کے بعد سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ ۴۸ منٹ پیشتر باقی رہتا ہے پھر ہفتہ اول ماہ ستمبر میں ایک گھنٹہ ۴۴ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ چالیس منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۴۲ منٹ پیشتر ہوتا ہے پھر ۲۳ و ۲۴۔ ماہ ستمبر تحویل میزان میں ایک گھنٹہ ۴۱ منٹ پیشتر باقی رہجاتا ہے پھر اس کے بعد سے آخر ماہ ستمبر تک ایک گھنٹہ ۴۰ منٹ رہتا ہے پھر ہفتہ اول ماہ اکتوبر میں ایک گھنٹہ ۳۹ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۳۸ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ۲۳۔ ماہ اکتوبر تک ایک گھنٹہ ۳۴ منٹ غروب آفتاب سے پیشتر یہ وقت باقی ہوتا ہے پس اس حساب سے ہر روز جتنا وقت عصر اس روز ہو اس کے دو حصہ برابر برابر کریں۔ حصہ دوم کو جو مکروہ ہے چھوڑ کر حصہ اول میں جو مختار ہے نماز عصر پڑھیں اور اس میں غیر ابر کے دن قدرے تاخیر کریں لیکن زائد تاخیر اس میں ہرگز نہ کریں کہ اصل تاخیر تو ایک مثل سے دو مثل تک ہے سو وہ تو گزر گئی مابقی ابر کے دن تو مطلق تاخیر نہ کریں تاکہ آفتاب کے رو پوش ہونے کے باعث کراہت کا وقت نہ آجائے۔ واضح ہو کہ برخلاف اشاعت اول کنز الآخرۃ کے اس اشاعت ثانی میں ہفتہ وار عصر کا وقت بحساب دو مثل مقرر کیا گیا ہے اور اس میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ ٹرپتے دنوں میں شروع تاریخ تحویل آفتاب کا وقت لیا گیا ہے اور وہی آخر ہفتہ تک قائم رکھا ہے اور گھٹتے دنوں میں آخر ہفتہ کا وقت لیا ہے اور وہی شروع تک سمجھا گیا ہے تاکہ درمیان کی قدرے کمی بیشی سے

قوت تمیز اور دوش بلوغ کو پہنچ جائے فقیہ ۱۲ منہ **۵۲** جب ہوا سورج کے الخ۔ یعنی جب آفتاب کے غروب ہو جانے پر یقین کامل حاصل ہو جائے تو اسوقت پھر مغرب کی نماز میں بلا سبب شرعی تاخیر کرنا جائز نہیں ہے اور اگر دستہ تاخیر کرے گا تو خلاف اولیٰ ہوگا اور اگر اسقدر تاخیر کرے کہ جتنی دیر میں دو رکعتیں بہت ہلکی پڑھی جائیں تو اسقدر تاخیر کروہ تنزیہی ہے اور اتنی دیر کرنا کہ جیسے بکثرت تارے نظر آنے لگیں یہ کروہ تحریمی ہے۔ منہ **۵۳** جبکہ بادل ہو۔ الخ یعنی جب کبھی بادل گھرا ہو یا غبار وغیرہ چڑھا ہوا ہو کہ جس سے سورج کا ڈوبنا نہ معلوم ہو سکے تو ایسی حالت میں اسقدر توقف کرنا بہت ضروری لازمی ہے کہ جس میں آفتاب کے غروب ہو جانیکا پورا پورا یقین ہو جائے اور کچھ شک وشبہ باقی نہ رہے اور وہ توقف موجب کراہت ہرگز نہیں ہے بلکہ باعث ثواب کا ہے تاکہ فرض یقیناً اپنے وقت پر ادا ہو۔ ۱۲۔ منہ **۵۴** پہر تہائی رات میں۔ الخ۔ یعنی غروب شفق کے بعد سے لیکر تہائی رات گئے تک نماز عشا کی تاخیر کرنا مستحب ہے اور بہت افضل و اولیٰ ہے کیونکہ اس بارے میں احادیث صحیحہ کثیرہ وارد ہیں اور تہائی رات گئے کے بعد سے آدہی رات تک وقت مختار ہے اور آدہی رات کے بعد عشا کا وقت مکروہ تحریمی ہو جاتا ہے ۱۲ منہ **۵۵** ہو اگر پچھلے کے اُٹھنے کا مرالخ۔ یعنی اگر آدہی رات کے بعد اُٹھنے کا نمازی کو پورا وثوق ہو تو نماز تہجد کے بعد نماز وتر کا پڑہنا مستحب ہے اور اگر کامل وثوق نہ ہو تو عشا کی نماز کے بعد وتروں کا فوراً پڑھ لینا مناسب ہے تاکہ واجب قضا نہ ہو جائے مقطع قافیہ میں جو امین آیا ہے وہ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ اگر نمازی بغیر ادائے وتر سو رہے گا تو وہ تہجد کے وقت اٹھنے کے واسطے اور نماز وتر کی امانت پوری کرنے کے واسطے امین یعنی امانت دار ہے پس اگر امانت کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو اپنے اوپر معلق نہ چھوڑے اور عشا کے بعد ہی ادا کر لے تاکہ امانت میں خلل نہ پڑے ۱۲۔ منہ **۵۶** یہی ہیں مختار وقت۔ الخ یعنی اوقات نماز کے مختار وقت یہی ہیں کہ جو ہم نے بیان کئے پس نمازی کو چاہئے کہ نماز فرض کو ہمیشہ اوقات مستحب ومختار پر ادا کیا کرے اور ان کو بلا وجہ زائد تنگ کرکے نہ پڑھا کرے کہ نماز کا زیادہ تنگ کرکے ادا کرنا بہت بیجا ہے اور مختار وقت کے یہ معنی ہیں کہ جن وقتوں پر نماز کا پڑہنا موجب اسارۃ نہ ہو اور ہمارے فقہائے اُس وقت نماز کا ادا کرنا بے تکلف اختیار کیا ہو ۱۲ منہ **۵۷** وقت فجر و الخ یعنی فجر اور ظہر ان دونوں نمازوں کا سب وقت اول سے آخر تک مختار ہے اگرچہ ان کے وقتوں میں بھی ایک حصہ دوسرے سے افضل و اولیٰ ضرور ہے لیکن تاہم وقت کے مختار ہونے میں شک نہیں ہے کیونکہ ان نمازوں کے وقت کا کوئی جزو مکروہ نہیں ہے اور باقی دیگر نمازوں کا بھی عصر اور مغرب اور عشا کا آخر وقت کراہت رکھتا ہے عصر میں عصر کا آخر وقت سخت نقصان دہ ہے اور سب میں زائد مکروہ تحریمی ہے خلاصہ یہ ہے کہ عصر کا وقت جبکہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے اور مغرب کا وقت جبکہ ستارے گنجان نظر آنے لگیں اور عشا کا وقت بعد آدہی رات کے مکروہ تحریمی ہے اور فجر کا اور ظہر کا سب وقت از اول تا آخر مختار ہے اس میں کچھ کراہت نہیں ہے ۱۲۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۵ نمبر ۶ کا بقیہ** اور وہ فجر کے فریضہ سے پہلے دو رکعت اور فریضہ ظہر سے پیشتر چار رکعت سنت موکدہ ہیں اور پھر فریضہ ظہر کے بعد دو رکعت اور نیز فریضہ مغرب اور عشا کے بعد دو دو رکعات پڑہنا سنت موکدہ میں فافہم ۱۲۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۶۲ نمبر ۶ کا بقیہ** جیسے قرات خلف الامام یا رفع یدین وغیرہ تو ان باتوں میں اتباع امام واجب نہیں کہ وہ مشترک واجب نہیں ہے مطلب اس سے یہ ہے کہ اگر امام غیر حنفی ہو مثلاً شافعی اور مقتدی حنفی ہو تو ایسی صورت میں وہ مقتدی اُن باتوں میں امام کا اتباع کرے کہ جو دونوں کے مذہب میں بالاتفاق مشترک واجب ہوں اور جو باتیں کہ باہم اُن کی مشترک نہ ہوں اُنمیں اتباع نہ کرے کہ واجب نہیں ہے جیسا کہ بیان ہوا فافہم ۱۲ منہ

**حاشیہ صفحہ ۶۳ نمبر ۴ کا بقیہ** لیکن تاں اُس کے ترک کا ہی تنزیہی ہے۔ اگر اتفاقیہ ہو ورنہ قریب تحریمی کے ہوگا۔ طحطاوی نے اسارت کے معنی بھی ترک اولے لئے ہیں جبکہ کراہت تنزیہی کے برابر ہے۔ ۱۲۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۶۷ نمبر ۶ کا بقیہ** اور پھر جبکہ نفی عامہ کے بعد ایک معبود برحق وحدہٗ لاشریک لہٗ کا اقرار زبانی کریگا تو پھر وہ سبابہ اپنی جگہ پر بدستور رکھ جائے گی اور اُس کے سر بسجود ہونے سے تصدیق قول اثبات پیدا ہوگی

**حاشیہ صفحہ ۷۳ نمبر ۳ کا بقیہ** بلکہ مارنے والا اجر وثواب پائے گا۔ لیسبب قتل موذی کے جن کے نزدیک سانپ بچھو وغیرہ کے مارنے میں عمل کثیر کی صورت میں بھی نماز فاسد نہیں ہوتی وہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث صحیح اقتلوا الاسودین فی الصلوٰۃ میں بلا کسی شرط عمل کثیر و قلیل وغیرہ کے اُن کے قتل کی اجازت دی گئی ہے اور فی الصلوٰۃ کا جملہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسی صورت میں بھی [illegible] نماز کے اندر ہی رہے اور نماز اس کی قائم ہے اور یہی قول قوی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے

کہ کراحتیاطاً اس کے خلاف میں ہے ۱۲ منہ ۵۴ جس سے جاتا ہے وضو۔ الخ۔ یعنی جس جس بات سے کہ وضو جاتا ہے کیا معنی کہ ٹوٹتا ہے اس بات کے نماز
میں .......... پیش آجانے سے نماز بھی فوراً وضو کے ساتھ فاسد ہو جاتی ہے ۱۲ منہ ۵۵ ہاں۔ الخ۔ یعنی صورت مذکورہ میں وضو کے
فاسد ہونے پر نماز بھی فاسد ہو جائے گی مگر ہاں۔ بعد تجدید وضو چند شرائط بعض صورتوں میں اسی نماز کا بنا۔ کرنا بھی روا اور درست ہے۔ بنا اسکو
کہتے ہیں کہ جب نمازی کا وضو نماز پڑھتے میں بلا اختیار شکست ہو جائے مثلاً نکسیر پھوٹ جائے یا ریح صادر ہو جائے تو اس وقت نمازی فوراً وضو کی
جگہ آکر نیا وضو کرے اور کوئی کام منافی نماز نہ کرے اور بعد وضو فوراً اپنی جائے نماز پر واپس آکر نماز کو اسی جگہ سے پھر شروع کرے جہاں پر کہ نماز میں حدث
واقع ہوا تھا تو ایسا کرنا صرف مخصوص حالتوں میں تیرہ شرطوں کے ساتھ جائز ہے پس بعد اسکا ... وہ تیرہ شرطیں جنکے ساتھ بنا کرنا جائز ہے یہ ہیں۔ پہلی شرط جواز بنا میں یہ ہے کہ حدث ایسا ہو کہ جسمیں
نمازی کا کچھ اختیار نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ حدث کا نمازی کے بدن سے واقع ہوتا ہے کیا معنی کہ وہ حدث خارج سے لاحق نہ ہوا ہو مثلاً بسبب مفقود ہونے
پانی کے تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا کہ پانی سامنے کوئی لیکر آگیا تو اس صورت میں بنا جائز نہ ہوگی وضو کرکے نئے سرے سے نماز پڑھنا پڑے گی۔ تیسری شرط یہ ہے
کہ وہ حدث موجب غسل نہ ہو۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ حدث نادر الوجود نہ ہو مثلاً نماز میں قہقہہ مارنے سے حدث ہوا ہو۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ نمازی
نے کوئی رکن حدث کے ساتھ ادا نہ کیا ہو۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ نمازی نے کوئی رکن چلتے میں ادا نہ کیا ہو۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ نمازی سے کوئی
کام مخالف نماز نہ کیا ہو مثلاً کسی سے بات چیت نہ کی ہو یا کھانا نہ کھایا ہو یا پانی نہ پیا ہو۔ آٹھویں شرط یہ ہے کہ نمازی نے کوئی کام ایسا نہ کیا
ہو جس سے نمازی کو مجبوری نہ ہو مثلاً وضو کے لئے قریب کا پانی چھوڑ کر دور نہ چلا گیا ہو۔ اور نویں شرط یہ ہے کہ بغیر عذر کے زیادہ کچھ دیر نہ کی ہو۔
دسویں شرط یہ ہے کہ اس حدث سے پہلے کا کوئی حدث اور ظاہر ہوگیا ہو مثلاً موزہ کے مسح کی مدت کا نکل جانا۔ گیارھویں شرط یہ ہے کہ صاحب ترتیب کو
کوئی قضا نماز یاد نہ آئی ہو۔ بارھویں شرط یہ ہے کہ مقتدی نے اپنی جگہ کے سوا اور جگہ نماز کو پورا نہ کیا ہو۔ تیرھویں شرط یہ ہے کہ امام نے ایسے شخص کو
خلیفہ نہ کیا ہو جو امامت کے لائق نہ ہو مثلاً عورت یا مجنون یا نابالغ نہ ہو تو ان شرائط کے ساتھ نماز کی بنا سابق تحریمہ پر جائز و درست ٹھہرے گی ورنہ
جائز نہ ہوگی اور از سرنو پڑھنا پڑے گی ۱۲ منہ ۵۶ ایسی حالت الخ۔ یعنی ایسی حالت میں بھی جبکہ نماز کا بنا کرنا جائز ہو نماز کا سابق تحریمہ سے علیحدہ
ہو کر شروع سے پھر پڑھنا بہر حال افضل و اکمل ہے اور چونکہ شرائط مذکورہ کا عوام کو یاد کرنا بہت دشوار ہے لہٰذا اسی پر عمل چاہئے کہ نماز پھر پڑھے ۱۲ منہ

**حاشیہ صفحہ ۵۷ نمبر ۵ کا بقیہ**

چلا گیا تو رکعت ملنے کی جلدی میں آستینیں نہیں اتارتے اور شامل ہو جاتے ہیں یہ گناہ ہے اثم ہے کہ
دونوں آستینیں اتار لیں اگرچہ رکعت جاتی رہے ۱۲ منہ ۵۶ آنے والے کی الخ۔ یعنی اگر امام
کسی آنے والے مقتدی کی وجہ سے نماز کا قیام دراز کردے یا رکوع بڑھادے تاکہ وہ شخص رکعت پالے تو یہ بھی کروہ تحریمی ہے ہاں اگر امام
رکوع میں ہے اور مقتدی آکر فوراً رکوع میں شامل ہوا اور امام اسی وقت رکوع سے سر اٹھانے کو تھا لیکن پھر اس خیال سے کہ اگر وہ سر اٹھالیگا
تو اس رکوع میں شامل ہونے والے کو یہ شبہ رہجائیگا کہ میں رکعت میں شامل ہوا یا نہیں اس صورت میں بقدر دو تسبیح کے اگر امام بڑھادے کہ وہ
اطمینان سے شامل ہو جائے اور اسے اپنی رکعتوں کی گنتی میں شبہ نہ رہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ۱۲ منہ

**حاشیہ صفحہ ۷۶**

۵۸ وسط سر ہونا۔ الخ۔ یعنی اس طرح عمامہ باندھنا کہ سر آس پاس سے چھپ جائے اور بیچ میں کھلا رہے یہ کروہ تنزیہی ہے
اور اسی طرح خالی عمامہ بغیر ٹوپی کے باندھنا مکروہ ہے اور نماز میں انگڑائی لینا یہ بھی کروہ ہے واضح ہو کہ اگر نماز میں انگڑائی یا
جمائی قصداً خود لے گا تو مکروہ تحریمی ہوگا کہ فعل عبث ہے اور اگر بلا قصد وہ آئیں اور ان کو تا بامکان روکے نہیں تو یہ کروہ تنزیہی ہیں اور اگر وہ
روکے سے نہ رکیں تو کچھ کراہت نہیں بشرطیکہ جمائی لینے میں منہ کو ڈھانپ لے ۱۲ منہ ۵۹ آیتیں گننا۔ الخ۔ یعنی آیتوں کا دل میں شمار کرنا نماز کو مکروہ
تنزیہی ہے اور اگر انگلیوں پر گنے گا تو بوجہ ادب کے مکروہ ہوگا اور عمل کثیر جس کی تعریف اوپر گذری ہے اس سے تو نماز جاتی رہتی ہے سو عمل قلیل اگر
اس سے تاکیدی ممانعت پر کوئی نہی آئی ہے تو وہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر اس کی ممانعت پر کوئی دلیل آئی تو مکروہ تنزیہی ہے ۱۲ منہ

**حاشیہ صفحہ ۹۰ نمبر ۲ کا بقیہ**

فرمایا کیا میں نماز کو منع کرکے ان میں داخل ہوں جن کو اللہ عزوجل فرماتا ہے ارایت الذی ینھی
عبداً اذا صلی کیا تو نے اسے دیکھا جو بندے کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا معنی کہ نماز
سے اللہ کے بندوں کا روکنا باعث سخت عتاب و غضب باری تعالیٰ کا ہے پس کسی شبہ یا اختلاف کی وجہ سے نماز کا روکنا یا جمعہ کا بند کرنا جو پہلے
سے ہوتا چلا آتا ہو کسی طرح لازم نہیں ہے گو کہ وہ کہیں منعقد ہوتا ہو البتہ ایسے موقع پر یہ ضرور بلکہ بہت ضرور ہے کہ ان لوگوں کو احتیاطاً ادا سے فرض
ظہر کی بھی ہدایت کی جائے کہ ایسے موقع پر ظہر کا ادا کرنا بھی واجب ہے تاکہ شک نہ رہے اس مسئلہ پر اہل ہند نے عجیب افراط و تفریط کر رکھی ہے
بعض تو ظاہر الروایۃ کی نعش صریح لا جمعۃ الا فی مصر جامع کے برخلاف ہر گاؤں میں انعقاد جمعہ کا حکم دیتے ہیں کہ اگر وہاں جمعہ ہوتا ہو تو ثواب قائم

کرنا چاہئے کہ وہ ہر جگہ فرض ہے حالانکہ یہ وہم مذہب ہے کہ نص کے خلاف ہے اور بعض صاحب اس پر اتنا زور دیتے ہیں کہ ہوتے ہوئے جمعہ کو
لوگوں سے چھڑوا دے اور بند کرنے کی کوشش وسعی بلیغ کرتے ہیں اور وہ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ کی وعید شدید اور حضرت مولیٰ
علی رضی اللہ عنہ کی تنبیہ و تعذیر سے نہیں ڈرتے جو کہ ابھی مذکور ہو چکی اور بعض لوگوں نے مذہب حنفی کے غلط معنی سمجھ کر یہ ہی ظلم کیا کہ ہندوستان
بھر میں ہر جگہ معاذ اللہ جمعہ مطلقاً حرام ٹھہرا دیا کہ جمعہ کے لئے دار الاسلام و شہر ہونا شرط ہے اور شہر وہ ہے جس میں قاضی و حاکم اسلام رہتا ہو کہ جو حدود
شرع نافذ کرے اور یہ ہندوستان بھر میں نہیں تو یہاں سب جگہ جمعہ حرام ہوا تو یہ ان کی محض ناسمجھی و کجروی ہے ہندوستان ہو یا اور
کوئی ملک ہو جو ملک کہ قدیمی اسلامی مفتوحہ ہے اور اس میں شعائر اسلام جاری ہیں وہ ہمیشہ اسلامی ملک کے حکم میں رہے گا جیسا کہ اوپر
بیان ہو چکا ہے کیونکہ بفضلہ اسلام غالب ہے اور ہمیشہ کفر پر غالب رہتا ہے اور کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ قاضی کا ہونا اور حدود اسلام کا جاری ہونا
ہند پر کیا موقوف ہے یہ تو ایک عرصہ دراز سے ممالک حکومت اسلامیہ میں بھی نادر ہے تو پھر چاہئے کہ کہیں جمعہ نہ ہو یہ وہم فاسد ہے یزید
پلید اور حجاج کا زمانہ کتنے مظالم کا تھا اور حدود شرعی کے نفاذ کا کہیں پتا نہ تھا اور نہ مظلوم کی فریاد کوئی سنتا تھا باینہمہ صحابہ کرام اس وقت بھی
جمعہ پڑھتے تھے پھر اب حدود کے نافذ نہ ہونے کا کیا سبب مانع جواز جمعہ ہے جو صاحب کہ قوم اسلام سے جمعہ ترک کرانے کی کوشش کرتے ہیں
ان کو معلوم ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی قوم کے واسطے جو سب کے سب جمعہ کو چھوڑ بیٹھیں کیا وعید ارشاد فرمائی ہے ابن عمر و
ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لينتهين أقوام عن ودعهم الجمعات أو ليختمن الله على قلوبهم ثم ليكونن من
الغافلين البتہ باز رہیں قومیں جمعہ کی نماز چھوڑ بیٹھنے سے ورنہ مہر کر دے گا اللہ ان سب کے دلوں پر اور پردہ ہو جائیں گے غافلین میں سے اسی
طرح ایک اور جگہ جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لقوم يتخلفون عن الجمعة۔ لقد هممت
ان آمر رجلاً يصلي بالناس ثم أحرق على رجال يتخلفون عن الجمعة بيوتهم رواه مسلم ترجمہ یعنی فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس قوم کے بارے میں جو کہ نماز جمعہ سے پیچھے رہجاتی ہے البتہ ارادہ کیا میں نے یہ کہ حکم کروں میں ایک شخص کو کہ وہ جمعہ کی نماز پڑھا دے
اور میں جا کر اس قوم کے مردوں کے گھر جلا دوں جو نماز جمعہ کو پس پشت ڈال کر گھر میں بیٹھ رہے ہوں روایت کی یہ مسلم نے پس غور کا مقام ہے
روایت کی یہ مسلم نے پس غور کا مقام ہے کہ جو قوم کی قوم جمعہ کو چھوڑ بیٹھیں ان کے لئے کیسی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ کیا وہ صاحب جو ناحق ایک
جم غفیر و تعداد کثیر مسلمانان ہند سے نماز جمعہ ترک کرانے کی کوشش کر رہے ہیں اس وعید نبوی سے نہیں ڈرتے ہیں جو تارکان جمعہ کے واسطے
وارد ہوئی ہے خوب یاد رہے کہ جو صاحب عام مسلمانان ہند سے جمعہ ترک کرانے کی کوشش کرتے ہیں اگر وہ بیچارے ان کے وعظ و پند
سے جمعہ کو ترک کر دیں گے تو اس کا وبال ان تارکین پر اتنا نہ ہوگا جتنا کہ ان پر ہوگا جو ترک جمعہ کی ہدایت کرتے ہیں ہاں اگر وہ صاحب جو جمعہ ترک
کرانے کی عوام مسلمانان سے تحریک کرتے ہیں اگر بجائے ترک جمعہ کے یہ ہدایت کریں کہ نمازی بعد ادائے نماز جمعہ چار رکعت احتیاط ظہر بھی پڑھ لیا
کریں جیسا کہ اکثر کتب متداولہ میں لکھا ہے تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ یہی اولے و انسب ہے کہ احتیاط ہر حال میں بہتر ہوتی ہے۔ نہ کہ سرے
ہی سے جمعہ چھڑوا دیا جاوے یہ ہم نے پہلے ہی بیان کر دیا ہے کہ جو لوگ چھوٹے دیہات میں بھی جمعہ پڑھنے کے عادی ہوں ان کو بھی نماز جمعہ سے
ہرگز ہرگز نہ روکا جائے کہ شعار اسلام کے یہ بات خلاف ہے نہ کہ معاذ اللہ عموماً ہندوستان کے شہروں اور قصبوں اور بڑے بڑے گاؤں سے
جمعہ اٹھانے کی کوشش کی جائے۔ اللهم اهدنا الصراط المستقيم۔ ۵۳ شرط ہے خطبہ کا۔ الخ۔ یعنی تیسری شرط انعقاد جمعہ کے لئے یہ ہے
کہ نماز جمعہ سے پہلے خطبہ پڑھا جاوے۔ واضح ہو کہ جمعہ سے پہلے ایک خطبہ پڑھنا تو فرض ہے کہ بغیر اس کے جمعہ جائز نہیں اور دو خطبہ پڑھنا اور ان
دونوں کے بیچ میں قدرے بیٹھنا یہ سنت ہے اور اس بیٹھنے میں کچھ دعا وغیرہ نہ کرنا چاہئے چپ بیٹھنا چاہئے ۱۲ منہ ۵۴ خطبہ اور جمعہ کو۔ الخ۔
یعنی چوتھی شرط صحت نماز جمعہ کے واسطے یہ ہے کہ خطبہ اور نماز جمعہ یہ دونوں ظہر کے وقت میں ادا ہوں قبل و بعد نہ ہوں کیا معنی کہ زوال
ہو جانے کے بعد سے وقت عصر آنے سے پہلے ایک مثل تک پڑھے جائیں جیسا کہ ظہر کے بیان میں گذر چکا ہے۔ ۵۵ جماعت بھی۔ الخ۔ یعنی
پانچویں شرط صحت ادائے نماز جمعہ کے واسطے یہ ہے کہ نماز جمعہ با جماعت ہو اور اس میں امام کے علاوہ کم از کم تین مقتدی ہوں جو کہ تینوں عاقل بالغ
مرد ہوں ۱۲ منہ ۵۶ فرض ہیں۔ الخ جمعہ کی نماز میں دو رکعتیں فرض ہیں اور دونوں میں امام پر قراءت بالجہر واجب ہے۔ ۵۷ ہے اذان مسنون الخ
یعنی خطبہ شروع ہونے کے وقت اس سے پہلے اذان دینا سنت ہے اور بعد ختم ہونے خطبہ کے نماز جمعہ کے واسطے تکبیر کہنا جس میں قد قامت الصلوٰۃ
کہتے ہیں یہ بھی سنت ہے ۱۲ منہ۔

# حاشیہ صفحہ ۹۳ نمبر ۴ کا بقیہ جو درج ہونے سے کتاب ہٰذا میں رہ گیا

فطرہ وقت طلوع فجر عید کے واجب ہوتا ہے ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر اور جبتک کہ اُس کو ادا نہ کیا جائے تب تک وہ برابر واجب رہتا ہے اور اگر نماز عید سے پہلے نہ دیا تو بعد نماز کے ضرور ادا کرے اور اگر بعد نماز عید کے بھی اُس روز نہ ادا کیا تو عمر بھر میں جب یاد آوے ادا کرے کہ بغیر ادا کرنے کے ساقط نہیں ہوتا۔ وعن ابن عباس قال فی اٰخر رمضان اخرجوا صدقۃ صومکم فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہذہ الصدقۃ صاعًا من تمر او شعیر او نصف صاع من قمح علی کل حر او مملوک ذکر او انثیٰ صغیر او کبیر رواہ ابوداؤد روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا اخیر رمضان میں نکالو زکوٰۃ روزہ کے یعنی فطرہ وہ مقرر کیا یعنی واجب کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ فطر ایک صاع کھجور سے یا جو سے یا آدھا صاع گیہوں سے اوپر ہر آزاد کے یا غلام لونڈی مرد ہو یا عورت بڑا یا چھوٹا تھا۔ روایت کی یہ ابوداؤد اور نسائی نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بموجب اسی حدیث کے کہتے ہیں کہ گیہوں آدھے صاع اور جو پورے صاع دینے چاہئیں۔ اور صاع شرعی وہ ہے جس میں ایک ہزار چالیس درم کے وزن کی ماش یا مسور سمائیں اور علماے ہند نے اُس کو برابر چار سیر وزن انگریزی مروجہ حال کے قرار دیا ہے اور سیر انگریزی اسّی روپیہ بھر سکہ رائج الوقت کا مقررہ ہے۔ پس اسی حساب سے گیہوں پورے دو سیر اور جو پورے چار سیر انگریزی وزن کے ہوئے جو اکثر بلاد ہند میں رائج ہے۔

**حاشیہ صفحہ ۱۰۰ نمبر ۷** یعنی وہ جملہ دعائیہ اللہم اغفر لہ ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ ربنا اغفرلی ولہ کہے اور یوں بھی ٹھیک ہے کہ اللہم اغفر لنا ولہ پڑھے غرض کہ ان تینوں جملوں میں سے جو جملہ جلد یاد ہو جائے وہی پڑھے پس وہ مقتدی جن کو دعائے طویل مذکورہ بالا یاد نہ ہو وہ سب اس دعائے قلیل کو امام کے پیچھے امام کی چوتھی تکبیر کہنے تک برابر پڑھے جائیں جبکہ چوتھی تکبیر امام کہے اُس وقت وہ مقتدی بھی اس جملہ کو ختم کرکے امام کے ساتھ چوتھی تکبیر کہیں اور پھر امام کے ساتھ ہی سلام پھیریں اگر جنازہ عورت کا ہو تو جملہ دعائیہ میں بجائے لہ کے لہا پڑھیں اور اگر خود امام کو دعاے طویل اللہم اغفر لحینا یاد نہ ہو تو وہ بھی انہیں تینوں دعاؤں قلیل میں سے کسی ایک دعا کو تین یا پانچ یا سات بار طاق کہہ کر چوتھی تکبیر کہے اور نماز پوری کرے ۱۲ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۰۴ نمبر ۲** اب تجھے الخ یعنی اے شخص جب تجھے یہ بات معلوم ہو گئی کہ خدا و رسول کی طرف گرویدہ ہونے میں اور نفس امارہ کے مار ڈالنے میں درحقیقت تیری نجات اور حیات ہے اور اس کی پیروی کرنے میں اور اُس کو نہ مارنے میں تیری ممات اور وفات ہے تو اے شخص اب تجھکو اختیار ہے کہ یا تو تو اُس کو مار تاکہ تو ہمیشہ ہمیشہ زندہ و برقرار رہے اور خواہ تو اُس کے ہاتھوں سے مر کر مردہ دل ہو کر نیست و نابود ہو جا۔ واضح ہو کہ میت و نابود ہونے سے مراد نجات ایمانی و حیات روحانی سے محروم و بے بہرہ رہنا ہے نہ یہ کہ ایسا فنا ہوتا کہ جس سے عذاب و ثواب کی حس جاتی رہے کہ عذاب قبر تمام اہل شرک کے لئے لازمی و حتمی ہے اور بعض گنہگار مسلمانوں کو بھی ایک حد معین تک مگر بہ نسبت اہل شرک کے ان کو کمتر اور اسی طرح مومنوں و نیکوکاروں کو راحت و مغفرت کی حس یقینی ہے ۱۲ منہ ۵ جمعہ کو کرنا الخ۔ یعنی جمعہ کے دن مومنین کے مزارات و مقابر پر جا کر زیارت کرنا اور اُن پر سلام کرنا اور دعائے مغفرت دینا یہ سب سنت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے مزارات پر اکثر جمعہ کو تشریف لیجاتے تھے اور ان کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کا اتباع کرے اور سلام و دعائے مذکور پڑھا کرے اس کے سوا اور بھی سلام و دعا احادیث صحیحہ میں منقول ہیں اُن میں جو یاد ہو پڑھے ۶ ہاں سماع و علم موتیٰ الخ۔ یعنی مومنین مزارات پر جا کر جو مسلمان اُن پر سلام کرتا ہے اور دعائے مغفرت دیتا ہے اس کو وہ سب سنتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور جواب سلام دیتے ہیں اور اُن کے اس سننے اور جاننے پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے جیسا کہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے بھی جذب القلوب الی دیار المحبوب میں فرمایا ہے۔ تمام اہل سنت و جماعت اعتقاد دارند بہ ثبوت ادراک مثل علم و سماع مر سائر اموات را۔ انتہی اور اس سماع موتیٰ پر احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ اموات کے اجساد البتہ بیخبر ہو جاتے ہیں اور روح اُن کی باخبر رہتی ہے اور وہ سب دیکھتی اور سنتی اور سمجھتی ہے اور عذاب و ثواب کو محسوس کرتی ہے جو شخص کہ روح کے فنا ہونے کا قائل ہو وہ اہل بدعت یا فلاسفہ اہل ضلالت سے ہے ۱۲ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۰۴ نمبر ۲ کا بقیہ** لہٰذا یہ اُن کے مانند بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔ چونکہ کاہنا بنی اسرائیل میں جو کاہن تشبیہ کا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ سب باتوں میں انبیا سے مشابہت رکھتے ہیں اس یہ ضرور ہے کہ اُن

لوگوں کی حیات بالکل انبیاء کی حیات کی مثل نہیں ہے البتہ اُس کے قریب قریب ہے اور وہ بل احیاءٌ کے مصداق ضرور ہیں اور بیشک وعند ربہم یرزقون کے شرف سے مشرف ہیں اور اُن کا تعلق روحی اُن کے ابدان سے بہ نسبت دیگران کے بہت زیادہ ہے اور اسی وجہ سے اُن کے تصرفات بھی اکثر ظاہر ہوتے ہیں۔ فافہم وکان من

**حاشیہ صفحہ ۱۱۲ نمبر ۷** کھیت میں پیدا ہو الخ۔ یعنی کھیت کے مزرعہ میں جو چیز بھی پیدا ہو اُس میں سے دسواں حصہ پیداوار کا زکوٰۃ میں دینا واجب ہے اور پیداوار سال بھر میں اگر ایک بار ہوگا تو ایک بار زکوٰۃ لیجائے گی اور دو بار یا تین بار ہوگا تو اتنی دفعہ لی جائے گی اسمیں یہ شرط نہیں ہے کہ پیداوار پر جب سال گزر جائے تب زکوٰۃ دی جائے بلکہ پیداوار کھیت میں جس وقت تیار ہو کر زرد ہونے لگے اسی وقت دسواں حصہ اُس کا نکالا جائے۔ یہ بیان بارانی یا ترائی یا کثرہ پانی بلامحصول کے کھیت کے پیداوار کا ہوا منہ ۵۵ ہو ہرائی کھیت کی الخ یعنی اگر کھیت کی آبپاشی کنوئیں سے یا دریا سے بذریعہ ڈول یا رسی کھینچکر کرنا پڑتی ہو یا کسی تالاب یا جھیل یا نہر کا پانی مول لیکر اور محصول ادا کرکے کھیت میں دینا پڑتا ہو تو اس وقت اُس کھیت کے پیداوار میں سے بجائے دسویں حصہ کے بیسواں حصہ پیداوار کا واجب ہوگا۔

**حاشیہ صفحہ ۱۱۳ نمبر ۴ کا بقیہ** جس کا مالک کوئی نہ ہو تو اس صورت میں وہ بقیہ دفینہ یعنی چار حصے شرعًا پانے والے کو ملیں گے اور اگر دفینہ روپے کا اپنے گھر میں نکلے جب بھی یہی حکم ہے کہ پانچواں حصہ زکوٰۃ کا اور چار حصے مالک کے ہیں ہاں اگر کسی شے کی کان زمین مملوک میں نکلے تو وہ ایک قول پر تمام و کمال مالک زمین کی ہے اس میں زکوٰۃ کچھ نہیں ہے لیکن دوسرا قول قوی اس میں یہی ہے کہ پانچواں حصہ اُس کا بھی زکوٰتی ہے اور اسی مضمون کو ہم نے شعر میں بھی ذکر کیا ہے منہ ۵۵ جو زکوٰۃ۔ الخ۔ اب یہاں سے زکوٰۃ کے مصرف کا بیان ہے کہ زکوٰۃ کا مال کس کس مصرف میں دینا درست ہے اور کس میں نادرست ہے پس وہ اُن مسلمانوں کو دینا چاہیئے کہ جو قرض میں مبتلا ہوں تو مقروض کو بقدر اُس کے قرض واجب الادا کے دینا چاہیئے اُس سے زائد نہ دے اور فقیر اور مسکین کی تفصیل آگے مذکور ہوا ہے

**حاشیہ صفحہ ۱۲۳ نمبر ۵ کا بقیہ** کہ اُس کے سُنت ہونے کے اور واجب ہونے کے دو قول منقول ہیں۔ پس اسے شخص خواہ عمرہ کو تو سنت سمجھے خواہ واجب سمجھے وہ بات ایک ہی ہے۔ کیونکہ سُنت مؤکدہ بھی قریب واجب کے ہے لہٰذا عمرہ کا کرنا ہر حال میں لازمی ہے اور واضح ہو کہ عمرہ کے واجب ہونے کا قول قوی تر ہے منہ ۵۶ ہیں طواف وسعی۔ الخ۔ یعنی عمرہ جس کا بار بار نام لیا گیا وہ کس کو کہتے ہیں اور اُس کے کیا کام ہیں۔

پس اُس کے کام یہ ہیں کہ احرام باندھ کر۔ طواف اور سعی اور قصر کرنا یعنی بیت اللہ کے گرد سات پھیرے پھرنا۔ اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اور سر کے بالوں کا ترشوانا اسی کا نام عمرہ ہے۔ واضح ہو کہ عمرہ کے اور حج کے افعال ایک ہیں سوائے اس کے کہ حج میں وقوف عرفات اور زیادہ ہے اور وہ ایام مخصوص یعنی شوال اور ذیقعدہ و دس دن ذالحجہ میں ہی ادا ہوتا ہے اور عمرہ کے لئے اس کی کچھ خصوصیت نہیں ہے عمرہ سوائے یوم عرفہ اور ایام تشریق کے سال کے تمام روزوں میں جائز ہے بلکہ رمضان المبارک میں تو اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ عُمْرَۃً فِی رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً۔ ترجمہ۔ یعنی عمرہ کرنا رمضان میں حج کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ منہ ۵۷ ہیں مہینے حج کے الخ۔ یعنی جن روزوں میں حج کیا جاتا ہے اُس کے تین مہینے ہیں۔ شوال۔ ذیقعدہ۔ ذالحجہ۔ لیکن ذالحجہ کی دسویں تاریخ تک تمام ارکان حج پورے ہو جاتے ہیں اور تیرھویں تک بقیہ واجبات ختم ہو کر حاجی فراغ پا جاتا ہے۔ منہ ۵۸ جملہ کام۔ یعنی جملہ ارکان حج کہ وہ وقوف اور طواف ہیں یہ دسویں تک ختم ہو جاتے ہیں اور پھر حج کا کوئی رکن باقی نہیں رہتا اور اسی وجہ سے فقہا نے ایام حج دس ذی الحجہ تک ہی شمار کئے ہیں وگرنہ بقیہ واجبات بارھویں یا تیرھویں ذی الحجہ تک طے ہو پاتے ہیں۔ منہ ۵۹ پہنچے جب میقات پر الخ۔ اب یہاں سے ترکیب حج ادا کرنے کی شروع ہوئی کہ اوّل سے آخر تک اس طریق سے حج کیا جاوے اس میں فرائض و واجبات و سنن و مستحبات سب اپنی اپنی جگہ پر آجائیں گی۔ ناظرین اُس کو بغور سنیں اور یاد رکھیں تاکہ حج کے وقت کام آئے۔ میقات احرام باندھنے کی جگہ کو کہتے ہیں جیسا کہ اور کئی جگہ بیان کیا گیا ہے اور وہ اہل یمن کے واسطے یلملم ہے اور اہل ہند کے لئے اُس کی محاذات۔ پس اسے شخص جب تو میقات پر پہنچے تو وہاں پہنچکر اگر ممکن ہو تو غسل کر کیا معنی کہ اگر اطمینان کامل حاصل ہو اور کچھ تشویش و تردد یا کوئی مرض یا شکایت نہ ہو تو غسل کر کہ وہ سنت ہے اور اگر وہ کرنا ممکن نہ ہو تو فقط وضو پر اکتفا کر۔ منہ۔

**حاشیہ صفحہ ۱۲۴ نمبر ۵** کوئی وحشی۔ الخ۔ یعنی احرام میں جنگل کے کسی وحشی جانور کا شکار کرنا مطلقًا حرام ہے جیسے حرم شریف کے جنگل کا شکار احرام وغیر احرام کسی حالت میں اصلاً حلال نہیں رہا ہیں احرام کی حالتیں جس طرح خود شکار کرنا حرام ہے اسی طرح کسی دوسرے شکاری کو جنگل کے شکار کا پتہ دینا یا جوں وغیرہ مارنا یا بوسہ لینا یا مساس کرنا یا عورتوں کے ساتھ ایسا بیہودہ ہنسی یا مذاق کا کرنا کہ جس سے جماع کی باتیں پیدا ہوتی ہیں جسے رفث کہتے ہیں یا فسق کرنا یا کسی سے جنگ و جدال کرنا یا سر یا منہ کھلا یا سر یا منہ یا خطمی ڈالنا یا خوشبو لگانا یا رنگین کپڑا

خوشبودار استعمال کرنا یا بالوں کا یا ناخونوں کا کتروانا یا مردوں کو سر کا یا منہ کا کپڑے سے ڈھکنا یا عورتوں کو صرف منہ کا ڈھکنا یا مردوں کو سیا ہوا کپڑا پہننا یہ سب باتیں محرم یعنی احرام باندھنے والے پر حرام ہو جاتی ہیں۔ ۱۲۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۳۰ نمبر ۶** سعی حج کی الخ۔ یعنی قارن و متمتع کو حج کی سعی اسی طواف کے بعد کرنا افضل و اولیٰ ہے اگرچہ قارن کو اس طواف سے پہلے بھی طوافِ قدوم خواہ کسی طوافِ نفل کے ساتھ اس کا کر لینا جائز ہے مگر افضلیت اسی میں ہے کہ بعد طوافِ رکن کے اس کو ادا کرے اور اسی طرح گر متمتع نے بھی عمرہ سے فارغ ہو کر حج کا احرام باندھ کر کسی نفلی طواف کے بعد سعی کر لی تو اب وہ بھی نہ کرے اور اگر نہیں کی ہے تو اب کر لے اور یہی اصل ہے۔ ۱۲۔ منہ **۵۷** پھر منا میں لوٹ کر یعنی اس طوافِ رکن اور سعی صفا مروہ کے بعد تمام حجاج منا کو پھر واپس جائیں اور وہاں جا کر گیارہویں ذی الحجہ کو بعد از زوالِ آفتاب جمرۂ اولیٰ و جمرۂ وسطیٰ و جمرۂ کبریٰ جس کو جمرۂ عقبیٰ بھی کہتے ہیں سات سات کنکریاں ہر ایک جمرہ پر ماریں کہ تینوں جمروں کی کنکریوں کی مار کا شمار اکیس بار ہو جائے اور ہر ایک کنکری کی مار میں مثل سابق تکبیر بولتے جائیں اور جمرۂ اولیٰ کی رمی کو بعد کچھ دیر تک وہاں وقوف کریں اور اس میں تکبیر و تسبیح و تحمید و درود و دعائے خیر پڑھتے رہیں اور اسی طرح جمرۂ وسطیٰ کی رمی کے بعد بھی وقوف اور ذکر کو ادا کرے مگر جمرۂ کبریٰ کے بعد کچھ نہ کرے اور فوراً اپنی قیام گاہ کو چلا جاوے۔ ۱۲۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۳۲ نمبر ۷** پھر مدینہ طیبہ میں آن کر۔ الخ یعنی اے زائر اس طریق سے درود شریف پڑھتا ہوا جب تو قطع سفر کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو وہاں آن کر سب سے پیشتر وضو کر کے روضۂ منورہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور اگر ممکن ہو تو وضو کے علاوہ غسل بھی کرنا اور کپڑے پاک صاف نئے یا دھوئے ہوئے بدلنا اور اُن میں خوشبو ملنا کہ تیرے دربار میں تجھ کو حاضر ہونا ہے اور پھر وہاں حاضر ہو کر جالی شریف کے قریب دست بستہ مؤدب کھڑے ہو کر اس طرح صلوٰۃ و سلام پڑھنا کہ جو آگے مذکور ہے۔ اول مصرعہ کے قافیہ میں جو اکثر نون مجمہ موجود ہے وہ صحیح ہے اور یہی فصیح ہے جیسا کہ استاد ذوق نے بھی لکھا ہے اور وہ اس سے پہلے طوافِ رکن کے بیان میں مذکور ہوا من شاعر فلیسطر الیہ۔ ۱۲۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۳۵ نمبر ۹** من رانی۔ الخ۔ یعنی اگر من رانی فقد رای الحق کا خطاب باصواب تجھ کو حاصل ہو جائے تو جسقدر حجاب غفلت کے تیرے دل پر پڑے ہوں وہ سب یکبارگی تیرے دل سے اٹھ جائیں اور دور ہو جائیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا من رانی فقد رای الحق ترجمہ یعنی جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا پس تحقیق اس نے حق دیکھا کہ جس میں کچھ شبہ نہیں کیا معنی۔ درحقیقت مجھی کو دیکھا غیر میرے کو نہیں یہاں اس خطاب سے مراد یہی قول رسول ہے کہ اس خطاب باثواب کا مصداق کثرت درود خوانی کی برکت سے جو طہارت کے ساتھ ہو تو بن سکتا ہے اور اس وقت تمام حجاب غفلت نور نبوت کے پرتو سے تیرے سینہ بے کینہ سے رفع ہو جائیں گے اور ظاہر و باطن میں تو جمال باکمال محبوب ذوالجلال سے مشرف ہو جائیگا۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۳۷ نمبر ۸ کا بقیہ** اور واضح ہو مصرع ثانی کے قافیہ میں جو دو نسخے لکھے گئے ہیں اس کی یہ حکمت ہے کہ اگر پڑھنے والا ان شعروں کو سوائے مدینہ کے کہیں باہر پڑھے تو خاص قافیہ جس میں اسم مبارک ہے وہ پڑھے تاکہ صریح دلالت آپ کی ذات بابرکات کی جانب ہو اور اگر مدینہ طیبہ میں روضۂ انور پر حاضر ہو کر خدمت کے وقت پڑھے تو دوسرا نسخہ پڑھے تاکہ حضور انور کے روبرو نام مبارک لیکر پڑھنے میں گستاخی نہ ہو۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۳۹ نمبر ۴ کا بقیہ** اور اگر عاقدین میں کوئی نابالغ یا غیر عاقل ہے تو اس کی طرف سے ہی اس کا ولی خود ایجاب و قبول کرے یا وہ نابالغ سمجھدار ہو تو اس کا ولی اس کو اجازت دیکر اسی سے ایجاب و قبول کرائے یا اپنی طرف سے وہ کسی کو اس کے نکاح کا وکیل کر دے اور مرد و عورت میں جو عاقل و بالغ ہو اسے بھی اختیار ہے کہ اپنی طرف سے کسی دوسرے کو ایجاب و قبول کے واسطے وکیل مقرر کر دے یہ صورتیں نفاذ نکاح کے لئے شرط ہیں۔ اور نکاح فضولی یہ ہے کہ اگر دو راہ چلتے طریقوں نے بلا ولایت و بلا وکالت دو مرد و دو عورتوں کی طرف سے ایجاب و قبول کر یا تو نکاح منعقد ہو جائیگا ولیکن وہ ان ہر دو زن و شو فرضی کی اجازت پر اور اگر وہ نابالغ یا لایعقل ہیں تو ان کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ اس عقد کو جائز تسلیم کر لیں گے تو وہ نافذ ہو جائیگا اور اگر رد کر دیں گے تو باطل ہو جائیگا۔ ۱۲۔ منہ **۵۵** عقد الخ یعنی نکاح سے وقت ایجاب اور قبول سے پہلے نکاح کا خطبہ پڑھنا سنت ہے کہ بغیر اس کے نکاح میں برکت نہیں ہوتی۔ **۵۶** مہر سنت ہے۔ الخ۔ یعنی با ایجاب و قبول

میں اُسی وقت مہر کا مقرر کرنا سنت ہے کیا معنی کہ خاص نکاح کے وقت مہر کا تقرر کر لینا یہ تو سنت مؤکدہ ہے ورنہ دراصل وہ واجب ہے کہ اگر اُسوقت
تقرر نہ ہوگا تو بعد کو وہ خود بخود مہر مثل واجب ہو جائیگا اور کم از کم اُس کی تعداد دس درم نقرئی ہیں اور زیادہ کی کچھ حد نہیں۔ منہ ۵۵ جب نہ لیگا نام الخ
اگر کوئی شخص ایجاب و قبول کے وقت مہر کا تقرر نہ کریگا اور مہر کا کچھ ذکر بوقت عقد نہ آئے گا تو مہر مثل خود بخود واجب ہو جائیگا اور مہر مثل کہتے ہیں باپ کے خاندان کی بیٹیوں کے
مہر کو جن کا مہر اُس سے پیشتر مقرر ہو چکا ہو مثلاً پھپیاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یا بہنیں یا چچا کی لڑکیاں وغیرہم جو سن و سال و حسن و جمال و دولت و مال وغیرہ
باصفات میں جن کے سبب مہر مختلف ہوتا ہے اس عورت کے مشابہ ہوں منہ ۵۵ عاقل و بالغ ہوں۔ الخ یعنی جبکہ دونوں دولہا اور دلہن
عاقل و بالغ ہوں اُس وقت اُن کا ایجاب و قبول معتبر ہوگا اور اگر دونوں عاقل بالغ نہ ہوں یا ایک اُن میں عاقل بالغ ہو اور ایک نابالغ ہو یا بےعقل
ہو تو اُس وقت اُن کے ولی مجاز کی طرف سے ایجاب و قبول ہوگا۔ ولی کی تفصیل آگے مذکور ہے۔ ولی کو اختیار ہے کہ اُس کی طرف سے خود قبول
کرے یا اُس کو اجازت دیکر اُسی سے قبول کرائے جیسا کہ اوپر کے حاشیہ پر مفصل بیان اُس کا گذرا۔ ۱۲ منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۴۰ نمبر ۶ کا بقیہ

اور جو لوگ کہ فرائض میں عصبہ بنفسہ قرار دیے گئے ہیں وہی لوگ نکاح میں ولی مانے گئے ہیں مثلاً بیٹا
پوتا یا باپ دادا بھائی و بھتیجا یا چچا یا چچا زاد بھائی۔ اور بڑے میں بیٹا پوتا تو مفقود ہوتے ہیں مگر باپ
و دادا۔ اور اُن کی اولاد نرینہ ولی ہوتی ہیں۔ عصبہ فرائض میں اُس کو کہتے ہیں کہ جو ذوی الفروض کے حق مقررہ کے دیدینے کے بعد باقی سب خود لیلے
اور اگر ذوی فرض کوئی نہ ہو تو تنہا سب لیلے اور عصبہ بنفسہ بہت ہیں جن میں ایک دوسرے سے قوی تر ہیں جس کا مفصل بیان فرائض میں آئے گا
وہی ترتیب یہاں بھی ملحوظ رہے۔ ۱۲ منہ ۵۷ لیک اُن میں باپ اور دادا تمام۔ الخ۔ دادا تمام سے مطلب یہ ہے کہ اوپر تک یکے بعد دیگرے جسقدر
دادا پائے جائیں مثلاً باپ کی عدم موجودگی میں دادا اور وہ بھی نہ ہو تو پردادا اور وہ بھی نہ ہو تو نگڑدادا غرضکہ باپ اور تمام دادا سلسلہ وار ولایت نکاح
میں بہ نسبت دیگر ولیوں کے عورت غیر عاقلہ بالغہ کے لئے بہت قوی ولی ہیں اور اصل میں یہ حکم ولایت جبریہ کا ہے جو غیر مکلف پر ہوتی ہے اور
مکلف یعنی عاقل بالغ لڑکا خواہ لڑکی اگرچہ شرعاً خودمختار ہیں مگر یہ اختیار نفس صحت نکاح کے لئے ہے ورنہ والدین کی رضامندی اولاد پر ان امورات
میں جو کہ خلاف حکم خدا و رسول کے ہوں فرض ہے اور اُنکی دل آزاری حرام ہے لہذا اس صورت میں بھی بلا رضامندی ماں باپ دادا کے نکاح کرنا جائز
نہیں ہے اگرچہ کفو کے اندر مرد کا مطلقاً اور عورت کا ایک قول پر نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ مگر ایسا کرنا اُس کو شرعاً جائز نہیں ہے اور کفو کے باہر تو بلا رضا
صریح ولی کے عورت کا نکاح ہی صحیح نہیں ہے جیسا اوپر گذر چکا منہ ۵۸ غیر کفو سے اور فاحش۔ الخ۔ یعنی باپ اور دادا ایسے قوی ولی ہیں کہ باپ یا وہ
نہ ہو تو دادا اگر نابالغہ کا نکاح دیدہ و دانستہ کسی غیر کفو سے کردیں یا مہر مثل میں کمی فاحش کردیں جب بھی وہ نکاح صحیح و نافذ ہو جاتا ہے جس پر اعتراض
کی کسی کو گنجایش نہیں ہوتی بشرطیکہ وہ اس نکاح کے وقت غصہ میں نہ ہوں اس سے پہلے اپنی ولایت سے کوئی ایسا ہی ناقص نکاح کر چکے ہوں بخلاف اور دیگر
ولیوں کے کہ اُن کا ایسا کیا ہوا نکاح بالکل باطل ہے۔ منہ ۵۹ جب ہو عصبات میں۔ الخ۔ یعنی جبکہ عصبات میں کوئی عصبہ مرد نہ ہو اور اگر ہو تو نابالغ
ہو یا مجنون ہو تو اُس صورت میں ولایت نکاح والدہ کو پہنچتی ہے مصرع اول میں جو ولی ہے وہ بمعنی ولی سرپرست نکاح کے ہے اور مصرع ثانی میں جو ولی
ہے وہ بمعنی بزرگ و ستودہ صفات کے ہے لہذا قافیہ درست ہے۔ منہ ۶۰ اصل سے اور فرع سے۔ الخ۔ یعنی اصل باپ کی طرف ہو خواہ ماں کی طرف
سے مثلاً دادی پردادی نکڑدادی وغیرہ یا نانی وغیرہ کلھم اجمعین اور اپنی شاخیں مثلاً پوتی پڑپوتی یا نواسی پرنواسی وغیرہ اور اسی طرح پر ماں باپ کی شاخیں
مثلاً پوتی پڑپوتی یا نواسی پرنواسی وغیرہ اور اسی طرح پر ماں باپ کی شاخیں مثلاً بہن بھانجی اور بھتیجی وغیرہ سب حرام ہیں ۱۲ منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۴۱ نمبر ۶ کا بقیہ

پس ایسی طلاق سے عورت فوراً نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اگرچہ عدت نہ گذرے اور اگر عورت غیر
مدخولہ ہے کیا معنی کہ بعد نکاح کے ابھی اُس سے خلوت صحیحہ نہیں ہوئی ہے تو اسے جس لفظ سے طلاق
دے گا اس سے ہی نکاح سے وہ باہر ہو جائے گی مگر ان سب صورتوں میں حلالہ کی حاجت نہیں دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ ۱۲ منہ ۵۷ اور طلاقیں تین
الخ یعنی اگر تین طلاقیں ایک ساتھ خواہ متفرق اگرچہ بہت فاصلہ سے ہوں دیدیں تو اب ان طلاقوں سے رجعت کرنا یا منحرف ہو کر مطلقہ کو پھر بی بی
بنا لینا جائز و درست نہیں ہے مگر اُس صورت میں جائز ہو سکتا ہے جبکہ وہ مطلقہ عورت۔ منہ ۵۸ بعد عدت الخ۔ یعنی وہ عورت کسی دوسرے
سے نکاح کرے اور یہ دوسرا شخص بھی بعد صحبت اُس کو طلاق دیدے یا مر جائے اور اُس طلاق یا موت کی عدت گذر جائے تو اس کے بعد وہ
شوہر اوّل اب پھر اُس سے نکاح کر کے بی بی بنا سکتا ہے اور اسی کا نام حلالہ ہے۔ منہ ۵۹ ہوش میں۔ الخ۔ یعنی طلاق خواہ ہوش میں دے خواہ
نشہ کی بیہوشی میں خواہ ہنسی ہنسی میں دے خواہ غصہ و رنج میں دے یا زبردستی دے اس طرح پر کہ کوئی آن کر اُس کو دبا کر کہے کہ تو فلاں عورت

عاقدین بالغین کے باہم اکثر چیزوں کے مبادلے دوسری قسم۔ بیع موقوف ہے کہ اُس میں ایجاب و قبول سے عقد تو ہو جاتا ہے مگر اُس کا حکم نافذ نہیں ہوتا یعنی مبیع کا بائع کی ملک سے نکل کر مشتری کی ملک میں داخل ہونا اور مشتری پر تسلیم ثمن اور بائع پر تسلیم مبیع لازم ہونا یہ باتیں ابھی نہیں ہوتیں بلکہ کسی شرط پر موقوف رہتی ہیں جیسے کسی شخص نے دوسرے کی کوئی شے بغیر اُس کی اجازت کے بیچ کر دی پس یہ بیع اُس دوسرے کی اجازت پر موقوف رہے گی اگر وہ جائز کر دیگا تو نافذ ہو جاوے گی اور اگر رد کر دیگا وہ باطل ہو جائے گی یا کہ نابالغ بچہ سے جیسے اُس کے ولی نے اجازت نہیں دی ہے وہ کوئی چیز بیچے تو یہ بیع ولی کی اجازت پر موقوف رہے گی تیسری قسم بیع فاسد ہے کہ اُس کا حکم تو نافذ ہو جاتا ہے قبضہ کے بعد مگر عاقدین پر اُس کا فسخ کرنا واجب ہوتا ہے اور وہ دونوں اُس کے کرنے سے گنہگار ہوتے ہیں اور اس سے جو ملک حاصل ہوتی وہ ملک ناقص بلکہ خبیثہ ہوتی ہے۔ اور بیع فاسد وہ ہے کہ جس میں مال کا مبادلہ مال سے تو ہو مگر کوئی شرط فاسد لگی ہو جس کا بیان آگے آتا ہے یا مبیع میں جہالت ہو یا ثمن مجہول ہو یا کوئی مجہول مدت ادا کے لئے قرار دی ہو اور بہت صورتیں ہیں جن کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے اور جس میں مال کا مال سے مبادلہ ہی نہ ہو جس کی بعض صورتوں کا بیان آگے آتا ہے وہ باطل ہے اور وہ سرے سے عقد ہی نہیں ہے تو اُس کو بیع کے اقسام میں شمار ہی نہ کرنا چاہئے ۱۲۔منہ **۵۹** ہیں شرائط۔ الخ یعنی بیع صحیح کے منعقد ہونے کے واسطے شرائط اور رکن دونوں ہوتے ہیں جب وہ پائے جاتے ہیں تو اُس وقت بیع صحیح ہوتی ہے ۱۲۔منہ

## صفحہ ۱۴۷ کا حاشیہ نمبر ۴ کا بقیہ

ایک ماہ تک مالک رہے گا اس کے بعد مکان خالی کرے گا یہ شرط فاسد ہے کیونکہ اس میں نفع بائع کا ہے یا کوئی شخص کپڑا خریدے اور اسمیں شرط کرے کہ بیچنے والا اُس کو اسی قیمت میں سی بھی دے تو یہ شرط فاسد ہے کہ اس میں خریدار کو فائدہ ہے وقس علیٰ ہذا۔ اور بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگرچہ بیع فاسد حرام اور اس کا نفع سود میں داخل ہے مگر وہ شے بعد قبض مبیع کے ملک مشتری ہو جاتی ہے ولیکن فسخ کر دینا اس بیع کا واجب ہے۔ ۱۲۔منہ **۵۵** جیسے بیچے باغ الخ یہ مثال ہو شرط فاسد سے بیع فاسد ہو جانے کی۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنے آم کے باغ کو سو روپیہ میں فروخت کرے اور پھر اس میں یہ بھی شرط کرے کہ علاوہ ان روپیوں کے دو ہزار آم بھی مجھ کو یا میرے کسی دوست و عزیز کو دینا تو اس صورت میں بیع فاسد ہو جائے گی اور یہ جنس سود میں شمار ہوگی کیونکہ اسمیں بائع کو بلا معاوضہ نفع ہے پس اس منفعت کے سبب یہ شرط فاسد قرار پائے گی اور بیع حرام ہو جائیگی لہٰذا عاقدین کو واجب ہے کہ اس شرط کو نکال دیں تاکہ بیع صحیح ہو جائے ۱۲ منہ **۵۶** ہاں اگر کچھ۔ الخ۔ یعنی آم کے باغ فروخت کرنے میں اگر یہ شرط کرے کہ علاوہ قیمت مقررہ کے دو ہزار یا چار ہزار آم بھی خریدار بائع کو دے یہ شرط تو فاسد ہے اور بیع اس سے حرام ہو جاتی ہے مگر ہاں اگر اُس باغ بیچے گئے ہوئے میں سے چند درخت نامزد کر کے علیحدہ کر لے کہ فلاں درخت کے پھل نہیں بیچوں گا تو یہ درست و جائز ہے۔ آم کی طرح ہر باغ کا حکم ہے مثل بیر انگور وغیرہ کے یہاں صرف آم کا ذکر بطور مثال کے کیا گیا ہے خاص کر آم کی ہی خصوصیت کچھ نہیں ہے۔ منہ **۵۷** اور جو کوئی شرط لغو الخ۔ اُس میں یعنی بیع میں اگر کوئی شخص لغو شرط کرے فاسد شرط نہ کرے اور لغو شرط وہ ہوتی ہے کہ فضول شرط ہو اس میں کچھ نفع کسی کو نہ ہو بائع کو ہو نہ مشتری کو نہ مبیع ذی استحقاق کو جس طرح پر کوئی شخص ایک گھوڑا بیچے اور اُس میں یہ شرط کرے کہ اس کو تو اور جگہ نہ بیچنا اپنے ہی پاس رکھنا پس ایسی شرط لغو اور بیکار ہو جاتی ہے اور بیع صحیح منعقد ہوتی ہے کیا معنی کہ ایسی شرط اگرچہ بیع میں کرنا بیع کے مقتضائے عقد نہیں ہے مگر چونکہ اس شرط سے بائع و مشتری میں سے کسی کو کچھ نفع مقصود نہیں ہے اور نہ مبیع ذی استحقاق کو نفع ہے پس بیع ناجائز نہیں ہے کیونکہ اُس میں شرط فاسد نہیں ہے جو باعث فساد بیع کی ہو واضح ہو کہ بیع فاسد میں سے اگر شرط فاسد نکال ڈالیگا تو وہ بیع بھی پھر صحیح ہو جائے گی۔ منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۴۹ نمبر ۸ کا بقیہ

نزاع و فساد پیدا کرے وہ بیع ہمیشہ ناجائز ہے اور بیع جائز جب ہوگی کہ معروف ہو اور جس کی کیفیت و حقیقت بخوبی معلوم ہو اور جس کے آخر میں کسی قسم کے نزاع و فساد کا اندیشہ نہ ہو وہ بیع مشروع اور درست ہے۔ منہ **۵۹** بالیقین۔ الخ۔ یعنی بیع من یزید جس کو یہاں نیلام کہتے ہیں وہ بیع جائز ہے اور وہ مشہور ہے جس کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے مگر تاہم مختصر نیلام کی شرح یہ ہے کہ جو کوئی اُس کی قیمت زائد دے وہ لے مثلاً کوئی مشتری کسی چیز کا ایک روپیہ دے کوئی ڈیڑھ دے کوئی دو دے تو وہ چیز دو والے کو دی جائے اور اُس کے ساتھ آواز بلند کی جاتی ہے کہ کون شخص اس سے زائد قیمت اور دیتا ہے اور پھر آخر کے خریدار کو وہ چیز دی جاتی ہے یہ بیع اُس وقت جائز ہے کہ اُس چیز کا مالک نیلام خود کرے یا اُس کی اجازت سے ہو اور یہ جو کانجی ہاؤس کو جانور یا ریل میں جن لوگوں کا مال رہجاتا ہے اور وہ ایک مدت کے بعد نیلام کر دیا جاتا ہے یہ نیلام شرعاً جائز نہیں اور اُن کے خریدنے کی اجازت ہے اسی طرح بدیوں کی جائداد جو کسی ڈگری میں نیلام کر دیجاتی ہے یہ بھی شرعاً ناجائز ہے۔ اور اسکے خریدنا اور تصرف میں لانا حلال نہیں مگر اُس صورت میں کہ جب وہ جائداد ۔۔۔ ڈگری سے زائد کو نیلام ہوئی اور جس قدر روپیہ ڈگری دار سے بچا وہ مالک جائداد کو دیا گیا اور اس سے وہ لے لیا

تو اب یہ بیع جائز ہو جائے گی کہ اس روپیہ کا لے لینا بیع نیلام کو تسلیم کر لینا ہے۔ ۱۲ منہ ۵۱ کٹھی جائز ہے۔ الخ۔ یعنی کٹھی کسی چیز کی کر لینا جائز ہے مگر ذیل کی شرطوں کے ساتھ کٹھی کرنا جائز ہے بغیر شرائط کے جائز نہیں ہے اور پہلی شرط اس کی یہ ہے کہ جس چیز کی کٹھی کی جائے وہ چیز بازار میں موجود رہے جس کی تشریح اگلے شعر میں ہے۔ منہ ۵۱ یعنی وقت عقد سے۔ الخ۔ یعنی کٹھی کی جو پہلی شرط یہ ہے کہ وہ جنس بازار میں بکتی رہے اس سے مقصود یہ ہے کہ کٹھی جس چیز کی کیجائے وہ چیز کٹھی کے کرنے کے وقت سے تا وقت وعدہ منقطع و معدوم نہ ہو جاتی ہو اگر کٹھی کرتے وقت وہ شے بازار میں نہ ہو یا اب تو ہے مگر وعدہ کے وقت سے پہلے وہ بازار سے مفقود ہو جائے گی تو کٹھی اس کی ناجائز ہے۔ منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۵۰ نمبر ۶

ایک ماہ۔ الخ۔ یعنی کٹھی کی مدت کی میعاد کم سے کم ایک ماہ ہے اس سے کم دنوں کی کٹھی کرے گا تو ناجائز ہے اور بائع کو اس کا ادا کرنا ایک ہی مہینہ میں واجب ہوگا اور ایک ماہ سے زیادہ مدت جس قدر مقرر کرے وہ جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس قدر مدت کا طول نہ ہو جائے کہ جس میں وہ شے مسلم فیہ مفقود ہو جائے اگر اس قدر طویل مدت مقرر ہو گی کہ جس میں وہ چیز بسبب باقی نہ رہنے کے بازار میں ملنا موقوف ہو جائیگی تو کٹھی ناجائز ہو جائے گی۔ منہ ۵۷ بیر تعیین ثمن۔ الخ۔ یعنی نقدین جنس ثمن کی بھی تشریح و تعیین ضرور کرے کہ وہ شے بالعوض روپیوں کے لیگا یا اشرفیوں کے لیگا یا موتیوں اور یاقوت کے بدلے لیگا یا پیسوں کے عوض لیگا اور اس نقد کا مدنی کرنے کے وقت دوسرے آدمی کو شمار کر کے دیدینا ہی لازم ہے اگر قرار داد بدنی کے وقت نقد نہ دیگا وعدہ آئندہ دینے کا کریگا تو وہ بدنی جائز نہ رہے گی کیونکہ بدنی میں نقد کا اسی وقت سپرد کرنا اور شمار کر کے دینا شرط ہے۔ منہ ۵۸ جلب ہے۔ الخ۔ جلب کہتے ہیں غلہ کو باہر سے خرید کر لانا اور شہر و قصبات میں لا کر فوراً بیچ ڈالنا اور احتکار غلہ کے بند کرنے کو کہتے ہیں یعنی وقت گرانی کے بند کرنا تاکہ زیادہ قیمت میں بیچا جاوے پس غلہ یا کہ بھوسہ جو کہ قوت و رزق انسانی و حیوانی ہے اس کو ایک جگہ سے خرید کرنا اور دوسری جگہ لیجا کر بیچ ڈالنا یہ صحیح بیع ہے اور جائز ہے اور اس کا بہت ثواب بھی ہے تاکہ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے اور غلہ کا روک رکھنا اور بند کرنا تاکہ وقت گرانی بیچا جائے یہ سخت منع ہے اگرچہ بیع فاسد باطل نہیں ہے مگر ایسا کرنا حرام اور ممنوع ہے اور اس کا بڑا گناہ ہے خاص کر جبکہ اس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں پر تنگی ہو جائے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ۔ ترجمہ۔ یعنی باہر سے لا کر شہر و قصبہ میں غلہ یا بھوسہ کا بیچنے والا رزق میں برکت دیا گیا ہے اور غلہ و بھوسہ کا بند کرنے والا ملعون ہے۔ یہ وعید سخت ہے غلہ کے بند کرنے والوں کو اور واضح ہو کہ اپنی زمین کا غلہ بند کر رکھنا یا ایک جگہ سے لا کر دوسری جگہ غلہ کا بند کرنا ممنوع نہیں ہے جس جگہ غلہ خریدے اسی جگہ غلہ کا بند کرنا اور گرانی کے وقت بیچنا حرام ہے کذا قال استادی و مولائی حافظ و قاری مولینا مولوی امیر حسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔ منہ ۵۹ رہن کا رکھنا۔ الخ۔ کسی چیز کا کسی کے پاس بالعوض قرضہ کے گروی رکھدینا جائز ہے مگر اس گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانا مرتہن کو جائز نہیں ہے پس اگر مرتہن یعنی گروی کی چیز سے وہ کچھ فائدہ حاصل کریگا۔ تو وہ مفاد داخل سود ہوگا منہ ۱۲۔

## حاشیہ صفحہ ۱۵۱ نمبر ۲ کا بقیہ

کہ ایک چیز بیع بھی ہو اور پھر وہ بطور اس واپس بھی ہو سکے اور جب ایسا ہو تو وہی رہن ہے اور رہن ہے تو پھر اس سے نفع لینا حرام ہے اور داخل سود ہے اور اس کا اجارہ دینا بھی نادرست ہے اور اس کے رہن ہونے کو صحیح کہا ہے ظہیریہ اور خیریہ اور قاضی خاں وغیرہ نے اور بیع الوفا کے بیع ہونے میں اور اس کے نفع جائز ہونے میں اور درصورت رہن ہونے میں اور اس کے نفع ناجائز ہونے میں محققین کے آٹھ قول باسند مروی ہیں جن میں احوط قول یہی ہے کہ اس کو رہن سمجھا جائے اور اس سے نفع نہ حاصل کیا جائے تاکہ سود کے شبہ سے بھی بچے اور اس میں کمال احتیاط ہے اور اگر بضرورت کوئی ایسی بیع کرے بھی تو اس کو لازم ہے کہ زمین یا مکان و دکان وغیرہ وغیرہ غیر منقول چیزوں میں بیع وفا کرے منقول چیزوں میں ہرگز ہرگز نہ کرے۔ ۱۲۔ منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۵۳ نمبر ۵

اس پر ہے اجماع۔ الخ۔ یعنی بٹائی کرنے پر تمام مسلمانان دیار و امصار کا اجماع ہے کہ سب اس کو کرتے آئے ہیں حتیٰ کہ صحابہ و تابعین و اہل بیت نبوت سے بھی بٹائی کا کرنا ثابت ہے پس اس کو جائز تصور کرنا چاہئے کہ بغیر اس کے چارہ نہیں ہے۔ منہ ۵۶ ہو زمین۔ الخ۔ یعنی بٹائی کے جو چار ارکان ہیں ایک تو محنت دوم ہل بیل سوم تخم چہارم زمین ان میں سے اگر زمین اور تخم مالک و زمیندار کا ہو تو محنت اور عمل اور ہل بیل عامل یعنی کاشتکار کے ہونا چاہئیں۔ منہ ۵۷ یا کہ مالک کی۔ الخ۔ یعنی جو صورت کہ اوپر بیان کی گئی اگر وہ نہ ہو تو پھر یہ ہو کہ مالک زمین کی فقط زمین ہی ہو اور عامل کی وہ بقیہ تین چیزیں منجملہ ارکان اربعہ کے ہوں۔ یعنی محنت ہل بیل تخم کا شت۔ عامل و کاسب کا ہو۔ منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۵۴ نمبر ۸

اور ٹھیکہ۔ الخ۔ یعنی گانوں کی کھیت اور توفیر کا ٹھیکہ زمیندار کی طرف سے ٹھیکہ دار کو دینا اس طور پر کہ گانوں کی زمینوں کا ٹھیکہ تو کاشتکاروں کے پاس ہو اور اس کی کھیت اور توفیر کا ٹھیکہ شخص ثالث کو دے مثلاً ایک گانوں کی جمعبندی دو ہزار روپیہ کی ہے اس پر فیصدی پانچ یا دس روپیہ کم کرے یا اور ٹرا[?] ٹھیکہ دار کو گانوں کا ٹھیکہ دے کہ اس قدر روپیہ دو

سالانہ زمیندار کو یا نواب صاحب بہادر کو دیا کرے اور باقی آپ لیا کرے تو یہ ٹھیکہ بادہوائی ہے اور باطل و حرام ہے کیونکہ اصل زمین جس کا کہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے وہ تو کاشتکاران کے ٹھیکے میں ہے پھر یہ فقط وصول یابی روپیہ کا ٹھیکہ کیا۔ روپیہ کے وصول کرنے پر روپیہ ٹھیرایا تو دلالی ہے یا سود۔ ٹھیکہ کیونکر ہو سکتا ہے اور وہ دونوں حرام ہیں اور فی زمانا اس ٹھیکہ کا رواج عام ہے خاصکر والیان ملک کے یہاں کہ ہر سال سینکڑوں گاؤں کا ٹھیکہ اسی طرح دیا جاتا ہے۔ ہاں اگر کسی افتادہ یا بنجر زمین کا ٹھیکہ چاہے جتنے میں کسی کو دیا جائے اور پھر وہ ٹھیکہ دار خواہ اس میں خود کاشت کرے خواہ دوسرے کو بطور ذیلی ٹھیکہ پر اٹھائے یہ سب درست ہے اس میں کچھ حرج نہیں لیکن تمام گاؤں کا ٹھیکہ جبکہ اس گاؤں کی زمینیں کاشتکاران پر اٹھی ہوئی ہوں تو محض روپیہ وصول کرنے پر دینا لینا کسی طرح جائز نہیں ہے بلکہ چاروں مذہب میں یہ باطل اور حرام ہے اور اس ٹھیکہ کے جواز کی یہ صورت البتہ ہو سکتی ہے کہ اگر کسی گاؤں یا محال کا ٹھیکہ کسی کو دیا جائے تو پیشتر تمام کاشتکاراں کے ٹھیکہ کو فسخ کر کے تمام آراضی سے ان کو بیدخل کر دے بشرطیکہ ان کی میعاد ٹھیکہ پوری ہو چکی ہو ورنہ قبل اختتام میعاد ان کو زمین سے بیدخل کرنا عہد شکنی ہے اور یہ بھی حرام ہے پس کاشتکاروں کے بیدخل کرنے کے بعد آراضی بیدخل شدہ کا ٹھیکہ دوسرے ٹھیکہ دار کو رقم معینہ پر دے سکتا ہے اور پھر وہ ٹھیکہ دار اپنی طرف سے ان زمینوں کو کاشتکاراں وغیرہ کو اٹھا سکتا ہے اس طور پر گاؤں کا ٹھیکہ جائز ہے اور اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو دوسری ترکیب جواز یہ ہے کہ گاؤں میں جس قدر زمین کہ افتادہ و بنجر اور کانی اور گونڈل اور پتیل وغیرہ کی ہو وہ سب اور گاؤں کے مکانات مملوکہ و مقبوضہ زمیندار جو کسی دوسرے کے قبضہ میں نہ ہوں وہ سب مستاجر کو سنین معینہ کے لئے اجرت معینہ پر (جتنا بھی زر ٹھیکہ کیوں نہ رکھنا منظور ہو) زراعت و سکونت و انتفاع جائز کے لئے ٹھیکے و اجارے پر دیا جائے اور آراضی مرہونہ و مقبوضہ کاشتکاران کی توفیر کا روپیہ نقد خواہ بٹائی جو کچھ ہو وہ مدت معینہ اجارہ تک مستاجر کو بطور مباح ہبہ کر دیا جائے تو اس صورت میں ٹھیکہ گاؤں کا بلا تامل درست و صحیح ہے اور مواخذہ شرعی سے بری۔ کیا خوب ہیں وہ لوگ جو کام بھی اپنا کریں اور مواخذہ و الزام عقبیٰ سے پاک و صاف رہیں اور اپنے مال کو حلال کر کے کھائیں اور کھلائیں نہ کہ ہرچہ آمد ہماں آں خوردند۔ کذا قال مولانا مولوی مفتی حاجی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی مدظلہ العالی ۱۲۔ منہ

## صفحہ ۱۵۶ کا حاشیہ نمبر ۳ کا بقیہ

کاشت کرے خواہ بطور سکونت مع اپنے اہل و عیال کے اس میں رہے خواہ کوئی اور کام تجارت یا صنعت یا حرفت وغیرہ کا اس میں کرے اور زر معینہ مالک باغ کو برابر ادا کرتا رہے اور بہار باغ اس کے لئے ہبہ کر دی جائے کہ وہ کھائے کھلائے بیچے جو چاہے سو کرے کیا معنی کہ قرارداد عقد کے وقت بہار باغ کے بیچنے کا کچھ نام نہ لے بلکہ اس کو خریدار کو بطور ہبہ مفت دے اور باغ کی آراضی سے ہر جائز انتفاع حاصل کرنے کے بالعوض جسقدر روپیہ چاہے ٹھرالے اور جتنی مدت چاہے قرارداد کر لے یہ سب مباح ہے اور شرعاً اس میں کچھ وبال نہیں کوئی مشکل اور دشواری ایسی نہیں ہے کہ اللہ اور اسکے رسول نے اس شریعت مطہرہ غرا بیضا میں آسان نہ فرما دی ہو بندہ مطیع و فرمانبردار ہونا چاہئے۔ و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا۔ کذا قال مولانا مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب فاضل و علامہ بریلوی مدظلہ العالی ۱۲۔ منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۵۸ نمبر ۷

منع ہیں مردوں کو۔ الخ۔ یعنی یہ امورات ثلاثہ مردوں کو ممنوع ہیں اور عورتوں کو یہ ہر سہ امور جائز ہیں ہر سہ امور یعنی ایک تو کسم کے رنگ کا کپڑا۔ دوسرے زعفرانی رنگ کا کپڑا تیسرے ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننا یہ تینوں مردوں کو حرام اور عورتوں کو جائز ہیں بلکہ عورتوں کو غیر محرم سے ٹخنے چھپانا فرض ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ عورت اپنے پائنچے یا تہبند ٹخنوں سے ایک ہاتھ نیچے رکھے اور سونے چاندی کے زیور و ریشم کا حکم اس سے پہلے گذر چکا وہ ان تینوں امور سے علیحدہ ہے۔ منہ ۵۸ جامہ مسنون ہے۔ الخ۔ یعنی سبز اور سفید رنگ کا کپڑا پہننا مسنون ہے اور ان دونوں رنگ کا لباس اہل جنت کا ہوگا۔ منہ ۵۹ اور عمامہ۔ الخ یعنی عمامہ باندھنا سنت ہے اور اس کا شملہ جو پیچھے گردن پر لٹکتا ہے ایک ہاتھ رکھنا اولیٰ و مستحب ہے اور کم از کم اس کا پاؤ گز یعنی ایک بالشت رکھنا اور زیادہ سے زیادہ اس قدر رکھنا کہ اگر وہ شخص بیٹھے تو وہ شملہ اس کا ٹھیک زمین تک رہے اس سے زائد نہ ہو جاوے اور اس سے کم و بیش ہونے میں شر ہے کیا معنی کہ کراہت ہے۔ منہ۔

## حاشیہ صفحہ ۱۶۰ نمبر ۹

نے ہو۔ الخ۔ یعنی قے جو کہ غذائے فاسد ہو کر بلا ہضم ہوئے ذوی الروح کے منہ کی راہ سے خارج ہو اور پاخانہ جو کہ فضلہ غذائی ہر ذوی الروح کا اسکے مقعد سے خارج اور پیشاب جو کہ فضلہ پانی کا ہر ذی روح کا اسکے قضیب وغیرہ سے بذریعہ ادرار خارج ہو اور منی جو کہ جوہر لطیف تمام بدن حیوانی اور مادہ پیدائش ذوی الروح کا ہے اور خون جو کہ مادہ حیات حیوانات کا ہے اور زرداب یعنی پیپ وغیرہ جو کہ مادہ ناقص حیوانات کی جراحات کا ہے یہ سب چیزیں ناپاک ہیں ان کا حکم آگے مذکور ہے ۱۲۔ منہ ۶۲ گل لگنے کی چیزیں۔ الخ۔ یعنی گل ستہ پیدا

کرنے والی چیزیں جو کہ حواس کو مختل و پریشان کر دیں یا آدمی کو بالکل مست و مدہوش بنا دیں مثل شراب اور مدک اور چانڈو اور افیون اور اجوائن
خراسانی وغیرہ کے شراب خمر کو کہتے ہیں اور خمر کچا پانی انگور کا ہوتا ہے کہ جو رکھے رکھے اُبلنے لگتا ہے اور جھاگ مارنے لگتا ہے اور سخت
و تیز ہو کر جوش کھانے لگتا ہے اسی کو ام الخبائث کہتے ہیں اور وہ حرام قطعی ہے کہ جس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے اور وہ نجس العین
ہے مثل لحم خنزیر کے اور منکر اس کا کافر ہے اور خرید و فروخت اس کی حرام ہے اور ہمیشہ پینے والا اس کا قریب کفر کے پہنچ جاتا ہے اور عذاب
شدید کا مستحق ہوتا ہے اور اس کے پینے والے پر حد ماری جاتی ہے اور قیامت کے روز وہ شراب طہور سے محروم رکھا گیا ہے اسکا استعمال
دوا و غذا ہر طرح ممنوع ہے لیکن اس کا سرکہ بنا لینا درست ہے اور جو شراب کہ انگور کے افشردہ کو آگ پر پکا کر بنائی جائے مثل طلاء
انگوری و سکر کھجوری کے وہ بھی مثل خمر کے ہے اور شراب انجیری و گندمی و شعیری و عسلی وغیرہ بھی قریب قریب خمر ہیں حرام ہونے میں
اور دیگر منشیات مثل افیون اور چرس اور گانجہ وغیرہ کے اس سے کم درجہ پر ہیں لیکن حرام یہ سب چیزیں ہیں بدلیل "کل مسکر حرام" کے
یعنی جو چیز کہ نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے مردار اس کو کہتے ہیں کہ جو جانوران ماکول میں سے خود بخود مر جائے یا اس کا گلا دبا کر مار ڈالا
جائے پس یہ سب چیزیں جن کا ذکر کیا گیا حرام ہیں اور استعمال ان کا ناجائز ہے۔ منہ ۵۸ جانور جتنے کہ ہیں۔ الخ۔ یعنی جس قدر جانور
مردار خوار ہیں خواہ وہ پنجہ کش پرند ہوں مثل چیل اور گدھ وغیرہ کے خواہ وہ نیشدار درندہ ہوں مثل ریچھ اور گیدڑ اور لومڑی اور بجو
وغیرہ کے۔ منہ ۵۹ سب شکاری جانور۔ الخ۔ یعنی جسقدر جانور کہ شکار پکڑنے والے ہیں خواہ پرند پنجہ کش ہوں مثل باز جرہ و شکرہ
و شاہین اور بہری وغیرہ کے اور خواہ وہ درندہ نیشدار ہوں مثل شیر و گرگ اور چیتہ اور تیندوے اور سیاہ گوش اور بلی اور کتے وغیرہ
کے یہ سب مردار ہیں کیا معنی کہ مثل مرے ہوئے جانوروں کے حرام ہیں اور ان کا کھانا جائز نہیں ہے اور اسی طرح خچر ہاتھی اور گدہے
پالتو بیکار ہیں کیا معنی کہ ان کا کھانا بھی درست نہیں ہے وہ خچر کہ جس کی ماں گدہیا ہو اور باپ گھوڑا ہو اس کا حکم مثل گدہے کے ہے
کہ حرام ہے اور جو خچر کہ ماں اس کی گھوڑی ہو اور باپ گدہا ہو اس کا حکم مثل گھوڑے کے ہے کہ وہ ہمارے امام اعظم کے نزدیک مکروہ تحریمی
ہے اور ایک روایت پر مکروہ تنزیہی قریب حلال کے ہے اور ترک اس کا اولیٰ ہے اگرچہ حلال جانوران میں اس کا شمار ہے اور گدہا
جنگلی جس کو گورخر کہتے ہیں وہ حرام نہیں ہے پس مطلب یہ ہے کہ سب جانوران جن کا ذکر ہوا کیا معنی کہ جملہ پرند پنجہ کش خواہ مردار خوار
ہوں خواہ شکار مار اور تمام درندے نیشدار خواہ مردار ہوں خواہ شکار مار ہوں ان کا گوشت اور دودھ اور انڈے وغیرہ سب حرام
ہیں اور ایسے ہی خچر اور گدہے اور ہاتھی کا گوشت اور دودھ وغیرہ سب ناجائز ہے۔ خچر اور گدہے کا دودھ ضرورتاً مریض کو استعمال کرانا
بعض کے نزدیک باکراہت جائز ہے اور بعض کے نزدیک منع ہے اور یہی صحیح ہے۔ منہ ۱۲ ۵۱۰ بندر اور لنگور۔ الخ۔ یعنی بندر اور لنگور
اور جملہ حشرات الارض مثل چوہا گونس گلہری نیولا سیہی مینڈک اور مثل سانڈہا سکھا پر وغیرہ کے جس قدر چیزیں کہ زمین کے اندر رہتی ہیں
یہ سب اور جن و انسان کہ دونوں ذو العقول سے ہیں ان سب کا ترک کرنا فرض ہے کیا معنی کہ یہ سب چیزیں غیر ماکول ہیں اور مسلمانوں کو انکا
کھانا حرام ہے ۱۲ منہ ۵۱۱ ہے سؤر قطعی حرام۔ الخ۔ یعنی سؤر جس کو کہ خنزیر کہتے ہیں وہ قطعی حرام ہے مثل خمر کے اور اس کی حرمت نص
قطعی آیۃ ولحم الخنزیر سے ثابت ہے اور منکر اس کا کافر ہے۔ اور علاوہ ان چیزوں مذکور کے باقی سب چوپائے حلال ہیں مثل بھیڑ بکری
دنبہ گائے بھینس و اونٹ و ہرن و پاڑہی و چیتل و بارہ سنگھا و نیل گاؤ و سانبھر و گون و گورخر و خرگوش وغیرہ کے فافہم۔ منہ
ماکول کے کھانے کے واسطے ان کا ذبح کرنا شرط ہے۔ منہ ۵۱۲ ذبح کرتے۔ الخ۔

**حاشیہ صفحہ ۱۶۱ نمبر ۶ کا بقیہ** یہ ترکیب جانور مذبوح کے ذبح کرنے کی ہے یعنی ذابح بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر
ذبح کرے اور اگر ذبح کرنے میں دو شخص شریک ہوں تو ان دونوں کو بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا شرط ہے کیا معنی کہ اگر جانور بڑا ہو مثل
اونٹ یا بیل گاؤ یا بھینسے وغیرہ کے اور ان کے ذبح کرنے کے واسطے آلۂ ذبح کو دو مسلمان اپنے ہاتھوں میں لیکر اس جانور کو ذبح کریں
تو ان دونوں کا تکبیر مذکور پڑھ کر ذبح کرنا شرط ہے اگر ان میں سے ایک پڑھیگا اور ایک نہ پڑھیگا تو وہ جانور ذبح نہ ہوگا مردار ہو جائیگا۔ منہ
۵۸ چھوڑ دے قصداً۔ الخ۔ یعنی اگر کوئی شخص ذبح کرنے والا ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کو عمداً ترک کر دے اور بغیر تکبیر مذکور
پڑھے جانور کا گلا کاٹ ڈالے تو وہ جانور مردار ہو جائے گا کیا معنی کہ اگر بمقتضائے بشریت ذبح کے وقت بھول کر تسمیہ مذکور کو چھوڑ
دیگا تو وہ ذبیحہ مردار نہ ہوگا بلکہ حلال قرار پائے گا بسبب اس کے کہ خطا و نسیان انسان سے اٹھا لیا گیا ہے لیکن اگر کوئی شخص قصداً
بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا چھوڑ دیگا تو پھر ذبیحہ قرار نہ پائے گا اور جانور مذکور مردار حرام ہو جائیگا۔ فلیتنبہ منہ ۵۹ معتبر ہے ذبح اہل کتاب

الخ - یعنی جو لوگ کہ مسلمانوں کے سوا اور اہل کتاب میں بھی ہیں خواہ وہ نصاریٰ ہوں خواہ یہود ہوں اُن سب کا ذبیحہ بھی معتبر و حلال ہے اور سوائے اہل کتاب کے دیگر کافروں کا ذبح کیا ہوا مردار و حرام ہے - منہ - ۵۱ قبلہ رخ کو - الخ یعنی جانور کو قبلہ کی سمت لٹا کر ذبح کرنا چاہئے اور خلاف سمت قبلہ بلا وجہ ذبح کرنا مکروہ ہے یہ کیا معنی کہ اگر کوئی گھبراہٹ و جلدی ہو کہ جس سے قبلہ کی سمت ذبح نہ کر سکے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر کوئی وجہ مانع نہ ہو اور پھر قبلہ کی سمت ذبح نہ کرے تو یہ البتہ مکروہ ہے - منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۶۲ نمبر ۷ کا بقیہ

کیا معنی کہ اگر پکڑ کر اور زخمی کر کے مار ڈالا ہے تو اس کو کھا کہ وہ حلال ہے (اور اسی کا نام ذبح اضطراری ہے) اور اگر وہ ابھی تک ہنوز زندہ ہے اور تو اس تک پہنچ گیا تو اب اس کو بموجب قاعدہ معینہ ذبح کر اور پھر اس کو تناول کر کو - وجہ یہ ہے اور اگر اب باوجود زندہ پانے کے اس کو ذبح نہ کرے گا تو وہ مردار ہو جائیگا - واضح ہو کہ اگر سگ تعلیم یافتہ کے ساتھ دوسرا کتا غیر تعلیم یافتہ مار ڈالنے میں شریک ہو جائیگا اب بھی وہ شکار مردار ہو جائیگا اور باز کے حکم میں ہر پرند شکار کرنے والا داخل ہے جس میں کہ تعلیم پانے کی قابلیت ہو مثل شکرہ اور شاہین اور بہری اور ترمتی اور رگڑ و چرخ وغیرہ کے - اور کتے کے حکم میں ہر درندہ چوپایہ شکار مارنے والا شامل ہے جس میں تعلیم یافتہ ہونے کی قابلیت ہو مثل چیتہ اور سیاہ گوش وغیرہ کے فافہم - منہ ۵۹ تیر پراں کا الخ - یعنی جس طرح پر کتے و باز وغیرہ کا مارا ہوا شکار حلال ہے اسی طرح پر تیر پر دار سے شکار مارا ہوا حلال ہے کیا معنی کہ اگر تیر کو بسم اللہ و اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا جائے اور وہ تیر نوک کی طرف سے شکار کو زخمی کر کے مار ڈالے جس سے کہ خون جاری و نجس نکل جائے تو وہ شکار حلال ہے تیر پراں اس کو کہتے ہیں کہ جس میں پر لگے ہوئے ہیں کہ ان کے ذریعے سے تیر سیدھا جا کر شکار میں لگتا ہے ٹیڑھا ہو کر چوڑان کی طرف میں لگتا ہے اور اگر تیر چوڑان کی طرف سے شکار میں جا کر لگے اور زخم نہ کرے بلکہ اپنی ضرب کے صدمہ و دباؤ سے شکار کو مار ڈالے تو وہ شکار مردار ہے - کیونکہ خون نجس و جاری اس سے خارج نہیں ہوتا اور ایسے مردار جانور کو موقوذ و قیذ بولتے ہیں - منہ ۵۹ جا کے زندہ اگر پائے - الخ - یعنی جبکہ تو اے صیاد باز و شکرے یا کتے و چیتے وغیرہ کے پکڑے ہوئے شکار کو یا اگر تیر و غلیلہ وغیرہ سے مارے ہوئے شکار کو زندہ جا کر پائے تو پھر فوراً اس کو بطریق معمول ذبح کرے اور دیر مت کر تاکہ اس وقت اس کا ذبح کرنا شرط ہے اور واجب ہے کیونکہ اب بغیر ذبح اختیاری کے وہ ذبح نہ ہوگا - منہ ۵۱ ذبح کر کے زندہ کرنا اے مسیح - الخ - یعنی اے شکاری اب تو اس شکار نیم بسمل کو خدا کے نام پر ذبح کر کے ہمیشہ کے واسطے زندہ کر دے کیونکہ جو مذبوح جانور خدا کے نام پر ذبح کیا گیا وہ درحقیقت مرا نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے جنت کی خاک ہو کر زندہ ہو گیا اور جو جانور کہ بغیر ذبح کے مرا وہ ہمیشہ کے لئے مر کر مٹ گیا چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام زندہ کرنے کا تھا اس لئے مخاطب کے لئے شکار مارنے کے موقع پر مسیح کا لفظ پر لطف ہے - منہ -

## حاشیہ صفحہ ۱۶۳ نمبر ۷

مولوی ملہور کے خرم علی - الخ - اب یہاں سے اُن علمائے سابق و حال کا ذکر شروع ہوا کہ جو بندوق کے مارے ہوئے شکار کو مردار کہتے ہیں یعنی مولوی خرم علی صاحب مرحوم بلہوی اور مولانا شاہ اہل اللہ صاحب مرحوم دہلوی برادر مولانا شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم یہ دونوں صاحب - منہ ۵۸ دونوں لے لیا ہے - الخ - یعنی مولوی خرم علی صاحب و مولوی شاہ اہل اللہ صاحب رحمہما اللہ یہ دونوں گولی سے مارے ہوئے شکار کو ناجائز بتلاتے ہیں مولوی خرم علی صاحب غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار میں اور شاہ اہل اللہ صاحب ترجمہ فارسی کنز الدقائق میں لکھتے ہیں کہ گولی کا شکار اندفاع عنیف سے مرتا ہے بدیں وجہ وہ ناجائز ہے اندفاع عنف سے مرنے کے جوابات آگے چل کر مذکور ہوں گے - منہ ۵۹ اور مرے استاد - الخ - یعنی جس طرح پر کہ وہ دونوں حضرات گولی کے مارے ہوئے شکار کو منع کرتے ہیں اسی طرح میرے استاد مولانا مولوی حسن یعنی مولوی امیر حسن صاحب مرحوم ساکن سہسوان ضلع بدایوں وہ بھی گولی کے شکار کو منع فرماتے تھے اور وہ اس بارہ میں اساتذہ متاخرین کے قول کو پسند فرماتے تھے اور وہ اپنے استاد مولانا مولوی تراب علی صاحب لکھنوی کا بھی یہی مقولہ بتلاتے تھے - واضح ہو کہ قصبہ سہسوان میں مولوی امیر حسن دو عالم ایک وقت میں ہوئے ہیں ایک تو مولوی سید امیر حسن غیر مقلد جو یک چشم تھے اور قاضی محلہ میں رہتے تھے - اور دوسرے میرے استاد مولانا مولوی امیر حسن انصاری - یہ بزرگ مقلد تھے اور بہت بڑے فقیہ تھے و نیز حافظ کلام اللہ شریف تھے اور کلام اللہ شریف کے پڑھنے سے اُن کو نہایت عشق تھا طلباء کے درس سے جس وقت فارغ ہوتے تھے اس کے بعد برابر کلام اللہ پڑھتے رہتے تھے اور اکثر روزانہ ایک ختم کر لیا کرتے تھے علاوہ ازیں فرائض کے بہت بڑے جاننے والے تھے اتنا بڑا فرائضی دوسرا کوئی نہیں دیکھا گیا بڑے بڑے پیچیدہ مسائل فرائض کے بہت آسانی سے حل فرماتے تھے ذوی الارحام کے اصناف سے خوب واقف تھے غرض کہ فرائض میں اُن کا درجہ ان کے دیگر علوم سے بالاتر تھا قوم کے

شیخ انصاری تھے اور ملاں ٹولہ کے رہنے والے تھے پس جہاں کہیں اس کتاب میں ان کا نام آیا ہے اس سے یہی بزرگ آخر الذکر مراد ہیں اور اُن کو امیر حسن ثانی بھی کہتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ مائۃ الف الف مرۃ ۔ منہ۔

**حاشیہ صفحہ ۱۶۵ نمبر ۳** میں محدث بھی بڑے ۔ الخ ۔ یعنی مولانا موصوف علاوہ فقیہ کامل ہونے کے محدث بھی بڑے ہیں جنہوں نے ایک عرصہ دراز تک مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں رہکر محدثین حجاز سے صحاح ستہ کی سند حاصل فرمائی ہے اور نیز مولانا صاحب موصوف کو جزئیات کی تحقیق بلیغ حاصل ہے بدیں وجہ میرے نزدیک اُن کو بھی مجتہد مقید کا درجہ حاصل ہے پس مولانا موصوف بندوق کی گولی کے شکار کو جو بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر مارا جائے جائز و درست قرار دیتے ہیں ۔ ۵ ہو گیا پس وہ حلال و معتبر الخ ۔ یعنی تکبیر پڑھکر بندوق سے جو شکار مارا جائے اور وہ فوراً مر بھی جائے تو وہ حلال و ماکول ہے اور وہ شکار خواہ گولی سے خواہ گراب سے خواہ چھرے سے مارا جائے سب سے حلال ہو جائے گا مولانا موصوف کا یہی فتویٰ ہے اور مولانا صاحب نہایت شکار دوست بزرگ ہیں ۱۲ ۔ منہ **۵** ذبح بن ۔ الخ ۔ یعنی جس وقت کہ شکاری کو شکار زندہ ملے تو اُس کو چاہئے کہ فوراً اُس کو بہ طریق معمول ذبح کرے اگر اس وقت زندہ پانے پر ذبح نہ کرے گا تو پھر وہ شکار مردار ہو جائے گا اور بغیر ذبح اختیاری کے حلال نہ سمجھا جائیگا ۔ قاعدہ شریعت اس بارہ میں قدیم سے یہی ہے کہ آلہ جارحہ کے ضربہ سے جو شکار دفعۃً مر جائے تو وہ حلال ہو جاتا ہے اور جو زندہ و بسمل رہے تو حلال کیا جاتا ہے فقیہ منہ **۵** شیخ عبد اللہ ۔ الخ ۔ یعنی مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم جو کہ وہ بھی بہت بڑے فقیہ و محدث تھے اور گذشتہ زمانہ میں دار الاسلام بلدۂ بھوپال کے مفتی تھے وہ بھی ۔

**حاشیہ صفحہ ۱۶۶ نمبر ۵** جبکہ شرط ذبح قائم ہے سدا ۔ الخ ۔ یعنی جبکہ شریعت میں مذبوح جانور کے ذبح کرنے کے واسطے یہ شرط لازم و قائم کردی گئی ہے کہ جس وحشی جانور کے بدن میں کسی جگہ زخم لگایا جائے اور خون اُس سے بہا دیا جائے اور وہ جانور قبضہ میں آنے سے پہلے مر جائے تو وہ حلال ہے جیسا کہ کتب فقہ میں بالصراحۃ موجود ہے فی الدر المختار ۔ ذکاۃ الضرورۃ جرح وطعن وانہار دم فی ای موضع وقع من البدن ۔ ترجمہ یعنی ضرورت کے وقت یہی ذبح ہے کہ جانور کو زخمی کر دینا اور کونچ دینا اور خون بہا دینا بدن میں سے جہاں ممکن ہو ۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ بندوق کی گولی سے زخم ہوتا ہے یا نہیں اور اُس سے خون نکلتا ہے یا نہیں اور جب زخم و خون دونوں اُس میں کما ینبغی ہوتے ہیں تو پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ بندوق کا شکار اُس کی جراحت و خونریزی سے نہیں ہے بلکہ اندفاع عنیف و احراق سے ہے جو کہ فقیہہ کے مضمون کے صریح خلاف ہے علاوہ ازیں حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امرر الدم بما شئت واذکروا اسم اللہ ۔ ترجمہ یعنی بہا تو خون جانور کا جس چیز سے کہ ملتی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر پس وہ حلال ہے ۔ حدیث شریف کے مضمون سے بھی صاف روشن ہے کہ جس آلۂ خونریز سے کہ خون بہانا ممکن ہو اُس سے جانور کا خون بہا دیا جائے تو وہ حلال و معتبر ہے لہذا غور کا مقام ہے کہ آیا بندوق اُس چیز میں داخل ہے یا نہیں کہ جس سے خون بہانا ممکن ہو جیسا کہ حدیث کے جملہ بما شئت میں موجود ہے ہاں وہ ضرور داخل ہے ۔ پس جبکہ فقہ و حدیث کے مضمون سے بخوبی یہ بات ثابت ہے کہ جو چیز زخم کرنے والی اور خون بہانے والی ہو اُس سے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر شکار مارنا جائز و حلال ہے تو پھر فقہائے ماجد کو اس کی ضد کیوں ہے کہ بندوق کا شکار اُس میں داخل نہیں ہے بعض فقہا کا مثل شاہ اہل اللہ و مولوی خرم علی وغیرہ کے یہ کہنا کہ بندوق کا شکار جرح و طعن سے نہیں مرتا بلکہ اندفاع عنیف سے مرتا ہے اس لئے وہ ناجائز ہے ۔ یہ مقولہ بہت ضعیف و کمزور ہے ۔ کیونکہ اندفاع عنیف کسی چیز کو زور سے پھینکنے کو کہتے ہیں ۔ پس وہ کونسی چیز ایسی ہے کہ بغیر اندفاع عنیف کے ذبح کر دے گی ۔ کیا تیر کو یا چھری کو اگر جانور کے بدن پر رکھدیا جائے تو وہ جانور محض اُس کے رکھنے سے ہی ذبح ہو جائیگا یا آنہہ ہاتھ کی قوت سے بھی کچھ کام لیا جائے گا اور اگر ہاتھ کی قوت سے بھی کام لیا جائے گا تو وہی اندفاع عنیف ہوگا ۔ اسی طرح گولی و بارود کا بھی حال ہے کہ اگر اُس کو لیکر جانور کے بدن پر ڈال دیں تو کیا وہ اُس کو اندفاع عنیف سے ہلاک کر دے گی جب تک کہ اُس کو بندوق میں بھر کر نہ چلایا جائے ۔ اگر اُس میں مخصوص یہ قوت ہے تو یوں بھی جانور کو ہلاک کر دینا چاہئے اور یہ ناممکن ہے پس اندفاع عنیف گولی کیلئے کچھ مخصوص نہیں ہر کوئی بھی بلا بغیر اندفاع عنیف کے خود بخود ذبح نہیں کر سکتا ہی پھر یہ بات کہ گولی کا شکار اندفاع عنیف سے مرتا ہے جرح و طعن سے نہیں مرتا ہے بالکل بے بنیاد ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جیسا زخم یا جرح و طعن کہ بندوق کی گولی سے ہوتا ہے اور جسقدر خون کہ اُس سے نکلتا ہے کسی دوسرے

شیخ انصاری تھے اور ملاں ٹولہ کے رہنے والے تھے پس جہاں کہیں اس کتاب میں ان کا نام آیا ہے اس سے یہی بزرگ آخر الذکر مراد ہیں اور اُن کو امیر حسن ثانی بھی کہتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ مائۃ الف الف مرۃ - منہ -

**حاشیہ صفحہ ۱۶۵ نمبر ۳** ہیں محدث بھی بڑے - الخ - یعنی مولانا موصوف علاوہ فقیہہ کامل ہونے کے محدث بھی بڑے ہیں جنہوں نے ایک عرصہ دراز تک مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں رہکر محدثین حجاز سے صحاح ستہ کی سند حاصل فرمائی ہے اور نیز مولانا صاحب موصوف کو جزئیات کی تحقیق بلیغ حاصل ہے بدیں وجہ میرے نزدیک اُن کو بھی مجتہد مقید کا درجہ حاصل ہے پس مولانا موصوف بندوق کی گولی کے شکار کو جو بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر مارا جائے جائز و درست قرار دیتے ہیں ۵ ہو گیا پس وہ حلال و معتبر الخ - یعنی تکبیر پڑھکر بندوق سے جو شکار مارا جائے اور وہ فوراً مر بھی جائے تو وہ حلال و ماکول ہے اور وہ شکار خواہ گولی سے خواہ گراب سے خواہ چھرے سے مارا جائے سب سے حلال ہو جائے گا مولانا موصوف کا یہی فتویٰ ہے اور مولانا صاحب نہایت شکار دوست بزرگ ہیں ۱۲ - منہ **۵** ذبح ہو - الخ - یعنی جس وقت کہ شکاری کو شکار زندہ ملے تو اُس کو چاہئے کہ فوراً اُس کو بہ طریق معمول ذبح کرے اگر اس وقت زندہ پانے پر ذبح نہ کرے گا تو پھر وہ شکار مردار ہو جائے گا اور بغیر ذبح اختیاری کے حلال نہ سمجھا جائیگا - قاعدہ شریعت اس بارہ میں قدیم سے یہی ہے کہ آلہ جارحہ کے حربہ سے جو شکار دفعۃً مر جائے تو وہ حلال ہو جاتا ہے اور جو زندہ و بسمل رہے تو حلال کیا جاتا ہے فقط منہ **۵** شیخ عبد اللہ - الخ - یعنی مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم جو کہ وہ بھی بہت بڑے فقیہہ و محدث تھے اور گذشتہ زمانہ میں دار الاسلام بلدۂ بھوپال کے مفتی تھے وہ بھی -

**حاشیہ صفحہ ۱۶۶ نمبر ۵** جبکہ شرط ذبح قائم ہے سدا - الخ - یعنی جبکہ شریعت میں مذبوح جانور کے ذبح کرنے کے واسطے یہ شرط لازم و قائم کر دی گئی ہے کہ جس وحشی جانور کے بدن میں کسی جگہ زخم لگایا جائے اور خون اُس سے بہا دیا جائے اور وہ جانور قبضہ میں آنے سے پہلے مر جائے تو وہ حلال ہے جیسا کہ کتب فقہ میں بالصراحۃ موجود ہے فی الدر المختار - ذکاۃ الضرورۃ جرح وطعن وانهار دم فی ای موضع وقع من البدن - ترجمہ یعنی ضرورت کے وقت یہی ذبح ہے کہ جانور کو زخمی کر دینا اور کونچ دینا اور خون بہا دینا بدن میں سے جہاں ممکن ہو - خیال کرنے کی بات ہے کہ بندوق کی گولی سے زخم ہوتا ہے یا نہیں اور اُس سے خون نکلتا ہے یا نہیں اور جب زخم و خون دونوں اُس میں کما ینبغی ہوتے ہیں تو پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ بندوق کا شکار اُس کی جراحت و خونریزی سے نہیں ہے بلکہ اندفاع عنیف و احراق سے ہے جو کہ فقیہہ کے مضمون کے صریح خلاف ہے علاوہ ازیں حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امر الدم بما شئت واذکروا اسم اللہ - ترجمہ یعنی بہا تو خون جانور کا جس چیز سے کہ ممکن ہو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر پس وہ حلال ہے - حدیث شریف کے مضمون سے بھی صاف روشن ہے کہ جس آلۂ خوں ریز سے کہ خون بہانا ممکن ہو اُس سے جانور کا خون بہا دیا جائے تو وہ حلال و معتبر ہے لہذا غور کا مقام ہے کہ آیا بندوق اُس چیز میں داخل ہے یا نہیں کہ جس سے خون بہانا ممکن ہو جیسا کہ حدیث کے جملہ بما شئت میں موجود ہے ہاں وہ ضرور داخل ہے - پس جبکہ فقہ و حدیث کے مضمون سے بخوبی یہ بات ثابت ہے کہ جو چیز زخم کرنے والی اور خون بہانے والی ہو اُس سے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر شکار مارنا جائز و حلال ہے تو پھر فقہائے ماجد کو اس کی ضد کیوں ہے کہ بندوق کا شکار اُس میں داخل نہیں ہے بعض فقہا کا مثل شاہ اہل اللہ و مولوی خرم علی وغیرہ کے یہ کہنا کہ بندوق کا شکار جرح و طعن سے نہیں مرتا بلکہ اندفاع عنیف سے مرتا ہے اس لئے وہ ناجائز ہے - یہ مقولہ بہت ضعیف و کمزور ہے - کیونکہ اندفاع عنیف کسی چیز کو دور سے پھینکنے کو کہتے ہیں - پس وہ کونسی چیز ایسی ہے کہ بغیر اندفاع عنیف کے ذبح کر دے گی - کیا تیر کو یا چھری کو اگر جانور کے بدن پر رکھدیا جائے تو وہ جانور محض اُس کے رکھنے سے ہی ذبح ہو جائیگا یا آنکہ ہاتھ کی قوت سے بھی کچھ کام لیا جائے گا اور اگر ہاتھ کی قوت سے بھی کام لیا جائے گا تو وہی اندفاع عنیف ہو گا - اسی طرح گولی و بارود کا بھی حال ہے کہ اگر اُس کو لیکر جانور کے بدن پر ڈال دیں تو کیا وہ اُس کو اندفاع عنیف سے ہلاک کر دے گی جب تک کہ اُس کو بندوق میں بھر کر نہ چلایا جائے - اگر اُس میں مخصوص یہ قوت ہے تو یوں بھی جانور کو ہلاک کر دینا چاہئے اور یہ ناممکن ہے پس اندفاع عنیف گولی کیلئے کچھ مخصوص نہیں ہے کوئی بھی آلہ بغیر اندفاع عنیف کے خود بخود ذبح نہیں کر سکتا ہے پھر یہ بات کہ گولی کا شکار اندفاع عنیف سے مرتا ہے جرح و طعن سے نہیں مرتا ہے بالکل بے بنیاد ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جیسا زخم یا جرح و طعن کہ بندوق کی گولی سے ہوتا ہے اور جسقدر خون کہ اُس سے نکلتا ہے کسی دوسرے

جیسے تیر و غیرہ سے ممکن نہیں ہے اور بندوق کی جراحت و خون ریزی اظہر من الشمس ہے جو شکار کھیلتا ہے وہ جانتا ہے کہ بعض اوقات بلکہ اب اوقات اُس کا زخم تلوار کے زخم کے مشابہ ہوتا ہے جب کبھی ذبح گاہ پر گولی لگتی ہے تو بسا اوقات یہ تمیز کسی طرح پر نہیں ہوتی کہ آیا اس کے گولی لگی ہے یا کہ تلوار یا چھری سے ذبح کر دیا ہے اسی طرح پر کمر یا گردن سے تھا پر جب گولی لگتی ہوئی نکل جاتی ہے تو بالکل تلوار کا ساخط اس کی پشت گردن پر ہو جاتا ہے اور اُس کی کھال اس طرح کٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ گویا تلوار سے یا کسی دھار دار چیز سے کاٹی ہے اور خون کا فوارہ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس اگر بندوق میں جراحت نہیں ہے تو یہ کیا ہے اصل یہ ہے کہ جس چیز میں اندفاع عنیف کے ساتھ جراحت و خون ریزی نہ پائی جاوے تو وہ البتہ ناجائز ہے اور قید حدود میں داخل ہے اور جب کہ جراحت و خون ریزی اس میں لازمی و دائمی ہے تو پھر اندفاع عنیف کا کیا ذکر ہے۔ جن لوگوں نے محض اندفاع عنیف کو اُس کی حرمت کا سبب قرار دیا ہے وہ اُن کی ناتجربہ کاری پر مبنی ہے کہ وہ درحقیقت بندوق کی اصل کیفیت و ماہیت سے ناواقف ہیں ورنہ حقیقتاً بندوق کی جراحت و خونریزی و تیزی اُمر رالدم یم سنیت کے بالکل مطابق و موافق ہے اور ایک مفتی صاحب کا اس کے عدم جواز میں قاضی خاں کی یہ عبارت پیش کرنا کہ ولا یحل صید البندقۃ والحجر والمعراض والعصا وما اشبہ ذالک وان جرح ذالک انتھی قولہ۔ ترجمہ۔ یعنی حلال نہیں ہے شکار بندقہ کا اور پتھر کا اور تیر کے چوڑان سے مارے ہوئے کا اور لاٹھی کا اور مثل اُن کے کا اگرچہ وہ زخم کر دیں واضح ہو کہ صید البندقہ سے بندوق کی گولی کا شکار مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ بندقہ لغت میں مٹی کے غلہ کو کہتے ہیں جس کو کہ غلیل میں رکھ کر چلاتے ہیں اور جس میں خونریزی بالکل نہیں ہوتی ہے اور جو کہ ایک پرانا آلہ مثل گوفن کے ہے اسکو بندوق مروجہ حال سے کچھ مناسبت نہیں ہے اور اب جو بندوق کو بندقہ کہنے لگے ہیں وہ مجازاً ہے نہ حقیقتاً کیونکہ قاضی خاں کا زمانہ بہت سابق ہے اور بندوق کی ایجاد اُس کے بہت بعد ہے پھر قاضی خاں کی عبارت صید البندقہ سے بندوق کا شکار مراد لینا کس معنی کر صحیح ہو سکتا ہے جبکہ اُن کے وقت میں اس آلہ کا نام و نشان تک نہ تھا پس عبارت فتاویٰ مذکور میں اُس کے اصلی معنی مقصود ہو کر غلیل کا شکار غلہ گلی سے حاصل رہیگا جس کے نہ حلال ہونے میں کسیکو کلام نہیں ہے اور جس کا مردار ہونا خود ہم نے آگے بیان کیا ہے یہ شکار غلہ وغیرہ کا فرد مردار ہے کیونکہ وہ محض اندفاع عنیف سے مرتا ہے اور جراحت و خون ریزی اُس میں بالکل نہیں ہے اور اسی طرح پتھر و لاٹھی وغیرہ کا حال ہے کہ اُن میں بھی اندفاع عنیف موجود و جراحت و خون ریزی مفقود ہے اور اگر اتفاقیہ ہو پر گاہ یہ چیزیں جراحت کر بھی دیں تو اسکا مطلق اعتبار نہیں ہے کیونکہ اکثر فعل اُن کا یہ نہیں ہے بدیں سبب اُن کی جراحت اتفاقیہ ساقط الاعتبار ہے جیسا کہ فتاویٰ مذکور کے آخری فقرہ جرح ذالک سے مترشح ہے حاصل کلام یہ کہ صید البندقہ مٹی کے غلہ کا شکار ہے بندوق مروجہ حال کا ہرگز نہیں ہے اور نہ غلہ و پتھر و لاٹھی وغیرہ پر اُس کا قیاس صحیح ہے پس بندوق کے شکار کے عدم جواز میں قاضی خاں کی عبارت مذکور پیش کرنا بے سود ہے اور نتیجہ لا حاصل۔ اگر کوئی شخص غلیل کے شکار کی نسبت فتویٰ طلب کرے تو اُس کی نظیر میں یہ عبارت ضرور کار آمد ہے اور شامی کی عبارت ولا یخفیٰ ان الجرح بالرصاص انما ھو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل۔ ترجمہ۔ یعنی پوشیدہ نہیں ہے کہ گولی کا زخم احراق اور اس کے ثقل سے ہوتا ہے بواسطہ اندفاع عنیف کے کیونکہ اُس میں تیزی نہیں ہے بدیں وجہ اُس کا شکار حلال نہیں ہے شامی کا اس شکار کو حلال کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ دیگر فقہائے متاخرین کا مثل شاہ اہل اللہ صاحب دہلوی و مفتی لطف اللہ صاحب علیگڈھی و مولانا حافظ امیر حسن صاحب ثانی سہسوانی وغیرہم کے پس اُس کا یہ کہنا جملہ فقہائے صائب الرائے کے واسطے حجت نہیں ہے شامی نے جو اس کے عدم جواز میں ثقل و اندفاع عنیف کی قید لگائی ہے سو اس کے جوابات تو ہم اوپر دے چکے ہیں جن سے اندفاع عنیف کی علیت ظاہر ہو گئی ہے اب رہا احراق سو وہ اور بھی زیادہ کمزور و ضعیف حجت ہے جس کی شرع میں کچھ حقیقت نہیں ہے۔ یہ بات تو پہلے ہی بتا دی گئی ہے کہ جو جراحت اتفاقیہ ہو مثل غلیل کے غلہ و پتھر و لاٹھی وغیرہ کی ضرب کے تو وہ معتبر نہیں ہے کیونکہ اکثر فعل اُن کا یہ نہیں ہے اور جو جراحت و خون ریزی کہ لازمی و دائمی ہو مثل تیر و تلوار و نیزہ و بلم خاردار و بندوق وغیرہ کے تو وہ یقیناً معتبر ہے بدلیل امر رالدم بما شئت واذکر اسم اللہ۔ کے پس اگر بندوق کی گولی میں جراحت و خونریزی کے ساتھ یہ بھی صفت احتراق موجود ہو تو کیا حرج۔ ایک صفت فاصلہ کے ہونے سے اُس کے اصلی صفات جراحت و خونریزی کی کیونکر باطل ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں علامہ شامی کو در مختار کے حاشیہ لکھنے کے وقت شاید اُس کی یہ عبارت یاد نہیں رہی جو کہ در مختار کے کتاب الذبائح میں موجود ہے کہ حل الذبح بکل ما افری الاوداج وانھر الدم ولو بنار۔ الیٰ آخرہ ترجمہ یعنی حلال ہے ذبح کرنا جانور کا ہر ایک چیز سے جو کہ اس کی رگوں کو کاٹ دے اور خون کو بہا دے اگرچہ قطع و خون ریزی آگ سے ہو آخر تک پس جائے غور و انصاف ہے کہ جبکہ محض آگ کے جلا دینے سے اگر خون ریزی ہو جائے تو وہ ذبیحہ جائز و حلال ہے جیسا کہ فتاوائے معتبر و مستند در مختار کا

یہ قوی ہے کہ وہ نوک دار۔ نہ کہ وہ چیز کہ جو یقیناً جانور کو زخمی کرے اور خون کثیر بہائے وہ بہ سبب ایک صفت زائدہ احتراقیہ کے پائے جانے سے آلہ ذبح نہ تسلیم کیا جائے یہ شامی کی کیا تحقیق ہے اور شکار بندوق کے عدم جواز کی کیا حجت قاطع ہے کیا معنی کہ آگ کے جلانے سے خون ریزی نہیں ہوتی ہے محض سوختگی ہوتی ہے کہ جس سے گوشت پوست وغیرہ جلکر کباب ہو جاتا ہے اس صورت میں صاحب درمختار کا یہ مطلب ہے کہ اگر بوجہ من الوجود آگ سے بھی ایسا ممکن ہو کہ رگوں وغیرہ کو کاٹ کر خون بہا دے تو وہ ذبیحہ درست و حلال ہے۔ پھر اُس پر شامی کی یہ حاشیہ نگاری کہ بندوق کی گولی کا شکار احراق سے ہے تیزی دھار سے نہیں ہے پس وہ حلال نہیں ہے۔ کیا معنی رکھتا ہے۔ اور بندوق کے شکار کے عدم جواز پر کہاں تک سند ہو سکتا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِی الْاَبْصَار۔ دوسرے فاضل کا یہ کہنا کہ بندوق میں توڑ ہے کاٹ نہیں ہے پس بغیر ذبح کے جائز نہیں ہے۔ اب تحقیق طلب یہ بات ہے کہ آیا توڑ اور چیز ہے اور کاٹ اور چیز یا وہ دونوں ایک ہیں۔ اگر وہ دونوں ایک ہیں تو توڑ میں کیا بات ہوتی ہے اور کاٹ میں کیا ہوتا ہے۔ توڑ میں یہ بات ضرور ہے کہ ایک چیز اپنی قوت سے دور تک توڑتی چلی جاتی ہے کاٹ میں یہ بات ہے کہ کسی چیز کو تراش دے بیشک یہ دونوں صفات باہم توام ہیں اور ایک دوسرے سے انفکاک نہیں ہے اگرچہ استعمال اُن کا ہر ایک شئے کے ساتھ مخصوص ہو مگر وہ دونوں متحد المعنی ضرور ہیں مثلاً تیر یا نیزہ یا بلم کہ انہیں بھی جراحت کے ساتھ توڑ موجود ہے پس اگر تیر کو کسی نشانہ پر مارا جائیگا تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ تیر نے نشانہ کاٹ ڈالا بلکہ یہی کہا جائیگا کہ تیر نے نشانہ توڑ دیا اور جیسا کہ فردوسی نے بھی اُس کو بیان کیا ہے شعر ع پیکاں بوسید انگشت او ✤ گذر کرد از مہرہ پشت او ✤ پس تیر کا مہرہ پشت سے گذر جانا اُسکو تراشنے پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ اسکے توڑ دینے پر شہادت دیتا ہے حالانکہ تیر میں جراحت یقینی ہے۔ مگر اُس کا استعمال توڑ کے ساتھ مخصوص ہے اور جیسا کہ ایک اردو کے شاعر نے بھی کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے شعر سخت جانی نے کیا تن کو حصار آہنی ✤ آج تیرے تیر کا دیکھیں اے خونخوار توڑ۔ تو اب یہاں ہمارے مانعین فقہا تیر میں کاٹ ثابت کریں گے یا توڑ اور اسی طرح تلوار اور چھری کا استعمال کاٹ کے ساتھ مخصوص ہے جس طرح نظامی کا یہ مقولہ کہ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ✤ یکے را دو کرد و دو را چار کرد۔ کہ یہاں پر ایک کا دو اور دو کے چار کر دینے سے یقینی تراش دینا مقصود ہے کہ جس کو کاٹ ڈالنا کہتے ہیں حالانکہ تلوار اور چھری میں بھی توڑ موجود ہے کہ جب اُن میں سے کسی کو نوک کی جانب سے سینہ با پیوست کیا جائے گا تو وہ وار پار ہو جائیں گی اور اُس وقت اُسکو تراش نشانہ کہیں گے۔ بلکہ توڑ دینا بولیں گے۔ لیکن تلوار کے ساتھ استعمال مخصوص کاٹ کا ہی ہوتا ہے اس سے یہ غرض ہے کہ توڑ اور کاٹ یہ دونوں بالکل علیحدہ نہیں ہیں اگرچہ استعمال اُن کا اپنے اپنے موقع پر آتا ہے پس یہی حال بندوق کا بھی ہے کہ اس میں بہ سبب دور اندازی و راست بازی کے اُس کے نشانہ کا نام توڑ رکھا گیا ہے اور اس کی زد کو توڑ دینا کہتے ہیں ورنہ اُس میں جراحت بھی ضرور ہے جیسے کہ تیر و بلم وغیرہ میں پائی جاتی ہے پس اگر توڑ اور کاٹ دونوں ایک چیز ہیں تب اور اگر دو مختلف ہیں تب اس میں شک نہیں کہ بندوق میں توڑ کے ساتھ کچھ نہ کچھ کاٹ بھی ضرور ہوتا ہے اوّل وہ بدن کو کاٹے گی اس کے بعد توڑے گی اور اس کے کاٹ اور توڑ میں ایک گونہ احتراق بھی ہوگا پس یہ توڑ اور کاٹ اور احتراق اس کے مارے ہوئے شکار کے ذبیحہ ہونے میں کچھ مضر نہیں ہیں جبکہ اس میں پوری صفت زخم و خون ریزی کی موجود و لازمی ہے کذا قال مولانا و مقتدانا شاہ عبد القادر خاں صاحب نقشبندی شاہجہانپوری مدظلہ العالی۔ منہ ۵۴ اور ہیں یہ بندوق میں۔ الخ۔ یعنی زخم کر دینا اور خون بہانا جو کہ ذبح اختیاری و ذبح اضطراری دونوں کے واسطے مشروط ہیں وہ بندوق میں بخوبی موجود ہیں جیسا کہ اوپر حاشیہ میں ثابت کر دیا ہے پھر اُس کا مارا ہوا شکار حرام کیوں کہا جاتا ہے کہ اس میں اجتماع ضدین لازم آتا ہے۔ منہ ۵۵ کیا یہی انصاف ہے۔ الخ۔ یعنی کیا یہی انصاف ہے کہ کتے یا چیتے کا پکڑا ہوا جانور جو کہ گلا گھونٹ کر شکار کو مار ڈالتا ہے وہ تو ذبح قرار دیا جائے اور ذبیحہ تسلیم کیا جائے جس میں صریح انذفاع صنیعت موجود ہے اور بندوق کا شکار جو کہ بہت بڑا زخم کر دیتا ہے اور خون بہت کثیر بہا دیتا ہے وہ جائز نہ ہو اُس میں انذفاع صنیعت کی قید بلا ضروری لا کر شامل کر دی جائے یہ کیا انصاف ہے مطلب یہ ہے کہ جبکہ کتے یا چیتے کی گرفت میں محض اُس کے دندان نیش خون ریزی کی وجہ سے وہ شکار ذبیحہ و حلال قطعی رکھا گیا ہے اور اُس کے گلا گھونٹنے کو جو کہ یقیناً انذفاع صنیعت میں داخل ہے کچھ لحاظ نہیں کیا گیا تو پھر یہاں بندوق کے شکار میں اُس کی جراحت خون ریزی کثیر کو چھوڑ کر انذفاع صنیعت کا حیلہ کیوں کیا جاتا ہے۔ منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۶۷ نمبر ۵ کا بقیہ

الّا محدد وذا یحصل بما تسییل الدم النجس طحطاوی علی الدر میں ہے۔ المشترط فی الذکوۃ
فری الاوداج وانہار الدم وھذا لا یحصل الا بمحدد۔ ان سب اقوال سے
ثابت ہے کہ ذکوۃ حیوان کے واسطے دہار دار آلہ کی شرط ہے اور یہ ہر کچھ جانتا ہے کہ گولی میں دہار نہیں ہوتی اور اس سے ہلاکت محض اسکے
اندفاع عنیف سے ہی ہوتی ہے لہذا جب وہ قوت قویہ اس کی تمام ہوجاتی ہے تو وہی گولی ٹھنڈی ہوکر کپڑوں بالوں میں الجھکر رہجاتی ہے لڑائی کے
موقع پر اکثر سپاہی کے بدن اور وردی سے جھڑتی ہے پس اگر اس میں دہار ہوتی تو اس پر بھی وردی اور بدن سے رگڑ کھاکر کچھ نہ کچھ کاٹ کرتی
چونکہ اس میں دہار نہیں لہذا اس کے مارے ہوئے صید میں حلت ناممکن۔ گولی سے کہئے کہ شعر شکاری کی جو ہوس ہے تو دہار پیدا کرے و گرنہ دل
کے پھپولوں کو اپنے پھوڑا کرے۔ نہ وگرنہ دل کے جلے آبلوں کو توڑا کرے واصل بات یہ ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں ضارب۔ مضروب آلہ۔ ضارب
کے فعل سے کسی آلہ کو مفر نہیں تلوار ہو یا لاٹھی سر پر رکھدینے سے کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ ضرور ہے کہ ضارب اسی مضروب کی طرف دفع کرتا ہو
کہ آلہ حرکت ارادی نہیں رکھتا نہ مضروب کی طرف اس کا میل طبعی تو قسر قاسر اور اس کے سبب نفس اندفاع سے کسی آلہ کو چارہ نہیں یہ تو
جانب ضارب سے ہوا مضروب سے ضرور ہے کہ اسے تاثر وانفعال ہو ورنہ یار با لاٹھی اور تلوار ماری جاتی ہے اور کچھ اثر نہیں ہوتا اس قدر میں
جمیع آلات مشترک ہیں فرق نفس آلہ کی ایک ہیئات وصفت میں ہے جو سرعت نفاذ کا باعث ہوتی ہے جیسے حسد یا حدت اور فارسی میں دم
اور اردو میں دہار کہتے ہیں جس چیز میں دہار ہو خفیف دفع سے پیر جاتی ہے بے دہار کی چیز دفع عنیف چاہتی ہے کہ وہ اپنی لطافت وحدت کے
باعث جلد تفریق اتصال کر کے تھوڑی قوت سے نفاذ کرے گی اور موٹی چیز لاٹھی تھپر گولی وغیرہ فی نفسہ کوئی ایسی صفت نہیں۔ کہتی کہ نفاذ پر
معین ہو بلکہ وہ قوت دافعہ کے سبب جسم مضروب سے معاوقت کرتی ہے پھر اگر دافعہ کم ہے کہ جسم مضروب پر غالب نہ پڑے تو گیند کی طرح
ٹھپا کھاکر جدا ہو جاتی ہے اور اگر قوی ہے تو جسم مقابل کو دباتی ہے اس میں تاب مقاومت نہونے کے سبب وہ دبتا ہے اور ہر اتصال کے لئے ایک حد
رکھی گئی ہے کہ اس حد تک دباؤ قبول کر سکتا ہے مصادم کو جگہ دیگا اور ٹوٹے گا نہیں مگر جب اس حد سے تجاوز ہوگا ناچار ٹوٹ جائے گا اور اب
تفرق اتصال ہوگا اسی کا نام زخم ہے اور جبکہ وہاں دم موجود ہے کہ حجاب عروق وجلد سے محبوس تھا اس حجاب کے ارتفاع سے خواہی
نخواہی خروج کرے گا تو زخم بھی ہوگا انہار دم بھی ہوگا مگر کاٹ نہ ہوگا توڑ ہوگا کاٹ کے لئے دہار دار ہونا شرط ہے اس کی مثال یوں سمجھیے کہ
ربر کی ایک طویل رسی مجوف خون بھر کر دو طرف باندھکر سیدھی تان دی جائے اور آسے بیچ میں سے ہاتھ سے پکڑ کر کھینچیے جہاں تک اسمیں
دبنے کی صلاحیت ہے دبیگی اور سلامت رہیگی مگر جب حد سے متجاوز ہوگا ٹوٹ جائے گی خون بہ جائے گا اس پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہاتھ آلہ
قاطعہ ہے جو زخم اور انہار دم کر دیتا ہے اسی رسی پر تلوار مار کر دیکھئے اپنے تناؤ سے اسے شاید ہی جھکنا پڑے کہ کٹ جائے گی اور لاٹھی
مار کر دیکھئے اسے دبائے گی جھکائے گی یہانتک کہ توڑ دے گی یہ معنی اندفاع عنیف کے ہیں یعنی اس میں فی نفسہ کوئی صفت معین نفاذ
نہ ہو بلکہ دفع کی قوت وشدت وسطوت ہی جسم مقابل کو اس سے اتنا دبوائے کہ تفرق اتصال ہو جائے اور یوں نفاذ پیدا ہو یہ نفاد
اندفاع عنیف سے ہوگا اور ذکوۃ اختیاری اضطراری کسی میں ہرگز شرعاً مورث حلت نہیں جنگل میں ہرن بھاگا ہوا جاتا ہے اس کے
سر پر لوہے کا ڈنڈا زور سے مارے سر پھٹ جائے گا ہرن مر جائے گا زخم ہو جائے گا خون بہ جائیگا سب کچھ ہوگا مگر ہرن بالاجماع حرام ہو
اس لئے کہ یہ زخم وانہار دہار سے نہ ہوا بلکہ اندفاع عنیف سے یقیناً ہدایۃ بعینہ یہی حالت گولی کی ہے تو جو اس سے حلال کہے گا
اس کو اس ڈنڈے سے بھی لیگا اور اجماع کا خلاف کرے گا خلاصہ یہ ہے کہ جرح وانہار تو ہر قسم کے آلہ سے ہوتا ہے مگر جو آلہ اپنی
صفت سے نفوذ والا ہو اس کے زخم کو کاٹ کہیں گے اور اسے آلہ قاطعہ اور جس میں فی نفسہ وہ صفت نہ ہو بلکہ قوت دفع فاعل و
انتہائے ہند وقابل کے باعث تفرق اتصال ہو کر نفوذ ہو تو اس کے زخم کو توڑ کہیں گے اور اسی آلہ فاتحہ۔ اب دیکھ لیجئے کہ گولی
اور تلوار میں کیا فرق ہے تلوار بکری کے گلے پر جتنا ہلکا ہاتھ چاہیئے ہے اس سے دو چند بلکہ وہ چند قوت سے گولی اس کے گلے پر رگڑیئے
سے نفوذ تو در کنار اصلا خط بھی نہ آئیگا تو معلوم ہوا کہ گولی میں کوئی صفات مقتضی نفاذ نہیں بلکہ وہ تو وہی شدید عنیف تصادم چاہتی ہے جس کے
سبب جسم کو توڑ کر اندر داخل ہو والہذا آئمہ وعلماء نے تصریح فرمائی ہے قطع وہی آلہ کرے گا جو دہار دار ہو اجناس وامام اتقانی وعلامہ
طحطاوی کی عبارات اوپر گذریں اور محیط امام شمس الائمہ سرخسی وفتاوی عالمگیریہ میں ہے الالۃ علی ضربین قاطعۃ وفاسخۃ فالقاطعۃ علی ضربین حادۃ و
کلیلۃ دہار دار تیز ہو تو حادہ کہتے ہیں اور کند ہو تو کلیلہ یہ طبع قاطع کے لئے دہار دار ہونا لازم ہوا اس کے غیر کو فاسخہ کہا یعنی شکستہ اس کا حکم
یہ بتایا کہ لا یجوز الذبح بہا بالاجماع آلہ ذکوۃ نہیں او اثر کا مارا ہوا مردار ہے یہ شرط ہے آلہ کی۔ اور یہ معنی ہیں کاٹ اور توڑ اور اندفاع

ضعیف کے یہ ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ وہ تقریر منیر کہ بنظر انصاف ملاحظہ کرنے سے تمام شبہات کے دفع کو کافی ہے اور حدیث انہر الدم ما شئت
واذکر اسم اللہ میں تو آلہ خونریزی کی تخصیص ہی نہیں بلکہ ما شئت ہے یعنی جس سے چاہے خون بہا دے پھر وہ آہنی ڈنڈے کا مارا ہوا کیوں
حرام ہوا انہر الدم تو قطعی ہو گیا معہذا حدیث ذکوٰۃ اضطراری میں ہے کیا گائے بکری کے گلے پر بندوق مارے جس سے تین رگیں کٹ جائیں تو
ذبح ہو جائے گی۔ اور اونٹ کا حالہ تو اور آسان ہے کہ اس کے منحر یا نیزہ مارا جاتا ہے جب بندوق ہی ویسا ہی آلہ ہے تو نیزہ نہ سہی گولی ذرا گر گردن
حلال ہو گیا جس نے مغز کی کچھ بھی خدمت کی ہے وہ اسے جائز نہ کہے گا تو روشن ہو گیا کہ گولی فی نفسہ نہ جارح ہیں ورنہ تبدیل محل سے تبدیل ہو جاتی
بلکہ ساری کرامات بندوق بارود کی ہے پھر آخر یہ کیوں۔ تو اس کا کھلا ہوا جواب یہی ہوگا کہ غلیل اُسے اس زور سے نہیں پھینکتی جس شدید طاقت سے
بارود دفع کرتی ہے وہی اندفاع عنیف آگیا اور یہ بات پہلے بتا دی گئی ہے کہ یہاں مدار وہی پر ہے اور یہ بھی کہ سنگ فلاخن کی اکثریت بندوق سے
ہی زائد ہے اور یہ بھی کہ بندوق کی گولی کی اکثریت گولی کی ذات سے نہیں بندوق و بارود کے دفع عنیف سے ہے پوری قوت کی لاٹھی بھی مزید
زخم کرتی ہے گو دشمن کے مقابل اس کا پوری قوت سے بڑھا ہے کارے دار و بخلاف بندوق کہ اس کا واقعا اگرچہ تھرتھراتے ہاتھوں سے ہو اپنا کام پورا
کرتا ہے اور یہ بھی کہ میل میں جا کر بھی گولی اکثری نہیں رہتی اور یہ بھی کہ ما شئت میں اکثری وغیرہ کسی کی قید نہیں علامہ شامی قدس سرہ السامی
کی تحقیق سرسری نظر سے نہیں سمجھی جاتی آگ سے ذبح ہو جائے گا ہو جانے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے اگر جواز ہی مانئے تو کل وہی کہلے گا جو تحقیق کر دیا
گیا آگ فی نفسہ قوت نفوذ و دھار سے بھی زائد رکھتی ہے اپنے نفوذ میں کسی دفع عنیف بلکہ خفیف کی بھی محتاج نہیں دھار کی تعریف میں جب کمال
مبالغہ چاہتے ہیں کہتے ہیں دھار کیا ہے ہوا ہے اور آگ ہوا سے بھی لطیف تر ہے تو دھار بدرجہا الطف ہے گولی گرم ہو کر ایسی بھدی جسامت کہاں
لیجائے گی۔ ۱۲۔ منہ **۵۵** توڑ اور کاٹ کی تحقیق تو اس جلیل پیمانہ پر ہو چکی جس کا توڑ یا کاٹ ناممکن ہے یہ جو بیان ہو رہے توڑ کے محاورہ کا کیا وہ یہاں
سے مس نہیں رکھتا وہ توڑ بمعنی شکستن نہیں بلکہ بمعنی پرتاب ہے یعنی پلہ بریدن وشکستن کا فرق وہ ہے جو محیط امام اجل شمس الائمہ سرخسی بدائع
امام ملک العلما ابوبکر مسعود کاشانی وفتاوی عالمگیریہ میں ہے اور جس کی نقل گذری۔ اس پر بھی اگر کوئی صاحب نہ سمجھیں اور توڑ اور کاٹ کو ایک چیز
قرار دیں تو یہ اُن کی اپنی سمجھ ہے۔

## حاشیہ صفحہ ۱۶۹ نمبر ۶ کا بقیہ

جس طرح ماں باپ زوج زوجہ وغیرہم پس سب سے پہلے حصہ فرض ذوی الفروض کو دیا جاتا ہے اُن کے فرض دے دینے کے بعد اگر کچھ بچے تو پھر عصبات نسبی کو دیا جاتا ہے۔ عصبہ اس کو
کہتے ہیں کہ بعد دینے فرض ذوی الفروض کے باقی سب مال کا مستحق ہو اور اگر عصبہ چند کس ہوں تو وہ سب بحصہ مساوی آپس میں بانٹ لیں اور اگر
عصبہ ایک ہو تو وہی ایک باقی سب مال لے لے۔ اور اگر ذوی الفرض کوئی نہ ہو تو بھی وہ عصبہ سب مال خود لے لے یا چند ہوں تو برابر بانٹ لیں عصبہ
کی دو قسمیں ہیں اول عصبہ نسبی دوم عصبہ سببی۔ عصبہ نسبی وہ ہے جس کا سلسلہ نسب کی وجہ سے ہو جیسے بیٹا اور باپ اور بھائی اور عصبہ سببی وہ ہے
جس کا سلسلہ ایک سبب ظاہر سے ہے یعنی آزاد شدہ غلام کا آقا پس عصبی نسبی کے نہ ہونے کی صورت میں سببی اُن کے قائم مقام ہو جاتا ہے ۱۲
**۵۷** ہوں نہ عصبات سبب موجود۔ الخ۔ یعنی اگر عصبہ سببی بھی کوئی نہ ہو تو اُس عصبہ سببی کے وارثوں میں جو عصبہ نر موجود ہو وہ وارث میت قرار
دیا جاتا ہے ۱۲ منہ **۵۸** ہوں نہ وہ بھی۔ الخ۔ یعنی اگر عصبہ سببی کے عصبات نر میں سے بھی کوئی پایا نہ جائے تو اُس حالت میں اصحاب فرائض
یعنی ذوی الفروض اہل رد پر باقی ترکہ رد کر دیا جائے اور اس کا بیان مفصل رد کے بیان میں آئیگا۔ منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۷۰ نمبر ۵

ہے دوم ممنوع۔ الخ۔ یعنی دوسری بات جو ترکہ مورث سے وارث کو ممنوع کر دیتی ہے کسی وارث کا غلام ہوتا ہے کیا معنی کہ اگر کوئی وارث کسی کا غلام ہوگا تو وہ مورث کے ترکہ سے محروم و ممنوع ہوگا
اس کو کچھ نہ ملے گا اسی طرح اگر غلام مرے گا تو اُس کا مال متروکہ سوا اُس کے آقا کے کسی کو نہ ملے گا کیونکہ عبدیت مانع وراثت ہے۔ ۱۲۔ منہ
**۵۶** اختلاف دین سوم ہے۔ الخ۔ یعنی تیسری چیز مانع وراثت اختلاف دین مورث اور وارث کے درمیان میں ہے کیا معنی کہ اگر کسی مورث مسلمان کا
وارث کافر ہوگا تو اس کافر وارث کو کچھ نہ ملے گا۔ ۱۲۔ منہ **۵۹** ہے چہارم اختلاف ملک و دار۔ الخ۔ چوتھی چیز مانع وراثت اختلاف ولایت ہے کافروں
میں۔ کیا معنی جبکہ کافروں میں ایک کافر کسی ملک میں رہتا ہو اور اُس کا وارث یا مورث کسی دوسری ولایت میں رہتا ہو جہاں بادشاہ جدا گانہ ہو اور
اُن دونوں سلطنتوں میں میل نہ ہو تو بھی اُن دونوں میں میراث ایک دوسرے کو نہ ملے گی یہ حکم اختلاف دار کا کافروں کے لئے مخصوص ہے مسلمانوں
کے لئے نہیں ہے۔ منہ **۶۰** جہل ترتیب اجل پنجم۔ الخ۔ یعنی پانچویں چیز مانع وراثت جہل ترتیب موت ہے وارثوں میں کیا معنی کہ اگرچہ تین مورثوں
اور وارثوں میں سے باہم ایک ساتھ کہیں پر مر جائیں مثلاً کسی لڑائی میں ایک ساتھ سب کے سب مارے جائیں یا کسی دریا میں ڈوب جائیں یا

کہیں آگ سے جل جائیں یا کسی مکان میں دب کر مر جائیں یا ریل کے ٹکرا جانے سے ایک گاڑی کے آدمی سب کے سب مر جائیں جیسا فی زمانا اکثر ہندوستان میں ہوا کرتا ہے اور ان میں کسی وارث کا آگے پیچھے مرنا معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ سب ورثا باہم ایک دوسرے کے وارث قرار نہیں پائیں گے اور ان کے دیگر ورثا جو زندہ ہوں گے تہی نوٹ براہ راست ان کے وارث بنیں گے اور ترکہ پائیں گے جہل ترتیب اسی کا نام ہے کہ مورث و وارث کے آگے پیچھے مرنے کا حال نہ معلوم ہو کہ کون پہلے مرا ہے ۱۲ منہ ۵۵ جو کہ ہے ممنوع - الخ - یعنی جو شخص کسی وجہ سے اپنے مورث کے ترکہ و میراث پانے سے منع کیا گیا جیسا ابھی اوپر بتایا جا چکا ایسا ممنوع شخص دیگر ورثا کا مانع میراث نہیں ہوتا - کیا معنی کہ اگر وہ شخص بہ سبب موانع ارث کے اپنے مورث کا ترکہ خود نہیں پا سکتا ہے تو یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی کسی دوسرے بھائی یا بھتیجے وغیرہ کو بھی جو اس ممنوع سے وارث ہونے کی صورت میں میراث نہ پا سکتے ہوں - اب بھی انکو میراث پانے سے منع کرے یا روکے یہ بات نہیں ہے - مثلاً ایک شخص کا دوسرے یا کسی کا غلام ہے اور مورث مومن و آزاد ہے تو یہ کافر یا غلام بہ سبب پائے جانے مانع کفر عبدیت کے خود تو ترکہ مورث کے پانے سے ممنوع و محروم مزور ہے لیکن دوسرے وارث کو جس کو کہ اس کے میراث پانے کی حالت میں کچھ نہ ملتا مثلاً اس کے بھتیجے کو - تو وہ اب اپنے اس بھتیجے کا مانع نہیں ہو سکتا کیا معنی کہ اس کا بھتیجا اپنے دادا کے ترکہ میں سے یا چچا کے ترکہ میں سے اب میراث پا سکتا ہے ممنوع کا تو یہ حال ہے مگر محجوب کا یہ حال نہیں اسکا حکم دوسرا ہی کیا معنی کہ جو شخص خود کسی وارث کے ترکہ پانے سے محجوب کیا ہو تو دیگر وارثان کا بھی حاجب ہوجاتا ہی حجب کی دو قسمیں ہیں ایک حجب حرمان دوسرا حجب نقصان حجب حرمان وہ ہے کہ ایک قوی وارث کی وجہ سے ضعیف وارث کو کچھ نہ ملے جس طرح بیٹے کے سامنے پوتے کو اور ماں کے روبرو دادی جدہ کو کچھ نہیں ملتا اور حجب نقصان وہ کہ ایک وارث کی وجہ سے دوسرے وارث کا حصہ کم ہو جائے جس طرح اولاد کے سامنے بی بی کا بجائے چہارم کے آٹھواں حصہ شوہر کا بجائے نصف کے چوتھائی رہ جاتا ہے پس وارث محجوب خواہ حجب حرماں ہو - خواہ حجب نقصان ہو بعض صورتوں میں دیگر وارثان کو بھی محجوب کر دیتا ہے مثلاً ایک شخص مرے اور وارث اپنے ایک باپ اور ایک دادی اور ایک نانی کی ماں یعنی پرنانی چھوڑے تو صورت مذکورہ میں دادی بسبب باپ کے محجوب ہے اور نانی کی ماں باپ سے محجوب نہیں ہے مگر وہ دادی سے کہ جدہ قریبہ ہے محجوب ہے پس اس صورت میں نانی کی ماں کو بھی کچھ نہ ملے گا محجوب الارث دادی نے نانی کی ماں کو بھی کچھ نہ ملنے دیا اور محجوب رکھا منہ

## حاشیہ صفحہ ۲۷ البقیہ نمبر

للذکر مثل حظ الانثیین کا ترجمہ یعنی جبکہ میراث میں بہن بھائی شامل ہوں تو ان میں ایک بھائی کو دو بہنوں کے برابر حصہ دیا جائے یہ حکم لڑکیوں اور پوتیوں اور پرپوتیوں کو یکے بعد دیگرے نیچے تک سب کو شامل ہے ۱۲ منہ ۵۸ ساتھ ایک اگر ہوں پچھلیاں الخ - یعنی اگر فرائض میں ایک اوپر والی لڑکی کے ساتھ نیچے کے درجہ کی لڑکی ایک خواہ زائد موجود ہوں مثلاً ایک صلبی لڑکی کے ساتھ دو پوتیاں یا ایک پوتی ہو یا ایک پوتی کے ساتھ اس سے نیچے کی ایک پرپوتی یا دو تین پرپوتیاں موجود ہوں اسی طرح نیچے تک سمجھنا چاہئے تو ایسی صورت میں ان نیچے والی لڑکیوں کو خواہ ایک ہو خواہ زائد ہوں چھٹا حصہ دیا جائیگا - منہ ۵۹ ہوں یہ سب محجوب - الخ - یعنی یہ نیچے کی درجہ کی لڑکیاں محجوب ہو جاتی ہیں جبکہ اوپر کے درجہ میں بجائے ایک کے دو یا زائد لڑکیاں موجود ہوں مثلاً اگر فرائض میں دو یا زائد لڑکیاں ہوں تو نیچے والی پوتیاں کچھ نہ پائیں گی یا دو یا زائد پوتیاں ہوں تو ان سے نیچے کی کل پوتیاں سب محجوب ہو جائیں گی اور پھر ان کو کچھ نہ ملے گا ہاں اگر ان نیچے والی لڑکیوں کے ساتھ میں کوئی ان کا بھائی بھی شامل ہو تب الخ - ۱۲ - منہ ۶۰ یا کہ ان سے بھی ہو نیچے - الخ - اگر نیچے والی لڑکیوں کے ساتھ کوئی لڑکا نہ ہو بلکہ ان سے بھی نیچے کے درجہ میں کوئی لڑکا پایا جاوے مثلاً دو لڑکیوں کی موجودگی میں ایک پوتی یا دو پوتیاں ہوں اور ایک پوتا ہو اور اگر پوتا نہ ہو تو ان سے نیچے کے درجہ میں پرپوتا یا پرپوتے کا بیٹا پوتا ہو تو ایسی صورت میں پھر یہ نیچے کے درجہ کی لڑکیاں اوپر کے درجہ کی دو یا زائد لڑکیوں سے محجوب نہ ہوں گی اور بعد دینے فروض اوپر والیوں کے نیچے والیاں باقی ترکہ میں سے اپنے بھائی یا بھتیجے کے ساتھ شامل ہو کر بطور عصوبت حصہ پائیں گی کیا معنی کہ مادہ کو اکہرا اور نر کو دوہرا بانٹا جائے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ پوتیاں یا پرپوتیاں زائد لڑکیوں سے محجوب و بے بہرہ ہیں مگر جبکہ ان کے ساتھ ان کا بھائی اور وہ نہ ہو تو ان کا بھتیجا یا بھتیجے کا بیٹا پوتا پایا جائے تو اس حالت میں یہ محجوب نہ رہیں گی اور بہ سبب اپنے بھائی یا بھتیجے کے یہ بھی ترکہ پانے میں شریک ہو جائیں گی اور باقیماندہ ترکہ میں بحساب للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ پائیں گی -

مثال اگلے صفحہ میں ہے

مسئلہ ۱۸/۳ زید

میت

| سعیدہ | حمیدہ | مجیدہ | رشیدہ | وحیدہ | شہیدہ | احمد سعید |
|---|---|---|---|---|---|---|
| بنت | بنت | بنت الابن | بنت الابن | بنت ابن الابن | بنت ابن الابن | ابن ابن الابن |
| ۶ | ۶ | ۱ | ۱ | ۱ | ۱ | ۲ |

صورت مذکورہ میں زید فوت ہوا اور اُس نے دو لڑکیاں صلبی سعیدہ و حمیدہ اور دو پوتیاں مجیدہ و رشیدہ اور دو پر پوتیاں وحیدہ و شہیدہ اور ایک پر پوتا احمد سعید چھوڑے چونکہ لڑکیوں سے پوتیاں پر پوتیاں اور پوتیوں سے پر پوتیاں لڑکے کے نہ ہونے کی صورت میں محجوب ہیں مگر چونکہ پر پوتیوں کے ساتھ ایک ان کا بھائی احمد سعید بھی موجود ہے بدیں وجہ اب وہ سب پوتیاں پر پوتیاں ترکہ پانے میں شریک ہوں گی یہاں بسبب پائے جانے دو ثلث فرض بنات کے مسئلہ تین سے ہوا تین کی دو تہائی بنات کو دی گئیں وہ دو سہام ہوئے اور اُن پر منقسم ہیں باقی رہا ایک سہام وہ فریق دوم پر غیر منقسم ہے چونکہ فریق دوم میں احمد سعید مثل دو بنات کے ہے بدیں وجہ وہ سب نفر چھ ہوئے ہیں ۶ میں اور ایک میں تباین ہے لہذا بموجب قواعد تصحیح ۶ عدد رؤس کو اصل مسئلہ تین میں ضرب دیا تو اٹھارہ ہوئے اب اُن سے سب کو حصہ رسد ٹھیک تقسیم ہوتے ہیں مقصود یہ ہے کہ بسبب ہونے احمد سعید پر پوتے کے سب پوتیاں پر پوتیاں بہرہ مند ہو گئیں فتدبر۔ منہ **۵۱** جبکہ نیچے تک ۔الخ۔ یعنی میت کے بیٹیاں نیچے تک جب کچھ نہ ہوں کیا معنی کہ نہ لڑکیاں صلبی ہوں نہ پوتیاں نہ پر پوتیاں ہوں کہ یہ سب نیچے تک کے اور دیگر لڑکیوں کے حکم میں داخل ہیں تو پھر اُسوقت میت کی بہنیں گر ہوں تو وہ بجائے اُن لڑکیوں کے اُنکا فرض معین حاصل کرتی ہیں کہ ایک بہن کو نصف اور دو یا زائد کو دو ثلث ملتے ہیں۔ منہ ۱۲۔

**حاشیہ صفحہ ۱۷۳ نمبر ۲** جبکہ ہوں یہ ساتھ بھائی کے ۔الخ۔ یعنی یہ بہنیں اگر اپنے اپنے مثل بھائیوں کے ساتھ فرائض میں ہونگی تو پھر ان کا یہ حصہ نہیں رہیگا جو مذکور ہوا بلکہ اُن کی معیت میں اُسی قاعدہ کے بموجب حصہ پائیں گی جو بہن بھائیوں کا دستور ہے اور جس کا ذکر کلام اللہ میں آیۃ للذکر مثل حظ الانثیین مذین مسطور ہے یعنی مرد کو دو حصے اور مادہ کو ایک حصہ تقسیم ہوگا۔ منہ **۵۴** ماں کا حصہ ہے چھٹا۔ یعنی ماں جس کے پیٹ سے کہ یہ میت پیدا ہوئے اُس کا حصہ فرض چھٹا ہے میت کی اولاد کے ساتھ میں اولاد میں لڑکا لڑکی پوتا پوتی پر پوتا پر پوتی نسباً نیچے تک نر و مادہ و سب شامل ہیں کیونکہ یہ سب فرع و جزو اسی میت کے ہیں لیکن لڑکیوں کی اولاد نواسہ و نواسی وغیرہ داخل نہیں ہیں کیونکہ یہ لوگ ذوی الفروض و عصبات کسی میں شمار نہیں ہیں بلکہ وہ ذوی الارحام میں ہیں جن کا اعتبار نہیں ہے۔ اور اگر میت کے اولاد کچھ نہ ہو بلکہ دو بھائی یا دو بہنیں خواہ ایک بھائی ایک بہن غرض کہ بہن بھائیوں میں دو نفر کوئی کیوں نہوں اور وہ خواہ حقیقی ہوں خواہ سوتیلے خواہ اخیافی ہوں تب بھی ماں کو چھٹا حصہ ہی ملیگا۔ منہ **۵۵** ہو نہ گر الخ۔ یعنی میت کے اگر اولاد نسباً نیچے تک کچھ نہو۔ نہ دو بھائی بہن کسی قسم کے پائے جائیں تو اس صورت میں ماں کو تہائی حصہ کل ترکہ میت میں سے ملیگا کیا معنی کہ موجودگی میں اولاد و دو بہن بھائیوں کی ہمراہی میں تو ماں کو چھٹا حصہ بطور حجب نقصان کے ملتا ہے اور اگر اولاد میں نر و مادہ کوئی نہ ہو اور نہ ایک سے زیادہ بہن بھائی کسی قسم کا کوئی ہو تو اس وقت کل ترکہ میت میں تہائی حصہ ماں کو ملیگا اور یہ حصہ اس کے واسطے پورا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اخیافی بہن بھائیوں کا حصہ ماں کے ہونے سے کچھ کم نہیں ہوتا ہے وہ ماں کے سامنے بھی بدستور اپنا فرض معین پاتے ہیں اگرچہ سلسلہ اُن کا میت کے ساتھ محض ماں کے سامنے بھی بدستور اپنا فرض معین پاتے ہیں اگرچہ سلسلہ اُن کا میت کے ساتھ محض ماں کے سبب سے ہے مگر پھر بھی وہ ماں سے محجوب نہیں ہوتے ہیں لیکن تعجب یہ ہے کہ ان میں کے بھی دو نفر ملکر ماں کو حجب نقصان پہنچا دیتے ہیں مگر اصول نر و فرع میت سے یہ قطعی ساقط ہیں فتدبر۔ ۱۲ **۵۶** شوہر و زوجہ میں سے ۔الخ۔ یعنی میت کے شوہر و زوجہ میں سے جب میت کے باپ کے ساتھ فرائض میں پایا جائے مطلب یہ ہے کہ اگر میت عورت ہو اور اُس کے شوہر اور ماں باپ دونوں فرائض میں موجود ہوں یا میت مرد ہو تو اس کی جورو اور باپ شریک فرائض ہوں تب ایسی صورت میں میت کی ماں کو زوجہ یا شوہر کا حصہ فرض نکال کر باقی مال کی تہائی دیجائے گی کل مال کی تہائی نہ دی جائے گی۔ ثلث مابقی جو قافیہ میں ہے اُس سے یہی غرض ہے کہ احد الزوجین کا فرض نکال کر جو باقی بچے اُس میں کی ایک تہائی ماں کا فرض ہے جبکہ باپ بھی میت کا موجود ہو۔ منہ **۵۷** ہو نہ گر مادر ۔الخ۔ یعنی اگر میت کے ماں نہ ہو بلکہ جدہ صحیحہ موجود ہو تو ماں کے بجائے وہ جدہ صحیحہ حقدار ہوتی ہے۔ اور ماں کے بعد وہ ذوالفرض قرار پاتی ہے ۱۲۔ منہ **۵۸** ایک ہو یا دو ہوں یا ہوں جس قدر ۔الخ۔ یعنی ایک جدہ صحیحہ میت کے ہو یا دو جدہ ہوں یا اس سے بھی زائد ہوں اُن سب کو

چھٹا حصّہ ملیگا اُس سے زیادہ کبھی نہ ملے گا کیا معنی کہ جس طرح بعض صورتوں میں ماں کو تہائی حصّہ بھی مل جاتا ہے اس طرح جدہ کو تہائی کبھی نہیں ملیگا جدہ کو ہر حالت میں چھٹا حصّہ دیا جاتا ہے خواہ جدہ ایک ہو خواہ زائد ہوں - اور واضح ہو کہ جسقدر جدات زیادہ اوپر کی ہوں گی اسیقدر اُن کی تعداد زیادہ ہو سکتی ہے جو شمار سے بھی باہر ہے مگر متعدد جدات کی صورت میں یہ بات ملحوظ خاطر مبارک رہے کہ - ۱۲ منہ ۵۹ سلسلہ میت سے ہو - الخ یعنی جس جدہ صحیحہ کا سلسلۂ نسب میت سے قریب ہوگا اُس جدہ سے اوپر کی جدات جن کا سلسلہ کچھ بعید ہوگا وہ بے نصیب و بے بہرہ و محجوب ہو جائینگی اور پھر اُن کو یعنی اوپر والیوں کو کچھ نہ ملے گا - ۵۱۰ ہوں برابر کی - الخ - یعنی اگر متعدد جدات کی صورت میں کوئی جدہ قریب و بعید نہ ہوگی - بلکہ سب کا سلسلۂ قرابت برابر برابر ہوگا تو اُس وقت اُن سب کو چھٹے حصّہ میں سے برابر برابر حصّہ تقسیم ہوگا مثلاً اگر میت کے نانی دادی دونوں موجود ہوں تو اُن دونوں کا سلسلۂ قرابت میت سے مساوی ہے کہ ایک میت کی ماں کی ماں ہے اور دوسری میت کے باپ کے ماں ہو تو انؔ دونوں کو برابر حصّہ ملیگا اسی طرح اوپر والیوں کا حال ہے مثلاً میت کے ماں باپ نانی دادی نہوں اور نانی کی ماں اور دادی کی ماں اور دادا کی ماں یہ تینوں موجود ہوں تو اسی ایک سدس میں وہ سب شریک و سہیم رہیں گی اور اگر کسی کا سلسلہ بعید ہوگا تو وہ محجوب ہوگی مثلاً اگر نانی کی موجودگی میں پڑدادی یا نانی کی ماں پر نانی ہوگی تو وہ محجوب ہو جائیں گی - فتنبہ - منہ ۵۱۱ ایک جدہ سے جو ہوں - الخ - یعنی اگر میت کا سلسلہ قرابت ایک جدہ سے دوہرا ہو اور ایک جدہ سے اکہرا ہو مثلاً اگر ایک عورت میت کے باپ کی بھی نانی ہے اور ماں کی بھی نانی ہے تو اس صورت میں اس عورت سے میت کا دوہرا سلسلہ ثابت ہوا اور ایک عورت میت کے صرف باپ کی دادی ہے اور اس صورت میں اس عورت سے میت کا اکہرا سلسلہ رہا پس ایسی صورت میں یہ دونوں جدات دو سلسلہ والی اور ایک سلسلہ والی برابر برابر حصّہ پائیں گی یہ نہیں ہے کہ دو سلسلے والی کو دوہرا اور ایک سلسلہ والی کو اکہرا دیا جائے - منہ

## حاشیہ صفحہ ۷۴ نمبر ۶

یعنی لڑکے - الخ - یہ میت کی اولاد میں عصبہ ہونے کی تفصیل ہے کہ میت کی اولاد میں سب سے اول میت کے صلبی لڑکے عصبہ بنفسہٖ ہوتے ہیں اور اگر وہ نہوں تو اُن کے بعد میت کے لڑکوں کے لڑکے جن کو پوتے کہتے ہیں وہ عصبہ بنائے جاتے ہیں اسی طرح نیچے تک برابر یہ امر بخوبی مد نظر رہے کہ جہاں تک میت کی اولاد میں کوئی مرد پایا جائے تو وہ عصبہ مقرر کیا جائے کیا معنی کہ پوتوں کے بعد پر پوتے اور اُن کے بعد نگر پوتے کے بعد دیگرے عصبہ مقرر ہوں الی غیر النہایۃ - منہ ۵۷ قسم ثانی - الخ - یعنی عصبات نسبی کی دوسری قسم میں میت کے وہ تمام اصول نرینہ داخل ہیں جن کی اولاد میں میت ہو جسکی تفصیل یہ ہے کہ اس قسم دوم میں سب سے پہلے میت کا باپ ہے اور اگر وہ نہ ہو تو میت کا دادا اور اگر وہ بھی نہ ہو تو میت کے باپ کا دادا اور یکے بعد دیگرے عصبہ مقرر ہوگا کیا معنی کہ یہی التزام لے نہایت اوپر تک چلا جائیگا کہ دادا کے بعد پردادا اور اُس کے بعد نگر دادا اور اُس کے بعد نگر دادا اگر زندہ ہوگا تو عصبہ بنے گا - منہ ۵۸ ہو کر جد صحیح - الخ - یہ دادا کی تعریف ہے کہ قسم دوم میں جو باپ کے بعد دادا پردادا وغیرہم عصبہ مقرر کئے گئے ہیں وہ - وہ دادا کہ جد صحیح کے نام سے موسوم ہیں اور جد صحیح کی صفت یہ ہے کہ اُس کے سلسلۂ نسب میں کسی ماں کا واسطہ نہو - کیا معنی کہ ماں کا باپ جسکو ہندی میں نانا کہتے ہیں وہ نہو اور اسی طرح نہ نانی کا باپ ہو نہ دادی کا باپ ہو کیونکہ ان سب میں ماؤں کے واسطے موجود ہیں اور یہ لوگ جد فاسد کہلاتے ہیں غرض کہ باپ کا باپ اور اُس کے باپ کا باپ جد اور یہی سلسلہ باپ در باپ سیدھا اوپر تک چلا جائے دوسری طرف منتقل نہ ہو وہ جد صحیح ہے اور وہ ہی عصبات میں داخل ہے اور جد فاسد ذوی الارحام میں شامل ہے - منہ ۵۹ قسم ثالث - الخ - یعنی عصبات نسبی کی تیسری قسم میں میت کے باپ کی اولاد ذکور ہے جس میں سب سے پہلے میت کے بھائی عصبہ ہیں اور وہ نہوں تو بھائیوں کے اولاد نرینہ نیچے تک عصبہ ہوتی ہے یعنی بھتیجے اور اُن کے بعد اُن کے لڑکے نیچے تک ۱۲ - منہ

## حاشیہ صفحہ ۷۵ نمبر ۸

کچھ نہیں ملتا - الخ - یعنی میت کی بھتیجی جو کہ اُسکے بھائی کی دختر ہے یا میت کی پھپھی جو اُسکے دادا کی دختر اور باپ کی خواہر ہے ان دونوں کو اور نیز اوپر کی نسبی بھتیجیوں اور پھپھیوں کو عصبات نہ کیا جائے کچھ نہیں ملتا ہے کیا معنی کہ یہ عورتیں اپنے اپنے بھائیوں کیساتھ عصبہ نہیں ہوتیں ہیں اور ان کے بھروسے بھائی ہی سارا ترکہ خود ہضم کر جاتے ہیں البتہ تنہا عصبہ بن کر مالک کل ہوتے ہیں اور نیچے اوپر تک کی بھتیجیوں اور پھپھیوں سے یہ مطلب ہے کہ نہ باپ کی بھتیجی پھپھی نہ دادا پر دادا کی بھتیجی پھپھی کچھ حصّہ پاتی ہیں - منہ ۵۹ کیونکہ یہ ذوی الفروض ہیں - الخ - یعنی ان بھتیجیوں پھپھیوں کے محروم ہونے کا ۱۰ اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہ بننے کا یہ باعث ہے کہ یہ عورتیں ذوی الفروض میں شمار نہیں کی گئیں کیا معنی کہ ان عورتوں کا کوئی فرض حصّہ قرآن مجید میں خداوند عزاسمہٗ نے بیان نہیں فرمایا جیسا لڑکیوں کا اور بہنوں کا حصّہ مقرر کر کے فرما دیا ہے اس لئے یہ عورتیں ان کا ترکہ پر بھی اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں بنتی ہیں عصبہ بالغیر وہی عورتیں ہوتی ہیں

جو ذوی الفروض میں شمار ہوتی ہیں ۔منہ ؎۱۵ ہیں ذوی الارحام میں ۔الخ ۔یعنی یہ عورتیں جو اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں ہیں یہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اگر تو چاہے تو اُن کا حصّہ ذوی الارحام کے بیان میں معلوم کر لینا ۔منہ

**حاشیہ صفحہ ۶۷ نمبر ۶ کا بقیہ** پس جہاں کہیں فرائض میں نری نرا ایک یا دو ثلث لینا منظور ہوں گے وہاں تین کے عدد مخرج بنائیں گے اور جہاں کہیں ایک سدس یعنی چھٹا حصّہ فقط لینا ہوگا وہاں چھ عدد سے مخرج مقرر کریں گے ۔چھئوں فرضوں سے ہر دو قسم کے مخارج کا علیحدہ علیحدہ بیان ہو چکا ۔ ؎۵ پھر اگر اک قسم کے ۔الخ ۔یعنی اوپر جو بیان ہوا وہ چھیوں فرضوں کے تنہا حصوں کے مخرج کا بیان تھا کہ جب فرائض میں ایک ایک قسم کا ایک ایک فرض علیحدہ علیحدہ آئے اور کوئی دوسرا فرض اُس کے ساتھ شریک نہ ہو تو اُس وقت اُس قاعدے کے موافق مخرج بنایا جائے جو مذکور ہوا ۔اب مؤلف کہتا ہے کہ اگر ہر دو قسم مذکورہ میں سے ایک قسم کے دو فرض خواہ سب فرض تینوں کے تینوں ایک جگہ آکر جمع ہو جائیں تو اُس وقت اُن سب میں جو چھوٹا و کمتر فرض ہوگا اُس کے ہمنام عدد سے مخرج مقرر کیا جائیگا ۔مثلاً اگر کہیں فرائض میں قسم اول کے دو فرض آدھا اور چوتھائی شریک ہوں گے تو چونکہ اُن دونوں میں چوتھائی کمتر ہے لہذا اسی کے ہمنام چار کے عدد سے مخرج مقرر کیا جائے گا اور اسی طرح اگر کہیں آدھا اور آٹھواں مشترک ہوں گے تو چونکہ آٹھواں فرض اُن دونوں میں چھوٹا ہے پس ایسے موقع پر اُس کے ہمنام آٹھ عدد سے مخرج مسئلہ بنالیں گے وعلی ہذا اگر قسم دوم کے تینوں فرض ایک تہائی ۔دو تہائی اور چھٹا ۔جمع ہوں تو چونکہ چھٹا سب میں چھوٹا فرض ہے لہذا یہاں چھٹے فرض کے ہمنام چھ عدد سے مخرج مسئلہ تیار کیا جائیگا اور اُس سے تقسیم فرائض عمل پذیر ہوگی ۱۲ ۔منہ ۔

**حاشیہ صفحہ ۷۷ نمبر ۶ ۔** عول ہے ۔الخ ۔یہ عول کی تعریف ہے کہ عول جسکا ذکر بار بار اوپر کیا گیا وہ کیا چیز ہے وہ یہ ہے کہ جب فرائض میں جملہ حصّہ داروں کو مخرج سے پورا حصّہ نہ مل سکے اور وہ بسبب زیادتی حصص کے تنگ ہو جائے تو مخرج کو بڑھا لیا جائے اور صورت اُس کی یہ ہے کہ جملہ حصہ داروں کے سہام کو مخرج سے نکال کر اگر ایک جگہ جمع کریں تو وہ سہام مجتمع ۔اصل مخرج سے بڑھ جائیں پس جسقدر اضافہ حاصل ہوگا وہی عدد عول کہلائیگا ۔مثلاً چھ کے فرض کا عول طاق وجفت دس تک آتا ہے

پس اگر ایک مسئلہ میں کہیں میت کا شوہر اور دو بہنیں پائی جائیں تو بہ سبب جمع ہونے فرض نصف قسم اول کے ساتھ دو ثلث فرض قسم دوم کے بموجب قواعد مذکورہ مسئلہ کا مخرج چھ ہوگا پس چھ کا نصف ۳ عدد شوہر کا حصّہ ہوا اور بہنوں کے دو ثلث چھ میں سے چار ہوئے اب ان دونوں کو جمع کیا تو سات عدد ہوئے چونکہ اصلی مخرج چھ عدد تھا اور سہام اُس سے متجاوز ہو کر سات عدد ہو گئے ۔اسی کا نام عول ہے پس ایسی صورت میں مخرج سات ہی مقرر کیا جائیگا اور وہ مسئلہ عائلہ کہلائیگا ۔یہ مثال طاق عول کی ہوئی ۔اور جبکہ صورت مسئلہ مذکور میں شوہر اور بہنوں کے ساتھ جدہ صحیحہ بھی اور موجود ہو تو اُس صورت میں اصل مخرج چھ میں سے چھٹے حصّہ کا ایک سہم جدہ صحیحہ کو بھی دیا جائیگا اور اُس کے شامل کرنے سے جملہ سہام آٹھ ہو جائیں گے چونکہ اصل مخرج چھ سے تھا اور سہام کا مجموعہ آٹھ ہو گئے لہذا بہ سبب تنگ ہو جانے اصل مخرج کے اُس کو بڑھا کر آٹھ ہی کر لیا گیا اور یہی عول ہے یہ مثال عول جفت کی ہوئی اور اسی طرح ۹ و ۱۰ کو سمجھنا چاہئے اور علی ہذا بارہ اور چوبیس کی مخرجوں کے عول کو سمجھنا چاہئے مثال اُن کی بھی لکھی جائے گی بارہ کے مخرج میں عول ہونے کی یہ مثال ہے کہ اگر کہیں فرائض میں ایک زوجہ اور ایک جدہ صحیحہ اور دو حقیقی بہنیں موجود ہوں تو بموجب قواعد مذکورہ مخرج بارہ سے مقرر ہوگا بارہ میں سے چہارم کے تین سہام زوجہ کے اور چھٹے کے دو سہام جدہ کے اور دو ثلث کے آٹھ سہام دونوں بہنوں کے ہوئے اب اُن سب کو جمع کیا تو تیرہ سہام ہو گئے چونکہ مخرج بارہ سے تھا اور سہام کا مجموعہ تیرہ ہو گیا لہذا یہی عول ہے اور اسی طرح پندرہ اور سترہ تک کے عول کی مثال ہے کہ اگر کہیں فرائض میں ایک زوجہ اور ماں اور باپ اور دو لڑکیاں پائی جائیں تو بموجب قواعد مذکورہ اصل مخرج مسئلہ چوبیس سے ہوگا چوبیس میں سے آٹھویں کے تین سہام زوجہ کو اور چھٹے کے چار چار سہام ماں اور باپ کو اور دو ثلث کے سولہ سہام دونوں لڑکیوں کو دیئے گئے تو اُنکا مجموعہ ستائیس ہوتا ہے چونکہ اصل مخرج ۲۴ سے تھا اور مجموعہ سہام ۲۷ ہوتا ہے لہذا تین کا عول ہے پس اب مخرج بجائے ۲۴ کے ۲۷ قرار پائے گا اور مسئلہ عائلہ کہلائیگا اس مخرج میں صرف یہی ایک عول ستائیس کا آتا ہے اُس سے کم وبیش نہیں آتا عول میں سب ذوی الفروض کے حصے کچھ کم ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی عصبہ بھی ایسے موقع پر ہوتا ہے تو وہ بھی محروم ہو جاتا ہے جس طرح اسی صورت میں باپ ہے کہ اُس نے بحیثیت ذوی الفروض ہونے کے تو حصّہ پایا ہے لیکن بحیثیت عصبہ ہونے کے کچھ نہیں پایا ۔اگر مخرج تنگ نہ ہوتا اور اُسمیں سے کچھ باقی رہجاتا تو اُس کو بھی بطور عصوبت کے لیتا فقط ۔منہ ؎۶ دو عدد و ہمشکل ۔الخ ۔یعنی جب کبھی کہیں پر دو عدد ہمشکل نظر آئیں تو اُن کی باہمی نسبت موجود ہوگی اُس کو

تماثل نام ہوگا جس طرح ۲-۲ یا ۷-۷ اور ان دونوں عددوں کو متماثل کہیں گے۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۷۹ نمبر ۳ کا بقیہ** یہ تصحیح قدرے مشکل و دشوار ہے لیکن مؤلف نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس کو شروع میں بیان کیا ہے جس کے سمجھنے میں چنداں شرح کی ضرورت نہیں ہے مگر تاہم بہ نظر سہولت مختصراً اس کی شرح بھی کیجاتی ہے۔ یعنی اگر چند فرقوں کے سہام مقبوضہ ان کے عدد ہائے رؤس پر منکسر ہوں اور کسی پر صحیح نہ بٹ سکتے ہوں تو اس وقت۔ منہ ۵۴ پیشتر ہر ایک کے سہم و راس ہیں۔ الخ۔ یعنی اس وقت سب سے پہلے ہر ایک فریق کے سہام و عدد رؤس میں نسبت ہائے مذکورۂ بالا کا غور و ملاحظہ کریں کہ ان میں باہم کیا کیا نسبتیں ہیں ۱۲ منہ ۵۵ آئے جو جو نسبت ان کے راس کی الخ۔ یعنی ہر فریق کے عدد رؤس و سہام مقبوضہ میں غور کرنے سے جو جو نسبت کہ ان کے عدد رؤس کی پیدا ہو پس وہی نسبت بجائے اس عدد رؤس کے مان لی جائے اور اسی کو اصل فرقہ قائم کر لیا جائے مثلاً اگر کسی فریق کے عدد رؤس چھ نفر ہوں اور ان کے سہام چار عدد ہوں تو ان میں نسبت کا غور کرنے سے توافق پایا گیا لہذا عدد رؤس کا وفق تین عدد نکلا۔ پس اب وہی تین عدد بجائے کل عدد رؤس چھ کے فرض کر لئے گئے اب دوسرے فریق کے عدد رؤس میں اور سہام میں غور کیا گیا تو فرض کرو کہ ان میں باہم نسبت تباین پائی گئی مثلاً اگر عدد رؤس کسی فریق کے تین نفر ہوں اور سہام چار عدد ہوں تو ان تین اور چار کے باہم نسبت تباین ظاہر ہے لہذا یہاں کل عدد رؤس معتبر ہو کر بدستور وہی سب رکھ لئے جاویں گے کذا و کذا منہ ۵۶ اب جہاں۔ الخ۔ یعنی اب اس کارروائی کے بعد جو فریق نسبتی کہ تیار کئے گئے ہیں ان کے باہم اب پھر نسبت کا غور کرکے ان میں آپس میں کیا کیا نسبتیں پائی جاتی ہیں مثلاً مثال مذکورہ بالا میں فریق اوّل کے چھ نفر میں سے بعد ملاحظہ نسبت توافق۔ تین نفر تسلیم کئے گئے تھے اور فریق دوم میں بہ سبب ظاہر ہونے نسبت تباین کے کل عدد رؤس یعنی کے تین برقرار رہے تھے پس اب ان دونوں نسبتی فرقوں میں پھر باہم نسبت کا خیال کریں کہ کیا ہے ---------- پس اگر ان کے باہم نسبت تماثل نظر آئے جیسا کہ مثال ہذا میں موجود ہے تو اس صورت میں۔ منہ ۵۷ ایک فرقہ کے۔ الخ۔ یعنی۔ ایسی حالت میں جبکہ ان فرقوں میں باہم تماثل ہو تو صرف ایک فرقہ کے عدد رؤس کو لیکر اصل مخرج مسئلہ میں ضرب کرنا چاہئے حاصل ضرب اس کا مخرج ہوگا اور اس جدید مخرج بالا سے ہر فریق کے ہر نفر کو صحیح حصہ تقسیم ہوگا۔ منہ ۵۸ اور جو ہو ان میں تداخل۔ الخ۔ یعنی اگر اعداد رؤس کے باہم نسبت تداخل بطریق معمول و مذکور ثابت ہو تو اس وقت ان میں جو فریق کہ سب فریقوں میں بڑا ہو اس کے عدد رؤس کو اصل مخرج میں ضرب دینا چاہئے حاصل ضرب اس کا مخرج تیار ہوگا۔ منہ ۵۹ اور جو فرقوں میں۔ الخ۔ یعنی اگر بجائے تماثل و تداخل کے نسبتی فرقوں میں باہم توافق ہو تو ایک فرقہ کے وفق کو دوسرے فرقہ میں ضرب کرنا چاہئے مثلاً ایک فریق کے عدد رؤس و سہام میں نسبت کا غور کرکے بارہ عدد رؤس فرض کئے گئے تھے اور دوسرے فریق کے عدد رؤس و سہام میں غور کرکے ۱۶ عدد رؤس رکھے گئے تھے اب ان بارہ اور سولہ میں جو نسبت کا غور کیا تو توافق بالربع پایا گیا --- لہذا ایک کے وفق کو دوسرے میں مثلاً بارہ کا وفق تین لیکر سولہ میں یا سولہ کا وفق چار لیکر بارہ میں ضرب کر دینا چاہئے کہ حاصل ایک ہے اس کا نتیجہ آگے چلکر نکلے گا۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۸۱ نمبر ۴ کا بقیہ** مخرج ایک یا تین یا سات جیسی صورت ہو فرقہ ہائے اہل رد پر تقسیم کیا جاسکے یہ نہ کیا جائے کہ بموجب قواعد تصحیح قسم اوّل کے فرض کو قسم دوم کے فرض سے ملا کر مخرج مسئلہ چھ سے یا بارہ سے یا چوبیس سے کیا جائے یہاں رد کے موقع پر ایسا عمل نہیں ہوتا ہے یہاں میاں بی بی کے مخرج اقل سے مخرج مسئلہ مقرر کیا جاتا ہے اور جب اس سے سہام منقسم نہیں ہوتے تو اس کی تصحیح کیجاتی ہے اور اسی کو مخرج خورد و مخرج کمتر و مخرج اقل کہتے ہیں فتدبر۔ منہ ۵۵ ساتھ اس کے جنس۔ الخ۔ اب یہ ترکیب میاں بیوی کے ساتھ اہل رد کی تقسیم کی شروع ہوئی کہ جب فرائض میں اہل رد کے ساتھ میت کا جفت حلال بھی موجود ہو تو اس وقت اس کا فرض حصہ اس کے مخرج اقل میں سے نکال کر باقی مخرج مذکور کو فراق واحد کے اعداد رؤس پر بانٹ دینا چاہئے۔ منہ ۵۶ منقسم ہو جائیں۔ الخ۔ یعنی اگر وہ سہام جو میاں بیوی کے باقی ماندہ مخرج اقل سے اہل رد کو دیئے گئے ہیں ہر فرد پر صحیح تقسیم ہو جائیں تو سب سے بہتر ہے کہ پھر کسی اور بات کی ضرورت نہیں ہے اور یہی مقصود اصلی ہے مثال اس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۴

| شوہر | دختران ۳ نفر |
|---|---|
| ۱ سہم | ۳ سہام |

صورت مسئولہ میں ایک شوہر اور تین لڑکیاں وارث ہیں چونکہ فرائض میں کوئی عصبہ نہیں ہے لہذا مسئلہ ردیہ ہے پس ربع شوہر کو اس کے اقل مخرج یعنی کہ چار میں ایک دیا تو باقی تین رہ گئے ۔ چونکہ لڑکیاں بھی تین ہی ہیں لہذا وہ تینوں سہام اُن پر منقسم ہیں جیسا کہ زیر مدیث تحریر ہے ۔ پس اب یہاں کسی اور کارروائی کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور جو بقیہ سہام مخرج جنت فریق واحد اہل رد پر تقسیم نہ ہوں تو اُن کی وقت الخ ۔ ۵۵ چوڑ کر سب کام ۔ الخ ۔ یعنی بصورت نہ منقسم ہونے ما بقی مخرج مذکور کے فریق واحد کے عدد رؤس پر اُس کے سہام حاصلہ اور عدد رؤس کے درمیان نسبت کا غور کرنا چاہیے کہ دونوں میں کیا نسبت ہے ۔ منہ ۵۵ انہیں نسبت ۔ الخ ۔ یعنی عدد رؤس فریق واحد اور اُن کے سہام حاصلہ میں نسبت توافق معلوم ہو تو عدد رؤس کے وفق کو لیکر ضرب کر ۔ منہ ۵۹ ضرب اقل مخرج میں ۔ الخ ۔ یعنی جنت کے مخرج خورد میں وفق فرقہ کو ضرب کر اور در صورت پیدا ہونے نسبت تداخل کے اُس کا بھی وفق نکال کر مخرج مذکور میں ضرب کر کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ تداخل فیما بین عدد رؤس و سہام مقسوم علیہ جبکہ سہام کمتر ہوں تو نسبت توافق قرار پاتا ہے ۔ پس ایسی صورت میں اُس کا بھی وفق نکال کر مخرج مذکور میں ضرب دینا تاکہ تصحیح درست ہو جاوے جیسا کہ مثال ہذا سے روشن ہے فانظر الیہ ۔

مسئلہ ۸/۴

| شوہر | دختران چھ نفر |
| --- | --- |
| ۲ سہام | ۶ سہام |

صورت مسطورہ میں جبکہ شوہر کو اُس کے کمتر مخرج چار سے ایک ادا کیا تو تین باقی بچے وہ چھ نفر دختران پر غیر منقسم ہیں پس نسبت کا غور کیا تو اس میں تداخل پایا پس ایسے موقع پر عدد رؤس کا وفق تین دُونے چھ کے حساب سے دو نکال کر مخرج اقل جنت میں ضرب دیا تو آٹھ ہو گئے ۔ اب وہ آٹھ اُن سب پر منقسم ہیں جیسا کہ زیر مدیث تحریر ہے یہ مثال توافق و تداخل دونوں کی ہوئی ۔ فتنبہ منہ ۵۱ اور تباین اُن میں گر ہوا ی عروس الخ ۔ عروس دولہا دولہن دونوں کو کہتے ہیں اور یہاں اہل رد کے ساتھ انہیں کے ہونے کا ذکر ہے لہذا اندار محل ہے ۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اگر فیما بین عدد رؤس و سہام حاصلہ فریق واحد کے توافق یا تداخل نہ ہو بلکہ تباین ہو تو اس وقت کل عدد رؤس فریق واحد کو مخرج اقل احد الزوجین میں ضرب دینا چاہیے کہ اس سے تصحیح ہو جائیگی مثال اُسکی یہ ہے ۔

مسئلہ ۳۲/۸

| زوجہ یک | دختران ۴ نفر |
| --- | --- |
| ۴ سہام | ۲۸ سہام |

مثال مسطورہ میں جبکہ زوجہ کو اُس کے اقل مخرج سے کہ آٹھ ہیں ایک دیا گیا تو باقی سات سہام لڑکیوں کے حق کے ہیں مگر چونکہ لڑکیاں ۴ نفر ہیں بدیں وجہ وہ ان پر غیر منقسم ہیں اب انہیں نسبت کا غور کیا تو تباین پایا گیا پس بموجب قواعد تصحیح کل عدد رؤس لڑکیوں کو کہ چار ہیں کمتر مخرج زوجہ میں کہ آٹھ ہیں ضرب دیا تو بتیس ہو گئے اُن سے مخرج بالا تیار کر کے ہر ایک فرد کو تقسیم کر دیا گیا جیسا کہ زیر مدیث تحریر ہے ۔ اگر کسی موقع پر زوجات متعدد ہوں تو وہاں اُن کا سہم حاصل بھی اُن پر منقسم نہ ہوگا اُس وقت اُن کے عدد رؤس سہم حاصل میں بھی نسبت کا غور کر کے انکے عدد ۔ کی نسبت معتبرہ کو فریق واحد کے رؤس کی نسبت منظورہ سے موازنہ کر کے کمتر مخرج زوجات میں ضرب دی جائیگی اور اُس سے تصحیح مسئلہ ہوگی مثال اُس کی بھی ملاحظہ طلب ہے ۔

مسئلہ ۱۶/۸

| زوجہ ۲ نفر | دختران ۲ نفر |
| --- | --- |
| ۲ سہام | ۱۴ سہام |

مثال مسطورہ میں دو زوجہ اور دو لڑکیاں ہیں چونکہ مسئلہ ردیہ ہے لہذا اوّل زوجات کو اُن کے کمتر مخرج سے کہ آٹھ ہیں ایک سہم اُنکے آٹھویں حصہ کا دیا گیا تو باقی سہام سات رہے اور وہ ہر دو لڑکیوں کو دیدیے گئے اب جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ زوجات کا سہم اُن پر اور لڑکیوں کے سہام لڑکیوں پر غیر منقسم ہیں لہذا پیشتر دونوں کے عدد رؤس و سہام میں نسبت کا غور کیا تو دونوں میں تباین پایا گیا بدیں وجہ دونوں کے عدد رؤس معتبر ہوئے اب دونوں نسبتی فریقوں میں پھر نسبت کا غور کیا تو تماثل نظر آیا لہذا بموجب قواعد تصحیح اُن دونوں میں سے ایک کے عدد رؤس کو لیکر کمتر مخرج زوجات میں ضرب دیدیا تو سولہ ہو گئے پس اب اِن سولہ سے تصحیح

بالاتیار کرکے ہر فریق کو اُس کے سہام دیدیے گئے تو وہ اُن کے ہر فرد پر منقسم ہیں جیساکہ زیر میت تحریر ہے کہ فی زوجہ یک یک سہم اور فی دختر سات سات سہام پہونچے ہیں منہ ۱۴ - ۵ اور اگر ہوں ساتھ الخ - اب یہاں سے احد الزوجین کے ساتھ دو فریق اہل رد کی تصحیح شروع ہوئی یعنی جبکہ میراث میں جو روخاوند دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بجائے فریق واحد کے دو فریق اہل رد کے پائے جائیں تب وہاں یہ دوسری ترکیب عمل میں لانا چاہیے جس کا ذکر اگلے شعر میں ہے -

واضح ہو کہ شعر میں جو دو فریق کی خصوصیت قافیہ میں بیان کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مؤلف شریفیہ شارح سراجیہ کو تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے ساتھ اہل رد کے دو فریق سے زائد جمع نہیں ہوتے پس اسی کے بموجب یہ تخصیص نظم میں عرض کی گئی لیکن مؤلف رسالہ لذا کا تجربہ اس کے خلاف ہے بہر حال فریق خواہ دو ہوں خواہ زائد طریق عمل اُن سب کا یکساں ہے جیساکہ آگے مذکور ہے - منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۸۲ نمبر ۴** شہرسے جو جو قدر - الخ - یعنی اُن میں غور کرنے سے جو جو مقادیر ہر دو فریق کے عدد رؤس کے قائم ہوں پس اُن مقداروں میں باہم پھر کر غور کیا جائے کہ اُن میں کیا نسبت ہے - ۱۲۰ - منہ

۵ گر توافق ہو تو وفق یک فریق - الخ - اب اگر اُن نسبتی فریقوں میں باہم نسبت توافق ہو تو ایک کے وفق کو لیکر دوسرے فریق کے اعداد میں اور اگر نسبت تباین ہو تو ایک کے کل اعداد رؤس کو دوسرے فریق کے کل اعداد میں بطریق معمول ضرب دے اور اُن دونوں مضروب کے حاصل ضرب کو لیکر ۱۲ - منہ ۶ جنت کے مخرج - الخ - یعنی حاصل ضرب مذکور کو مخرج خورد جنت میت میں ضرب دے اور اس کے حاصل ضرب سے مخرج بالاتیار کرلے تاکہ اس سے ہر دو فریقین کو صحیح تقسیم ہو جائے مثال اس کی یہ ہے

مسئلہ ۴۸/۴

مسـ

| زوجہ یک | جدات چار نفر | برادران اخیافی ۶ نفر |
|---|---|---|
| ۱۲ سہام | ۱۲ سہام | ۲۴ سہام |

صورت مسئولہ میں ایک زوجہ اور چار جدات صحیحہ اور چھ نفر برادران اخیافی وارث ہیں چونکہ فرائض میں کوئی عصبہ نہیں ہے لہذا مسئلہ ردیہ ہے پس بموجب قواعد رد - اول زوجہ کو اس کے مخرج خورد چار سے ایک دیا گیا تو تین باقی بچے وہ تینوں ہر دو فریق اہل رد کے حق کے ہیں اور چونکہ اُن دونوں فریق کے مجموع سہام بھی ۳ ہیں جیساکہ اوپر معلوم ہو چکا ہے لہذا اسی کے مطابق اُن تین سے ایک جدات کو اور دو سہام برادران اخیافی کو دیے گئے اب جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ چار نفر جدات پر ایک سہم اور چھ نفر برادران اخیافی پر دو سہام اُن کے منقسم نہیں ہیں پس ہر دو فریق مذکور کے عدد رؤس و سہام مقبوضہ میں نسبت کا غور کیا تو جدات کے سہام و رؤس میں تباین پایا گیا بدیں وجہ جدات کے کل عدد رؤس یعنی چار معتبر ہوئے اور برادران اخیافی کے سہام و رؤس میں غور کرنے سے نسبت توافق ظاہر ہوئی لہذا اُن کے عدد رؤس کا وفق کہ تین ہے لے لیا اب اِن چار اور تین میں جو نسبتی فریق ہیں پھر نسبت کا غور کیا تو تباین ثابت ہوا ایک کو دوسرے میں ضرب دیا تو بارہ ہوئے اب اِن بارہ کو مخرج اقل میں ضرب دیا تو ۴۸ ہو گئے اب ان ۴۸ سے مخرج بالا قائم کرکے ہر ایک فریق کو اُن کے حصے دیدیے گئے وہ اُن کے ہر فرد پر ٹھیک تقسیم ہیں جیساکہ زیر میت تحریر ہے یہ مثال تباین کی ہوئی اسی طریق پر توافق میں ایک کا وفق دوسرے میں ضرب ہو کر حاصل ضرب مخرج اقل احد الزوجین میں ضرب پائیگا اور اس سے مخرج بالاتیار ہوگا جیساکہ چند بار مکرر اوپر بتا دیا گیا ہے فتنبہ منہ ۷ گر تماثل ہو - الخ - یعنی ہر دو فریق نسبتی مذکور میں توافق یا تباین نہو بلکہ تماثل ہو تو اس وقت اُن دونوں میں سے کسی ایک کے عدد رؤس کو لیکر مخرج اقل مذکور میں ضرب دیکر مخرج بالاتیار کرلینا چاہیے اگر ان میں نسبت تداخل ہو تو --- دونوں میں سے بڑے فریق کے عدد رؤس لیکر مخرج مذکور میں ضرب کرکے تصحیح کرنا چاہیے کہ اس سے ہر فرد کو صحیح تقسیم ہو جائیگا مثال دونوں کی مندرج ذیل ہے۔

مسئلہ ۱۶/۴

مسـ

| زوجہ یک | جدات ۳ نفر | اخوات مادری ۳ نفر | یہ مثال تماثل کی ہے |
|---|---|---|---|
| ۴ سہام | ۴ سہام | ۶ سہام | |

کہ جب ہر سہ جدات وہر سہ اخوات اخیافی کے عدد رؤس وسہام میں نسبت کا غور کر کے اُن کے عدد رؤس بہ تو معتبر رہے گئے تو اُن میں باہم تماثل پیدا ہوا لہٰذا بموجب قواعد تصحیح ان میں سے ایک کے عدد رؤس یعنی تین کو زوجہ کے مخرج اقل چار میں ضرب دیا تو بارہ ہو گئے اب وہ ہر دو فریق کے ہر فرد پر ٹھیک منقسم ہیں جیسا کہ زیر دمیت تحریر ہے مثال تداخل کی یہ ہے۔

مسئلہ ۳۶/۴

| زوجہ یک نفر | جدات ۳ نفر | اخوات اخیافی ۹ نفر |
|---|---|---|
| ۹ سہام | ۹ سہام | ۱۸ سہام |

جبکہ کسی جگہ فرائض ایک زوجہ اور تین جدات صحیحہ اور ۹ اخوات اخیافی پائے جاویں تو اس وقت جدات و اخوات کے عدد رؤس معتبر ہو کر اُنکے باہم تداخل ثابت ہوگا لہٰذا ان میں سے بڑے فریق کے عدد رؤس کو کہ نو عدد ہیں زوجہ کے اقل مخرج میں کہ چار ہیں ضرب دیکا تو حاصل ضرب چھتیس ہو جائیں گے اس سے مخرج بالا اختیار کرکے ہر ایک فریق کے ہر فرد کو صحیح تقسیم کر دیا جائیگا جیسا کہ زیر دمیت تحریر ہے۔ منہ ۵۸ جب ہو باقی زوجین۔ الخ۔ یہاں تک جو بیان ہوا وہ ہر دو فریق اہل رد کے مجموع سہام پر باقی زوجین مستقیم ہو کر ہر فرد پر جُدا جُدا تقسیم ہونیکا تھا جیسا کہ گذر چکا اور اس کی مثالیں علیحدہ علیحدہ ظاہر کردی گئیں۔ اب یہاں سے اس بات کا بیان شروع ہوا کہ اگر وہ ما بقے احد الزوجین مجموع حصص ہر دو فریق پر مستقیم ہی نہوں کیا معنی کہ مجموع حصص اور کچھ ہوں اور ما بقی احد الزوجین کچھ اور ہوں مثلاً مجموع سہام پانچ ہوں اور باقی جنت سات عدد ہوں تو ایسی صورت میں وہ فرقوں پر ہی مستقیم و راست نہیں ہوں گے بہر فرداً فرداً ہر ایک پر کیونکر تقسیم ہوں اس کی نسبت مؤلف کہتا ہے کہ اگر باقی احد الزوجین فرقہ ہائے اہل رد پر راست و مستقیم نہوں تو اس صورت میں۔ منہ ۵۹ اُن کے حصص لیکے۔ الخ۔ یعنی بصورت مذکور فریقین اہل رد کی مجموع حصص کو لیکر اُن میں مخرج اقل احد الزوجین کو ضرب دیکر راست کر لینا چاہیے کیا معنی کہ اگر مجموع حصص کو مخرج خورد مذکور میں ضرب دیجائے اگر وہ ہر فریق پر مستقیم ہو جائیں کہ جس فریق کے جسقدر سہام ہوں اسی فریق کو اسی قدر اُس سے مل جائیں تو تصحیح کامل ہو جائیگی مثال اس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۴۰/۸

| زوجہ یک کس | دختران ۴ نفر | جدات ۷ نفر |
|---|---|---|
| ۵ سہام | ۲۸ سہام | ۷ سہام |

کہ اگر کسی جگہ فرائض میں ایک زوجہ اور ۴ لڑکیاں اور ۷ جدات صحیحہ پائے جائیں تو اس صورت میں مجموع سہام دختران و جدات کے پانچ ہوں گے اور چونکہ زوجہ کو یہاں آٹھواں حصہ ملیگا لہٰذا اس کے مخرج اقل ۸ میں سے زوجہ کو ایک دیا گیا تو باقی سات رہے وہ سات عدد مجموع سہام پانچ پر مستقیم نہیں بلکہ کچھ ہیں لہٰذا اُن پانچوں مجموع سہام کو مخرج اقل زوجہ میں کہ آٹھ ہیں ضرب دیا تو چالیس ہو گئے اب وہ چالیسوں اُن سب پر مستقیم ہیں اور اُن میں کچھ باقی نہیں رہی کیونکہ جب اس میں سے آٹھویں حصہ کے پانچ سہام زوجہ کو دیے گئے تو ۳۵ سہام باقی رہے وہ پینتیسوں سہام بنات و جدات کے ہیں اور چونکہ اُن دونوں فریق کے مجموع سہام پانچ تھے اس لئے وہ پینتیسوں سہام اب ان پانچوں مجموع سہام پر مستقیم و درست ہیں کہ جدات کو پانچویں کے ۷ سہام پہونچے اور باقی ۲۸ سہام بنات کو رہ گئے جیسا کہ زیر دمیت تحریر ہے اور مجموع سہام بنات و جدات کے پانچ اس لئے ہیں کہ اگر کہیں صرف یہی دو فریق بنات و جدات پائے جاویں تو اس صورت میں مخرج بموجب قواعد تصحیح چھ سے ہوگا چھٹے کا ایک جدات کو اور اس کے دو ثلث کے چار بنات کو ملیں گے جب اُن دونوں سہام کو جمع کریں گے تو مجموع سہام پانچ ہو جائیں گے۔ پس انہیں پر باقی جنت راست کئے جاویں گے جیسا کہ مثال میں ظاہر ہو چکا فقط منہ

حاشیہ صفحہ ۴۳ نمبر ۱ کا بقیہ۔ ملاحظۂ نسبت بشمول دیگر فرقہ ہائے اہل رد کی تصحیح کی جائے گی جیسا کہ اسی فصل کے باب میں شرح میں بتا دیا گیا ہے اور اب پھر مکرر بغرض وضاحت بیان کیا جاتا ہے مثلاً اگر مثال مذکور میں بجائے یک زوجہ کے چار نفر زوجات ہوں تو مخرج مستقیم چالیس میں سے جو پانچ سہام زوجات کے ہیں وہ اُن پر منکسر ہیں لہٰذا اُن میں نسبت کا جو غور کیا تو۔ اس صورت میں اُن کے سہام و رؤس میں بھی نسبت کا غور کیا جائیگا اور بعد غور و

تبائن پایا پس ان کے عدد رؤس چاروں معتبر ہوئے چونکہ فریقین اہل رد کے عدد رؤس و سہام حاصلہ میں بھی نسبت کا ملاحظہ ہو کر دونوں کے عدد رؤس اصلی بدستور معتبر ہو چکے ہیں بدیں وجہ اب تینوں کی عدد رؤس چار و ۹ و ۶ میں پھر نسبت کا غور کیا تو ۹ و ۶ میں توافق بالثلث ثابت ہوا لہٰذا ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دیا تو اٹھارہ ہو گئے - اب ان اٹھارہ میں اور چار میں نسبت کا غور کیا تو توافق بالنصف پایا لہٰذا ان میں بھی ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دیا تو ۳۶ ہو گئے اب ان ۳۶ کو ۴۰ میں ضرب دیا تو ۱۴۴۰ ہوئے اور اگر ۹ و ۶ کی جگہ پیشتر ۴ و ۹ میں ہی نسبت کا ملان کیا جائیگا تو ان میں تباین ثابت ہوگا پس ۹ کو چار میں ضرب دی جائے گی تو ۳۶ ہو جائیں گے پھر ۳۶ میں اور ۶ میں نسبت کا غور ہوگا تو تداخل ثابت ہوگا بدیں صورت فریق کلاں ۳۶ معتبر ہو کر بدستور سابق ۴۰ میں ضرب پا کے وہ ۱۴۴۰ حاصل رہیں گے غرضکہ ہر طریق سے نتیجہ واحد ہوگا اب ۱۴۴۰ ہر سہ فریق کے ہر فرد پر ٹھیک منقسم ہیں جیسا کہ مدیت مندرجہ ذیل سے بخوبی ظاہر و روشن ہے -

مسئلہ ۱۴۴۰

| زوجات ۴ نفر | دختران ۹ نفر | جدات صحیحہ ۶ نفر |
|---|---|---|
| ۱۸۰ سہام | ۱۰۰۸ سہام | ۲۵۲ سہام |

زوجات کے سہام ۱۸۰ میں سے ہر زوجہ کو ۴۵ - اور دختران کے سہام ۱۰۰۸ میں سے ہر دختر کو ۱۱۲ - اور جدات کے سہام ۲۵۲ میں سے ہر جدہ کو ۴۲ ملتے ہیں جب ان سب کو جمع کریں گے تو وہی ۱۴۴۰ ہو جائیں گے لہٰذا تصحیح کامل ہے فتدبر - منہ

**۵۲** (الف) رد ہے ضد عول - الخ - یعنی اب یہ رد کی تعریف کرتا ہے کہ رد جس کا اس قدر ذکر ہوا کیا چیز ہے وہ ضد عول ہے کہ عول میں حصہ داروں کے حصے تنگ ہو کر گھٹ جاتے ہیں اور رد میں حصہ داروں کے حصے زائد ہو کر بڑھ جاتے ہیں جیسا کہ ملاحظہ میں آچکا - منہ

**۵۳** (ب) ہیں ذوی الارحام - الخ - اب یہ بیان ذوی الارحام کا شروع ہوا -

یعنی ذوی الارحام میت کے قریب رشتہ دار ہیں غیر نہیں ہیں لیکن وہ لوگ بیچارے نہ تو ذوی الفروض میں شمار ہیں اور نہ عصبات میں داخل ہیں کیونکہ کلام اللہ میں آیات توریث میں ان کا حق بیان نہیں فرمایا بدیں وجہ وہ لوگ ذوی الفروض و عصبات کی موجودگی میں محروم رہ گئے اور ان کا لقب ذوی الارحام دیا گیا پس جبکہ عصبات و ذوی الفروض اہل رد نہ ہوں گے اس وقت ان لوگوں کو میراث ملے گی جیسا کہ آگے شعر میں بیان ہے فتدبر - منہ **۵۳** مثل عصبہ - الخ - یعنی ذوی الارحام کی قسمیں مثل عصبات کے چار ہیں کہ قسم اعلیٰ کے ہوتے ہوئے قسم ادنیٰ کو کچھ نہیں ملتا ہے اور جس طرح عصبات کو باقی ماندہ ذوی الفروض دیا جاتا ہے اسی طرح ان باقی ماندہ اہل الزوجین تقسیم ہوتا ہے اور جب وہ نہوں تو سب ترکہ ملتا ہے پس قسم اول میں لڑکی کی اولاد اور وہ نہو تو پوتی کی اولاد اسی طرح نیچے تک یکے بعد دیگرے شامل ہیں - منہ **۵۴** دوسرے اجداد - الخ - یعنی قسم دوسری میں اجداد فاسد و جدات فاسدہ داخل ہیں جد فاسد و جدہ فاسدہ کی صفت پیشتر بیان ہو چکی ہے فتدبر - منہ **۵۵** تیسرے اس کی برادر زادیاں - الخ - یعنی تیسری قسم ذوی الارحام میں میت کی بھتیجیاں جو اس کی برادر زادیاں اناث ہیں ، شامل ہیں اور اسی طرح اس کے بھانجے اور بھانجیاں جو بہن کی اولاد ہیں وہ بھی شامل ہیں -

واضح ہو کہ بھتیجیاں اور بھانجے اور بھانجیاں خواہ حقیقی ہوں خواہ سوتیلے ہوں خواہ اخیافی ہوں وہ سب حق دار ہیں - منہ **۵۶** چوتھے الخ - یعنی قسم چہارم ذوی الارحام میں میت کی پھپیاں اور ماموں اور خالائیں اور چچا زاد بہنیں اور ان کے بعد ان کی اولاد شامل ہیں غرض کہ اس قسم کے اندر جد صحیح و جدہ فاسدہ دونوں کے کل فروعات جو کہ عصبات و ذوی الفروض میں شمار نہ ہوں وہ سب داخل ہیں - منہ **۵۷** بعد ہم - الخ - یعنی میت کی پھپی ماموں خالہ چچا زاد بہن اور ان کے بعد ان کی بھی اولاد نہ ہونے کی صورت میں میت کے ماں اور باپ دونوں کی پھپیاں اور ماموں اور خالائیں اور چچا زاد بہنیں بھی شامل ہیں جیسا کہ اوپر حاشیہ میں جتا دیا گیا کہ جدتین میں اوپر تک سب اجداد کی فروعات نیچے بعد دیگرے شامل ہیں بشرطیکہ سلسلہ صحیح ثابت ہو جائے - ۱۲ - منہ -

**حاشیہ صفحہ ۱۸۴ نمبر ۵** اور جو ہوں سب عورتیں - الخ - یعنی مساوات اصل و سلسلۂ قرابت کی صورت میں اگر کہیں ذوی عورتیں ہوں یا نرے مرد ہوں تو ان سب کو برابر برابر حصہ دینا چاہیئے بشرطیکہ ابوین میں سے ایک ہی طرف کے وہ سب ہوں اور اگر دونوں طرف کے ہوں تب ۱۲ - منہ - **۵۹** باپ کی قرابت الخ - یعنی باپ کی قرابت بہ نسبت ماں کی

کی قرابت کے ذوی الارحام میں قوی ہے کیا معنی کہ فائدہ حاصل کرنے میں باپ کی قرابت والے ماں کی قرابت والوں سے ذودرجہ میں بہتر ہیں اور اس کی تفصیل آگے مذکور ہے۔ ۱۲ منہ ۵۵ باپ والوں کو ہیں دو۔ الخ۔ یعنی ذوی الارحام میں جو لوگ میت کے باپ کی جانب سے رشتہ دار ہیں اُن کو دوہرا حصہ دیا جائے اور جو لوگ ماں کی طرف والے ہیں یعنی ماں کی طرف سے ذورحم میں میت کے ساتھ قرابت رکھتے ہیں اُن کو اکہرا حصہ دیا جائے اور یہ حصہ مردوں کو مردوں کے بالمقابل اور عورتوں کو عورتوں کے بالمقابل دوگنا دیا جائے مثال اس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۳

| خالہ یک | عمہ یک |
|---|---|
| ۱ | ۲ |

جبکہ عمہ اور خالہ ذوی الارحام میں پائی جائیں گی تو عمہ کو دو اور خالہ کو ایک دیا جائے گا اگرچہ عمہ علاتی ہو اور خالہ عینی ہو کیونکہ دو قرابتیں باعث نقصان ایک قرابت والے کی ہیں کہ وہ ایک ہی جانب میں ہوں مثلاً ایک عمہ عینی ہو اور ایک عمہ علاتی یا ایک خالہ عینی ہو اور ایک خالہ علاتی تو البتہ وہ دونوں عینی کے مقابلہ میں محروم ہو جائیں گے اور یہی لحاظ نیچے تک اُن کی اولاد میں رکھنا چاہیئے۔ منہ واضح ہو کہ ذوی الارحام کی تطبیق وتقسیم نہایت دشوار ہے اگر سلسلہ بعیدہ میں دونوں ماں باپ کی طرف ذوی الارحام لئے جائیں تو بیحد وشمار ذوی الارحام پیدا ہو سکتے ہیں اور نیز اُن کی تقسیم میں باہم صاحبین رح کا بہت بڑا اختلاف ہے جس کا بیان موجب خلجان وطوالت ہے اگر کبھی ایسا موقع پیش آئے تو دونوں اماموں میں سے جس کی تقسیم اُس صنف کے واسطے آسان تر ہو اُسی کے بموجب عمل کیا جائے۔ فتفہم۔ منہ ۵۵ وارثوں میں حمل بھی۔ الخ۔ یعنی اگر کوئی شخص مرے اور اس کے وارثوں کے منجملہ حمل بھی ہو تو اُس کا حصہ جتنا رفرائض کے بموجب ہوتا ہو اُسکو بطور امانت کے اُٹھا رکھیں اور جب وہ پیدا ہو جائے اس وقت اُس کے ولی مال کو سپرد کر دیں اور حمل کے حصہ کا بیان آگے ہے۔ منہ

## صفحہ حاشیہ ۱۸۵ نمبر ۲-

حمل میت۔ الخ۔ یعنی اگر حمل مذکور خود میت کا ہو تو وہ انتہائے مدت حمل تک پیدا ہونے میں وارث ہو سکتا ہے اور انتہائے مدت حمل دو برس ہیں۔ اور اگر وہ حمل میت کا نہو غیر شخص کا ہو کیا معنی کہ میت کے کسی عزیز کا مثل باپ یا بھائی وغیرہ کے ہو تو اُس صورت میں چھ ماہ کے اندر اگر پیدا ہو جائیگا تو اس میت کا وارث بنے گا اور اگر زیادہ میں پیدا ہوگا مثلاً چھ مہینے سے ایک ساعت زیادہ میں تو وارث نہ ہوگا۔ منہ ۵۵ دوسرے کا حمل ہو۔ الخ۔ یعنی اگر وہ حمل کسی اور شخص کا جو میت کے وارثوں میں ہو پایا جاوے اور خاص میت کا نہو تو اس صورت میں اگر وہ حمل اُس میت کے مرنے سے چھ مہینے کے اندر اندر پیدا ہو جاوے تب تو اُس میت کا وہ وارث ہو سکے گا اور اُس کے ترکہ سے فرض حصہ پائیگا اور اگر چھ ماہ کے بعد پیدا ہوگا تو اُس کا ترکہ اُس کو نہ ملے گا۔ منہ ۵۵ یعنی اسی طرح جو حمل کہ نصف بدن کی پیدائش تک زندہ رہے خواہ سر کی طرف سے پیدا ہو خواہ پیروں کی طرف سے پیدا ہو کیا معنی کہ اگر سر کی طرف سے پیدا ہو تو سینہ اور ہر دو بغل تک اُس کا زندہ رہنا شرط ہے اور اگر پیروں کی طرف سے پیدا ہو تو ناف تک اُس کا زندہ رہنا مشروط ہے کہ یہی دونوں مقام نصف حصہ بدن قرار دیئے گئے ہیں تو وہ مولود اس میت کا وارث بن کر اپنا حصہ فرض پائیگا اور پھر اپنے مرنے پر اپنے دیگر وارثوں کا مورث قرار دیا جاوے گا اور پھر اُس کا ترکہ اُس کے وارثوں میں از سر نو تقسیم ہوگا اور اگر دونوں حالتوں میں دونوں مقامات مذکور کے پیدا ہونے سے پہلے مر جائیگا تو وہ پھر وارث نہ ہوگا اور پھر ان صورتوں میں حصہ موقوفہ پہلے میت کے وارثوں میں مسترد کیا جائیگا کیا معنی کہ اگر میت کا خاص حمل دو برس کے بعد پیدا ہوا اور اُس کے کسی دوسرے عزیز وارث کا حمل چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا۔ یا کوئی مولود نصف پیدائش سے پہلے پہلے مر گیا تو ان سب صورتوں میں وہ وارث نہیں ہے اور اُن کا حصہ موقوفہ میت اول کے دیگر وارثان کو واپس دیا جائے گا۔ ۱۲۔ منہ ۵۵ مرد وزن میں ہے۔ الخ یعنی مرد اور عورت کی شناخت وتمیز اُن کی علامات بول سے ہوتی ہے کہ اگر کسی کے مبال پر آلۂ تناسل علامت مردی ہوگا تو اُس کو مرد کہتے ہیں اور اگر سوراخ بہ شکل مخصوص علامت زنی ہوگا تو اُس کو عورت کہیں گے اگرچہ وہ علامات محض صغیر اور اپنی خلقت اصلی سے کمتر ہوں۔ لیکن جس انسان میں کہ یہ دونوں علامات مردی وزنی کی موجود ہوں تو اُس شخص کو خنثیٰ بولتے ہیں پس اگر کسی موقع پر ایسا شخص وارثوں میں پایا جائے تو اُس وقت یہ دیکھیں گے کہ وہ شخص ہر دو علامات مذکورہ میں سے کس علامت سے پیشاب کیا کرتا ہے اگر وہ علامت مردی سے پیشاب کرتا ہو تو اُس کو مرد کا حصہ دیں اور اگر علامات زنی سے پیشاب کرتا ہو تو عورت

کا حصہ دیں۔ منہ ؎ بول کرتا۔ الخ۔ یعنی اگر وہ خنثی دونوں علامات مردی وزنی سے پیشاب کیا کرتا ہو تو اب یہ دیکھیں کہ سب میں پہلے اُسے پیشاب کدہرسے آیا تھا اگر پہلے علامت مردی سے پیشاب آتا ہو تو وہ مرد ہے اگرچہ اُس کے بعد پھر علامت زنی سے بھی پیشاب آئے اور اگر اُس کو پہلے علامت زنی سے پیشاب آئے تو وہ عورت ہے اگرچہ بعد کو علامت مردی سے ہی بول کرے۔ اور اگر اُس کے پیشاب میں بھی تقدیم و تاخیر نہ ہو بلکہ ہر دو علامات سے ایک ساتھ پیشاب آتا ہو تو ایسی حالت میں اُس کو اُس کے بالغ ہونے تک خنثی مشکل بولیں گے اس طرح اگر اُس میں کوئی علامت مردی اور زنی کی نہ ہو اور ناف کے مقام سے وہ پیشاب کیا کرتا ہو یا کسی اور خالی سوراخ سے جو ناف کے سوراخ کے مشابہ ہو اور عضو مخصوص علامت زنی کے ہمشکل نہ ہو۔ اُس سے پیشاب کرتا ہو تو وہ بھی خنثی مشکل ہے یہ اسوقت تک ہے کہ وہ جوان ہوا ہو اگر جوان ہونے پر مردوں کی سی ڈاڑہی نکلی یا علامت مردی سے اُسے احتلام ہوا یا کوئی عورت اُس سے حاملہ ہوئی تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ مرد ہے اور مردوں کا حصہ پائیگا اور اگر اُس کے عورتوں کی سی چھاتیاں اُبھریں یا علامت زنی سے ماہواری خون آیا یا اُسے کسی مرد سے حمل رہا تو کھل جائیگا کہ وہ عورت ہے اور اُس کو عورت کا حصہ ملیگا اور اگر جوان ہونے پر یہ دونوں علامات ظاہر ہوں مثلاً ڈاڑہی بھی نکلی اور چھاتیاں بھی اُبھریں تو اب وہ پورا خنثی مشکل ہے۔ اور اُس کے فرائض مشکل ہیں اس سے مطلب یہ ہے کہ اُس کا نام جو خنثی مشکل رکھا گیا ہے اُس کا باعث یہ ہے کہ اُس کے فرائض مشکل سے تقسیم ہوتے ہیں اور اُس کی مردی وزنی کی دریافت کیفیت میں مشکل واقع ہوتی ہے اور اُس کے فرائض جو مشکل ہیں وہ کیا ہیں اُس کا بیان اگلے شعر میں موجود ہے۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۸۶ نمبر ۵** اُس کی پیدایش سے الخ۔ یعنی مفقود الخبر کی پیدایش کے وقت سے لیکر ستر سال آیندہ تک اُسکے پس غیب جس قدر مورث مریں اُن میں سے ہر ایک کے ترکہ میں سے جسقدر حصہ اُس مفقود کو پہنچتا ہو وہ حصہ لیکر رکھتے جائیں اور اسی طرح اُس کا وہ ذاتی مال بھی اسی مدت ستر سال تک امانتہً علیحدہ رکھا رہے واضح ہو کہ اشاعت اول کنز الآخرۃ میں جو ہم نے مفقود کی پیدایش سے نوّے سال تک اُس کا انتظار کرنے کے واسطے کہا تھا اور اب اس اشاعت ثانی میں فقط ستر سال تک تحریر ہوا اُس کی وجہ یہ ہے کہ اس بارے میں فقہا کے درمیان اختلاف کثیر ہے بعض کے نزدیک یہ مدت ستر سال ہے اور بعض کے نزدیک نوّے سال اور بعض کے نزدیک اس سے بھی کم و بیش ہے ان میں فرائض شریفی جو فرائض میں ایک بہت بڑا مستند و معتبر فتاویٰ ہے اُسکا فتویٰ نوّے سال گزرنے ہی پر ہے اور دیگر فتاووں میں بھی یہی ہے لیکن صاحب ہدایہ کا فتویٰ ہو ستر سال گذرنے پر ہے اور یہی فتح القدیر اور جواہر اخلاطی وغیرہ کتب معتبرہ فقہ میں ہے اور یہی بات موید بالحدیث ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین۔ ترجمہ یعنی میری امت کی عمریں اکثر ساٹھ برس سے لیکر ستر برس تک ہونگی اور چونکہ اکثر کیواسطے ... حکم کل کا ہے پس جبکہ اکثر عمر اس امت کی ستر برس تک شرعی تو اُسی کا اعتبار ہوگا اور ستر برس کے بعد یہ سمجھا جائیگا کہ اب وہ زندہ نہیں ہے اور چونکہ اس زمانہ میں ویسے بھی عمریں بہت کم ہوتی ہیں اس لئے اس لحاظ سے بھی یہی ضروری ہے کہ قول سبعین پر فتویٰ ہو کہ یہی فقہائے متقدمین کا مفتی بہ ہے اور فی زماننا بھی اکثر مفتی مثل علامۂ بریلوی کے اسی پر فتویٰ دیتے ہیں لہذا ہم نے بھی ضرورت زمانہ پر لحاظ کرکے اسی کو اختیار کیا واللہ اعلم بالصواب ۱۲۔ منہ ؎ پھر وہ آجائے۔ الخ۔ یعنی پھر اگر وہ مفقود اس مدت موعود کے اندر واپس آجائے کیا معنی کہ اُس کی پیدایش سے ستر سال کے اندر وہ اپنے گھر لوٹ کر آجائے مثلاً اگر ایک شخص بیس برس کی عمر میں روپوش ہو کر لاپتا ہو گیا ہو تو اُس کے جانے کے وقت سے پچاس سال کے اندر اور اگر تیس برس کی عمر میں مفقود ہوا تو چالیس سال کے بیچ اور اگر چالیس برس کی عمر میں غائب ہوا ہو تو تیس سال کے اندر غرض کہ اسی طرح کم و بیش کو بھی سمجھنا چاہئے جب وہ اس مدت مذکور میں واپس آجائے تو اُس وقت اُس کو دونوں مال (ایک تو وہ جو اپنا ذاتی مال چھوڑ کر گیا تھا اور اُس کو امانتاً کسی معتبر شخص کے پاس رکھدیا گیا تھا اور دوسرا وہ مال جو ترکہ میں اُس کو اس کے مورثان سے ملتا رہے) وہ دونوں مال اب اس کو تمام و کمال دیدیے جائیں کہ اسی کے واسطے ہیں ۱۲۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۸۷ نمبر ۵** ہوں جو مسلم قید۔ الخ۔ یعنی جو مسلمان دار الحرب میں قید ہوں اور پھر اُن کے موت و زیست کی کچھ خبر نہ ملے تو اُن کا حکم بھی مثل مفقود کے حکم کے ہے ۱۲۔ منہ ؎ ہے یہ الخ۔ یعنی مسلمان قیدیوں کا حکم مفقود کا سا اُس وقت ہے جبکہ اُن کا کچھ پتہ یہ نہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے ۱۲۔ منہ ؎ ورنہ۔ الخ۔ یعنی اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ اُن کی موت و حیات کا بخوبی حال معلوم ہو تو وہ مسلمان ہیں۔ مسلمانوں کی طرح وارث بھی ہوں گے اُن کے کہ جو مورث اُن سے پہلے

مرے اگرچہ وہ مورث دارالاسلام میں مرے ہوں اور وہ مقیدیں مورث بھی ہوں گے اُن وارثوں کے جو اُن مقیدین کے مرنے کے بعد باقی رہے اگرچہ یہ سب وارث دارالاسلام میں ہوں کہ اختلاف ملک مسلمانوں میں مانع میراث نہیں اور یہ حکم اُس وقت تک ہے جبتک کہ اُنہوں نے اپنی حالت اسلام کو تبدیل نہ کر دیا ہو۔ ۱۲ منہ ۵۵ ہاں بدل دیں الخ۔ یعنی معاذ اللہ۔ اگر اُنہوں نے اپنا دین بدل دیا تو ایسی صورت میں البتہ وہ مرتد ہوجائینگے اور مرتد کا حکم اگلی فصل میں آتا ہے ۱۲۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۰۸ نمبر ۴ کا بقیہ** اسی طرح اگر ایک شخص مرے اور وارث اپنے ایک زوجہ اور ماں اور بیٹا چھوڑے اور تقسیم ترکہ سے پہلے زوجہ مرجائے اور اس زوجہ کا وارث بھی ایک بیٹا رہے یا ماں مرجائے اور اُس کا وارث بھی یہی پوتا رہے تو یہاں بھی طرز تقسیم بدستور وہی رہا کہ ہر صورت میں وہ باقی بعد الفرض کا مستحق ہوا لہٰذا ایسی صورتوں میں ۱۲ منہ

۵۵ پس اُسے تو چھوڑ کر۔ الخ۔ یعنی صورت مذکورہ میں میت ثانی کو چھوڑ کر باقی ماندہ وارثوں پر ترکہ تقسیم کرے اور میت ثانی کو کالعدم سمجھکر اُس کے نام کے نیچے کان لم یکن تحریر کرے مثال اُس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۲ — زید مورث اعلیٰ

| (پسر) عمر متوفی | (پسر) بکر موجود | (پسر) خالد موجود |
|---|---|---|
| کان لم یکن | ۱ | ۱ |

صورت مذکورہ میں زید مرا اور اُس نے اپنے تین لڑکے عمرو بکر و خالد ایک بطن سے وارث چھوڑے اُس کے بعد عمرو قبل تقسیم ترکہ مرگیا اور اُس نے بھی اپنے وہی دونوں بھائی حقیقی چھوڑے پس اس صورت میں عمرو کو داخل فرائض کرکے اُس کے نام کے نیچے کان لم یکن لکھدیا اور ترکہ باقیماندہ دونوں بھائیوں میں نصفا نصف کردیا دوسری مثال یہ ہے۔

مسئلہ ۶ — زید

| زوجہ متوفیہ (سعیدہ) | حمیدہ (مادر) | عمرو (پسر) |
|---|---|---|
| کان لم یکن | ۱ | ۵ |

تیسری مثال یہ ہے۔

مسئلہ ۵ — زید

| زوجہ (سعیدہ) | مادر متوفیہ (حمیدہ) | عمرو (پسر) |
|---|---|---|
| ۱ | کان لم یکن | ۷ |

ان دونوں مثالوں کا حال بیان سابق سے واضح ہے چوتھی مثال

مسئلہ ۴ — زید

| (زوجہ) سعیدہ | (مادر) حمیدہ | (بکر) برادر |
|---|---|---|
| ۱ | ۳ | کان لم یکن |

اس مثال چہارم کی صورت یہ ہے کہ زید متوفی نے ایک زوجہ اور ایک ماں اور ایک حقیقی بھائی چھوڑے پھر قبل تقسیم ترکہ اس بھائی نے انتقال کیا اور اُس کی وارث بھی یہی ماں رہی تو از انجا کہ اس کی موت و حیات سے صورت تقسیم کچھ نہیں بدلتی کہ جس سے ماں کے لئے دوسرا بطن قائم کریں اگر ایسا کریں تو بھی نتیجہ وہی ہوگا کہ زوجہ کو ایک ربع اور ماں کو ثلث پہلے میت سے اور باقی دوسرے میت سے ملیگا۔ اور اگر میرے سے میت ثانی کو کان لم یکن مانیں جب بھی حاصل یہی ہوگا اور دقت کچھ اُٹھانا پڑے گی اسلئے کہ زوجہ تو اہل رد سے نہیں ہے اُس کا حصہ ربع سے نہ بڑھے گا لہٰذا اس موقع پر میت ثانی کو کان لم یکن ہی کرنا اولیٰ و انسب ہے۔

پانچویں مثال یہ ہے۔

مسئلہ ۲ — ہندہ

| زوج زید | ام لیلےٰ | اخ عمرو | اخت سلمےٰ | اخت سعاد |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۱ | | | |

کلھم کان لم یکونوا

اس کی صورت یہ ہے کہ اول مسماۃ ہندہ نے اپنے شوہر زید اور ماں لیلےٰ اور بھائی حقیقی عمرو اور دو بہنیں حقیقی سلمےٰ و سعاد کو چھوڑ کر وفات پائی پھر قبل از تقسیم ترکہ عمرو مرا اور اس کے ورثہ یہی ماں اور دو بہنیں رہیں پھر سلمےٰ مری اور اس کے وارث یہی ماں اور بہن ہوئی پھر سعاد بھی مر گئی اور اس کی وارث یہی ایک خانہ خراب سیہ تاب مادر مسماۃ لیلائے ابتر باقی رہی اب اگر اس طریق پر مناسخہ کریں جیسا کہ مروج ہے تو اس کی صورت یہ ہوگی جو ذیل میں درج ہے اور جس کے قواعد کا بیان آگے چلکر مفصل ظاہر ہوگا۔

مسئلہ ۶ × ۵ ٪ ۱۰ × ۵ ٪ ۳۰۰ — ہندہ میت اولےٰ

| زوج زید | ام لیلےٰ | اخ عمرو | اخت سلمی | اخت سعاد |
|---|---|---|---|---|
| ۳ / ۹۰ / ۱۵۰ | ۱ / ۱۵ | ۲ | ۲ | ۲ / ۲۵ |

مسئلہ ۶ تروالی ۵ — عمرو میت ثانی — تباین — فی یدہ ۲

| ام لیلےٰ | اخت سلمےٰ | اخت سعاد |
|---|---|---|
| ۱ / ۱۰ | ۲ | ۲ / ۴۰ |

مسئلہ ۶ ترد والے ۵ — سلمےٰ میت ثالث — تباین — ۹

| ام لیلےٰ | اخت سعاد |
|---|---|
| ۲ / ۱۸ | ۳ / ۴۵ |

سعاد میت رابع — فی یدہا ۶۷

| ام لیلےٰ |
|---|
| ۱ / ۶۷ |

الاحیاء

| زید | لیلےٰ |
|---|---|
| ۱۵۰ | ۱۵۰ |

اس مناسخہ میں کسقدر طول ہو گیا اور مآل وہی ہوا کہ نصف زوج کو ملا اور نصف ماں کا رہا لہذا اول ہی سے بھائی اور بہنوں کو کان لم یکن کر دینا چاہیے تاکہ اتنی دقت و طوالت نہ ہو۔ اس بیان سے غرض یہ ہے کہ اکثر کتابوں میں جو کان لم یکن کے لئے یہ قید لگائی ہے کہ جو وارث مرا اس کے سب وارث وہی لوگ ہوں جو مورث اول کے تھے اور نیز یہ کہ وہ ورثہ سب ایک ہی جنس بھی ہوں اسوقت اس میت دوم کو کان لم یکن قرار دیکر باقی پر تقسیم کر دینا چاہیے سو یہ قید ضروری لازمی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے دو باتیں درکار ہیں ایک تو یہ کہ وارث کا وارث ---- مورث کے وارثوں کے سوا اور کوئی غیر نہ ہو۔ دوم یہ کہ طرز تقسیم نہ بدلے بلکہ درحقیقت صرف یہی ایک پچھلی شرط لازمی ہے۔ پہلی شرط بھی ہر جگہ لازم نہیں مثلاً مثال ثالث میں ام مری اور اپنی ایک دختر اور چھوڑی کہ وہ ورثہ مورث اول کے سوا ہے لیکن پھر بنت مری اور اس نے بھی اسی ابن الاخ اخیافی مذکور کے سوا اور کوئی وارث نہ چھوڑا تو بھی حاصل وہی ہوا کہ ثمن زوجہ کے بعد باقی سب اس کے ابن عمرو کو ملیگا اور اس کا مناسخہ یوں ہوگا

مسئلہ ۲۴ — زید

| زوجہ | ام | ابن |
|---|---|---|
| سعیدہ | حمیدہ | عمرو |
| ۳ | ۴ | ۱۷ |

مسئلہ ۲ — حمیدہ — فی یدہا ۴

| بنت (رشیدہ) | ابن الابن (عمرو) |
|---|---|
| ۱ | ۱ / ۲ |

مسئلہ ۱ — رشیدہ — فی یدہا ۱

| ابن الاخ |
|---|
| عمرو ۱ / ۲ |

مبلغ ۲۴

الاحیاء

| سعیدہ | عمرو |
|---|---|
| ۳ | ۲۱ |

الاختصـــــار

سیدہ ۱ — عمرو ۷

اس مناسخہ کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ اس میں کسقدر وقت وطوالت ہے اگر یہاں ام کو کان لم یکن کر دیا جائے تو ماں وہی نکلے اور وقت کچھ نہ رہے جیسا کہ مذیل سے ثابت ہو۔

مسئلہ ۸ — زید

| ابن | ام | زوجہ |
| --- | --- | --- |
| عمرو | حمیدہ | سیدہ |
| ۷ | | ۱ |

کان لم تکن لانہا خلفت ابن ابنہا عمرو دا منتہا رتبتین ودی ماتت ولم تخلف الا ابن ابنہا عمرو اوکان الحاصل واحدا۔

یہ بیان فتاوی رضویہ جلد نہم کتاب الفرائض میں خوب مشرح ہے اس میں کان لم یکن کی صورت میں عجیب عجیب تصرفات بدیعہ فرمائے ہیں ایسے کسی اور کتاب میں نہیں من شاء فلیرجع الیہا اس میں سے ایک صورت فرائض کے شائقوں کے واسطے لکھی جاتی ہے وہ یہ کہ مسمی احمد یار فوت ہوا اور اس نے ایک زوجہ حافظہ جان اور پانچ بیٹے۔ نیاز علی۔ محمد علی۔ کلن۔ محمد حسین۔ امیر علی اور چار بیٹیاں۔ احمدی بی بی جان۔ بنی جان۔ جیبن۔ وارث چھوڑے پھر حافظہ جان مری اور یہی بیٹے بیٹیاں وارث رہے پھر نیاز علی مرا اور یہی بہن بھائی وارث ہوئے پھر محمد علی مرا اور اس نے ایک زوجہ محبوبن اور دو بیٹے وزیر علی واحمد علی وارث چھوڑے ان میں سے پھر محبوبن بھی مری اور یہی دو بیٹے اس نے وارث چھوڑے پھر انہیں میں سے وزیر علی بھی مرا اور یہی بھائی وارث رہا پھر متقدمین میں سے امیر علی مرا اور باقی دو بھائی اور چاروں بہنیں وارث رہیں پھر جیبن پھر بنی جان نے انتقال کیا اور یہی بقیہ بہن بھائی وارث ہوئے پھر احمدی نے وفات پائی اور ایک شوہر حامد علی اور ایک لڑکا محمود علی اور ایک لڑکی محمدی وارث چھوڑی پھر ان میں سے حامد علی شوہر نے بھی بیٹا بیٹی چھوڑ کر انتقال کیا پھر محمود علی مرا اور یہی ہمشیرہ محمدی وارث ہوئی پھر متقدمین میں سے محمد حسین مرا اور اس نے ایک زوجہ آسودہ بیگم اور ایک بیٹا علی حسین اور دو بیٹیاں ایک ننھی اور دوم بتولن چھوڑیں پھر بی جان مری اور صرف کلن اسکا وارث ہوا پھر کلن مرا اور اس نے ایک زوجہ مونگا اور دو لڑکے واحد یار وحامد یار اور ایک لڑکی بسم اللہ چھوڑی۔ پس اس مسئلہ کو جس میں ۱۵ میت ہیں فتاوی مذکور میں صرف پانچ بطن سے تقسیم کیا ہے اس کی تصحیح اخیرا ۷۰ ہے اور بطن اول یوں تقسیم کیا ہے

مسئلہ ۳۶ — محمد یار

| بنت احمدی | ابن محمد حسین | ابن کلن | ابن محمد علی |
| --- | --- | --- | --- |
| ۵ | ۱۰ | ۱۵ | ۶ |

اسمیں باقی سب کان لم یکن کر دیئے گئے ہیں۔ فرائض داں حضرات اسپر غور فرمائیں۔ والسلام ومیراث الکل للملک العلام۔

## حاشیہ صفحہ ۸۹ نمبر ۱۰ کا بقیہ

مسئلہ ۱۲ — زید میت اول

| عم (عمرو) | مادر (زبیدہ) | زوجہ (ہندہ) |
| --- | --- | --- |
| ۵ | ۴ | ۳ |

مسئلہ ۳ — ہندہ میت دوم فی یدہا ۳

| برادر (سلیم) | خواہر (سلمی) |
| --- | --- |
| ۲ | ۱ |

مساۃ ہندہ کہ ایک وارث زید کی تھی وہ قبل تقسیم ترکہ مرگئی اور اس نے ایک خواہر اور ایک برادر مساوی درجہ کے اپنے وارث چھوڑے اور ان وارثوں کی تقسیم بحساب للذکر مثل حظ الانثیین ۱ تین کی تصحیح سے ہوتی ہے چونکہ میت اول زید کی تصحیح سے بھی اس کے ہاتھ تین ہی آئے تھے پس اب یہاں کچھ اور مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے انہیں تین کو میت دوم کی تصحیح قرار دیکر ایک بہن کو اور دو بھائی کو دیدیے جائینگے ۱۲ منہ ۵۱ وارثوں پر۔ الخ۔ یعنی جبکہ میت دوم کے وارثوں پر سہام مافی الیہ میت دوم صحیح منقسم ہوں کیا معنی کہ تصحیح میت دوم کا مخرج مسئلہ دوسرا اور مافی الیہ میت دوم کچھ اور ہوں و بالفاظ دیگر تصحیح میت دوم کے اعداد اس کے مافی الیہ سے مماثل نہوں بلکہ مخالف ہوں تب ۱۲ منہ ۵۲ غور کر نسبت کا الخ۔ یعنی جبکہ تصحیح و مافی الیہ میت دوم باہم متفق و متحد نہوں تو اس وقت میت ثانی کے مخرج مسئلہ اور مافی الیہ سہام حاصلہ میں نسبت کا ملاحظہ کریں کہ ان میں کیا نسبت ہے۔ ۱۲ منہ

## حاشیہ صفحہ ۱۹۰ نمبر ۴ کا بقیہ

اس مثال کی تشریح بخوبی اوپر کردی گئی اور دونوں میتوں کے ورثا کے سہام ٹھیک کرکے دکھا دیے گئے۔ فتنبہ۔ منہ ۵۵ اور مرے ہوں۔ الخ۔ یعنی اور اگر مورث و وارث دو کس سے زائد یکے بعد دیگرے قبل تقسیم ترکہ مرگئے ہوں کیا معنی کہ تین نفر یا چار نفر یا اس سے بھی زائد مرے ہوں۔ تب۔ منہ ۵۶ پھر یہاں بھی۔ الخ۔ یعنی متعدد اموات کی صورت میں بھی سابق کی مانند پیشتر میت اول و دوم کی مسئلہ کی تصحیح کریں۔ منہ ۵۷ کرکے پھر۔ الخ یعنی میت اول و دوم کی تصحیح کرکے ان دونوں تصحیح کو ایک سمجھ لینا چاہئے منہ ۵۸ پھر سوم کو مثل۔ الخ۔ یعنی پھر تیسرے میت کی تصحیح کرکے اس کو بجائے تصحیح میت دوم کے سمجھ کر وہی قاعدہ عمل میں لائے جیسا کہ میت اول و دوم کی تصحیح میں اختیار کیا تھا۔ منہ ۵۹ جتنے میت ہوں۔ الخ یعنی تین اور چار پر کچھ منحصر نہیں ہے چاہے جسقدر میت کیوں نہوں ان سب میں اسی طریق مذکورہ کے موافق عمل کرتا چلے اور پھر بعد اس عمل کے ان سب اموات کے پیچھے مد احیا کی کھینچکر جملہ اموات کے ورثا موجودین کو اس مد کے تلے لکھ کر ان کے سہام جہاں جہاں جس جس نے جتنے پائے ہوں سب جمع کرکے ہر ایک کے نام کے نیچے درج کردے۔ منہ ۶۰ مبلغ مخرج جو آخر۔ الخ۔ یعنی ترکیب مذکور کے بعد آخر کار جو مخرج کلاں نسب کا بنیگا اسے مبلغ کہتے ہیں یعنی انتہائے کار تصحیح یہاں تک پہنچی پس اسی مبلغ یا مخرج بالا سے ہر میت کے ورثہ اپنے اپنے سہام پالیں گے مثال اس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۷۲ / ۲۴ / ۸ — زید میت اول

| زوجہ | ابن | ابن | ابن | بنت |
|---|---|---|---|---|
| ہندہ | خالد از بطن ہندہ | بکر از بطن حبیبہ | ولید از بطن حبیبہ | سلمی از بطن حبیبہ |
| ۱ / ۳ / ۹ | ۲ / ۶ / ۱۸ | (۲) | (۳ / ۶) | ۱ / ۳ / ۹ |

مسئلہ ۳ — تباین — بکر میت دوم — فی یدہ ۲

| برادر حقیقی | خواہر حقیقی |
|---|---|
| ولید | سلمی |
| (۲ / ۴) | ۱ / ۲ / ۹ |

مسئلہ ۶ — توافق بالنصف — ولید میت سوم — فی یدہ ۱۰

| دختر | دختر | دختر | دختر | خواہر |
|---|---|---|---|---|
| حمیدہ | سعیدہ | مجیدہ | صالحہ | سلمی |
| ۱ / ۵ | ۱ / ۵ | ۱ / ۵ | ۱ / ۵ | ۲ / ۱۰ |

المبلغ ۷۲

الاحیاء

| ہندہ | خالد | سلمی | حمیدہ | سعیدہ | مجیدہ | صالحہ |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۹ | ۱۸ | ۲۵ | ۵ | ۵ | ۵ | ۵ |

شرح اس مثال کی یہ ہے کہ زید مورث اعلیٰ میت اوّل ہے اُس نے ایک زوجہ ہندہ اور تین لڑکے مسمیان خالد وبکر و ولید اور ایک لڑکی مسماۃ سلمےٰ دو بیبیوں سے وارث چھوڑے ان میں مسمی خالد ایک بی بی سے ہے اور باقی تین دوسری متوفیہ یا مطلقہ بی بی سے ہیں تو اس صورت میں مسئلہ ان آٹھ سے ہوا جن میں سے ایک سہم ہندہ کو جو خالد کی ماں ہے پہنچا باقی سات میں سے دو دو سہم تینوں لڑکوں کو اور ایک سہم لڑکی کو پہنچے یہ ترکہ تقسیم نہ ہونے پایا تھا کہ مسمی بکر فوت ہوگیا اور اس نے ولید برادر حقیقی و سلمیٰ خواہر حقیقی کو وارث چھوڑا یہ مسئلہ تین کے مخرج سے صحیح ہوا اُن میں سے دو سہام بھائی کو اور ایک سہم بہن کو پہنچا چونکہ بکر متوفی کے مافی الید از ترکہ میت اول صرف دو سہام ہیں اور اُن میں اور تین میں جو مخرج ثانی کے اعداد ہیں تباین ہے لہذا بموجب قاعدہ مذکورہ مخرج مسئلہ ثانی کے تین عدد کو مسئلہ اولیٰ کی تصحیح میں کہ آٹھ ہیں ضرب دیا تو حاصل ضرب چوبیس ہوئے اور یہ اِنہیں تین کو ہندہ و خالد و ولید و سلمیٰ وارثانِ موجود مورث اعلیٰ کے سہاموں میں ضرب دیا تو مسماۃ ہندہ و سلمیٰ کے ایک ایک کے تین تین اور خالد و ولید کے دو دو کے چھ چھ ہوگئے اور پھر میت دوم کے وارثوں کے سہام میں اس کے مافی الید کو ضرب کیا تو سلمیٰ کے دو ہوئے اور ولید کے چار ہوگئے اب یہ ترکہ بھی تقسیم نہ ہونے پایا تھا کہ ولید بھی مرگیا اور اس نے چار لڑکیاں اور ایک بہن وارث چھوڑی لہذا اس کا مخرج مسئلہ چھ سے ہوا چھ میں سے دو ثلث کے چار سہام چاروں لڑکیوں کو اور باقی کے دو سہام بطور تعصیب حقیقی بہن کو پہنچے اور ولید کے مافی الید ہر دو مسئلہ سے دس سہام ہیں اور اُن میں اور اس کے مخرج مسئلہ میں توافق بالنصف ہے پس وفق مسئلہ سوم کو کہ تین ہوتا ہے مسئلہ اولیٰ کی تصحیح میں کہ ۲۴ میں ضرب دیا تو حاصل ضرب بہتر ہوگئے اور اب وہی بہتر مسئلہ ██ کا مخرج ۷۲ قرار پایا۔ اس کے بعد انہیں تین کو جملہ سہام وارثان موجود میت اول و میت دوم میں بھی ضرب دیا تو میت اوّل کے وارثان میں ہندہ کے تین کے نو سہام اور خالد کے چھ کے اٹھارہ سہام ہوگئے اور سلمےٰ کے تین کے نو سہام ہوگئے اور میت دوم کے وارثان میں سلمیٰ کے دو کی جگہ چھ ہوگئے اب میت سوم کے وفق مافی الید کو کہ پانچ ہوتے ہیں اس کے وارثوں کے سہام میں ضرب کیا تو چاروں لڑکیوں میں سے ہر ایک لڑکی کے ایک ایک کے پانچ پانچ ہوگئے اور خواہر حقیقی سلمےٰ کے دو سہام کے دس سہام ہوگئے اور تقسیم تمام ہوئی اس کے بعد جملہ ورثا موجودین میت اول و دوم و سیوم کو ایک مدالاحیا کے نیچے لاکر ہر ایک کے سہام حاصلہ اُن کو دیئے گئے اس طرح پر کہ سلمےٰ جو تینوں بطن میں وارث ہوئی تھی اس نے بطن اوّل میں ۹ پائے تھے دوم میں ۶ سوم میں ۱۰ جن کا مجموعہ ۲۵ ہوا یہی ۲۵ زیر نام سلمےٰ لکھے اور باقی ورثہ نے ایک ایک ہر جگہ پایا تھا اُن کے وہی سہام اُتار لیے اُن سب کو جوڑا تو مجموعہ ۷۲ ہوتا ہے اور وہ مخرج بالا مورث اعلیٰ کے مطابق ہے جیسا کہ مثال مدات مذکورہ سے ظاہر و روشن ہے۔ فتامل۔ منہ۔ **واضح** ہو کہ طریقہ تحریر فرائض کا یہ ہے کہ ایک مد طویل میت کی کھینچکر اس کے وسط میں میت کا نام لکھیں اور اس مد کے نیچے ہر کے جملہ ورثا کے نام تحریر کریں اور ان وارثوں میں مد میت کے شروع میں سب سے پہلے زوجین میں سے ایک کو بعدہ دیگر ذوی الفروض کو لکھیں ان کے بعد میت میں پیچھے عصبات کو درج کریں اس کے بعد میت کے شروع عنوان میں مسئلہ کا لفظ تحریر کرکے اسپر اعداد مخرج تحریر کریں اگر اس مخرج میں تصحیح ہو کر اعداد بڑھ جائیں تو مخرج کے اوپر ایک خط کھینچکر اعداد صحیح کو لکھیں اسی کو مخرج بالا کہتے ہیں اس مخرج سے جس جس وارث کو جس قدر سہام پہنچیں وہ سہام ہر وارث کے نام کے تلے لکھدیں اور مناسخہ میں جسقدر میت مری ہوں اسی قدر مدات اُن کے نام تا وسطے اوپر لکھتے چلے جائیں اور بطون بالا میں میت دوم و سیوم و زیادہ کے ناموں کے نیچے ایک قوسی لکیر جس میں اُن کے سہام بھی آجائیں کھینچیں تاکہ اس سے انکا میت ہونا ثابت ہو اور ان کے سہام میں اُن کے مخرج مسئلہ کی ضرب نہ ہونے پائے اور آخر مد میت دوم و سیوم وغیرہ میں فی یدہ اور عورت کو فی ید ہا وغیرہ کو فی الید یا مافی الید یا اُس کا مخفف مف لکھکر اس پر اُن کے مافی الید سہام تحریر کردیں اگر فی یدہ یا یدہا کے بجائے اُسکا مخفف کرکے یوں تحریر کریں مف تو نفی پر نقطہ نہ لگائیں تاکہ صفر کا شبہ نہ دے مثلاً مافی الید ہوں اور یوں لکھا کہ مف تو ۵۰ کا احتمال ہوگا لہذا بے نقط تحریر کریں۔ اس کے بعد جملہ ورثا موجودین کو ایک مد الاحیا کے نیچے لاکر اُن کے سہام مقبوضہ جمع کرکے اُن کے تلے لکھیں اور الاحیا کے بیچ میں المبلغ لکھکر مخرج بالا مورث اعلیٰ کے اعداد تحریر کریں۔ فتامل۔ منہ۔۱۲

**تنبیہ** ۔ بعض وقت یہ ہوتا ہے کہ بطون میں تقسیم سابق جسطرح کی گئی اُن سے کمی ناممکن تھی مگر جب زیر مدالاحیا ہر ایک کے سہام مقبوضہ جمع کرکے لکھے تو ان میں باہم توافق ہوگیا کہ ہر ایک کو ہر ایک عدد کاٹ سکتا ہے اس عدد کو مابہ التوفیق کہتے ہیں اور فرائض میں حتی الامکان عدد اقل لیا جاتا ہے ایسی صورت میں مدالاحیا کے بعد مد اختصار کھینچے اور سہام ورثہ ثبت کرکے ہر ایک کے سہام مکتوبہ مد احیا اس مابہ التوافق مشترک پر تقسیم کرکے درج کرے یوں ہی مبلغ کو اس پر تقسیم کرکے یہ مبلغ دوم بالاے مد اختصار لکھے اور یہ فقرہ کی معمولی عبارت جو لکھی جاتی ہے کہ حسب شرائط فرائض ترکہ فلاں اتنے سہام پر منقسم ہوکر ہر وارث کو اسقدر سہم کہ مد احیا میں ہے

تمام لکھے ہیں ملیں گے اس میں بجائے سہام مخرج بالا سہام مبلغ و دوم تحریر کرکے اور مداحیار کے عوض مداختصار کا نام لے اس کی مختصر مثال کہ جن بطون میں اختصار کی ضرورت ہو یہ ہے - منہ

مسئلہ ۲۴×۴=۹۶ — زید — مسئلہ ۶ — نسرین — تماثین — صف ۵

| زوجہ | ام | بنت | اخت عینیہ | ام اسما | بنت یاسمین |
|---|---|---|---|---|---|
| حسینی | اسما | شیریں | نسرین | | |
| ۳/۱۲ | ۴/۱۶ | ۱۲/۴۸ | (۵) | ۱/۵ | ۳/۱۵ |

الاحیاء — المبلغ ۹۶

| حسینی | اسما | شیریں | یاسمین |
|---|---|---|---|
| ۱۲ | ۲۱ | ۴۸ | ۱۵ |

ان کو دیکھکر معلوم ہوا کہ تمام اعداد توافق بالثلث رکھتے ہیں لہٰذا مبلغ و سہام سب کو تین پر تقسیم کرکے مداختصار یوں سے لکھے -

الاختصار — المبلغ ۳۲

| حسینی | اسما | شیریں | یاسمین |
|---|---|---|---|
| ۴ | ۷ | ۱۶ | ۵ |

حسب شرائط ترکہ بتیس ۳۲ سہام پر منقسم ہو کر ہر وارث کو اسقدر سہم کہ بمداختصار اس کے نام لکھے ہیں - ملیں گے حسب شرائط فرائض سے مقصود یہ ہے کہ بر تقدیر صدق مستفتی و عدم موانع ارث و انحصار ورثہ فی المذکورین و صحت ترتیب اموات و تقدیم امور مقدمہ علی المیراث مثل ادائے مہر و دیگر دیون و انفاذ وصایا من ثلث الباقی بعد الدین ترکہ زید - الخ - اور ہمارے استاد مرحوم و مغفور اسکو اسطرح لکھا کرتے تھے - بعد ادای تقدیمہ علی الارث و بشرط خلو از جمیع موانع آں و بشرط انحصار وارثان در صورت مسئولہ (اور اگر مناسخہ ہو تو یہ عبارت اور زیادہ) و بشرط ترتیب صحت اموات - ترکہ متوفی مذکور - مثلاً برسی و دو ۳۲ سہام انقسام خواہد یافت مثلاً - چار سہام مسماۃ حسینی را و ہفت سہام مسماۃ اسما را و شانزدہ سہام مسماۃ شیریں را پنج سہام مسماۃ یاسمین را خواہند رسید واللہ اعلم بالصواب و عندہ علم الکتاب - ۱۲ منہ -

**حاشیہ صفحہ ۱۹۲ نمبر ۹** نرکو دو دو حصے دیں - الخ - یعنی اس وقت نرکو دو حصے دیے جائیں گے اور مادہ کو ایک یا جائیگا کیا معنی کہ بھائیوں کو اور دادا کو دوہرا اور بہنوں کو اکہرا حصہ بحساب للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور بہن بھائی اور دادا سب عصبہ بناسے جائیں گے لیکن یہ تقسیم مساوی برادران اس وقت تک نافذ ہوگی جبتک کہ دادا کو جملہ ترکہ کے چھٹے حصہ سے کم نہ ہونے پائے - ۱۲ منہ **۵۲** افضل الامرین - الخ - یعنی دادا کو جملہ ترکہ کے چھٹے حصہ سے کم - افضل الامرین کے یہ معنی ہیں کہ دو چیزوں میں سے ایک چیز کا افضل اور بہتر ہونا - پس مطلب یہ ہے کہ ایسی تقسیم کے موقع پر دو چیزوں میں سے جو چیز کہ افضل و اکمل ہوگی وہ دادا کو ملے گی اس کی تشریح آگے مذکور ہے - ۱۲ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۹۳ نمبر ۷** ثلث سے کمتر نہیں - الخ - یعنی تقسیم مذکورہ بالا میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زید بن ثابت کا اختلاف یہ ہے کہ دادا کا حصہ تہائی حصہ سے کم کبھی نہیں ہوتا جیسا کہ خلیفہ چہارم کے نزدیک چھٹے سے کم نہیں ہوتا ہے اسی طرح پر ان کے نزدیک تہائی سے کم نہیں ہونے پاتا - واضح ہو کہ حضرت علی مرتضیٰ رض و زید بن ثابت و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین ہے کے نزدیک دادا کے ساتھ بہن بھائیوں کا وارث ہونا تو متفق علیہ ہے ولیکن ان کی تقسیم میں ہر ایک کا اختلاف ہے حضرت علی رض کی تقسیم کی کیفیت تو مفصل اوپر بیان کر دی گئی اب زید بن ثابت کی تقسیم کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے ان کے نزدیک افضل الامرین میں تہائی سے کم دادا کو نہیں ہونا چاہئے پس ان کے اجتہاد کے موافق جبکہ فرائض میں بہن بھائی مل کر دو سے زائد ہوں کیا معنی کہ دو بھائی اور ایک بہن یا ایک بھائی اور تین بہنیں یا کہ ان سے بھی زائد جمع ہوں تب منہ **۵۵** ثلث کل دادا کو دیکر - الخ - یعنی بصورت مذکورہ دادا کو ایک تہائی مال کی دیکر باقی ترکہ بہن بھائیوں کو بحساب للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کر دینا چاہئے کیا معنی کہ جبتک فرائض میں ایک بھائی اور ایک بہن یا ایک بھائی اور دو بہنیں یا صرف دو بھائی میت کے پائے جائیں گے اس وقت تک تو نسبت کے دادا کو ان کے ساتھ شامل کرکے نرکو دوہرا اور مادہ کو اکہرا زید بن ثابت کے نزدیک بھی دیا جائیگا کیونکہ ایسی صورت میں دادا کے لئے افضل و بہتر

ہوگی یا اگر مساوی ثلث ہوگی اور اگر بہن بھائیوں کی تعداد مل کر دو بھائی سے زائد ہو جائے تو اس وقت دادا کو کل مال کی تہائی دیکر علیحدہ
کردیا جائے اور مابقیہ ترکہ بہن بھائیوں کو مطابق اُن کے حصص کے دیدیا جائے کہ اس صورت میں ایک تہائی مال متروکہ کی دادا کے لئے
مقاسمہ سے افضل و بہتر ہے۔ فتبنہ۔ منہ ۵۹ ہوں جو سوتیلے۔ الخ۔ یعنی اگر حقیقی بھائی اور سوتیلے بھائی میت کے دونوں موجود ہوں تو
اُس وقت حضرت زید بن ثابت رضہ کے نزدیک اُن دونوں قسم کے بھائیوں کے شامل دادا کی تقسیم ہوگی۔ منہ ۵۰ داخل تقسیم۔ الخ۔
یعنی سوتیلے بھائی دادا کی تقسیم میں سب داخل کرلئے جائیں گے۔ لیکن سوتیلے بھائی حصّہ پانے سے علیحدہ و بے بہرہ رہیں گے کیونکہ
حقیقی بھائیوں سے وہ محروم ہیں۔ منہ ۵۱ وہ ملے تھے۔ الخ۔ یعنی سوتیلے بھائی دادا کے مزید نقصان پہنچانے کے لئے تقسیم میں داخل
کئے گئے ہیں لیکن وہ خود اپنی ذات کے واسطے خائب و خاسر ہیں کیا معنی کہ بے بہرہ و نامراد ہیں۔ واضح ہو کہ سوتیلے بھائیوں کا اس تقسیم
میں اضراراً للجد داخل ہونا حضرت زید رضہ کے نزدیک ثابت ہے مگر حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ثابت نہیں جیسا کہ حضرت علی رضہ
کے اختلاف اجتہاد میں جتا دیا گیا ہے کہ داخل تقسیم علاتی نہیں اس سے یہی مراد ہے کہ حضرت مرتضےٰ رضہ کے نزدیک علاتی اضراراً للجد
تقسیم میں داخل نہیں کئے جاتے۔ منہ

**حاشیہ صفحہ ۱۹۴ نمبر ۸ کا بقیہ** مثال مسطورہ میں جبکہ شوہر کو چار میں سے نصف کے دو سہام دیئے گئے تو دو باقی بچے اُن میں سے ایک ایک بھائی اور دادا کو برابر برابر دیدیا گیا۔ پس اس موقع پر چھٹا حصّہ
دادا کو کل ترکہ کے چھٹے حصّہ سے اور باقی ترکہ کے تیسرے حصّہ سے افضل ہے کیونکہ مقاسمت میں یہ حصّہ اُس کو ترکہ کا چہارم ہاتھ آیا ہے اور
وہ کل ترکہ کے چھٹے حصّہ سے بہت زائد ہے اور اسی طرح پر بقیہ فرض دو باقی رہتی ہیں اور دو کا ثلث ایک سے کم ہوتا ہے اور مقاسمت میں اُس
کو پورا ایک حاصل ہوا ہے لہذا یا ایک عدد ثلث مابقی سے افضل ہے پس اس موقع پر مقاسمۃ ہی اُس کے لئے ہر صورت سے فائدہ بخش
ہے جو عمل میں لائی گئی اور اگر فرائض میں کہیں ایک دادا اور ایک جدہ صحیحہ اور دو بھائی اور ایک بہن پائی جائیں تو اس جگہ دادا کے واسطے
ثلث مابقی۔ مقاسمۃ اور سدس کل سے بہتر ہوگی اس طرح

مسئلہ ۱۸

| جدہ یک | ہمشیرہ یک | برادر یک | برادر یک | جدصحیح |
|---|---|---|---|---|
| ۳ سہام | ۲ سہام | ۴ سہام | ۴ سہام | ۵ سہام |

صورت مسئولہ میں مسئلہ ۱۸ سے تقسیم ہوا منجملہ جس کے چھٹے حصّہ کے تین سہام جدہ کو اور باقی پندرہ میں سے تہائی کے ۵ سہام جدصحیح کو دیئے
گئے تو دس بچ رہے وہ دسوں بہن بھائیوں پر موجب اُن کے حصوں کے بانٹ دیئے گئے اب جو دادا کو یہ پانچ سہام ملے ہیں اُن کو دیکھا
گیا تو معلوم ہوا کہ یہ پانچ کل ترکہ کے چھٹے سے بہت زائد ہیں اور مقاسمۃ میں اُس کو چار سہام سے کسر زائد ملتے لیکن یہ پانچ ان سے بھی
زائد ہیں پس اس موقع پر ثلث مابقیہ اُس کے واسطے سدس کل اور مقاسمت برادران سے زائد مفید ہے جو اُس کو عطا کی گئی یہ مثال ثلث
مابقیہ کی افضل ہونے کی تھی اور اگر فرائض میں کہیں ایک جدہ صحیحہ اور ایک جد صحیح اور ایک لڑکی اور دو بھائی پائے جائیں تو اس جگہ
کل ترکہ چھٹا حصّہ مقاسمت اور ثلث مابقیہ سے افضل ہوگا۔ اس طرح

مسئلہ ۱۲

| جدہ صحیحہ یک | جدصحیح یک | دختر یک | برادر | برادر |
|---|---|---|---|---|
| ۲ سہام | ۲ | ۶ سہام | ۱ | ۱ |

صورت مسئلہ مذکورہ میں بارہ کے مخرج سے تقسیم کی گئی منجملہ جس کے نصف کے چھ سہام لڑکی کو دیئے گئے اور چھٹے کے دو سہام جدہ کو اور چھٹے
کے دو سہام دادا صاحب کو بھی مرحمت ہوئے باقی رہے دو سہام وہ دونوں بھائیوں کو ایک ایک دیدیا گیا اب جو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ کل ترکہ کا
چھٹا حصّہ جو دو سہام ہیں وہ مابقیہ کے ثلث سے کہ ایک سہم اور دو ثلث سہم ہوتا ہے۔ زائد ہیں اور اسیطرح مقاسمت سے وہ بہتر ہے کہ اس میں
بھی ایک سہم سے ثلث سہم زائد دادا کو ملتا ہے پس یہاں کل ترکہ کا چھٹا حصّہ دادا کو دیا گیا کہ وہ دونوں سے افضل و بہتر ہے جیسا کہ زیر بد
میت تحریر ہے یہ تینوں مثالیں تینوں امور مذکورہ میں سے اپنے اپنے موقع پر ہر ایک کے افضل ہونے کے ہو گئیں۔ فتبنہ۔ منہ۔

۵۹ ہے اسی صورت سے ۔ الخ ۔ یعنی جد صحیح کی فرائض میں اسی صورت سے جا بجا ردوبدل ہے اور اس مقاسمت میں ایک طریق پر دارمدار نہیں ہے اور امام شافعی ؒ نے بھی اسی مقاسمت زید بن ثابت کے طریق پر عمل کیا ہے ۔ منہ ۶۰ شافعی ومالک ۔ الخ ۔ یعنی امام شافعی اور امام مالک ۔ دونوں صاحب اسی مقاسمت زید بن ثابت رض کے پیرو وتبع ہیں ۔ منہ ۔

**حاشیہ صفحہ ۱۹۵ نمبر ۴ کا بقیہ** تو ایسی صورت میں مفتی کو مناسب ہے کہ دادا کے ساتھ بہن بھائیوں کو شریک کر کے بموجب فتویٰ صاحبین کے مقاسمت پر عمل کرے تا کہ میت کے بہن بھائی اس کے ۔ سے ہمیشہ کے لئے محروم نہ ہو جائیں اور اگر ایسے وارث قوی دادا کے موجود ہوں جن سے میت کے بہن بھائی محجوب ہوتے ہیں بلکہ دادا کے بعد اس کے ترکہ میں میت ہذا کے یہ بہن بھائی بھی وارث ہو سکتے ہوں تو پھر اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ دادا کے ساتھ ان کو شریک کیا جائے ۔ بلکہ ایسے موقع پر سب ترکہ بموجب مذہب حنفی دادا کو دیدینا چاہئے کیونکہ یہ لوگ بعد وفات دادا کے خود اس کو پالیں گے پھر اس بات کی ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ بھائیوں کو بھی اس وقت شریک کیا جائے کس لئے کہ اگر اس وقت بری نزاد دادا کو ترکہ دیا جائیگا تو وہ بھی مال آخر انہیں کو مل رہے گا پس یہ کیا خوب موقعہ ہے ان دونوں باتوں پر وقتاً فوقتاً عمل کرنے کا اور اس موقع کا کسی فتاویٰ میں ذکر نہیں ہے صرف میرے استاد مولانا مرحوم ومغفور کا اجتہاد ہے ۔ منہ ۔

۶۱ پر تحقیق ہے وہی ۔ الخ ۔ یعنی اگرچہ مفتی کو یہ اختیار ہے کہ اگر کسی موقع پر دادا کے ساتھ بھائیوں کو شریک کر کے تقسیم عمل میں لائے تو صاحبین کے قول مذکور کے موافق وہ فتوے دے سکتا ہے لیکن محقق یہی بات ہے کہ تابامکان قول امام ہی پر فتویٰ دے جیسا کہ پہلے ایک حاشیہ میں اور نیز متن میں جتا دیا ہے کہ اصل ومفتی بہ مذہب امام ہی کا ہے اور اس پر اتفاق فقہا وائمہ افتا کا ہے ۔ ۶۲ القول ما قالت حذام ۔ یہ عرب کی ایک مثل ہے جیسا کہ عرب کے شاعر نے کہا ہے اذا قالت حذام فصدقوها فان القول ما قالت حذام حذام محبوبہ کا نام ہے ۔ یعنی جب محبوبہ کوئی بات کہے تو تم اسے سچ جانو کہ در اصل بات وہی ہے جو محبوبہ نے کہی ۔ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں ؎ اذا قال الامام فصدقوہ ۔ فان القول ما قال الامام ۔ یعنی جب امام کوئی بات ارشاد فرمائیں تو تم اس کی تصدیق کرو کہ اصل قول وہی ہے جو امام ارشاد فرمائیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ میں بھی قول امام ہی کی تقویت فرمائی ہے اور مقاسمہ کی صورت میں یہ مواقع اس میں تجویز کئے ہیں کہ اگر دادا غنی اور بھائی مفلس ہوں تو مقاسمہ کرے اور اگر بھائی بدچلن ہوں کہ انہیں مال دینا ان کی بدچلنی پر اعانت کرتا ہے تو دادا نیک بخت وصالح ہو تو قول امام پر فتویٰ دے اور اگر عکس ہو تو فتویٰ بھی بالعکس ہو ۔ اور اگر دادا سخی ہو کہ اکثر مال اس کا امور خیر میں صرف ہوتا ہو اور بھائی بخیل ہوں تو قول امام پر فتویٰ دے اور اگر بھائی سخی ہوں اور دادا بخیل ہو تو مقاسمہ کرے ۔ ۱۲ ۔ منہ

# مناجات از مؤلف

کے بود یارب کہ صورت را بمعنےٰ آورم
کے ز شوقِ رویت بیت اللہ و بیت الرسول
چوں رسم لبیک گویان در حریم کبریا
اینک آہ و آں با شتک وایں بعد ز و آں بخاک
چشم افتد چوں ببام کعبہ از سودائے دل
باز در تسبیح و در تہلیل رب ذوالجلال
بشکنم زنار نفس و ہر حلقوم و سرش
گہ بطوف کعبہ پروانہ کنم شیدائے شمع
در مقام پاک ابراہیم گہ سازم قیام
گاہ در مسعےٰ دوم از خود رماں دیوانہ وار
گاہ بر زمزم بدم ولوسے کشم با زمزمہ
گہ درونِ خانہ کعبہ شوم دلدار جو
گہ جبیں سایم بخاکِ آستانش از نیاز
گاہ بر دامانِ کعبہ چشم و رو مالم بشوق
گہ ز بیم و خوف عصیاں خوں بگریم زار زار
گاہ بر باب السلام آیم ز حق زنہار خواہ
باز از آنکہ بپائے سر روم سوئے حبیب
تا رسم در کوئے او یا جان و ہم بر بوسے او
چوں بیابم نکہت زلفِ معنبر در دماغ
یا رسول اللہ ترا خود بخوان ایں بندہ را
یا حبیب اللہ وصفت من چہ گویم ناقصم
چوں رسیدی در شب معراج بر اوج کمال
صد ہزاراں رحمت و برکات و صلوات و سلام
پیش اعمال گر روز جزا شدائے حمید

جان بر طیبہ برم رو سوئے بطحا آورم
سر برہنہ پا برہنہ عزم صحرا آورم
آہ و درد و سوز دل را نذر مولا آورم
سینہ و چشم و لب و سر را بسودا آورم
نعرۂ اللہ اکبر بے تحاشا آورم
وجد سازم نغمہ ہا گویم سخنہا آورم
خنجر لا آورم منشار الا آورم
گہ ببوسِ سنگ مجنوں را بلیلےٰ آورم
سجدہ ہا گاہے بخاکِ آں مصلےٰ آورم
در نشیب آیم گہے ۔ گہ رو ببالا آورم
مردہ دل را جان و جاں را نور افزا آورم
ہمچو بلبل در ہوائے گل طلبہا آورم
گہ دلِ پر شور را قربان و شیدا آورم
سر بزیر پرچم انا فتحنا آورم
گاہ واویلا و آہ و شور و غوغا آورم
گہ بباب رحمت استغفار و توبہ آورم
سر بفرش راہ و پا بر چرخ اعلےٰ آورم
بر سر ناقہ حدی خواں رو بعذرا آورم
رقص سازم چوں سایم وا غلیلا آورم
تا سرِ کے نذرِ سگِ دربان والا آورم
در بیانِ وصف تو لیلین و طٰہٰ آورم
گفت حق قرب تو او ادنیٰ حبیبا آورم
بہ ریشان پاکت است آرام جانہا آورم
من شفیع خود جناب مصطفےٰ را آورم

سلہ پروانہ مراد از دل طواف کنندہ و شمع مراد از خانہ کعبہ سلہ مجنوں مراد از ذات خود و لیلےٰ مراد از سنگ اسود سلہ مسعےٰ درمیان صفا و مروہ جائیست کہ در آں سعی میکنند

تاریخ طبع ثانی کنز الآخرہ عرف شریعت نامہ از جناب صاحبزادہ محمد عبد القدوس خانصاحب متخلص بہ فرحت

خلف ارجمند افسر جنگ بہادر ریاست ٹونک دام لطفہ

دوبارا ہوا طبع شریعت نامہ
مضمونکی لطافت تو ہی خود ہی لکو سرور

ہی آرزو مقبول کرے رب مجید
معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہی گلشن جاوید

ہر صفحہ میں دریا ہی معانی کا رواں
از سال سن ہجریہ سی تو ای فرحت

ہر سطر میں ہیں در مضامین پدید
کیا فیض کا چشمہ ہی تالیف حمید

۱۹۱۳ ۔ ۱۳ ۔ ۱۹۱۳

نمقہ عبدہ المذنب محمد عبد الحمید عفی عنہ بماہ دسمبر ۱۹۱۳ء

هذا ما كتبه على كنز الآخرة العبد المذنب الراجي الى رحمة ربه الغفار

محمد اعظم بن محمد يار الحنفي مذهباً والقادري مشرباً غفر الله له ولمن سعى

وما سعاه واوصله الى ما يتمناه ساكن البلدة التي تسمى بميره وال صانها

الله عن التقلب والزوال

بسم الله الرحمن الرحيم

اشهدك يا رب على اخلاصي وحبي لمصنف هذا الكتاب ولم اظهره اذ هو من جملة المخلصين المحبين
لحبيبك محمد صلى الله عليه وآله وسلم فقلبي لديه ولداره — اللهم زد فزد ولا تنقص شيئاً مما يليق لمن هو
يحب حبيبك — روحي فداك يا مداح المصطفى بكمال الشوق قبل الله اخلاصك وكمل نصيبك —
انت الذي فار ماء بحر عشقك فسقيت منه مزارع قلوب العاشقين فروت — وابردت به نار اكباد العاشقين
فخمدت — فزت بمرامك ووصلت الى مقامك في حضور النبي عليه وآله التحية والثناء — اذ صليت و
سلمت عليه في كتابك نداء العاشقين كما هو دابهم في الآداب بحرف الياء — يا محب حبيب الله
بارك الله فيما لك واوصلك الى ما تريد — اعلى الله شانك واذل شانئك واعاذك من كل شيطان
مريد — حفظ مالك وآلك من كل عات منكبر ومن كل حاسد عنيد — ادام الله نجم اقبالك طالعة
بكرمه المخصوص للعبيد — فانت من عباده المؤثرين في سبيله لازال شمس طالعك بازغة على
افق العلى يا عبد الحميد — املأ الله قلبك بنور وجهه واقر عينك بجمال حبيبه اذ انت قريب
الله لان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يحب محبيه فيكون حبيبه حبيب الله — كيف
لا وامر الله جل جلاله لحبيبه قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله — فانت حينئذ
يا مداح النبي صلى الله عليه وآله وسلم تكون محبوب الافئدة وممدوح الافواه — لان جبرائيل
ينادي ان فلاناً احبه الله فاحبوه يا اهل الدنيا لحديث المسلم كما رواه — فبشرى للمؤمنين اذ من عليهم
المصنف بتصنيف الكتاب المسمى بكنز الآخرة — واطباعه بصرف المال ووقفه بطيب الخاطر بطبع الحاتمي

(ساکن تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ)

جاء بحمد الله هو کاسمه فیه خیر کثیر و برکة وافرة۔ فویل للقاسیة قلوبهم لذکره وللعامیة عیونهم عن ادراک نوره ولمن تکون همّته الی وصول الیه قاصرة۔ یستبشر بحفظ مالک ونیل منالک کل وجه ناضرة۔ وینظر بنظر الایقان ونور الایمان کل عین ناظرة۔ سمعتُ مقام الزّیارة منه لما سمعت اوّل مرّة۔ فاخذ لی ما یاخذ الکرماء عند ذکر الحبیب ووجدت ما وجدت (ولی هذا وان اسمع کرّة بعد کرّة۔ الله الله اخلاص المصنّف وذوقه وهو الفاضل الشّریف الفقیه النّبیه۔ و کل اناءٍ یترشّحُ بما فیه۔ قوله مقبول واجره ماٴمول۔ کتاب کافٍ المسائل الدینیه۔ حاو لوما ئل الشّرعیّه۔ لم یر مثله عین ولم یسمع عدله اذنٌ۔ نظمه نظم الجواهر ونثره نثر الدّرّ یحرم عنه کلّ مُریبٍ لئیم۔ ویُعلم به کلّ لبیب حکیم۔ صنفه الحبر النحریر الرئیس الامیر۔ مالی وله و انا الفقیر الحقیر۔ این الارض وطلقها۔ واین السّماء وبرقها۔ وفی مثل الهندیة فالجواد ومامرقها أُحبّ کلّ محبٍّ لله من غیر نکیر ولا نور لا دیرلی ولا دور۔ لا انا رئیس ولا (بحمد الله) مرؤس۔ عافانی الله من کلّ غبی عبوس۔ حبّی له والله لیست لدنیاه بل لدینه۔ وحسن یقینه۔ وخدمته للاسلام۔ وثناءٍ علی خیر الانام۔ صلوٰة الله علیه واٰله ما دام اللیالی والایام۔ فانّها خیر الاعمال من الرّجال۔ واحسن الاشغال لاهل الفضل والکمال۔ ولولا انی علیل کسیل لزرته۔ وباخلاصی له طفته۔ ارضیتُ جنانه۔ وقبّلتُ لسانه۔ کما فعل السهل بابی داؤد۔ حیث سافر الیه بالجهد المجهود۔ ولکن البُعد مانعٌ وقلبی له بالدعاء قانعٌ۔ جزاه الله خیر الجزاء۔ وصلوٰة الله علیٰ خیر الانبیاء۔

| | |
|---|---|
| انی اطلعت علیٰ کتاب باهر | فی خدمة للشرع وهو مبجّلٗ |
| حسن العمام حبیبنا عبد الحمید به | حاز الثنا ان اجملوا او فصّلوا |
| لاغرو فهو العَلَم للعلم الذی | همت لمدحته الفحول وطوّلوا |
| هذا المؤلَّف فیه حقّ نافع | وبه اری اهل الکلام تحمّلٗ |
| همت منافعه الوریٰ بالطبع اذ | قد تمّ تالیفا وفضلٗ اکملٗ |
| لما انتهی طبعا فقلت الفیز مه | تم الکتب وراح منه الاعلٗ |

تم الکتاب وراح منه الاعلال
١٣٤٣ ٢١٥ ٩٥ ١٣٤